# Ishq Ne Ki Wafa

## By Farwa Khalid

" انابی.... انابی کہاں ہیں آپ. "

خانی کی آواز پر ماہناز بی بی نے اپنی تکلیف دہ سوچوں کو جھٹک کر آنسو پونچھتے ہاتھ میں پکڑی تصویر کو فوراً دراز کے اندر چھپا دیا تھا.

" انابی آپ یہاں بیٹھی ہیں اور میں آپ کو پورے گھر میں تلاش کر رہی ہوں. "

خانی ماہناز بی بی کو روم میں پا کر مسکراتے ہوئے آگے بڑھی. خانی کے قریب آنے سے پہلے ہی ماہناز بیگم بہت ہی محتاط انداز میں اپنے آنسو صاف کر چکی تھیں.

" . میرا بچہ واپس آ گیا. کیسی رہی شاپنگ تم دونوں کی "

.خانی کی جانب محبت سے بانہیں پھیلا کر وہ مسکراتے ہوئے بولیں

جنہیں ہمیشہ کی طرح اپنے لیے کھلا دیکھ خانی اُن میں سما گئی تھی. ہمیشہ ماہناز بیگم کی نرم گرم آغوش میں آ کر وہ اپنی ساری تھکن بھول جایا کرتی تھی.

انابی آپکو پتا ہے نا. میں اور عینا اِس بار ویکیشنز کے لیے سوئٹزرلینڈ جا رہی " تھیں. بھیا نے ٹکٹ بھی بک کروا دیئے تھے. مگر عینا میڈم کا آج اچانک موڈ بدل گیا اُس کا کہنا ہے کہ ہر بار دوسری کنٹری جاتے ہیں. اِس بار اپنے ہی ملک کی سیر کیوں نہ کی جائے.

مجھے تو اُس کا یہ آئیڈیا بلکل بھی پسند نہیں آیا مگر اُس نے اتنا فورس کیا کہ اُس کی خواہش دیکھ مجھے ماننا پڑا. آپ جانتی تو ہیں اُسے اگر اُس کی بات نہ مانی جائے تو کتنا تنگ کرتی ہے. اِس لیے اب ہم دونوں سوئٹزرلینڈ نہیں بلکہ بلوچستان جا رہی ہیں. ابھی ہم دونوں شاپنگ کرنے نہیں بلکہ بھیا کے آفس اُنہیں منانے گئی

تھیں. اب پلیز بھیا کی طرح آپ بھی ہم پر مت ہنسیے گا کہ بلوچستان بھی کوئی گھومنے پھرنے والی جگہ ہے. "

خانی اپنی ہی دُھن میں نان سٹاپ بولی جا رہی تھی.

اپنی بات کے اختتام پر انابی کے چہرے پر میران جیسے تاثرات دیکھ خانی جلدی سے بولی.

لیکن خانی کی بات سن کر مہناز بیگم کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات کے بعد اب ایک خوف سا واضح ہوا تھا. جسے اپنے دھیان میں خانی دیکھ نہیں پائی تھی.

" تو کیا میران بیٹا آپ لوگوں کو وہاں بھیجنے پر مان گئے. "

ماہناز بیگم نے جواب جانتے ہوئے بھی اپنی تسلی کے لیے ایک بار پوچھا تھا. کیونکہ اُن معلوم تھا میران کبھی بھی خانی کا اِس طرح اکیلا وہاں نہیں بھیجے گا.

" بھیا نے پہلے تو صاف انکار کر دیا مگر پھر ہم دونوں کی پورے دو گھنٹوں کی محنت کے بعد مان گئے. آپ جانتی تو ہیں وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتے. "

ماہناز بیگم نے جھٹکے سے سر اُٹھاتے بے حد حیرانگی اور بے یقینی سے خانی کی جانب دیکھا تھا.

اُنہیں یقین نہیں آیا تھا کہ میران اسجد بلوچ ساری حقیقت جانتے ہوئے بھی اپنی لاڈلی بہن کو اِس طرح اکیلے بلوچستان کیسے بھیج سکتا ہے.

" انابی کیا ہوا ہے. آپ کو خوشی نہیں ہوئی یہ بات سن کر. "

خانی کو لگا تھا کہ ماہناز بیگم یہ خبر سن کر بہت خوش ہونگی مگر اُن کے چہرے پر اِس کے بلکل بر عکس تاثرات دیکھ خانی کی خوشی ماند پڑی تھی.

" بیٹا آپ کو کیا لگتا ہے. میں آپ کے اِس طرح اکیلے بلوچستان جانے پر خوش ہونگی. وہاں موجود ہستیوں کے بارے میں جانتے ہوئے بھی. "

ماہناز بیگم کی آنکھوں میں ایک دم سے ویرانی اُتر آئی تھی. خانی اُنہیں اپنی جان سے بڑھ کر عزیز تھی. وہ اُسے زرا سے بھی خطرے میں نہیں دیکھ سکتی تھیں.

"اوہوانابی کونسا میں اُن لوگوں کے پاس جارہی ہوں. میں اُن کے علاقے میں جاؤں گی ہی نہیں. تو اُنہیں کیسے پتا چلے گا کہ خانی اسجد بلوچ بلوچستان میں آئی ہوئی ہے یا نہیں. "

خانی لاپرواہی سے مسکرا کر کہتے ماہناز بیگم کا ہاتھ بہت ہی عقیدت اور محبت سے تھامتے بولی. جن کی نظریں اُس کے خوشی سے چہکتے گلابی چہرے پر تھیں. اِس خوشیوں سے جگمگاتے چہرے کو دیکھ کر ہر بار کی طرح اُنہوں نے اب بھی ایسے ہی اِس چہرے کی رونق اور شادابی برقرار رہنے کی دعا کی تھی.

خانی کی بات سن کر بہت دقت سے وہ مسکرادی تھیں. وہ خانی سے اِس بارے میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں. کیونکہ جانتی تھیں وہ بہت ساری حقیقتوں سے انجان ہے. اِس لیے وہ کچھ بھی بول کر اُسے وقت سے پہلے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھیں.

اُنہیں جو بات بھی کرنی تھی میران اسجد بلوچ سے کرنی تھی. جس سے اُنہیں اِس نادانی کی توقع بلکل بھی نہیں تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" میران مجھے بلکل بھی اُمید نہیں تھی کہ آپ خانی کی وہ ضد بھی پوری کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے. جو اُس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے. آپ کو کیا لگتا ہے کہ خانی بلوچستان میں قدم رکھے گی اور وہ سب لوگ انجان رہیں گے. "

ماہناز بیگم میران کے گھر آتے ہی فوراً اُس کے کمرے میں آگئی تھیں. خانی کی سگی ماں نہ ہونے کے باوجود اُنہوں نے اُسے سگی ماں سے بڑھ کر پیار دیا تھا. وہ اُسے اپنے کلیجے کا حصہ سمجھتی تھیں. جس کو وہ زرا سی بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھیں.

انابی کی جانب دیکھتے میران اُن کے چہرے پر اُمڈ آنے والا خوف اور اُن کی اندرونی کیفیت اچھے سے سمجھ سکتا تھا. وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اِس وقت کس قدر اذیت کا شکار ہیں.

" انابی آپ اتنا سٹریس مت لیں. آپ جیسا سوچ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہو گا. بلوچستان بہت بڑا ہے. پہلی بات تو اُن لوگوں کو خبر بھی نہیں ہو گی. کہ خانی وہاں آئی ہوئی ہے. اور اگر اُنہیں پتا چل بھی گیا تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا. وہ لوگ چاہ کر بھی میران اسجد بلوچ کی بہن کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے. میں خانی کو پوری سیکورٹی کے ساتھ بھیج رہا ہوں. میرے آدمی ہر وقت اُس کے آس پاس موجود ہونگے. "

میران ماہناز بیگم کو دونوں کندھوں سے تھامتے پُر یقین لہجے میں بولا تھا. مگر اُس کی کوئی بھی بات ماہناز بیگم کی تسلی نہیں کر پائی تھی.

" بیٹا اگر آپ اتنے یقین سے کہہ رہے ہو تو ایسا ہی ہو گا. مگر میں اُن لوگوں کے درمیان رہ کر آئی ہوں. اُن کی طاقت سے واقف ہوں. اُن کی درندگی اور

حیوانیت دیکھ چکی ہوں. میں نہیں چاہتی میری نازک سی خانی اُس کا ایک فیصد بھی برداشت کرے . "

اپنے ماضی کے اذیت بھرے لمحے یاد کر کے انابی کی آنکھوں سے بہت سارے آنسو ٹوٹ کر اُن کی سیاہ چادر میں جذب ہو گئے تھے.

مگر وہ میران کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھیں. اِس لیے فوراً سے اپنے آنسو صاف کرتے مُسکرا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" میری دعائیں ہمیشہ میرے بچوں کے ساتھ ہیں. آپ نے ہمیشہ اپنی چھوٹی بہن کی حفاظت کی ہے مجھے پورا یقین ہے اِس بار بھی ایسا ہی ہو گا ."

دل میں بار بار آتی منفی سوچوں کو جھٹکتے ماہناز بیگم نے میران کو کہتے جیسے خود کو یقین دلایا تھا.

میران نے اثبات میں سر ہلاتے اُن کی بات کی تصدیق کی تھی. اُس نے آج تک اپنی بہن کی کوئی خواہش رد نہیں کی تھی پھر یہ کیسے کرتا.

"بیٹا آپ فریش ہو کر آجاؤ میں کھانا لگواتی ہوں. اور زرا خانی کو بھی دیکھ لوں میں. اپنے کمرے میں پتا نہیں کیا اودھم مچار کھا ہے اُس نے. "

ماہناز بیگم کی بات کے جواب میں مُسکرا کر سر ہلاتے میران واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

"تھینک گاڈ انابی آپ آ گئیں. ابھی میں آپ کے پاس ہی آنے والی تھی. پلیز میری ہیلپ کریں نا. میں کونسے ڈریسز ساتھ لے کر جاؤں. وہاں کا موسم ستمبر میں کیسا ہوتا ہے. ٹھنڈا یا گرم. "

خانی چہرے پر ایسے تاثرات لیے کھڑی تھی کہ جیسے یہ اُس کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہو. جو کہ اُس کی اِس وقت حالت دیکھ کر لگ بھی رہا تھا.

وہ ہمیشہ اپنے لیے چھوٹی سی چھوٹی چیزوں کی چوائس کے لیے انابی کی رائے ضرور لیتی تھی. چاہے اُنہیں اُس بات کے بارے میں کچھ پتا ہو یا نہ ہو.

مگر آج وہ اُن سے جس بارے میں پوچھ رہی تھی. اُس بارے میں تو وہ اُسے اچھے سے گائیڈ کر سکتی تھیں.

" بلوچستان میں ستمبر کے موسم میں نہ تو زیادہ ٹھنڈ ہوتی نہ ہی گرمی. پاکستان کے باقی علاقوں کی طرح وہاں بھی سردی کی شروعات ہو رہی ہوتی ہے. "

انابی نرم سی مُسکراہٹ کے ساتھ اُسے یہ باور کرواتے بولیں کہ بلوچستان بھی پاکستان کا حصہ ہے جہاں کا موسم بھی تقریباً باقی جگہوں کے جیسا ہی ہوتا ہے.

" تھینکیو انابی. لو یو. "

خانی محبت سے انابی کا گال چومتے واپس اپنے سوٹ کیس کی جانب بڑھ گئی تھی.

جب ماہناز بیگم کی نظر سوٹ کیس میں موجود خانی کے مہرون سکارف پر پڑی تھی.

جو اُنہیں بہت سی باتوں کی یاد دلا گیا تھا.

" خانی. "

ماہناز بی بی نہیں چاہتی تھیں کہ خانی یہ سکارف لے کر جائے. مگر کسی خیال کے تحت اُن کے وا ہوئے ہونٹ واپس ایک دوسرے میں پیوست ہو چکے تھے. وہ ایسی کوئی بھی روک ٹوک کر کے خانی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھیں.

" .انابی آپ نے کچھ کہا مجھ سے "

ماہناز بی بی کے پکارنے پر خانی نے پلٹ کر اُن کی جانب دیکھا تھا. جس پر مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے وہ اُسے ڈنر کے لیے نیچے آنے کا کہتیں واپس پلٹ آئی تھیں.

کہنے کو وہ اِن دونوں بچوں کی ملازمہ تھیں. ایسی زر خرید ملازمہ جس کا کام صرف خدمت کرنا تھا. اور بدلے میں کسی قسم کے معاوضے کی کوئی امید نہ کرنا. مگر اِن دونوں نے اُنہیں اتنی عزت اور محبت دی تھی. اُنہیں ماں کا درجہ دیا تھا. کہ وہ دونوں اُنہیں اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہو چکے تھے. اُن کی تکلیف اور اذیت بھری زندگی میں یہ دونوں خدا کی طرف سے بھیجے گئے کسی تحفے سے کم نہیں تھے.

وہ دن رات اپنے رب سے صرف یہی دعا کرتی تھیں کہ اِن دونوں بچوں کی زندگی میں کبھی کوئی تکلیف کوئی دکھ نہ آئے. کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ جانتی تھیں کہ بہت جلد وہ اذیت ناک حقیقت جس سے وہ اور میران ہمیشہ سے خانی کو بچاتے آئے تھے وہ سامنے آنے والی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"خانی مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی کہ پہلے میران بھیا اور پھر انا بی نے تمہارے بلوچستان جانے والی بات پر اتنا شدید ردعمل کیوں دیا. ایسا کیا چھپا ہے آخر بلوچستان میں. کہ وہ تمہیں بھیجنے سے اتنا ڈر رہے تھے."

عینا خانی کے ساتھ گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھی کب سے دماغ میں چلتے سوال کو زبان پر لاتے ہوئے بولی.

کیونکہ خانی کو رخصت کرتے ماہناز بی بی کے چہرے پر موجود بے چینی اُسے صاف نظر آئی تھی.

وہ دونوں صبح صبح ہی ڈرائیور کے ساتھ بلوچستان کے لیے نکل آئی تھیں.

دو گھنٹوں کے سفر کے بعد اُنہوں نے کراچی سے بلوچستان کے علاقے لسبیلا میں داخل ہونا تھا. جہاں سے عینا کے مطابق اُنہیں سب سے پہلے سسی پنوں کے

مزار پر جانا تھا. عینا کو شروع سے ہی محبتوں کی یہ لازوال داستانیں سننے کا بہت شوق تھا. اور اب موقع ملتے ہی وہ اُن سب قصے کہانیوں کی حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی. جس کے لیے وہ اپنی بیسٹ فرینڈ خانی کو بھی ساتھ گھسیٹے وہاں پہنچ چکی تھی.

خانی اور عینا کی دوستی کالج میں ہوئی تھی. اور کچھ ہی وقت میں وہ دونوں ایک دوسرے کی بہت گہری دوستیں بن چکی تھیں. کالج کے بعد اُنہوں نے ایک ہی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا تھا. اُن دونوں کو ہی گھومنے پھرنے کا بہت شوق تھا. جس کی وجہ سے وہ ہر سمسٹر کے بعد ملنے والی چھٹیوں میں کہیں نہ کہیں ٹرپ پر نکل جاتی تھیں.

" نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے. تم جانتی تو ہو وہ دونوں میرے معاملے میں حد سے زیادہ ٹچی ہیں. اور بلوچستان کے جو حالات ہیں اُنہیں کی وجہ سے وہ میرے یہاں آنے کے خلاف تھے . "

خانی نے بہت ہی صفائی سے عینا کو جھوٹ بول دیا تھا. کیونکہ آنے سے پہلے انابی اور میران نے اُس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ بلوچستان میں موجود لوگوں کے ساتھ اپنے تعلق کے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتائے گی. کسی کے سامنے کوئی ذکر نہیں کرے گی. چاہے وہ عینا ہی کیوں نہ ہو.

اوہ ہاں. میری ماما بھی اِنہیں باتوں کی وجہ سے میرے یہاں آنے پر کچھ خاص " خوش نہیں تھیں. مگر ہم نے کونسا یہاں ہمیشہ کے لیے رہنا ہے. کچھ دنوں کی بات ہے. اور ویسے بھی ہمارے علاوہ یہاں آؤٹ آف کنڑی سے اتنے لوگ آتے سیاحت کے لیے. جب اُنہیں کچھ نہیں ہوتا تو ہمیں بھی کچھ نہیں ہو گا. "

عینا گاڑی سے باہر لمحہ بہ لمحہ گزرتے خوبصورت نظاروں کی جانب دیکھتے بے فکری سے بولی.

وہ لوگ جیسے ہی لسبیلا کے علاقے ساکراں میں داخل ہوئے ارد گرد اتنے سارے کھجوروں کے درخت روڈ کے ارد گرد اور دور تک پھیلے اُن کے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو چکے تھے.

اُن دونوں کو یہ قدرتی مناظر بہت خوبصورت لگ رہے تھے. اتنی اچھی شروعات دیکھ خانی کا موڈ کافی خوشگوار ہو چکا تھا.

مگر اُس کا خوشگوار موڈ غارت تب ہوا جب اُن کی گاڑی ڈُریجی روڈ سے سسی پنوں کے مزار کی جانب جاتی کچی سڑک پر مڑی. تیز دھوپ اور کچے راستے پر اُڑتی دھول مٹی دیکھ کر خانی کے چہرے کے زاویے بگڑ چکے تھے. وہ بہت زیادہ سکن کانشیس تھی. اپنی سکن کے معاملے میں وہ زرا برابر بھی کمپرومائز نہیں کرتی تھی. اُس کی سکن تھی بھی بہت پیاری. صحت مند سی اور روئی کی طرح نرم وملائم, اُس کے چہرے پر ہر وقت گلابیاں چھلک رہی ہوتی تھیں. دیکھنے والے چاہے مرد ہو یا عورت اُس کے دو آتشہ حُسن سے چندپل کے لیے نظر نہیں ہٹا پاتے تھے. ماہناز بی بی ہمیشہ اُس کے گھر سے نکلنے سے پہلے اُس کی نظر ضرور اُتارتی تھیں. اُنہیں اکثر خانی کا یہ حُسن بہت سے خدشات اور خوف میں مبتلا کیے رکھتا تھا.

وہ جیسے ہی زرا سی بھی تیز دھوپ میں نکلتی اُس کا چہرا ابلکل لال ہو کر خون چھلکانے کے درپہ ہو جاتا.

اب وہاں صحرائی علاقے میں اتنی تیز دھوپ دیکھ خانی کو اپنے جلد بازی میں کیے غلط فیصلے کا احساس ہوا تھا.

"خانی تم اپنا موڈ کیوں خراب کر رہی ہو. تمہاری سکن کو اِس دھوپ سے بلکل بھی نقصان نہیں پہنچے گا. اور ویسے بھی تمہارے پاس تمہارا اسکن لوشن موجود ہے تو سہی. "

عینا خانی کے چہرے پر اُمڈ آنے والے غصے کو کم کرتے بولی. مگر خانی کچھ خاص مطمئن نہیں لگ رہی تھی.

کافی دیر کے بعد وہ خانی کا موڈ بحال کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی.

کیونکہ ارد گرد اُڑتی مٹی کے پیچھے اب پہاڑی سلسلہ شروع ہو چکا تھا. اور بہت ہی دلچسپ منظر پیش کر رہا تھا.

تھوڑی دیر کی مزید مسافت طے کر کے وہ لوگ سسی پنوں کے مزار پر پہنچ چکی تھیں. گاڑی سے اُتر کر لمبی سی راہداری عبور کر کے وہ دونوں درگاہ کے اندر داخل ہوئی تھیں.

اُن دونوں نے ہی سسی پنوں کی محبت کی داستان سن رکھی تھی. کہ کیسے ظالم سماج نے اُن دو محبت کرنے والوں کے درمیان میں آکر اُن کو جدا کرنے کی کوشش کی تھی. مگر اُن کی سچی محبت کی طاقت کے آگے کسی کی نہ چل سکی تھی. اور وہ دونوں دنیا والوں سے اپنی محبت کو محفوظ رکھنے کے لیے اللہ کے حکم سے ایک ساتھ زمین کے اندر سما گئے تھے.

" خانی تم جانتی ہو بہت سے محبت کرنے والے یہاں آکر اپنی محبت کی سلامتی کی دعا مانگتے ہیں. "

عینا خانی کے ساتھ مزار کے اندر داخل ہوتے بولی. جہاں سسی پنوں کی قبر موجود تھی. مزار کو بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا. جسے دیکھ ایک پل کے لیے خانی کی آنکھیں بھی خیرا ہوئی تھیں. مگر عینا کی بات سنتے وہ اُسے دیکھ کر رہ گئی تھی.

وہ نہیں جانتی تھی کہ اُس کی سوچ ٹھیک ہے یا غلط. مگر اُس کے مطابق دعا تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جانی چاہئے. وہ عینا کو وہاں کھڑے ہو کر دعا مانگتے دیکھ

اُس سے اِس حوالے سے مکمل بحث کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اُسے عینا کا اِس طرح ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ مگر اِس وقت وہ سب لوگوں کے سامنے عینا کو ٹوکنے کے بجائے خاموش رہی تھی.

مزار سے نکل کر وہ لوگ اُس کے احاطہ میں ہی ایک طرف جھونپڑی میں موجود ایک درمیانی عمر کے شخص کی جانب بڑھ گئی تھیں۔ جن کے قریب اور بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔ وہ شاید وہاں کے کیئر ٹیکر تھے۔ جنہیں لوگ وہاں کا خلیفہ کہہ کر پُکار رہے تھے۔ اپنے سامنے ایک بڑا سا پتھر رکھے وہ اُس پر موجود کسی کے قدموں کے نشان دیکھا رہے تھے۔ اور ساتھ ہی اُن کی زندگی کی تمام کہانی بھی سُنا رہا تھا.

خانی زیادہ دیر وہاں کھڑی نہیں ہو پائی تھی۔ اور عینا کا بازو پکڑے وہاں سے نکل آئی تھی۔ مگر عینا کا اتنی جلدی وہاں سے نکلنے کا ارادہ نہیں تھا.

اِس لیے وہ خانی کو لیے ایک بار پھر مزار کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی.

"اگر انسان محبت کریں تو ایسی لازوال۔ جس میں کچھ بھی کھونے کا ڈر نہ ہو۔ جس میں کوئی مطلب کوئی غرض نہ ہو۔ بہت سے لوگ محبت تو کر لیتے ہیں پر اُسے نبھانا بھول جاتے ہیں۔

محبت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جس کی قید میں عمریں بیت جاتی ہیں مگر اُس کی سزا کبھی ختم نہیں ہوتی۔ محبت میں بے وفائی کی معافی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اِس کا کبھی بھی کوئی مداوا کیا جا سکتا ہے۔"

سسی پنوں کے مزار پر نظریں جمائے عینا ایک جذب کے عالم میں بولی۔

"اوہ پلیز عینا ناٹ اگین۔ اِس وقت میرا بالکل بھی موڈ نہیں ہے تمہارا یہ عشق و محبت کا لیکچر سننے کا۔ پہلے ہی میں بہت پچھتا رہی ہوں تمہارے ساتھ یہاں آ کر۔ بھیا نے اچھے بھلے سوئٹزرلینڈ کے ٹکٹ بک کروائے تھے۔ مگر تمہیں تو فضول کی یہ من گھڑت کہانیاں سننے کے لیے بلوچستان کے اِس رومانوی علاقے میں آنا تھا۔ اگر اِس اتنی تپتی دھوپ میں میری سکن خراب ہوئی تو میں بخشوں گی نہیں تمہیں۔"

خانی اکتائے ہوئے لہجے میں کہتی چہرے کو تیز دھوپ کی تپش سے بچانے کے لئے اپنے سکارف سے ڈھانپتے ہوئے بولی.

" تمہیں اب بھی یقین نہیں ہو رہا کہ سسی پنوں کی یہ لو سٹوری سچی ہے. اپنی آنکھوں سے اُن کا مزار دیکھنے کے باوجود بھی. "

عینا خانی کی بات پر تاسف سے بولی. وہ ابھی تک اِس جگہ کے سحر سے نکل نہیں پا رہی تھی. جبکہ اُس کے بر عکس پیار و محبت جیسے جذبوں سے بے پرواہ اُس کی دوست خانی کو یہ سب فرضی کہانی سے زیادہ کچھ نہیں لگ رہا تھا.

" ہاں بلکل. اتنی پرانی بات ہے. کہاں یاد ہو گی لوگوں کو. جس کے کان میں جو بات پڑتی ہے. وہ خود سے ہی اُس کو لے کر اپنی مرضی کی کہانی بنا لیتے ہیں. جیسے کہ وہ مزار والے انکل بول رہے تھے کہ زمین پھٹ گئی اور سسی پنوں اُس میں سما گئے. اِن سب باتوں سے میں تو بے وقوف بننے والی بلکل بھی نہیں ہوں. اور آپ میڈم عشق و محبت کی دیوی آپ کی لائف میں ایسی کوئی سٹوری بن بھی نہیں

سکتی. تمہارے اور جنید کے گھر والے ویسے بھی مان چکے ہیں رشتے کے لیے. سو

" . پلیز حقیقی دنیا میں واپس لوٹ آؤ

خانی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کیسے کسی کے کہنے پر بھی زمین پھٹ سکتی ہے. وہ عینا

. کے کھوئے کھوئے انداز پر چوٹ کرتی اُس کو مذاق بناتے بولی

باتیں کرتے وہ دونوں مزار کے احاطے سے نکل آئی تھیں. وہ دونوں جیسے ہی اپنی

گاڑی کی جانب بڑھیں. کچھ فاصلے پر بنی کچی سڑک سے پانچ بلیک کلر کی لینڈ

کروزرز ایک ہی قطار میں بہت ہی تیز رفتاری سے گزرتیں اُن کے ارد گرد مٹی کا

. طوفان برپا کر گئی تھیں

" . واٹ دا ہیل. یہ کون پاگل لوگ تھے "

. خانی چہرے اور بالوں پر پڑنے والی مٹی پر غصے سے چلاتے ہوئے بولی

" . سردار سایاہل موسیٰ خان یہ سارا علاقہ اُنہیں کا ہے "

اُن کو راستہ دیکھانے کے لیے ساتھ آیا آدمی دور جاتی دھول اُڑاتی گاڑیوں کو ستائش بھری نظروں سے دیکھتے اُن کی معلومات میں اضافہ کرتے بولا.

اِس نام پر مٹی جھاڑتے خانی کے ہاتھ وہیں ساکت ہوئے تھے. اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھاتے اُس جانب دیکھا تھا. جہاں اب مٹی کی اُٹھتی گرد کے علاوہ کچھ نہیں تھا.

" واٹ کیا یہ علاقہ سردار ساہل موسیٰ خان کا ہے. "

خانی کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا. لیکن جلد ہی اُس نے زبان اپنے دانتوں تلے دباتے خود کو مزید کچھ کہنے سے روکا تھا.

"کیا ہوا تم جانتی ہو اُنہیں. "

عینا اُس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کی جانب غور سے دیکھتے بولی. خانی اُس کی بات پر گڑبڑا سی گئی تھی.

عینا تم بھی کچھ بھی بولتی ہو۔ میں کیسے جانتی ہوں گی یہاں کسی کو۔ فرسٹ ٹائم " آئی ہوں۔ ابھی جو انہوں نے بتایا تو تب ہی میں حیران ہو رہی کہ یہ اتنا سارا علاقہ " .اِس ایک بندے کا

خانی بہت ہی مشکل سے بات بناتے بولی۔ اور دل ہی دل میں خود کو کوسنے لگی تھی۔ کیونکہ اُسے اپنی زبان پر کنٹرول کم ہی رہتا تھا.

میم سائیں۔ صرف یہ علاقہ نہیں بلکہ آدھے سے زیادہ بلوچستان ہی سردار " " .سائیں کا ہے۔ سوائے چند علاقے چھوڑ کر

اُس مقامی شخص جس کا نام بخشل تھا کے لہجے میں اُنہیں سیاہل موسیٰ خان کے لیے بہت عزت اور محبت چھلکتی نظر آئی تھی۔ جو خانی کو کسی صورت ہضم نہیں ہوئی تھی.

اوہ اگر تمہارے سردار سائیں اتنے ہی پاور فل ہیں تو وہ چند علاقے کس کے لیے " " .چھوڑ رکھے ہیں

عینا کواِن سب باتوں میں بہت ہی دلچسپی پیدا ہوئی تھی. اِس لیے وہ اپنی معلومات میں مزید اضافہ کرنے کے لیے سوالیہ انداز میں بختشل کی جانب دیکھتے بولی.

جبکہ خانی نے اِس بار خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا. وہ ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اُسے اِس قصے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے. لیکن اُس کی سماعتیں اُن دونوں کی جانب ہی تھیں.

"کیونکہ باقی کا علاقہ افضال بلوچ اور اُن کے بیٹوں کی ملکیت میں ہے. بظاہر تو باقی صوبوں کی طرح بلوچستان میں بھی حکومت اور پولیس فورسز کے تمام ادارے کام کر رہے ہیں. مگر درپردہ وہ اِن بااثر لوگوں کے ہاتھوں کی کٹ پتیلاں بن کر رہ گئے ہیں. اُن کے پاس اپنی مرضی سے کام کرنے کا اختیار نہیں ہے.

سردار سائیں کے خاندان اور بلوچ خاندان میں برسوں کی دشمنی چلتی آرہی ہے. جسے ختم کرنے کو کوئی بھی تیار نہیں ہے. اُن کی اِس ضد اور جنگ میں کبھی بلوچستان کو بہت زیادہ فائدہ بھی پہنچتا ہے. اور کبھی ناقابلِ یقین نقصان بھی."

وہ شخص اپنی باتوں میں اُن کی دلچسپی دیکھ تفصیل سے اُنہیں سب بتانے لگا تھا.

" .اورِاس سب کے باوجود بھی تمہیں اپنے سردار سائیں سے اتنا پیار ہے "

خانی کو اُس شخص کا سیاہل موسیٰ خان کے لیے اتنی عزت سے بات کرنا بلکل بھی پسند نہیں آرہا تھا.

جی میم سائیں. بہت پیار کرتے ہیں ہم لوگ اپنے سردار سائیں سے. اُن کی " " .خاطر اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہیں ہم

.بخشل عقیدت بھرے لہجے میں بولا تھا

ہممہ اوکے. بہت شکریہ اتنی معلومات دینے کے لیے. چلو عینا ہمارے پاس " ".زیادہ وقت نہیں ہے. یہاں کھڑے ہو کر کسی کی بائیو گرافی سننے کا

خانی کو پہلے تیز دھوپ اور اب اِس شخص کی باتیں دونوں ہی اچھی طرح تپا گئے تھے. اِس لیے وہ عینا کو بھی آنے کا اشارہ کرتی گاڑی میں جا بیٹھی تھی.

ویسے جو بھی ہے لیکن تمہارے یہ سائیں وغیرہ مہمان نواز تو بلکل بھی نہیں " لگتے مجھے. مطلب کہ اگر یہ اُن کا علاقہ ہے تو یہاں آئے مہمان بھی اُن کے

مہمان ہوئے. جن کے پاس رُک کر سلام دعا کرنے. زراسی مہمان نوازی دیکھا کر اپنے گھر دعوت پر انوائٹ کرنے کے بجائے وہ ہم پر اپنے علاقے کی یہ گرم مٹی اُچھال کر چلے گئے.

" بہت ہی کوئی بے مروت انسان ہیں.

عینا ابھی مزید بھی کچھ بولتی جب خانی کی آنکھیں دیکھانے پر وہ بمشکل سے چند ایک مزید معلومات لیتی گاڑی میں خانی کے برابر آ بیٹھی تھی.

" عینا کیا ضرورت تھی اُس شخص سے اتنی باتیں کرنے کی. یہ قبائلی لوگ اپنے مالکوں کے بہت وفادار ہوتے ہیں. اب اگر جو یہ واقعی اُس سیاہل خان کا آدمی نکلا تو ہماری ساری باتیں جا کر اُسے بتا آئے گا. اور جہاں تک میں جانتی ہوں یہ بظاہر مہذب دکھنے والے سردار ٹائپ لوگ اندر سے انتہا کے جنگلی ہوتے ہیں. "

خانی نے عینا کو سمجھانا چاہا تھا. کیونکہ اُس نے ماہناز بی بی سے یہاں کی تھوڑی بہت کہانیاں سن رکھی تھیں. کہ کیسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاندان کے خاندان ختم

ہو جاتے تھے. افغانستان کا بارڈر بلکل ساتھ ہونے کی وجہ سے اِن علاقوں میں اسلحہ کی کمی بلکل بھی نہیں تھی. ہر دوسرے بندے کے پاس اسلحہ موجود ہوتا تھا.

" نہیں خانی بہت ہی سادہ سا بندہ لگ رہا تھا. یہ کہاں جاسوس ہو سکتا ہے کسی کا. "

عینا کو یہ سب خانی کا وہم ہی لگا تھا.

" ہوپ سو ایسا ہی ہو. "

خانی اُس کی بات پر کچھ خاص انکار یا اقرار نہیں کر پائی تھی.

" اچھا چھوڑوں اِن سب باتوں کو. میں تو بہت خوش ہوں. سسی پنوں کا مزار دیکھ کر. "

عینا مسکراتے ہوئے بولی. جس پر خانی بھی اُس کی جانب دیکھ کر مسکرائی تھی. وہ جانتی تھی عینا کو کتنا شوق تھا یہاں آنے کا.

" ہممہ. "

خانی کے لاپرواہی سے ہنکارا بھرنے پر عینا افسوس سے اُسے دیکھنے لگی تھی.

" للہ کرے تمہیں بھی محبت ہو. تو پتا چلے تمہیں کہ محبت کا جذبہ جسے تم مذاق سمجھتی ہو کتنا طاقت ور ہوتا ہے. انسان کو بے بس کر کے رکھ دیتا ہے.

یہ دنیا کا ایسا زور آور جذبہ ہے جو ماضی میں کتنے ہی بادشاہوں کو فقیر بننے پر مجبور کر گیا. بہت خوش قسمت لوگ ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں بہت آسانی سے اُن کی سچی محبت مل جاتی ہے. لیکن ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں.

کیونکہ بہت سے لوگ محبت میں خوار ہو کر اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں. مگر اپنی منزل تک نہیں پہنچ پاتے.

لیکن میرے مطابق اِسی بات میں ہی تو مزا ہے. کیونکہ وہ محبت سچی محبت ہے ہی نہیں. جو اتنے آرام سے آپ کی جھولی میں آ گرے. "

عینا کھوئے کھوئے لہجے میں بولتے خانی کو محبت ہونے کی دعا دینے کے ساتھ اُسے اچھے سے محبت جیسے جذبے سے بھی باور کرواگئی تھی.

جس پر خانی نے ہمیشہ کی طرح بے فکری سے سر ہلایا تھا.

" تو تمہارا کیا مطلب ہے. تمہاری اور جنید کی محبت سچی نہیں ہے. "

خانی کو اُس کی آخری بات پر کافی حیرانی ہوئی تھی.

" ہاں تو میں نے آج تک کبھی کہا کہ مجھے اُس سے سچی محبت ہے. ہم دونوں تو صرف ایک دوسرے کو لائک کرتے ہیں. انڈرسٹینڈنگ بھی اچھی تھی. تو سوچا منگنی کر لیں. "

عینا ایسے بولی جیسے وہ اپنی نہیں کسی ڈرامے کے مصنوعی کرداروں کی بات کر رہی ہو.

" عینا بہت عجیب ہو تم. میں تمہیں کبھی نہیں سمجھ سکتی. ایک طرف تم محبت کی اتنی بڑی سکالر بنی پھرتی ہو. اور دوسری جانب اپنی لائف میں محبت کو بلکل ہی آؤٹ رکھا ہوا ہے."

خانی اُلجھن بھری نظروں سے عینا کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.

ہاں میں نہیں چاہتی کہ میری زندگی میں کبھی بھی محبت جیسا جان لیوا جذبہ " شامل ہو۔ میں بہت بزدل اور کمزور لڑکی ہوں. اِس محبت کے وار سہنہ کم از کم میرے بس کی تو بات بلکل بھی نہیں ہے. "

عینا نے ہنستے ہوئے استہزایہ لہجے میں کہا تھا.

تو مجھے کیوں دعا دے رہی ہو محبت کی. میں جیسے بہت بہادر ہوں نا " . "

خانی اُسکی جانب مصنوعی غصے سے دیکھتے ہوئے بولی.

کیونکہ مجھے تم بہت مضبوط لگتی ہو. اور ایسا بھی لگتا ہے کہ تم اِس سب کو بہت " اچھے سے نبھا سکتی ہو.

میں چاہتی ہوں تمہاری بھی محبت کی لازوال داستان بنے اور جیسے سسی پنوں کی سٹوری میں اُن کی دوست دلاری کا ذکر ہے اُسی طرح میرا بھی کسی طرح سے تو ذکر تمہاری داستان میں لکھا جائے. "

عینانے بہت ہی سنجید گی سے کہتے آخر میں زور دار قہقہ لگایا تھا. جس میں خانی نے بھی اُس کا بھرپور ساتھ دیا تھا.

لیکن وہ دونوں نہیں جانتی تھیں. کہ کبھی کبھی مذاق میں بھی کہیں باتیں آگے چل کر حقیقت بن کر آپکے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں. جن سے پھر چاہ کر بھی آپ پلٹ نہیں سکتیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیا بکواس کر رہے ہو کیسے پکڑے جا سکتے ہیں ہمارے آدمی. اتنے خفیہ پیمانے پر کیے گئے منصوبے کے بارے میں آرمی کو کیسے خبر ہو سکتی ہے. نہیں ہم اِس وقت اتنا بڑا نقصان اُٹھانے کے متحمل بلکل بھی نہیں تھے.

تم اور تمہاری نفری کہاں مر گئی تھی. کوئی بھی بچانے کیوں نہیں گیا میرے آدمیوں کو. "

شہرام بلوچ اپنے سامنے کھڑے انسپکٹر اور اپنے آدمیوں پر دھاڑتا آپے سے باہر ہوا تھا.

ایک گھنٹے پہلے اُس کی مہینوں کی محنت غارت ہو چکی تھی. اِس وقت اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ ہر چیز تہس نہس کر دے.

ضلع چاغی کے علاقے نوشکی میں افغان بارڈر پر اسمگلنگ کے دوران اُس کے آدمی بڑی تعداد میں تمام منشیات کے ساتھ پکڑے جا چکے تھے.

سب سے زیادہ جو چیز اُس کے قہر میں اضافہ کر رہی تھی. وہ یہ تھی کہ ابھی تک اُسے اُس کا مجرم بھی نہیں مل پایا تھا.

" سائیں ہمیں خود سمجھ نہیں آ رہا کہ آخر کون اتنی جرأت کر سکتا ہے. "

شہرام کا خاص آدمی باسط خود پریشانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا.

.جب ذلفی ایک آدمی کو گریبان سے پکڑے گھسیٹتے ہوئے اندر لایا تھا

" سائیں یہ ہے وہ نمک حرام جس نے ہماری مخبری کروائی ہے. میں نے ابھی اِسے کسی سے مشکوک انداز میں فون پر بات کرتے دیکھا "

ذلفی روتے گر گراتے اُس درمیانی عمر کے شخص کو شہرام بلوچ کے قدموں میں پھینکتے ہوئے بولا. ذلفی کی بات پر پہلے سے بپھرے شہرام بلوچ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا.

وہ پاس کھڑے اپنے آدمی کے ہاتھ سے چاقو کھینچتا اُس شخص کی جانب بڑھا تھا. اُس آدمی نے خوف کے مارے کلمہ پڑھتے اپنی آنکھیں موندلی تھیں. اُسے لگا تھا موت کا فرشتہ سر پر آن پہنچا ہے. مگر شاید ابھی اُس کی کچھ سانسیں باقی تھیں. کیونکہ اِس سے پہلے کہ شہرام اُس شخص کی گردن پر وار کرتا کچھ فاصلے پر ٹیبل پر پڑا موبائل بج اُٹھا تھا.

" .سائیں سردار سیاہل موسیٰ خان کا فون ہے "

موبائل پر نظریں جمائے باسط کی آواز پر شہرام کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق ہو چکا تھا.

اور اگلے ہی لمحے جیسے ساری بات شہرام کی سمجھ میں آچکی تھی. اُسے چند ہی سیکنڈ لگے تھے یہ سمجھنے کے لیے کہ یہ ساری سازش کس کی تھی. وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ بلوچ خاندان کے خلاف اِس ایک شخص کے علاوہ کسی میں جرات نہیں تھی اُس کے خلاف جانے کی.

" تو اِس سب کے پیچھے تم تھے سیاہل خان. "

ہاتھ میں پکڑا خنجر وہیں پھینک کر شہرام بلوچ نے فون کان سے لگاتے دھاڑ کر کہا.

جس کے جواب میں اُسے ایک جاندار قہقہ سنائی دیا تھا. جو اُسے مزید انگاروں پر لوٹا گیا تھا.

" آخر شہرام بلوچ بھی اپنے باپ دادا جیسا ہی نکلا مظلوموں کو سزا دے کر تم سب کی کونسی انا کو تسکین ملتی ہے آج بتا ہی دو مجھے. اگر اتنا ہی غصہ بھرا ہے تم لوگوں میں تو مجھ سے مقابلہ کرو.

ہاہاہاہامیں بھی کیا بول جاتا ہوں. تم لوگوں کی اتنی اوقات کہاں کہ مجھ تک پہنچ سکو. تم لوگوں نے تو صرف کمزوروں اور لاچاروں پر اپنی طاقت کا زور چلانا سیکھا ہے. "

سیاہل خان بظاہر مسکراتے ہوئے بولا. مگر اُس کے لہجے کا زہریلا اور سرد پن شہرام بلوچ باآسانی محسوس کر سکتا تھا.

"تو تم نے اپنی یہ بکواس سنانے کے لیے فون کیا ہے مجھے."

شہرام بلوچ کو اِس وقت اتنا غصہ آرہا تھا کہ اُس کا دل چاہا تھا یہ شخص اُس کے سامنے ہو اور وہ اِس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دے.

" نہیں یہ بتانے کے لیے کہ جس شخص کو تم میرا جاسوس سمجھ کر مارنے لگے ہو. وہ بچارہ تو تمہارا وفادار ہے. تمہیں کیا لگتا ہے میرا مخبر اتنا عام انسان ہو گا. اور اتنی آسانی سے تمہارے ہاتھوں چڑھ جائے گا. میرے ہوتے ہوئے تم اور تمہارے خاندان والے اُس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے.

اور یہ سب جو میں نے کیا ہے یہ تین مہینے پہلے میرے علاقے سے تمہارے آدمیوں کے ہاتھوں اُٹھائی گئی لڑکی کا بدلہ اُتارنے کے لیے تھا. کیونکہ اتنا تو تم جانتے ہی ہو گے کہ اُدھار چکانا مجھے کتنے اچھے سے آتا ہے. "

اپنا لہجہ ہمیشہ کی طرح دھیما رکھتے سیاہل خان نے اِس بار بھی لفظوں کی مار مارتے مقابل کو بھڑکا دیا تھا.

مگر یہ تو کچھ بھی نہیں تھا اُس کی اگلی کہی جانے والی بات شہرام بلوچ کو سچ میں آگ لگا گئی تھی.

سننے میں آیا ہے کہ میرے علاقے میں تمہارے خاندان کی دو لڑکیاں آئی ہوئی ہیں. کہو تو تھوڑی مہمان نوازی ہو جائے اُن کی. "

سنا ہے کافی خوبصورت بھی ہیں. تم جانتے ہو مجھے تو ویسے بھی خوبصورتی بہت اٹریکٹ کرتی ہے. "

سردار سیاہل موسیٰ خان اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے کسی احساس کے تحت مسکراتے شہرام بلوچ کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا تھا.

"خبردار سیاہل خان ہر گز نہیں. میرے خاندان کی لڑکیوں پر بُری نظر ڈالنے کی کوشش مت کرنا میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں."

.شہرام بلوچ نے غصے سے دھاڑتے سامنے پڑا ٹیبل اُلٹ دیا تھا

"اتنا غصہ مت کرو شہرام بلوچ جو تمہاری صحت کے لئے ہی نقصان کا باعث ہو. اگر اُن لڑکیوں کو نقصان پہنچانا ہوتا تو اب تک وہ میرے قبضے میں ہوتیں. مگر فلحال میرا ایسا کوئی موڈ نہیں ہے. بچاری اِتنی دور سے آئی ہیں زرا آرام سے ہمارا بلوچستان تو دیکھ لیں. پھر اُس کے بعد ہم بھی اُنہیں دیکھ لیں."

.سیاہل خان دبے لفظوں میں شہرام بلوچ کو بہت کچھ باور کرواتا فون بند کر چکا تھا

لیکن سیاہل کی باتوں میں چھپی دھمکی کی وجہ سے ابھی تک شہرام کی کنپٹی کی نسیں پُھولی ہوئی تھیں.

"یہ میران بلوچ کبھی کوئی بات نہیں سنتا. کیا ضرورت تھی اپنی بہن کو اِس طرح اکیلا بلوچستان بھیجنے کی وہ بھی سیاہل خان کے علاقے میں."

شہرام بے چینی سے ٹہلتے بڑبڑاتے ہوئے بولا

" سائیں آپ میران سائیں کو اطلاع کردیں کہ بی بی سائیں کو خطرہ ہے یہاں. وہ اُنہیں واپس بلوالیں. "

باسط نے اُسی طرح سر جھکائے اپنی صلاپیش کی تھی. جس پر اپنی پیشانی مسلتے شہرام بلوچ نے نفی میں سر ہلایا تھا.

" نہیں میں ایسا کچھ نہیں کر سکتا. سیاہل خان اُن لڑکیوں پر نظر رکھے ہوئے ہے. اگر میران کو میں نے یہ خبر دے دی تو وہ اُن لوگوں کو واپس بلوالے گا. اور سیاہل خان ایسا ہونے نہیں دے گا. اُس کی مرضی کے بغیر اُس کے علاقے میں کچھ نہیں ہو سکتا. ایسا کرنے سے اُن لڑکیوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے. "

شہرام بلوچ عجیب سے شش و پنج کا شکار ہو چکا تھا. اُس کی پریشانی کا اندازہ اُس کے چہرے سے آسانی سے لگایا جاسکتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سسی پنوں کے مزار سے نکل کراب اُن دونوں کا رُخ لسبیلہ کی سب سے خوبصورت جگہ سونمیانی ساحل کی جانب تھا.

وہاں جانے کا راستہ بہت ہی خوبصورت تھا. راستے میں کبھی بہت ہی خوبصورت بلند و بالا پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تو کبھی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی سرسبز ہریالی شروع ہو جاتی.

وہ دونوں باتوں کے دوران انجوائے کرتیں اپنی منزل کی جانب گامزن تھیں.

خانی کے دماغ میں ابھی بھی وہ منظر گھوم رہا تھا. جب سسی پنوں کے مزار پر اُس نے بہت سے لوگوں کو وہاں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے دیکھا تھا. وہ تب سے ایک عجیب سی اُلجھن کا شکار تھی. اور اِس وقت اُس کی کنفیوژن دور کرنے کیلئے انابی بھی اُس کے ساتھ نہیں تھیں.

جب اچانک اُس کی نظر روڈ سائیڈ کی ایک طرف بنے بہت ہی پیارے مدرسے پر پڑی تھی. جہاں سے بہت ہی خوبصورت بلوچی لباس میں ملبوس چھوٹی بچیاں اور بڑی خواتین اُسے آتی جاتی دکھائی دی تھیں.

"ڈرائیور گاڑی روکو. اور اُس مدرسے کی جانب ٹرن لو. ہمیں نماز پڑھنی ہے."

عینا نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں نماز کا ٹائم ہو رہا تھا. اُن دونوں نے کبھی سفر کے دوران بھی اپنی نماز قضا نہیں ہونے دی تھی.

انابی نے شروع سے ہی اُسے باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کی عادت ڈال رکھی تھی.

اکثر لوگ سفر کے دوران یہ سمجھتے ہیں کہ نماز اگر رہ بھی گئی تو کوئی بات نہیں بعد میں قضا ادا کر دیں سفر میں ہونے کی وجہ سے اُنہیں چھوٹ مل جائے گی. مگر ایسا نہیں ہے جیسے اسلام میں لوگوں کے لیے ہر کام میں آسانیاں پیدا کی گئی ہے.

ویسے ہی سفر کے دوران نماز کی رکعت کم کرنے کا حکم دیا گیا ہے. لیکن سفر میں بھی نماز کے ساتھ لاپرواہی برتنے کی اجازت نہیں ہے.

گاڑی سے اُتر کر وہ دونوں مدرسے کی جانب بڑھ گئی تھیں. اُن دونوں کی نظریں دلچسپی سے وہاں موجود عورتوں کے پہناوے کا جائزہ لے رہی تھیں.

بڑے بڑے گھیرادار فراک پہنے جن کے گلے پر مختلف رنگوں کے دھاگوں سے لمبائی میں کام کیا گیا تھا. اِسی طرح لباس کے سامنے والے حصے, پتلون اور آستینوں کے کفوں پر اور کمر سے لے کر فراک کے کناروں تک مختلف دھاگوں کے ملاپ سے بہت ہی منفرد اور خوبصورت کڑھائی کی گئی تھی.

" یہ لوگ اپنی روزمرہ کی لائف میں اتنے ہیوی ڈریسز کے ساتھ کیسے کام کرتی ہوں گی. کتنی مشکل پیش آتی ہو گی نا اِنہیں. "

عیناستائشی نظروں سے اُن کی جانب دیکھتے بولی.

" ہمیں ایسا لگ رہا. مگر اِن کے لیے یہ لباس بہت ہی کمفرٹیبل ہو گا. اِن کو شروع سے ایسا لباس پہننے کی عادت ہی ہوتی ہے. دیکھو نا اُس چھوٹی بچی کو اُس نے کتنا ہیوی ڈریس پہن رکھا ہے. "

خانی کی نظریں ہاتھ میں سپارا پکڑ کر مدرسے سے نکلتی پانچ سال کی اُس بچی پر ٹھہر سی گئی تھیں جس نے ٹی پنک اور پیرٹ گرین کنٹراس کا بہت ہی بھاری کام والا فراک زیب تن کر رکھا تھا. لباس پر اُنہیں رنگوں کے دھاگے کے ساتھ کڑھائی کی گئی تھی. لیکن کڑھائی کے ساتھ ساتھ اُس بچی کے لباس پر مختلف جگہوں پر چھوٹے سائز کے شیشے بھی لگائے گئے تھے. اور ساتھ ہی اُس بچی نے بلوچی سٹائل میں دوپٹے کو سر پر اوڑھ کر کمر کے پیچھے سے لے جا کر اُس کا ایک پلو پنوں کی مدد سے کمر پر اور دوسرا آگے کی جانب بازو پر سیٹ کر رکھا تھا.

خانی کو وہ گلابی رخساروں والی بچی بہت پیاری لگی تھی. جس کی وجہ سے وہ خود کو اُس کے قریب جانے سے روک نہیں پائی تھی.

" ماشاللہ کتنی کیوٹ ہو آپ. "

خانی گھٹنوں کے بل اُس بچی کے سامنے بیٹھتی بہت ہی محبت سے اُس کا گال چھوتے ہوئے بولی.

خانی کے والہانہ انداز پر ایک پل کے لیے وہ معصوم پری گھبرا سی گئی تھی. مگر اگلے ہی لمحے سنبھلتے اُسے خانی کے الفاظ تو سمجھ نہیں آئے تھے. لیکن خانی کا انداز دیکھ کر وہ جواب میں مُسکرا دی تھی.

". نم ارا کان بسن ئے "

وہ بچی بالوں کے بنائے گئے ہیئر سٹائل کو پیچھے جھٹکتی اپنی مقامی زبان میں اشتیاق سے خانی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی.

". یہ کیا بولی ابھی. کہیں یہ اپنی زبان میں ہمیں گالیاں تو نہیں دے رہی "

عینانا سمجھی سے خانی کی جانب دیکھتے بولی. کیونکہ اُسے بچی کے چہرے کے تاثرات کچھ ایسے ہی لگے تھے. اُس کی بات سن کر خانی نے مُسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا.

". یہ پوچھ رہی ہے آپ لوگ کہاں سے آئی ہو "

خانی کو ہمیشہ سے مختلف زبانیں سیکھنے کا بہت شوق رہا تھا. اِس لیے اُس نے انابی سے وہ ساری زبانیں سیکھ لی تھیں جو اُنہیں آتی تھیں. بلوچستان میں اُردو, انگلش, بلوچی کے علاوہ پشتو اور براہوی زبان بولی جاتی تھی. خانی نے یہ دونوں زبانیں انابی سے سیکھی تھیں.

(نن کراچی آ بس اُس." ( ہم کراچی سے آئی ہیں "

.خانی ایک بار پھر اُس بچی کا گال چھوتی کر اُس کی زبان میں ہی جواب دیتے بولی

اُس بچی کو اپنے سے بھی زیادہ گلابی رنگت والی یہ سٹائلش سے پنک کُرتا شلوار میں ملبوس خانی پسند آئی تھی.

(.نم بھاز جوان سہ." ( تم بہت خوبصورت ہو "

وہ بچی بہت معصومیت سے بول کر خانی کی گال پر بوسہ دیتی کسی کے پُکارنے پر اُس جانب دوڑ گئی تھی. خانی نے اُس طرف دیکھا جہاں کچھ بڑی عمر کی لڑکیاں کھڑی بلا رہی تھیں. اور شاید اب کسی اجنبی سے بات کرنے پر اُس کی سرزنش بھی کر رہی تھیں.

".یہ کونسی زبان تھی پشتو تو نہیں لگ رہی مجھے "

.عینا خانی کے ساتھ مدرسے کی جانب بڑھتے بولی

".یہ براہوی زبان ہے یہاں کے اکثر لوگ یہی بولتے ہیں "

خانی کی بات پر عینا نے سمجھتے سر ہلا دیا۔ وہ اُس کا مختلف زبانوں کو سیکھنے کے شوق کے بارے میں جانتی تھی.

خانی نماز پڑھ کر جیسے ہی فارغ ہوئی اُس کی نظر اُسی ہال میں کچھ فاصلے پر بیٹھی ایک نورانی صورت والی معمر سی خاتون پر پڑی جو اپنے سامنے بیٹھی عورتوں کو کوئی درس دے رہی تھیں.

.خانی عینا کو ابھی دعا میں مصروف دیکھ اُن کی جانب بڑھ گئی تھی

.اسلام و علیکم ! میرا نام خانی ہے. کیا میں آپ سے کچھ دیر بات کر سکتی ہوں "

"

پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد اُن عورتوں کے اُٹھتے ہی خانی اُس خاتون کے سامنے آتے بولی. جس پر اُنہوں نے خانی کو اثبات میں سر ہلا کر پوچھنے کی اجازت دی.

" مجھے کافی ٹائم سے یہ بات اُلجھن میں مبتلا کر رہی ہے. کہ کیا درباروں پر جا کر ہاتھ اُٹھا کر وہاں موجود قبروں سے دعا مانگنا جائز ہے. کیا یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا. "

خانی نے بات ختم کر کے اُن کی جانب دیکھا. جو نرم مسکراہٹ سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں.

" بیٹا آپ کی اُلجھن بجا ہے. اکثر لوگ اِس بات میں بہت کنفیوز رہتے ہیں. اگر اِس چیز کو غلط مانتے بھی ہیں تو کھل کر نہیں کہہ پاتے. کیونکہ کسی کے لیے بھی شرک لفظ استعمال کرنا بہت بڑا ہے. اور اکثر تو اِس کو عام سی بات سمجھ کر اگنور کر دیتے ہیں. اور خود بھی اِس سب میں شامل ہو جاتے ہیں."

اِسی دوران عینا بھی وہاں آ بیٹھی تھی. اور اُسی خاموشی سے اُن کی بات سننے لگی تھی.

مزاروں پر جا کر قبروں سے دعا مانگنا جائز نہیں ہے. اکثر لوگوں کہتے ہیں کہ ہم " اُن قبروں سے نہیں بلکہ اللہ کے اِن محبوب بندوں کے صدقے یا اُن کے وسیلہ سے دعا مانگ رہے ہیں.

اِس بات کے بھی دو معنی نکلتے ہیں اگر کہ وہ لوگ یہ کہہ کر دعا مانگ رہے ہیں کہ اللہ کے محبوب بندے یعنی کہ حضرت محمد ﷺ کے اُمتی ہونے کہ واسطے میری یہ دعا قبول فرمادے. تو اُس میں اللہ کے محبوب لوگوں کا واسطہ دینے کو کہیں نہ کہیں غلط نہیں مانا جاتا. کیونکہ اُس میں بھی مانگا اللہ تعالیٰ سے ہی جا رہا ہے کسی اور سے نہیں.

لیکن اگر کچھ لوگ مزاروں پر جا کر وہاں دفن بزرگوں سے مدد مانگنے کی دعا کرتے ہیں تو وہ صاف شرک ہے.

مگر کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ ہم سیدھا اُس پاک ہستی مانگے. جو ہمیشہ اپنے خزانے اپنے بندوں پر لُٹانے کے لیے تیار رہتا ہے. جو کبھی نہیں دیکھا کہ اُس سے مانگنے والا امیر ہے یا غریب, گنہگار ہے یا پرہیز گار. وہ تو بس دینا جانتا ہے.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. اللہ کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے. عزت, زندگی, رزق اور اولاد سب کچھ اللہ کے دربار سے ہی ملے گا.

اِسی وجہ سے تو اللہ ایک جگہ انسان سے کہتا ہے. مجھے چھوڑ کر اوروں کے پاس کیوں جاتے ہو. کیا میرے خزانے ختم ہو گئے.

جس کے حوالے سے اللہ تعالٰی نے سورہ النمل میں واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے.

"""" کس نے زمین آسمان بنائے, کس نے پانی کو برسایا. کون خوبصورت باغات پھل پھول لایا. ایک درخت پیدا کر کے دیکھا دو.

ایک پتا پیدا کر کے دیکھا دو. ایک تنکا بنا کر دیکھا دو. تو ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھ. بلکہ یہ لوگ راستے سے ہٹ رہے ہیں.""""

اللہ کہتا ہے جب تم جانتے ہو کہ میرے سوا کوئی نہیں تو کیوں بھاگے جاتے ہو مجھے چھوڑ کر.

شرک کرنے میں اللہ کی یہی مخلوق سب سے آگے ہے. ہم اکثر ایسا ہی کرتے ہیں. جب ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو بجائے اللہ سے مانگنے کے ہم باقی تمام انسانوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں. "

وہ دونوں پوری توجہ اور یکسوئی سے اُن کو سنتی اُن کی ہر بات اپنے دل میں اُترتی محسوس کر رہی تھیں.

عینا کو لاعلمی میں کیے گئے اپنے کچھ دیر پہلے کے عمل پر شدید پچھتاوا ہوا تھا. وہ دل ہی دل میں اپنے اللہ سے معافی مانگتے. ایک بار پھر اُن خاتون کی جانب متوجہ ہوئیں. جواب کوئی واقعہ سنا رہی تھیں.

ایک دفعہ اللہ کے کچھ نیک بندے سفر پر جا رہے تھے کہ اُنہیں پیاس لگی. آج کا" دور تو تھا نہیں. وہ لوگ ایک کنویں پر پہنچے مگر وہاں پانی بہت نیچے تھا. اُنہوں نے اپنی پگڑی اُتاری اور جوتا اُس کے ساتھ باندھ کر کنویں میں اُتارا مگر پھر بھی وہ اُس تک نہ پہنچ سکا.

جس پر وہ لوگ مایوس ہو کر وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک پیاسا ہرن وہاں آنکلا.

پانی بہت نیچے تھا جہاں ہرن نہیں جا سکتا تھا تو اُس نے آسمان کی طرف دیکھ کر اپنے رب کو پُکارا

" اے پانی والے بے زبان ہوں پانی پلا. "

پانی اُبلتا ہوا اُوپر اُٹھا اور منڈیر کے برابر آ لگا. ہرن نے پانی پیا. ہرن کے طفیل انسان نے پانی پیا. ہرن جیسے ہی پلٹا پانی واپس نیچے چلا گیا.

تو وہ آدمی بے ساختہ بول اُٹھا کہ میں انسان ہوں میرے لیے تو پانی اُوپر نہیں آیا اور یہ جانور اِس کے لیے کیسے آ گیا.

اُسی لمحے غیب سے آواز آئی تو رسی کا سہارا ڈھونڈتا رہا اُس نے مجھے پُکارا. اُس نے پانی والے رب کو پُکارا.

اللہ کہتا ہے میرے سامنے مانگنے کے لیے مجھے تقویٰ نہیں چاہئے. بہت آسان سا طریقہ ہے.

میرے سامنے آکر آنسو بہاؤ رو کر دعا مانگو. دل سے مانگو میں تجھے سب کچھ دے دوں گا.

مگر ہم انسان پوری دنیا کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہتے ہیں. پر جو ہر چیز کا مالک ہے ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے. جو کسی کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ایک اُسی کے پاس نہیں جاتے.

میں یہ نہیں کہہ رہی درباروں مزاروں پر جانا غلط ہے. مگر اُن کی قبروں پر جا کر کچھ مانگنا جو. خود اب اِس دنیا میں نہیں رہے. اُن کو معاذ للہ اپنے رب کے برابر ٹھہرانا شرک ہے. "

اُن خاتون نے بہت ہی تفصیل سے بتاتے خانی کی ساری الجھنیں دور کر دی تھیں.

خانی اور عینا کو اُن سے مل کر بہت اچھا لگا تھا.

" خانی ہم دنیا کی بھیڑ میں اِس اتنے گم ہو چکے ہیں کہ اسلام سے بہت دوری پر آ کھڑے ہوئے ہیں. ہمیں اپنی بزی لائف سے ٹائم نکال کر ایسے لوگوں کے پاس بھی کچھ وقت ضرور گزارنا چاہئے."

عینا اُن سے بہت سے زیادہ متاثر ہوئی تھی.

تھوڑی دیر مزید وہاں بیٹھنے کے بعد وہ لوگ ایک بار پھر اپنی منزل کی جانب روانہ ہو چکی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤

شام ڈھلتے وہ دونوں سونمیانی ساحل پر پہنچی تھی. جہاں غروب آفتاب بہت ہی حسین منظر پیش کر رہا تھا. ساحل کے قریب ہی ایک جدید طرز کا گیسٹ ہاؤس بنا ہوا تھا. جس میں سیاحوں کا کافی رش تھا. مگر میران اُن کے لیے پہلے ہی روم بک کروا چکا تھا. اِس لیے اُنہیں زیادہ مشکل پیش نہیں آئی تھی.

خانی فریش ہو کر ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے بالکنی میں آ کھڑی ہوئی تھی.

ساحل پر غروب آفتاب کے اِس سحر انگیز نظارے کو دیکھتے وہ چند لمحے کے لیے ہر چیز فراموش کر گئی تھی.

آسمانی رنگ کے خوبصورت سے لباس میں جس پر ریڈ کلر کے دھاگوں سے گلے سے لے کر دامن تک بہت ہی پیاری بیل بنائی گئی تھی.

وہ ابھی شاور لے کر آئی تھی. دھلے دھلے سے گلابی چہرے کے ساتھ کھڑی وہ اِس دلفریب منظر کا ہی حصہ معلوم ہو رہی تھی. اُس کی ناک میں پہنی گئی نوز پن اُس کے حسین مُکھڑے کو مزید چار چاند لگا دیتی تھی.

ٹھنڈی ہوا پانی پر پڑتیں سورج کی سنہری کرنیں, لہروں کا مدھم سا شور خانی کو سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا. یہاں آنے کا پچھتاوا تو دور کہیں بہت پیچھے رہ گیا تھا. وہ بہت سارے ممالک گھومی تھی. مگر وہ پورے یقین سے کہہ سکتی تھی. کہ ایسا قدرتی حُسن اُس نے کہیں اور نہیں دیکھا تھا.

ٹھنڈی ہوا اُس کے گیلے کھلے بالوں میں گُھستی اُس کو بہت بھلی محسوس ہو رہی تھی.

عینا کے فریش ہو کر آتے ہی وہ دونوں باہر نکل آئی تھیں۔ ساحل کی جانب جاتی گیسٹ ہاؤس کی لکڑی کی بنی خوبصورت سی راہداری عبور کرتیں وہ ساحل کی جانب آگئی تھیں۔ جہاں ابھی بھی بہت سارے لوگ موجود تھے۔

ساحل کی سنہری ریت پر ننگے پیر چلنا اُنہیں بہت فرحت بخش رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتیں۔ صاف شفاف سمندری پانی کی لہروں کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

"یار کتنی حسین جگہ ہے۔ میں تو اپنے ہنی مون پر یہیں آؤں گی۔ اپنے ہی کے ساتھ تو یہ جگہ اور بھی زیادہ حسین ہو جائے گی۔"

عینا دور تک پھیلے پانی پر نظریں جمائے مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے۔ مگر دوستوں کے ساتھ بھی یہ بہت حسین ہے۔"

خانی نے عینا کی بات پر اُسے گھورتے ہوئے جواب دیا جس پر وہ کھلکھلا کر مُسکرا دی تھی۔

خانی چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی لہروں کی جانب بڑھ آئی تھی. اُسے گیلی ریت کے ساتھ پانی میں چلنا بہت اچھا لگ رہا تھا.

عینا گھر سے کال آجانے کی وجہ سے شور سے دور کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی تھی.

خانی کو اچانک اپنے پیر پر پانی کے علاوہ بھی کچھ محسوس ہوا تھا. اُس نے جیسے ہی جھک کر دیکھا. اُس کی زوردار چیخ برآمد ہوئی تھی. بچھو کی شکل کا لیکن زرا بڑے سائز میں سفید رنگ کا کیکڑا تھا. جسے بوکھلاہٹ میں پیر سے پڑے جھٹکنے کے چکر میں خانی بُری طرح سے لڑکھڑا گئی تھی.

اِس سے پہلے کہ وہ پانی میں گر کر لہروں کی خوراک بنتی اُس نے اپنے پاس سے گزرتے اُس بے حس انسان کا بازو تھامہ تھا جو اُسے گرتا دیکھ بچانے کے بجائے وہاں سے دور جا رہا تھا.

خانی کے بازو تھامنے پر بھی وہ بنا ہاتھ آگے بڑھائے اُس پر جیسے احسان کیے خاموشی سے اُسے سہارا دیئے کھڑا رہا تھا. اُس کے کھلے بال ہوا سے اُڑ کر مقابل کے چہرے کو چھونے لگے تھے. خانی نے سنبھل کر کھڑے ہوتے جیسے ہی نظریں

اُٹھا کر اُس شخص کا چہرا دیکھنا چاہا تھا۔ وہ اُس سے پہلے ہی خانی کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکتے پلٹ گیا تھا۔

اُس کے اِس طرح ایکدم دور کرنے پر خانی لمحہ بھر کو پھر سے لڑکھڑائی تھی۔ مگر اِس بار اُس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ خانی کی نظریں اُس کی مردانہ سیاہ بالوں سے بھری مضبوط چوڑی کلائی میں پہنے بلیک دھاگوں سے بنے بریسلٹ پر چند لمحوں کے لیے ساکت ہوئی تھیں۔

مگر جلد ہی حیرت سے نکلتے اُس کی نظریں دور جاتے اُس شخص پر ٹک گئی تھیں۔ اونچا لمبا کسرتی جسم، سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس کندھوں پر آگے کی جانب سکن کلر کی چادر لپیٹے وہ اُسے کوئی عام انسان نہیں لگا تھا۔ جس سختی سے اُس نے خانی کا ہاتھ تھام کر اپنے بازو سے جھٹکا تھا۔ اُس کی گرفت کا سردپن خانی کو ابھی تک محسوس ہو رہا تھا۔

جس شان سے وہ گیلی ریت کو اپنے پیروں تلے روندتے چلا جا رہا تھا۔ اُس سے اُس کی شخصیت کا رعب و دبدبہ دیکھنے والوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر رہا تھا۔

"ہاؤر وڈ کتنا بے حس شخص ہے یہ. اگر کسی کی مدد کر دے تو اِس کا کیا بِل آ ئے گا. خانی تم ٹھیک ہو "

دور سے یہ سب دیکھتی عینا خانی کے قریب آتی فکر مندی سے بولی.

"خانی کہاں کھوئی ہوئی ہو تم میں تم سے پوچھ رہی ہوں. تم ٹھیک ہو. کہیں لگی تو نہیں. "

عینا خانی کو ایک ہی جگہ کھوئے دیکھ اُس کو اپنی جانب متوجہ کرتے بولی.

" ہاں میں ٹھیک ہوں. تم نے اِس شخص کا چہرا دیکھا کون تھا یہ. "

خانی عینا کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھتے بولی.

"نہیں میری جانب اُس کی بیک تھی میں نہیں دیکھ سکی اُسے. کیوں کیا ہوا. اُس نے کچھ کہا تم سے. "

عینا نے بھی اُس جانب دیکھا جہاں وہ شخص اب کافی دور جا چکا تھا.

" مجھے لگتا ہے میں اِس شخص کو جانتی ہوں. میں نے اِس کے ہاتھ میں میران بھائی کے جیسا بریسلٹ دیکھا ہے. مجھے دیکھنا ہے یہ شخص کون ہے. "

خانی تیز قدموں سے اُسی جانب بڑھی تھی.

" خانی یہ کیا بات ہوئی. اب کیا میران بھائی کے جیسا بریسلٹ اِس دنیا میں اور کوئی نہیں پہن سکتا کیا. "

عینا بھی خانی کے ساتھ چلتی عجیب و غریب منطق پر حیران ہوتے بولی.

" نہیں پہن سکتا کیونکہ وہ بریسلٹ انابی نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے. وہ منفرد ڈیزائن نہ تو کسی اور کے پاس ہو سکتا ہے. نہ وہ کوئی اور بنا سکتا ہے. اور اِس شخص نے جو بریسلٹ پہنا ہے یہ سیم ٹو سیم ویسا ہی ہے. مجھے بات کرنی ہے اِس سے. "

خانی اُس شخص کو گاڑی کی جانب بڑھتا دیکھ ارد گرد کی پرواہ کیے بغیر دوڑ لگا چکی تھی.

" ایکسکیوز می مسٹر میری بات سنیں. "

خانی اُس کو گاڑی کے پاس پہنچتا دیکھ دور سے چلائی تھی. جو با آسانی اُس شخص کی سماعتوں تک پہنچ چکی تھی. مگر اِس بار بھی وہ سنی اَن سنی کرتا آگے بڑھا تھا.

" سائیں وہ لڑکی آپ.. "

اُس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول کر کھڑے ملازم کے الفاظ اُس کی اُٹھی سرد نگاہوں کی وجہ سے حلق میں ہی اٹک گئے تھے. کسی روبوٹ کی طرح وہ شخص فوراً سر جھکا گیا تھا.

خانی جیسے ہی قریب پہنچی وہ شخص گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل گیا تھا.

" حد ہوتی ہے یار. کیسا شخص تھا یہ. اگر میری بات سن لیتا تو کیا کمی آجاتی اِس کی شان میں. بلاوجہ اتنا بھاگی اِس کے پیچھے. ایڈیٹ."

خانی پھولی سانسوں کے ساتھ غصے بھری نظروں سے گاڑی کی جانب دیکھتے ایک طرف بنے ہٹ کی جانب آگئی تھی.

" تو تمہیں کہا کس نے تھا. اِس کے پیچھے جاؤ. جو شخص اتنا اکڑو, مغرور اور بے حس ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں گرتے دیکھ زرا سا ہاتھ بڑھا کر بچانے کی کوشش نہیں کی. بلکہ اُلٹا تمہارا ہاتھ بھی جھٹک دیا. وہ کہا تمہاری بات سننے کے لیے رُکے گا. "

عینا اُس کے پاس کرسی پر بیٹھتی ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل خانی کی جانب بڑھاتی بولی. جس پر خانی خاموش ہی رہی تھی. اُس کا موڈ اچھا خاصہ خراب ہو چکا تھا

خانی کی نظر ریت پر چلتے سفید کیکڑے پر پڑی تھی. اور تب اُس نے نوٹ کیا تھا کہ یہ کیکڑے بڑی مقدار میں وہاں موجود ہیں.

" کتنا خوبصورت ہے نا یہ. "

عینا اُس کی نظروں کے تعاقب میں اُس سفید کیکڑے کی جانب دیکھتے بولی.

" یہ اُس شخص سے بڑا ایڈیٹ ہے. "

خانی کو یاد آیا تھا کہ اِسی کے اچانک پاؤں پر آ جانے کی وجہ سے وہ گرنے والی تھی.

اِس لیے وہ اُن سارے رینگتے سفید کیکڑوں کو غصے سے دیکھتی وہاں سے اُٹھ آئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"بھیا آپ سے ایک بات پوچھنی تھی. کیا آپ نے انابی سے اپنے جیسا بریسلٹ کسی کو بنوا کر دیا ہے کیا."

خانی نے اِسی بات کی تصدیق کرنے کے لیے پہلے انابی کو کال کی تھی. مگر وہ شاید کہیں مصروف ہونے کی وجہ سے کال اُٹھا نہیں پائی تھیں. اِس لیے اُس نے میران کو کال کر کے حال احوال پوچھنے کے بعد ڈائریکٹ اپنے مطلب کی بات پوچھی تھی.

جسے سنتے میران کی پیشانی پر واضح بل نمایاں ہوئے تھے.

گڑیا تم ایسا کیوں پوچھ رہی ہو. کیا تم نے کسی شخص کے پاس ویسا بریسلٹ دیکھا "
".ہے کیا

.میران بلوچ نے جواب دینے کے بجائے اُلٹا سوال کیا تھا

.جبکہ اُس کے لہجے پر خانی کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا

نہیں ویسا نہیں اُسی طرح کا ایک بریسلٹ دیکھا میں نے. مجھے شاید پھر کوئی غلط "
" .فہمی ہوئی ہے

خانی نے صاف جھوٹ بولتے فوراً بات سنبھالنی چاہی تھی. مگر دوسری جانب بھی میران بلوچ تھا. خانی کے جھوٹ کے باوجود بھی ساری بات اُس کی سمجھ میں آچکی تھی.

تھوڑی دیر مزید خانی سے بات کر کے جیسے ہی اُس نے فون رکھا ایک نمبر سے جو میسج اُسے موصول ہوا وہ میران کے غصے میں مزید اضافہ کر گیا تھا.

" تم لوگ کہاں مرے ہوئے ہو. میں نے کہا تھا کہ میری بہن کے قریب کوئی بھی مشکوک شخص بھٹکتے دیکھ فوراً مجھے اطلاع کرنا. مگر لگتا ہے تم لوگ سو رہے ہو وہاں. اگر میری بہن کو زرا سا بھی نقصان پہنچا تو تم لوگوں کی چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا.

وہ شخص میری بہن کے اتنے نزدیک پہنچ گیا اور تم لوگ وہاں کھڑے ہو کر تماشہ دیکھتے رہے."

میران اپنے آدمیوں پر چلاتے طیش کے عالم میں بولا.

اُس کی آواز سن کر دروازے پر آئی انابی خاموشی سے واپس پلٹ گئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی پلیز دیکھو زرا ڈور پہ. لگتا ہے ویٹر آیا ہے کھانا لے کر "

کمبل میں دبکی عینا نے آنکھیں موندے خانی کو مخاطب کیا۔ وہ اب بہت زیادہ تھک چکی تھی.

خانی نے جیسے ہی دروازہ کھولا سامنے موجود لوگوں کو دیکھ وہ ششدر رہ گئی تھی.

سب سے آگے تین بلوچی لباس میں ملبوس خواتین کے ہاتھ میں بڑے بڑے تھال اُٹھائے کھڑی تھیں۔ جن کو خوبصورت بلوچی کام والے دوپٹوں سے ڈھکا گیا تھا۔ اُن کے پیچھے دو مرد بھی تھے۔ جن کے ہاتھوں میں بھی تقریباً یہی چیزیں تھیں.

" آپ شاید غلطی سے یہاں آگئے۔ یہ سب ہم نے نہیں منگوایا یہ ہماری چیزیں نہیں... "

خانی کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی۔ جب وہ عورتیں سائیڈ سے راستہ باتیں اندر داخل ہوئیں اور وہ تھال ٹیبل اور صوفے پر سجانے لگی تھیں.

" دیکھئے آپ کو میری بات سمجھ نہیں آرہی کیا۔ یہ سب چیزیں ہماری نہیں ہیں۔ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے. "

خانی کی باتوں کو وہ لوگ ایسے اَن سنا کر رہے تھے. جیسے اُن کو کچھ سنائی ہی نہ دے رہا ہو.

عینا بھی بیڈ پر بیٹھی آنکھیں پھاڑے یہ سب دیکھ رہی تھی.

خانی نے ایک بار پھر کچھ بولنا چاہا تھا. جب اُن میں سے سب سے پہلے اندر داخل ہونے والی عورت خانی کے قریب آتے اُس کے ہاتھ میں کوئی چٹ تھما تی باقی سب کے ساتھ دروازہ بند کرتی جیسے آئی تھی اُسی تابعداری کے ساتھ واپس نکل گئی تھی.

" واؤ خانی کتنے پیارے ڈریسز ہیں یار. اور یہ جیولری دیکھو مائنڈ بلوئنگ. "

عینا ایک ایک تھال سے کپڑا اُٹھاتی متاثر کن لہجے میں بولی.

" عینا سٹاپ اٹ. یہ ساری چیزیں ہماری نہیں ہیں. "

خانی فولڈ کی گئی چٹ کھولتے عینا کو سرزنش کرتے بولی.

خانی اسجد بلوچ "

آپ مہمان ہیں ہماری اور ہم بہت ہی مہمان نواز لوگ ہیں. اِس لیے ہم چاہتے ہیں. آپ بھی ہمیں اپنی خدمت کرنے کا موقع دیں.

کل دوپہر گیارہ بجے ہم آپ کو اپنی حویلی میں دعوت نامہ دیتے ہیں. اور اگر آپ ہمارے تحفے میں بھیجے گئے کپڑوں میں سے ہی کچھ زیب تن کریں گی تو ہمیں بہت اچھا لگے گا. ہم جانتے ہیں آپ ہماری خواہش کا احترام کریں گی.

اور ویسے بھی آپ انکار تو کر ہی نہیں سکتیں. کیونکہ ہمیں انکار سننے کی عادت نہیں.

" آپ کا منتظر سردار سیاہل خان

خانی کے ساتھ ساتھ عینا بھی پھٹی پھٹی نظروں سے وہ تحریر پڑھتے کچھ پل تو بول ہی نہیں پائی تھی.

اوہ شٹ تو وہ شخص سچ میں سردار سیاہل موسیٰ خان کا جاسوس تھا. اُس نے اُسے " ہماری کہیں ساری باتیں بتا دیں. "

.عینا ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے بولی

جس پر خانی نے شکر ادا کیا تھا کہ اُس نے چٹ کے شروع میں لکھے صرف خانی کے لکھے پورے نام پر غور نہیں کیا.

" .ہماری نہیں صرف تمہاری "

خانی کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا. مگر اِس وقت وہ عینا کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی.

" .یہ کیا کر رہی ہو تم "

.خانی کو بہت مشکل سے وہ بھاری تھال اُٹھاتے دیکھ عینا آگے بڑھی تھی

" باہر پھینکنے لگی ہوں. تاکہ اُس وڈیرے کو اُس کے اِس بے ہودہ دھمکی آمیز خط کا جواب مل سکے. اور تم وہاں کیوں کھڑی ہو. یہاں آکر یہ اُٹھانے میں میری ہیلپ کرو. "

.خانی نے اپنی پوری ہمت اکھٹی کرتے تھال اُٹھالیا تھا

خانی کیا کر رہی ہو یار. اُنہوں نے صرف دعوت ہی تو دی ہے. اور وہ بھی اتنے " اچھے طریقے سے. کیا ہو جائے گا تھوڑی دیر کے لیے چلے جائیں گے. اتنے بڑے لوگ ہیں بلاوجہ کی دشمنی مول لینے کی کیا ضرورت ہے. "

عینا نے اُسے اپنی بات سمجھانا چاہی تھی.

اُس نے اچھے طریقے سے دعوت نہیں دی بلکہ ہمیں دھمکی دی ہے کہ ہر حال " میں اُس کا کہا ماننا ہو گا. مگر میں یہ سب پھینک کر اُس شخص کی غلط فہمی دور کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے وہ اپنے علاقوں کے لوگوں کی طرح کمزور اور اپنا غلام نہ سمجھے. میرا نام بھی خانی اسجد بلوچ ہے ڈرنے والوں میں سے نہیں ہوں میں.

اور پلیز اب تم مزید اُس کی حمایت میں کچھ مت بولنا. پہلے ہی تم اُس انجان شخص کو ہمارے بارے میں انفو دے کر بہت بڑی غلطی کر چکی ہو. "

خانی کی بات پر عینا خاموشی سے اُس کی مدد کرنے آگے بڑھ چکی تھی.

.کچھ ہی لمحوں میں اُنہوں نے سارے تھال بالکنی سے نیچے پھینک دیئے

" خانی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے. جس طرح اُس کے آدمی ہمارا پیچھا کرتے یہاں تک پہنچ چکے ہیں. تمہیں کیا لگتا ہے. وہ ہمیں آسانی سے یہاں سے نکلنے دیں گے. "

.عینا خوفزدہ سی بولی

" تم ڈر کیوں رہی ہو پاگل. کچھ نہیں ہو گا ہمیں. میں سوچ چکی ہوں ہمیں کیا کرنا ہے. تم پریشان نہ ہو اور بس ریلیکس کرو. "

خانی عینا کو تسلی دیتی صوفے پر جا بیٹھی تھی. اُسے اب سمجھ آ رہی تھی کہ میران بھائی اور انابی اُس کے یہاں آنے پر خوش کیوں نہیں تھے.

" سردار سیاہل موسیٰ خان سمجھتے کیا ہو تم خود کو. "

خانی نے زیرِ لب نخوت سے اُس کا نام بڑبڑایا تھا. مگر اِس عمل میں اُس کی آنکھوں نے چہرے کا ساتھ بلکل نہیں دیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

اگلے دن وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی گیسٹ ہاؤس سے نکل آئی تھیں. اُن کا رُخ خضدار کی جانب تھا. وہ لوگ جلد از جلد لسبیلہ سے نکلنا چاہتی تھیں.

" تمہیں پتا ہے سیاہل خان کی حویلی کہاں ہے. "

آس پاس سے گزرتے خوبصورت نظاروں کی جانب دیکھتے عینا نے اپنی خیالوں میں کھوئی خانی سے پوچھا.

" ہاں پتا ہے مجھے. میں تو روز جاتی ہوں نا اُس کی حویلی. "

ایک بار پھر سیاہل خان کے ذکر پر خانی کا ویسا ہی جلا بھنا سا جواب موصول ہوا تھا.

" مجھے لگتا ہے لسبیلہ میں ہی ہے. تبھی تو وہ وہاں سسی پنوں کے مزار پر ملا ہمیں. اور پھر وہ ساری تحفے بھجوائے."

عینانے خود ہی اپنے سوال کا مطلب اخز کیا تھا.

"ہمم مجھے بھی یہی لگ رہا ہے. اِس لیے ہی تو صبح صبح وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کیا تا کہ اُن لوگوں کو معلوم ہونے سے پہلے ہی وہاں سے نکل آئیں. "

ساڑھے پانچ گھنٹے کا لمبا سفر طے کرتے وہ لوگ خضدار پہنچ چکی تھیں.

لسبیلہ سے سیاہل خان کے قبضے سے اتنی آسانی سے نکل آنے پر وہ دونوں بہت مسرور نظر آرہی تھیں. مگر عینا کا کہیں نہ کہیں دل چاہ رہا تھا. کہ سیاہل خان کی حویلی ہی دیکھ لیتی. لیکن خانی کے سامنے بول کر وہ اپنا سر نہیں پھٹوانا چاہتی تھی.

اُنہوں نے صبح جلد بازی میں نکلنے کی وجہ سے ناشتہ نہیں کیا تھا. اِس لیے اب اُن کو بہت زوروں کی بھوک لگ رہی تھی. ایک چھوٹے مگر خوبصورت سے ڈھابے کے سامنے گاڑی رُکوا کر وہ لوگ جیسے ہی گاڑی سے اُترنے لگیں. خانی کا موبائل کا بجنے لگا تھا.

" کس کی کال ہے. "

.عینا کی بات پر خانی نے انجان نمبر کی جانب دیکھتے لاعلمی سے سر ہلایا تھا

" . سردار سیاہل موسیٰ خان سپیکنگ "

گھمبیر بھاری سحر طاری کرتی آواز اور الفاظ جیسے ہی خانی کے کانوں میں پڑے اُس کا اُوپر کا سانس اُوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا.

.عینا خاموشی سے اُس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھنے لگی تھی

مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے میری دعوت قبول کی اور میرے بتائے گئے " " . ٹائم کے مطابق یہاں پہنچ گئیں

.خانی کی خاموشی پر ایک بار پھر سیاہل خان کی آواز اُبھری تھی

اُس کی بات پر اپنی اتنی بڑی بے وقوفی پر خانی کا دل چاہا تھا اپنا ماتھا پیٹ لے. مگر یہ تو پہلے ہی سوچ چکی تھی کہ اِس شخص سے اُس نے کبھی نہیں ڈرنا. چاہے وہ جو کچھ بھی کرے.

.عینا کو اُس نے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تھا کہ ڈھابے پر جا کر کچھ کھانے کا پتا کرے

وہ نہیں چاہتی تھی کہ عینا کو اِس بارے میں کچھ بھی پتا چلے.

" بہت خوش فہمی پال رکھی ہے آپ نے سردار صاحب. مجھے تو لگا تھا آپ کو کل رات اپنے تحفوں کی حالت دیکھ میرا جواب مل چکا ہو گا. مگر کافی ڈھیٹ لگ رہے ہیں آپ مجھے. "

خانی بھی ایک ایک لفظ پر زور دیتی بنا گھبرائے اپنے لہجے کو مضبوط بناتے بولی.

ویسے بھی اِس شخص سے اُس کے بہت سارے حساب نکلتے تھے.

" مطلب ابھی سے ہی بہت اچھے سے سمجھنے لگی ہیں آپ مجھے سردارنی صاحبہ. ڈھیٹ ہونے کے ساتھ مجھے دوسرے پر حکم چلانے اور ہمیشہ اپنی منوانے کی بھی عادت ہے. آپ کو بھی اب میرے مطابق چلنے کی عادت ڈالنی ہو گی. "

جہاں لفظ سردارنی پر خانی کا چہرا غصے سے لال ہوا تھا. وہیں اُس کے استہزایہ لہجے میں کہی بات خانی کو مزید کوئلوں پر لُٹا گئی تھی.

" جسٹ شٹ اپ. میرا نام خانی اسجد بلوچ ہے. بلوچ خاندان کی بیٹی. میرے ساتھ یہ فضول نام جوڑنے کی کوشش مت کیجئے گا سردار صاحب. "

خانی غصے سے چلاتے ہوئے بولی.

" اتنی گستاخیاں مت کریں سردارنی صاحبہ کے بعد میں اِن کا بھگتان بھرتے بھرتے تھک جائیں . "

سیاہل خان کی بات پر خانی کا دل چاہا تھا کہ یہ شخص اُس کے سامنے ہو اور وہ اِس کا چہرا نوچ لے. اپنے اندر کی ساری بھڑاس سارا غصہ اِس شخص پر اُتار دے مگر شاید وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتی تھی. اور نہ ہی مقابل شخص اُسے اتنی بڑی حیثیت اور اُونچا مقام دینے کا ارادہ رکھتا تھا.

کتنے ہی لمحے خاموشی میں گزر گئے تھے. خانی مزید اِس گھمنڈی شخص کے ساتھ اُلجھنا نہیں چاہتی تھی. جس میں واقعی نقصان صرف اُس کے حق میں ہی آنا تھا.

دوسری جانب چند لمحوں کے لیے سیاہل خان بھی آنکھیں موندے خانی کی مدھم سانسیں سنتا رہا تھا. مگر یہ سب صرف چند لمحوں کے لیے تھا. اگلے ہی لمحے وہ واپس اپنی ٹون میں لوٹ چکا تھا.

"میرے فون کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی گاڑی کے چاروں اطراف میرے آدمیوں کی گاڑیاں موجود ہیں۔ آپ چاہ کر بھی اپنی مرضی سے وہاں سے کہیں نہیں بھاگ سکتیں۔ تو خاموشی سے میرے آدمیوں کو فالو کرتے میری بات مان لیں۔ ورنہ نتائج کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا آپ چاہیں گی کہ آپ کی بے قصور دوست کو آپ کی غلطی کی سزا ملے."

اپنے مخصوص بے لچک لہجے میں کہتے اُس نے خانی کی کچھ بھی سنے بغیر فون رکھ دیا تھا.

" .ایڈیٹ. دھمکیوں کے علاوہ اِسے کچھ آتا ہی نہیں ہے "

کچھ فاصلے پر موجود اسلحہ سے لیس لوگوں کو دیکھتے خانی ناچاہتے ہوئے بھی سیاہل خان کی دھمکی کے زیر اثر آچکی تھی.

کچھ دیر مزید سوچنے کے بعد خانی نے گاڑی میں بیٹھے عینا کو اشارہ کیا تھا. اور اُسے بلا کر مختصراً چند باتیں بتادی تھیں.

خانی اُن کے ہاتھوں میں گنز ہیں. ہمیں خاموشی سے چلے جانا چاہئے. ایسے نہ "
.ہو دھمکی کے مطابق اُن کی بات نہ ماننے پر وہ ہمیں گولی مار دیں

جتنی تعداد میں اُس نے ہمارے لیے اپنے یہ آدمی بھیجے ہیں اُس سے لگ تو یہ رہا ہے
" .کہ وہ کافی غصے میں ہے ہم پر

.عینا کی بات پر خانی نے بھی غائب دماغی سے سر ہلا دیا تھا

مزید سفر طے کرتے کہیں سر سبز اور کہیں پتھریلے خوبصورت اور بلند و بالا
پہاڑی راستے طے کرتے وہ خضدار کے پہاڑوں میں گھرے ایک انتہائی
.خوبصورت علاقے فیروز آباد میں آ پہنچے تھے

" .واؤ خانی یہ جگہ تو باقی سب جگہوں سے بہت دلکش ہے "

.عینا اور خانی دونوں ہی مبہوت سی وہ حسین نظارے دیکھ رہی تھیں

لیکن جیسے ہی وہ تمام گاڑیاں بیلوں سے بھری اُونچی دیوار کے ساتھ سے گزرتیں
.ایک بڑے سے لکڑی کے آہنی دروازے کے سامنے جا کھڑی ہوئیں

آہنی جالی دار دروازے کے اُس پار بلند اور بالا شاندار عمارت پر نظر پڑتے ہی وہ دونوں اپنی جگہ دم بخود سی اُسے تکے گئی تھیں.

دروازہ کھلتے ہی وہ حویلی اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ اب مکمل طور پر اُن کے سامنے تھی.

وہ اُنہیں موجودہ طرز پر بنی مغلیہ دور کے محلوں کو مات دیتی جدید دور کی شاید سب سے شاندار عمارت معلوم ہوئی تھی.

حویلی کے لان کا رقبہ اتنا زیادہ تھا. کہ گاڑی میں ہونے کے باوجود مین گیٹ سے حویلی کی بلڈنگ کے قریب پہنچنے میں اُنہیں دس منٹ لگ چکے تھے. لان کے بلکل وسط میں سفید رنگ کا ایک فاؤنٹین بنایا گیا تھا. جس کے ساتھ مختلف پھولوں کے درمیان گھرے تالاب میں چھوٹی چھوٹی بطخیں اور مختلف رنگوں کی مچھلیاں ایک الگ ہی منظر پیش کر رہی تھیں.

اُن کی گاڑی حویلی کے بڑے سے شیشے اور لکڑی سے تیار کیے گئے گیٹ کے سامنے جا رکی تھی. جہاں پہلے ہی بہت سی ملازماؤں کے ساتھ دو صوبر سی خواتین

بھی اُن کے استقبال کیلئے موجود تھیں. اُن دونوں نے نوٹ کیا تھا کہ اِس طرف صرف عورتیں ہی موجود تھیں. کوئی ایک بھی مرد یہاں تک کہ ملازم بھی اِس جانب نظر نہیں آئے تھے.

بعد میں انہیں غور کرنے پر پتا چلا تھا کہ اِس اتنی بڑی حویلی کا انٹرس پوائنٹ صرف ایک نہیں تھا بلکہ کافی زیادہ سارے تھے.

بہت ہی پرتپاک سے انداز میں اُن کا استقبال کرتے وہ عورتیں اُنہیں اپنے ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھ گئی تھیں.

حویلی کا اندرونی نظارہ دیکھ کر اُنہیں باہر کی خوبصورتی تو بھول ہی چکی تھی. پورے فرش پر ہر جگہ پر بیش قیمت قالین بچھائی گئی تھی. وہاں اُنہیں ہر جانب ملازمائیں ہی آتی جاتی دکھائی دی تھیں.

اُنہیں ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں لے جایا گیا تھا. جہاں بڑی تعداد میں ایک ترتیب سے صوفے رکھے گئے تھے. اور اُن پر بہت ہی خوبصورت بلوچی لباس میں زیورات سے سجی خواتین موجود تھیں. اُن میں سے چند ایک نے

سمپل ڈریسز بھی پہن رکھے تھے. مگر زیورات اور میک اپ میں وہ بھی باقیوں جیسی ہی تیار تھیں.

"آئیں بیٹا اِن سے ملیں یہ ہماری بی بی سائیں ہیں. یہاں کی مالکن. اِنہیں سب لوگ جھک کر سلام کرتے ہیں. آپ لوگ بھی."

وہاں موجود تمام خواتین کی گہری نظریں خانی پر جمی ہوئی تھیں. کچھ نظروں میں رشک اور کچھ میں حسد اور جیلسی نمایاں تھی. خانی کا سادگی لیے معصوم حُسن اُن سب کو اچھا خاصہ چونکا گیا تھا. اُس کے سلام کرنے اور نام بتانے پر اُنہوں نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیا تھا. جو بات خانی کو بہت فیل ہوئی تھی. مگر زیادہ بُرا تو اُسے اپنے ساتھ اندر آئی لیڈی کی بات کا لگا تھا.

جس نے سامنے بڑے سے صوفے پر براجمان سفید کپڑوں میں ملبوس ایک بزرگ خاتون کی جانب اشارہ کرتے اُنہیں جھک کر سلام کرنے کو کہا تھا جسے وہ بی بی سائیں کہہ رہی تھی.

اُن بی بی سائیں کی پر سنیلٹی سے خانی کافی مرعوب ہوئی تھی. سرخ و سفید صحت مند چہرا, جس پر موجود ہلکی ہلکی جھڑیاں اُن کی عمر کا پتا دے رہی تھیں. گلے میں بھاری سا گلوبند اور ہاتھوں میں بہت ساری بڑے بڑے نگوں والی قیمتی انگوٹھیاں پہنے وہ بہت جانچتی نظروں سے خانی کی جانب دیکھ رہی تھیں. اُن کی نگاہوں کا سرد پن خانی باآسانی دیکھ پا رہی تھی.

عینا تو اُن کی رعب دار پر سنیلٹی کی وجہ سے جھک کر اُنہیں سلام کر چکی تھی. اب باقی سب کی نظریں خانی کی جانب تھیں.

" بُرا مت مانیئے گا بی بی سائیں. مگر میں خانی اسجد بلوچ ہوں. میرا نام مجھے کسی کے سامنے جھکنے کی اجازت نہیں دیتا. میں نہ ہی کبھی کسی کے سامنے جھکی ہوں اور نہ ہی کبھی کسی کو اپنے سامنے جھکانا مجھے پسند ہے. "

سینے پر بازو باندھتے خانی انتہائی عزت واحترام سے کہتے سامنے بیٹھی بی بی سائیں کو بہت کچھ جتا گئی تھی.

وہاں موجود تمام خواتین ہکا بکا سی خانی کے الفاظ پر اُس کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی بی بی سائیں کا حکم ٹالنے کا۔ اُن کے مطابق یہ لڑکی آتے ہی اتنی بڑی غلطی کر چکی تھی۔ اب اِس کا بی بی سائیں کے قہر سے بچنا ناممکن تھا۔

بی بی سائیں اپنی توقع کے عین مطابق جواب سنتے کچھ دیر اُس دھان پان لڑکی کی جانب دیکھی رہی تھیں۔ اگلے ہی لمحے اپنی جگہ سے اُٹھتے کچھ فاصلے پر موجود خانی کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھیں۔ اُن کو اُٹھتا دیکھ وہاں موجود تمام خواتین اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"بہت خوبصورت ہو تم لڑکی۔ اور لگتا ہے اِس بات کا بہت غرور بھی ہے تمہیں۔"

خانی کے چہرے پر نگاہیں گاڑھے وہ اپنے اندر کے اُٹھتے غصے کو کنڑول کرتے بظاہر مسکرائی تھیں۔

جس خوش فہمی کے سہارے اتنے بڑے بڑے بول بول رہی ہو. پہلے اُس کی "
حقیقت تو جان لو. میرے پوتے نے تمہیں صرف میرے کہنے پر یہاں بلوایا
ہے. وہ تو تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا. بہت محبت کرتا ہے میرا پوتا مجھ
سے. میری کوئی بات نہیں ٹالتا. تم جو آج اپنے خاندان کے نام پر اتنا اُچھل رہی
" .ہو نا کچھ دنوں میں ہی اِس حویلی کی باندی بنا کر نہ رکھ دیا تو کہنا

خانی کو نفرت برساتی نظروں سے دیکھتے وہ پھنکارتے لہجے میں بولیں. جس پر کچھ
.لمحوں کے لیے وہاں موجود باقی تمام نفوس کے ساتھ ساتھ خانی بھی سہم گئی تھی

مجھے آپ کے پوتے سے ایسی کسی بھی غلط فہمی کی کوئی اُمید نہیں ہے. وہ کیا میں "
.خود اُس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتی

ہو گی آپ کو اور آپ کے پوتے کو دوسروں کو اپنا غلام بنانے کی عادت مگر خانی
اسجد بلوچ کے حوالے سے ایسے خواب دیکھنا چھوڑ دیں. ایسا اِس دنیا میں تو کبھی
ممکن نہیں ہے. آپ لوگ پہلے ہی میرے خاندان کے ساتھ جو کر چکے ہیں.
" .اُس کا حساب دینا ابھی باقی ہے

خانی کی بات پوری ہی ہوئی تھی جب ایک طرف سے ایک ملازمہ حواس باختہ سی بھاگتے ہوئے آئی تھی.

" بی بی سائیں سردار سائیں دیوان میں آچکے ہیں. اور نگار بی بی کے حوالے سے فیصلہ سنانے والے ہیں. "

ملازمہ کی اتنی بات کہنے کی دیر تھی کہ بی بی سائیں اور باقی سب عورتیں اُن کے پیچھے ڈرائنگ روم کے دوسرے دروازے کی جانب بڑھ تھیں. جس سے آگے ایک راہداری عبور کرتے مخالف رُخ پر ایک جالی دار دیوار موجود تھی.

جہاں سے دیوان کا پورا نظارہ نظر آتا تھا. خانی اور عینا کو وہیں چھوڑ کر باقی سب اُس دیوار کے ساتھ جا کھڑی ہوئی تھیں.

دیوان میں صدارتی کرسی پر اِس وقت اُن کے قبیلے کا سردار سیاہل موسیٰ خان اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ براجمان تھا. جس کے آگے دائیں بائیں دونوں جانب لمبی قطار میں صوفے رکھے گئے تھے. جہاں تمام معزز لوگ بیٹھے اپنے

سردار کے فیصلے کے منتظر تھے. اور باقی بہت سارے سائیڈوں پر سر جھکائے کھڑے تھے.

" یہ سب کیا ہو رہا ہے. "

عینا اور خانی نے نا سمجھی سے اُنہیں دیکھتے اُس طرف بڑھی تھیں. جس پر اُن کے ساتھ چلتی اُنہیں کی عمر کی لڑکی تلخی سے مسکراتے اُن کی اُلجھن دور کرنے کے لیے قریب آئی تھی.

" ہمارے قبیلے کے پچھلے سردار یعنی کے میرے دادا ہمایوں خان جہاں ایک طرف بہت نرم مزاج تھے وہیں دوسری طرف حد سے زیادہ اصول پسند اور انصاف پسند بھی تھے.

اُن کے قانون میں عزت اور کسی کی جان سے کھیلنے والے کے لیے کوئی معافی نہیں تھی. اور ہر مجرم کو وہ سخت سے سخت سزا سناتے تھے. چاہے وہ کوئی چور ہو, کسی کا قاتل ہو یا غیرت کے نام پر ان نام نہاد عورتوں کا خون چوستی رسموں

سے بغاوت کر کے اپنی مرضی سے آزادی سے زندگی گزارنے کی قصور وار عورت.

دادا کے بعد میرے تایا اور اب سیاہل اداسائیں. اِس قبیلے کے سردار بن چکے ہیں. جنہیں اپنے بڑوں کی روایت پر ہی چلنا ہے.

ادا نے جب سے یہ گدی سنبھالی ہے یہ اُن کی صدارت میں پہلا ایسا سنگین اور مشکل ترین فیصلہ ہے. "

بات کرتے دوران اُس لڑکی کے لہجے میں نمی گُھل چکی تھی. اور وہ اپنے آنسوؤں پر قابو پانے کے لیے ایک پل کو رُکی تھی.

"کیوں ایسا کیا سنگین ہے اِس کیس میں."

اُس کی بات غور سے سنتی عینا بہت ہی متجسس سے لہجے میں بولی.

"کیونکہ اداسائیں اتنے سنگدل نہیں ہیں. آج تک جس طرح میرے دادا اور تایا عورتوں کو قصور وار قرار دے کر کاری کروا دینے جیسی سزا دیتے آئے ہیں. یہ

سب کرنے کی امید سیاہل اداسائیں سے کسی کو بھی نہیں ہے. اور اگر اُنہوں نے ایسانہ کیاتو قبیلے میں بہت انتشار پھیلال سکتاہو جو بہت بڑی تباہی کا باعث بن سکتا ہے.

کیونکہ اِس بار قصوروار کوئی اور نہیں سردار سیاہل موسیٰ خان کی چہیتی اور اکلوتی بہن نگار موسیٰ خان ہے ".

اُس لڑکی کی بات پر عینا اور خانی دونوں کو جھٹکا لگا تھا.

" اِن نام نہاد عزت کے پجاری مردوں کو عورت پر ظلم کرنے کے سوا آتا ہی کیا ہے. دوسری عورتیں تو چلو اِن کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں. مگر کیا تم لوگوں کا سردار اپنی بہن کو بھی کاری کروادے گا. "

خانی کا لہجہ طنز سے بھرپور تھا.

" پتا نہیں کوئی نہیں جانتا وہ کیا کرنے والے ہیں. یہاں تک کہ بی بی سائیں بھی نہیں. اُن پر بہت پریشر ہے مگر وہ اتنے طاقتور ہیں کہ اِس سب سے صفائی سے اپنی بہن کو بچا سکتے ہیں. اور قبیلے میں اُٹھنے والے ہر انتشار کو جڑ سے ختم کرنے کی

صلاحیت رکھتے ہیں. لیکن پھر بھی ہم سب بہت ڈرے ہوئے ہیں. کیونکہ ادا سائیں کے فیصلے کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ".

وہ لڑکی آنکھوں سے بہہ جانے والے آنسو صاف کرتی آگے بڑھ گئی تھی.

عینا خانی کا ہاتھ کھینچتی اُسے جالی دار دیوار کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی. جہاں سے وہ لوگ تو سب کچھ دیکھ اور سن سکتی تھیں. مگر اندر بیٹھے لوگ نہیں.

خانی نے چہرا مزید آگے کرتے سردار سیاہل موسیٰ خان کو دیکھنا چاہا تھا. مگر وہ جہاں پر کھڑی تھی. اُس جگہ آگے ایک پردہ موجود ہونے کی وجہ سے وہ سیاہل خان کا چہرا نہیں دیکھ پائی تھی.

تبھی سیاہل خان کی وہاں گونجتی گھمبیر بھاری آواز گونجتے ہی باقی تمام سرگوشیاں دم طور گئی تھیں.

" میں سردار سیاہل موسیٰ خان اپنے قبیلے والوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک ہر مجرم کی حیثیت ایک جیسی ہے. چاہے وہ میرے خاندان کا شخص ہو یا قبیلے کا کوئی معمولی فرد.

میری بہن نے ہماری رسموں سے بغاوت کر کے جو گناہ کیا ہے. وہ کسی صورت معاف کیے جانے کے قابل نہیں ہے. جو لوگ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی بہن کی اتنی بڑی غلطی معاف کر دوں گا تو وہ غلط سوچتے ہیں.

میری بہن کو بھی سزا ملے گی اور اِس معزز خاندان کی عزت داؤ پر لگانے کی وجہ سے باقیوں سے بھی بڑھ کر ملے گی. نگار موسیٰ خان کو کاری نہیں کیا جائے گا. بلکہ اُسے کال کوٹھڑی میں ڈالا جائے گا. جہاں نہ تو کسی کو جانے کی اجازت ہو گی نہ ہی اُسے کھانے پینے کو کچھ دیا جائے گا. اور وہ اپنی زندگی کے باقی کے چند دن وہیں تڑپ تڑپ کر گزارے گی تاکہ گھر سے بھاگنے کی کوشش کرنے والی تمام لڑکیوں کے لیے یہ سب عبرت کا نشان بن سکے."

سیاہل موسیٰ خان کی بات ختم ہوتے ہی وہاں سب لوگ ہی خوش ہوتے اُس کے نام کے نعرے لگانا شروع ہو چکے تھے. کیونکہ اُن سب کی نظروں میں وہ انصاف کی ایک بہت بڑی کی مثال پیش کر چکا تھا.

خانی رُکی سانسوں کے ساتھ نجانے کتنے ہی لمحے وہاں ساکت سی کھڑی رہی تھی.

کوئی انسان اتنا سنگدل اور پتھر دل کیسے ہو سکتا تھا کہ اپنی سگی بہن کے ساتھ ایسا سلوک کرے. جس کا قصور کیا تھا. صرف اپنی مرضی اپنی پسند سے زندگی گزارنے کے لیے کی گئی چھوٹی سی کوشش.

سردار سیاہل موسیٰ خان اپنی کرسی سے اُٹھتا مزید کسی سے بھی کوئی بات کیے بغیر باہر کی جانب بڑھا تھا.

ڈارک براؤن قمیض شلوار کے اُوپر بلیک کلر کا کوٹ پہنے چوڑے شانے کمر پر دونوں بازو باندھے سیاہل خان کو باہر کی جانب بڑھتا دیکھ خانی ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر آنکھوں میں غصہ لیے اُسی راہداری کے اختتام پر بنے بیرونی دروازے کی جانب بڑھی تھی.

اُسے اِس وقت سردار سیاہل موسیٰ خان سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی. جو شاید واقعی میں اپنے سینے میں دل نہیں

خانی جیسے ہی باہر کی جانب بڑھی. مردان خانے کی طرف جاتے راستے پر کھڑے گارڈز نے فوراً اُس کے آگے آتے راستہ روک دیا تھا.

"بی بی جی اُس طرف ابھی کسی بھی خاتون کو جانے کی اجازت نہیں ہے."

گارڈز سر جھکائے بہت ہی احترام سے بولے.

اُن کی بات پر خانی کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا.

"کیوں نہیں جاسکتی میں. تمہارے اُس گھٹیا سردار کا گھٹیا فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے. وہ زرا سی بات پر کیسے کسی بھی جیتے جاگتے انسان کو اتنی بڑی سزا سنا سکتا ہے."

خانی بے خوفی سی اُونچی آواز میں چلائی تھی. اُس کی آواز مردان خانے تک تو نہ پہنچی مگر اُس کے پیچھے کچھ ملازمین حواس باختہ سی باہر آگئی تھیں.

جبکہ وہاں کھڑے گارڈز کی شکل سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کتنی مشکل سے اپنے مالک کی توہین برداشت کر رہے ہیں.

"بی بی جی خدا کے لیے آپ اندر آ جائیں اگر سردار سائیں نے دیکھ لیا آپ کو یہاں تو وہ بہت غصہ کریں گے. "

خانی کی ضد پر وہاں موجود ملازمہ اور گارڈز اب اپنی شامت آ جانے کے خیال سے بہت گھبرا چکے تھے. کیونکہ اُنہیں خانی اسجد بلوچ پر زرا سی سختی کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی.

"جب تک سیاہل موسیٰ خان سے میری بات نہیں ہو گی میں یہاں سے ہلوں گی بھی نہیں. اگر اُس کا فیصلہ اتنا ہی ٹھیک اور انسانیت بھرا ہے. اتنا ہی ہمت والا ہے وہ تو اب چھپ کیوں رہا ہے."

خانی سینے پر ہاتھ باندھے ہٹ دھرمی سے وہیں کھڑی رہی تھی. وہ ایسی ہی تھی کبھی کسی کی زرا سی بھی حق تلفی ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی. اور آج تو اُس کی آنکھوں کے سامنے ایک جیتے جاگتے انسان کی زندگی کا فیصلہ اتنی بے رحمی سے کیا گیا. جس پر اب اُس کا ردعمل اتنا شدید تھا.

خانی کو اِس لمحے اُس اَن دیکھے بے حس اور بے رحم انسان سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی. جس نے اپنی شان اپنی عزت اُونچی رکھنے کے لیے اپنی سگی بہن تک کو قربان کر دیا تھا.

خانی کو وہیں جماد یکھ چند پل مزید گزرے جب ایک اور ملازمہ نے آکر پہلے سے موجود ملازمہ کے کان میں کچھ بتایا تھا. جس پر وہ سر ہلاتی خانی سے مخاطب ہوئی تھی.

" بی بی جی آپ کو سردار سائیں نے بلایا ہے. آپ آئیں میرے ساتھ "

ملازمہ کی بات پر خانی کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی. مگر کہیں نہ کہیں ایک خوف بھی اُس کے دل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا. جسے وہ محسوس کر کے ڈرپوک نہیں بننا چاہتی تھی.

لیکن اُس نے جو باتیں بھی سیاہل خان کے بارے میں سن رکھی تھیں. اور ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا. وہ سب کچھ اُس ظالم شخص سے ملنے پر اندر سے روک رہا تھا.

مگر وہ یہاں موجود باقی لوگوں کی طرح اِس ظلم کے آگے گونگی بہری نہیں بن سکتی تھی.

بہت ساری لمبی چوڑی راہداریاں عبور کرتے وہ ملازمہ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے آن رکی تھی.

" بی بی جی آپ اندر جائیں. سردار سائیں اندر ہی ہیں. "

ملازمہ کی بات پر خانی کی سانسیں ایک پل کے لیے بے ترتیب ہوئی تھیں. وہ بہت بہادر بن کر شیر کو پچھاڑنے پہنچ تو گئی تھی. مگر اکیلے ہونے کا ڈر اُسے اندر ہی اندر سہا رہا تھا.

" کیا مطلب تم لوگوں کا سردار اندر اکیلا ہے کیا. میں اُس جلاد کے پاس اندر اکیلے نہیں جاؤں گی تم بھی میرے ساتھ چلو گی. "

خانی نے اپنی گھبراہٹ چھپاتے اُس ملازمہ کو ایسے آرڈر دیا کہ جیسے وہ سیاہل خان کی نہیں بلکہ خانی کی ملازمہ کو.

بی بی جی مجھے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے. آپ بھی جلدی سے اندر جائیں. "
". سردار سائیں کو انتظار کرنا پسند نہیں ہے

.خانی کو ایسے لگا تھا کہ جیسے ملازمہ اُس کی گھبراہٹ نوٹ کرتی ہلکا سا مسکرائی ہو

.ایڈیٹ شخص کے ملازم بھی اُس کی طرح ایڈیٹ ہی ہیں "

کیا سمجھتے ہیں یہ لوگ میں ڈرتی ہوں اِن کے اُس جلاد صفت سردار سے. اب میں
".بتاتی ہوں اِن سب کو کہ خانی اسجد بلوچ کون ہے

.زیرِلب بڑبڑاتے خانی دروازہ دھکیلتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھیں

اندر داخل ہوتے ہی خانی کی نظریں اتنے خوبصورت روم پر پڑتے مبہوت سی ہو
.گئی تھیں. اِس کمرے کی خوبصورتی اور دلکشی کے آگے باقی حویلی کا حُسن ماند تھا

.مگر خانی اِس وقت اِس کمرے کا جائزہ لینے کے موڈ میں بلکل نہیں تھی

.اِس لیے سیاہل خان کی تلاش میں نظریں پورے روم پر دوہرائی تھیں

مگر جیسے ہی اُس کی نظر ونڈو کی جانب رُخ کر کے کے کھڑے سردار سیاہل موسیٰ خان پر پڑی اُس کا سارا غصہ نفرت ایک بار پھر اُمڈ آئی تھی.

"سردار سیاہل موسیٰ خان کہتے تو تم خود کو یہاں کا سردار ہو. مگر اندر سے اِس قدر بزدل اور کھوکھلے ہو کہ صرف اپنا شملہ اُونچا رکھنے کی خاطر اپنی سگی اکلوتی بہن کو قربان کر دیا. کیسی مردانگی ہے یہ جو ہر بار عورت کو سزا دینے کے لیے ہی سامنے آتی ہے."

خانی کی بات پر مقابل نے مُٹھیاں بھینچتے اپنے غصے پر قابو پایا تھا. جس بدتمیزی سے اِس لڑکی نے اُس سے بات کی تھی. آج تک کسی اور کی جرأت نہیں تھی. اُسے اِس طرح ایک لفظ بھی بولنے کا.

مگر آج اگر وہ لڑکی سردار سیاہل موسیٰ خان کے سامنے کچھ ایسا بول پا بھی رہی تھی تو وجہ بھی یہ تھی کہ سیاہل خان اُسے ایسا کرنے دے رہا تھا.

کچھ دیر خود کو نارمل کر کے اگلے ہی لمحے وہ پلٹا اور چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے آگے بڑھ آیا تھا.

لیکن خانی تو سیاہل موسیٰ خان کی ایک جھلک دیکھ کر ہی ساکت ہو چکی تھی.

اُسے کبھی خوبصورتی نے اِس قدر متاثر نہیں کیا تھا. اُس کے مطابق اللہ نے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی حُسن ضرور بخشا ہوتا ہے. جو اُسے باقیوں کی آگے بہتر بناتا ہے.

لیکن اتنا وجیہہ اور حسین مرد اُس نے آج تک کسی فلم اور کہانی میں بھی نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا.

دیوتاؤں جیسا حُسن رکھنے والا یہ سامنے کھڑا شخص اُسے واقعی اِس محل کا بادشاہ معلوم ہوا تھا. چہرے پر چٹانوں جیسی سختی اور ضبط سے سُرخ ہوتی خانی پر گڑہی سرد نگاہیں, گھنی مونچھوں کے نیچے سختی سے آپس میں پیوست عنابی ہونٹ, کھڑی مغرور ناک جو شاید کبھی کسی کے آگے جھکنے کا ارادہ نہ رکھتی ہو.

مقابل کی شخصیت میں ایک عجیب سی مقناطیسی کشش تھی جو خانی کو اُس کی جانب کھینچ رہی تھی. خانی نے جلدی سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا. کیونکہ اُسے ڈر

تھا کہ اگر وہ مزید کچھ دیر اِس سحر میں جکڑی رہی تو کہیں دل میں موجود اِس شخص کے لیے اُمڈ آنے والی نفرت نکل نہ جائے.

اِس لیے اپنے حواسوں پر قابو پاتے خانی اُس کی شخصیت کے طلسم میں کچھ دیر کے لیے ہی رہی تھی. اگلے ہی لمحے ابھی تھوڑی دیر پہلے کیا گیا اِس بظاہر انتہائی خوبصورت مگر دل کے کالے شخص کا فیصلہ یاد آتے ہی خانی کی آنکھوں میں واپس نفرت لوٹ چکی تھی.

" کاش کے تم جیسے باہر سے ہو اندر سے بھی ویسے ہی ہوتے. "

خانی کے اندر سے آواز اُٹھی تھی. جسے وہ فوراً دل میں ہی دبا گئی تھی.

" تو خانی اسجد بلوچ یہاں یہ بتانے آئی ہیں کہ مجھے سردار سیاہل موسیٰ خان کو کیا کرنا چاہیے."

سیاہل کا لہجہ بلکل سپاٹ اور سرد تھا. اور آنکھیں بلکل بے تاثر. اُس نے ایک بار کے علاوہ خانی کی جانب نظریں اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا.

خانی سے بات کہہ کر سیاہل خان ٹیبل پر پڑے آئس سے بھرے پانی والے گلاس کو اُٹھاتے پاس رکھے صوفے پر جا بیٹھا تھا.

" بتانے نہیں تمہیں وارن کرنے آئی ہوں. اپنا یہ فیصلہ واپس لے لو. ورنہ میں تمہارے خلاف کیس کر دوں گی. تم مرد سمجھتے کیا ہو اپنی انا کی تسکین کے لیے عورت کو بے دردی سے کوئی بھی سزا سنا دو. کیا عورت کو اپنی مرضی سے عزت اور محبت بھری زندگی بھی نہیں گزار سکتی.

یہاں کے باقی لوگ شاید آپ کے اِس ظلم کے عادی ہیں مگر میں یہ سب برداشت نہیں کروں گی. اپنی آنکھوں کے سامنے اتنا ظلم ہوتے نہیں ہونے دوں گی. چاہے میں یہاں کچھ دیر کی مہمان ہوں مگر اِس دوران بھی میں اپنے ضمیر کو مار نہیں سکتی. "

خانی اندر ہی اندر اتنے سخت الفاظ بولنے سے ڈر بھی بہت رہی تھی. کیونکہ اِس وقت وہ اِس شخص کے محل میں کھڑی اِسی کو کوس رہی تھی. جو بلوچستان کے شاہی جرگے کے سرداروں میں سے تھا.

خانی نے بھی جواب اُسی کے انداز میں دیا تھا.

مگر اپنی اتنی ساری باتوں کے جواب میں مقابل کی خاموشی پر اُسے حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آیا تھا.

کیونکہ اُسے سیاہل خان کے ایکسپریشنز سے لگ رہا تھا کہ جیسے اُس کے سامنے کوئی پاگل انسان کھڑا فضول باتیں کر رہا ہے. جس میں اُسے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے.

لیکن خانی کو حیرت کا جھٹکا اُس وقت لگا جب سیاہل خان نے ہاتھ میں پکڑا وہ حد سے زیادہ ٹھنڈے آئس سے بھرے پانی کا گلاس ایک ہی سانس میں منہ میں اُنڈیل دیا تھا.

اُس پانی کو دور سے ہی دیکھتے خانی کو اپنے دانتوں اور گلے میں درد ہوتا محسوس ہوا تھا. اتنا ٹھنڈا پانی ایک سانس میں تو کیا گھنٹوں لگا کر پینا بھی بہت مشکل تھا.

مگر خانی کو اِس شخص کی ایک بھی حرکت انسانوں جیسی نہیں لگی تھی.

خانی سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ خود کو اتنی اذیت کیوں دے رہا ہے.

".کیا تم ہو ہی ایسی یا میرے سامنے بن رہی ہو "

سیاہل خان خانی کی جانب اب بھی دیکھنے سے گریزاں تھا. مگر اُس کے لہجے کا سپاٹ اور سرد پن ہنوز تھا.

خانی کو اُس کی ہر حرکت پر حیرت کا جھٹکا ہی لگ رہا تھا. سیاہل خان نے اُس کی اتنی لمبی بکواس کے جواب میں بنا غصہ کیے اتنے نارمل انداز میں جواب کیوں دیا تھا.

" یہ تو تم اچھے سے جانتے ہو گے. جس طرح میری ہر حرکت پر نظر رکھی تم نے میرے مزاج کے بارے میں پتا بھی لگوا لیتے."

خانی کا لہجہ ایک بار نخوت بھرا ہوا تھا. اُسے لگ رہا تھا یہ شخص اُسے اپنی کوئی حقیر باندی سمجھ رہا ہے. جس کی طرف دیکھنا یا اُس کی باتوں کا جواب دینا سیاہل خان اپنی توہین سمجھتا ہے.

لیکن وہ اِس بات سے ناواقف تھی یا شاید سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اگر خانی کی جگہ اُس کا کوئی ملازم یا باندی ایسی باتیں اور حرکتیں کرتی تو اِس وقت اپنے انجام کو پہنچ چکی ہوتی.

.جس کے بارے میں سیاہل خان نے اپنے اگلے الفاظ میں بیان کر ہی دیا تھا

"مزاج سے واقف ہوں. تبھی تو تمہاری اتنی گستاخیوں کے باوجود تم یہاں کھڑی ہو. اور دوسری بات میں اپنے کیئے گئے فیصلوں کے بارے میں کسی کو بھی جواب دہ نہیں ہوں. آج جو حرکت کی ہے نیکسٹ ٹائم ایسا بولنے سے پہلے سوچنا ضرور ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی.

مجھے نہیں معلوم تھا کہ میران بلوچ کی بہن اور شہرام بلوچ کی کزن اتنی بے وقوف ہے. کہ خود ہی میرے سامنے آنے کی ضد کرنے لگی. تم جانتی ہو میرے کمرے میں اِس طرح اکیلے آنے کا انجام کیا ہو سکتا ہے."

ایک طرف لگی پینٹنگ پر نظر گاڑھے سیاہل خان کی کہی بات خانی کو بے انتہا خوف میں مبتلا کر گئی تھی.

"تم نہیں جانتی مگر تمہارے وہ بھائی جانتے ہیں. اِسی لیے شہرام بلوچ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے تمہیں یہاں سے لے جانے کی خاطر میری حویلی کے گیٹ پر موجود ہے. اور میران بلوچ بھی پہلی ہی فلائیٹ سے بلوچستان پہنچ چکا ہے. اور

پچھلے پندرہ منٹ سے وہ بھی گیٹ کے باہر کھڑا اپنی لاڈلی بہن کی فکر میں تڑپ رہا ہے. کیونکہ تمہاری سیکیورٹی کے لیے بھیجے گئے وہ لالچی لوگ تو میرے آگے پہلے دن ہی بک گئے تھے. "

سیاہل خان کی بات پر خانی کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا. اُسے اب سچ میں اِس شخص سے خوف محسوس ہونے لگا تھا.

اگر اُس کا بھائی پریشانی کے عالم میں باہر کھڑا تھا تو ضرور کوئی بات تھی.

".مجھے جانا ہے یہاں سے "

خانی اپنے خوف پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتی دروازے کی جانب بڑھی تھی. مگر اُسے لاک دیکھ خانی کو اپنی سانس رُکتی محسوس ہوئی تھی.

".ی یہ کیا بد تمیزی ہے دروازہ کھولواؤ "

خانی کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر سیاہل خان نے اب کی بار نظر اُٹھا کر خانی کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں اپنے حوالے سے اُس کے چہرے پر اُمڈ آنے والے خوف پر اُس کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ چاہتا بھی تو وہ یہی تھا نا.

"اتنی بھی کیا جلدی ہے سردارنی صاحبہ ابھی تو آپ کو مجھ سے اور بھی بہت باتیں کرنی تھیں۔ میرے ملازمین سے اتنی دیر آپ مجھ سے ملنے کی ضد ہی کرتی رہی نا.

میں نے تو وہی پوری کی ہے۔ کیونکہ میری حویلی میں خانی اسجد بلوچ کی خواہش پوری نہ ہو یہ کیسے گوارہ ہے مجھے. "

دروازے کا لاک کھولنے کی ناکام کوشش کرتی خانی کا ہاتھ سیاہل خان کی بات پر ساکت ہوا تھا.

"مجھے اِن فضول ناموں سے پُکارنا بند کرو۔ نہیں ہے میرا تم سے اور اِس گھر سے کوئی رشتہ. "

خانی طیش کے عالم میں چلائی تھی.

.اُسی لمحے سیاہل خان کا موبائل بجا تھا

" خان سائیں. بی بی سائیں ابھی آپ سے ملنا چاہتی ہیں آپ کے کمرے کے باہر کھڑی ہیں. "

دوسری جانب سیاہل کی کزن کی بیوی شاہدہ تھی جو بی بی سائیں کا پیغام پہنچا رہی تھیں.

" اُنہیں کہہ دو ابھی میں مصروف ہوں. کسی سے ملنا اور بات کرنا نہیں چاہتا. "

.سیاہل خان دوٹوک الفاظ میں بات کرتے کال کاٹ گیا تھا

".جانا چاہتی ہو یہاں سے. آؤ لے لو کیز "

.سیاہل خان نے ہاتھ میں پکڑی کیز اُوپر کرتے. خانی کو اپنی جانب بلایا تھا

کچھ دیر اُس کے چہرے سے کوئی مفہوم اخز کرنے کی ناکام کوشش کرتے خانی نے .ناچاہتے ہوئے بھی قدم آگے بڑھا دیئے تھے

مگر جیسے ہی سیاہل کے قریب پہنچتے خانی نے ہاتھ بڑھایا اُس نے خانی کا ہاتھ تھام کر ہلکا سا جھٹکا دیتے اپنے قریب صوفے پر گرایا تھا.

اِس اچانک حملے پر خانی کی سانس حلق میں اٹک چکی تھی. اور بے اختیار اُس لمحے کو کوسا تھا جب اُس نے سیاہل خان سے ملنے کی ضد کی تھی.

" کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے . "

سیاہل خان نے اپنی مقابل بیٹھی خانی کے خوف سے زرد ہوتے چہرے پر نظریں گاڑھتے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے سوال کیا تھا. جو وہاں سے اُٹھنے کی کوشش کرتے سیاہل خان کی سخت گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے میں مصروف تھی.

" بے حد بے انتہا نفرت کرتی ہوں تم سے ."

اُس کے ایک دم آنکھوں میں جھانکنے پر خانی کا دل بے اختیار دھڑکا تھا. اِس لیے وہ نظریں چراتے ابھی کیے جانے والے سیاہل خان کے سلوک پر غصے سے بولی. ورنہ ابھی تک اُس کا اِس شخص سے نہ ہی محبت کا رشتہ تھا اور نہ ہی نفرت کا.

.خانی کے جھوٹ پر سیاہل خان کی سیاہ آنکھیں جیسے مسکرائی تھی

سرد آنکھوں کی چند پل کی مسکراہٹ نے جیسے خانی کو ہپنوٹائز کر دیا تھا۔ اِس شخص کا طلسماتی سحر خانی کو آہستہ آہستہ اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا.

" میں چاہتا ہوں تم جا کر اپنے خاندان والوں سے پوچھو مجھ سے نفرت کرنے کی وجہ تاکہ اگلی بار جب میں تم سے پوچھوں تو تمہیں جھوٹ نہ بولنا پڑے. "

.سیاہل کی بات پر خانی نے اُلجھ کر اُس کی جانب دیکھا تھا

" تمہاری ہر اُلجھن کا جواب تمہارے معزز خاندان کے پاس ہے۔ اب جا سکتی ہو تم۔ کیونکہ تمہارے خاندان والے تمہاری فکر میں وہاں تڑپ رہے ہیں کہ کہیں میں سیاہل موسیٰ خان خانی اسجد بلوچ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دوں. "

آخری جملے پر زور دیتے سیاہل خان کی آنکھوں میں خانی کو ہلکی سی اذیت کی جھلک نظر آئی تھی.

یا شاید اُسے کچھ غلط فہمی ہوئی تھی۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی.

خانی کے چہرے پر ایک بھرپور نظر ڈال کر سیاہل خان اُس کا ہاتھ چھوڑتے واپس اجنبی بن چکا تھا۔ وہی سرد اور سپاٹ انداز.

سیاہل خان مزید وہاں نہ ٹھہرتے لمبے لمبے ڈُگ بھرتا اُسی روم سے ملحقہ ایک اور روم میں داخل ہو گیا تھا.

لیکن خانی پہلے اُس کی بات اور اب اُس کے ہاتھ میں موجود وہی بریسلٹ دیکھ کر مزید اُلجھ چکی تھی۔ اُس کی کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں جیسے مفلوج ہو چکی تھیں.

ایسا کیا تھا جو سیاہل موسیٰ خان سے شدید نفرت کرنے کا سبب بنا تھا.

تو کیا اُس دن ساحل پر اُس سے ٹکرانے والا شخص سیاہل موسیٰ خان تھا۔ کیونکہ سیاہل کے ہاتھ میں موجود وہ بریسلٹ اِسی جانب اشارہ کر رہا تھا.

آخر ایسی کونسی سچائی تھی۔ جو سیاہل خان اُسے اپنے خاندان والوں سے پوچھنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اور جس کی وجہ سے میران بلوچ اور ماہناز بی بی نے اتنے سالوں سے اُسے بلوچستان اپنے خاندان والوں کے قریب بھی نہیں آنے دیا تھا.

خانی اپنی ہی سوچوں میں اُلجھتی سیاہل موسیٰ خان کی شاندار حویلی سے نکل آئی تھی.

عینا کا پوچھنے پر ملازمہ نے اُس کا کب سے وہاں سے چلے جانے کا بتادیا تھا.

قدم باہر کی جانب بڑھاتے وہ دل میں ٹھان چکی تھی کہ اُسے اب ہر حال میں ساری سچائی جاننی تھی.

سیاہل خان سکرین پر نظریں گاڑھے خانی کو میران بلوچ اور شہرام بلوچ کے قریب جاتا دیکھ رہا تھا۔ جو بہت ہی فکر مندی اور پریشانی سے تڑپ کر خانی کی جانب بڑھے تھے.

سیاہل خان اُن کے انداز پر قہقہ لگائے بنا نہیں رہ سکا تھا.

" یہ سمجھتے ہیں سردار سیاہل موسیٰ خان خانی اسجد بلوچ کو نقصان پہنچائے گا. "

.زیرِلب اپنے الفاظ دوبارہ دوہراتے اب کی بار سیاہل خان کے لب مسکرائے تھے

سیکیورٹی کے تحت حویلی کے ہر کونے پر سی سی ٹی وی کیمراز نصب تھے. اِس وقت سیاہل خان کے پاس گیٹ کی بیرونی طرف لگے کیمرا کی فوٹیج اوپن تھی.

جب ایک بار پھر اُس کا موبائل بجنے لگا تھا. سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ سیاہل خان نے گہری سانس لیتے فون کان سے لگایا تھا.

" .سائیں یہ آپ ٹھیک نہیں کر رہے "

.سلام دعا کے بعد سپیکر پر مقابل کا شکوہ اُبھرا تھا

" میں نے تو بہت سارے غلط کام کیے ہیں. مگر آپ کا اشارہ کس جانب ہے میں سمجھ نہیں پایا. "

.سیاہل خان سمجھتے ہوئے بھی جیسے انجان بنا تھا

" سائیں آپ نے آج جان بوجھ کر جرگہ اُسی ٹائم بیٹھایا ناتا کہ خانی اسجد بلوچ بھی سب کچھ سنیں اور دیکھیں. اور آپ سے نفرت کریں. "

.سیاہل کی نظریں میران کا ہاتھ تھامے گاڑی میں بیٹھتی خانی پر جمی ہوئی تھیں

" .جب آپ کو سب معلوم ہے تو مجھ سے سوال کرنے کا مطلب "

.سیاہل خان نے سکرین پر نظریں گاڑھے تصدیق کی تھی

گستاخی معاف سائیں مگر آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔ یہ سب کر کے آپ خود کو " تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ اور ہم سب آپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ چاہے اُس کے لیے ہمیں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے۔ سائیں خدا کے لیے مجھے اپنے حکم ".سے آزاد کر دیں

.مقابل کے لہجے میں سیاہل خان کے لیے بے پناہ عقیدت اور محبت تھی

آپ نے غلط کہا۔ میں خود کو تکلیف نہیں پہنچا رہا بلکہ آگے آنے والی بہت بڑی " .تکلیف سے بچنے کی کوشش کر رہا ہوں

اور اگر میرے خلاف جا کر آپ کو کچھ بھی کرنا ہے آپ کی مرضی۔ میں نے نہ ".پہلے آپ پر کبھی کوئی دباؤ ڈالا ہے نہ اب ڈالوں گا

سیاہل خان نے اپنی بات کہتے کال کاٹ دی تھی

خانی میران بلوچ اور شہرام بلوچ کے ساتھ تربت میں واقع اپنی آبائی حویلی کی جانب روانہ ہوچکی تھی. جس پر خانی کو کافی حیرت بھی ہوئی تھی کہ آج تک اُس کو ہمیشہ یہاں آنے سے روکنے والا اُس کا بھائی خود ہی اُسے وہاں لے کر جارہا تھا.

لیکن کہیں نہ کہیں اُسے یہ بھی فیل ہورہا تھا کہ شاید اُسے بلوچستان نہ آنے دینے کی وجہ سیاہل خان ہی تھا. اور اب جب اُس سے ہی آمنا سامنا ہوچکا تھا تو میران نے اُسے اپنے خاندان سے ملوانے کا فیصلہ بھی کرلیا تھا.

ہوش سنبھالنے کے بعد آج وہ پہلی دفعہ وہاں قدم رکھنے والی تھی.

سیاہل موسیٰ خان کی حویلی سے نکل کر اُس نے اُن دونوں کو اپنے لیے بہت ہی پریشان اور فکرمند پایا تھا. لیکن خانی اپنے اندر کی ہر اُلجھن اور بے چینی پر قابو

پاتے اُن سے بہت ہی بشاشت سے ملی تھی. اور یقین دلایا تھا کہ خان حویلی میں اُس سے بہت اچھا سلوک کیا گیا ہے.

شہرام بلوچ سے مل کر خانی کو بہت اچھا لگا تھا. وہ ایک دو بار اُس سے پہلے بھی مل چکی تھی. جب وہ میران سے ملنے اُن کے گھر آیا تھا.

شہرام خانی سے کچھ دیر بات کرنے کے بعد خاموش ہو چکا تھا. خانی نے نوٹ کیا تھا کہ شہرام بلوچ کی آنکھیں حد سے زیادہ سُرخ اور سوجی ہوئی تھیں.

جیسے بہت زیادہ رونے سے کسی کی آنکھیں ہو جاتی ہیں.

مگر شہرام بلوچ کیوں رویا ہوگا اتنا. شاید اُسے کوئی الرجی ہو. یا کوئی اور پرابلم ہو خانی تم بھی نا کچھ بھی سوچ لیتی ہو. "

خانی اپنی سوچوں پر خود کو کوستے سر جھٹک گئی تھی.

لیکن اُس نے پچھلی دو ملاقاتوں میں شہرام بلوچ کو کافی خوش مزاج ہی پایا تھا. آج وہ اُس کے بلکل برعکس لگ رہا تھا.

گرے قمیض شلوار میں ملبوس کندھوں پر کریم کلر کی شال ڈالے وہ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان تھا. جبکہ خانی اور میران بیک سیٹ پر تھے.

عینا کو میران واپس کراچی کی جانب بھیج چکا تھا.

اُن کی گاڑی کے آگے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں تھیں.

میران بلوچ خانی سے بات کر کے کافی حد تک مطمئن ہو چکا تھا. کہ سردار سیاہل موسیٰ خان نے اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا. لیکن وہ اِس سب میں بھی سیاہل خان کی کوئی پلاننگ سمجھ رہا تھا.

کافی دیر کے سفر کے بعد وہ آخر کار اپنی منزل پر پہنچ چکے تھے.

بلوچ حویلی بھی اپنی پوری شان و شوکت سے زمین پر وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی. بڑا سا سرسبز پھولوں اور گھاس سے سجا خوبصورت لان, آتے جاتے ملازمین کی ویسی ہی بھیڑ.

یہ حویلی بھی خوبصورتی میں اپنی مثال ایک تھی. مگر بلوچ حویلی اپنی تمام تر چارم کے باوجود حسین پہاڑوں اور سبزے کے درمیان گھری سردار سیاہل موسیٰ خان کی شاندار حویلی کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی.

خانی نے میران بلوچ اور شہرام بلوچ کے درمیان میں چلتے حویلی کے بڑے سے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تھا. جہاں گھر کی تمام خواتین کے ساتھ ساتھ آغا جان اور خاندان کے باقی کچھ مرد حضرات بھی موجود تھے. جن میں سے خانی ابھی کسی سے واقف نہیں تھی.

خانی کا وہاں بہت ہی والہانہ استقبال کیا گیا تھا. سب لوگ اُسے بہت ہی محبت اور گرم جوشی سے ملے تھے.

خانی ابھی اپنی فیملی کی خواتین میں سے کسی کو بھی بائے فیس نہیں جانتی تھی. مگر اُسے وہ سب بہت اچھی لگی تھیں. کسی نے بلوچی لباس زیب تن کر رکھا تھا. اور کسی نے سادہ قمیض شلوار.

خانی کو آغا جان اپنی بانہوں کے حصار میں لیے صوفے پر براجمان تھے. خانی کی دوسری طرف میران بلوچ بیٹھا تھا. اور سامنے اُس کے چچا اور اُن کے بیٹے براجمان تھے.

خانی نے نوٹ کیا تھا کہ خواتین میں سے کوئی بھی مردوں کے ساتھ صوفے پر نہیں بیٹھی تھیں. لیکن گھر کے مرد اُن سے بہت عزت سے بات کر رہے تھے. جو خانی کو بہت اچھا لگا تھا.

" میرے بچے کو خان حویلی میں کسی نے کوئی تکلیف تو نہیں پہنچائی یا کچھ بُرا بھلا تو نہیں بولا. اگر کسی نے زرا سی بھی میری بیٹی کی توہین کی ہے تو نام بتاؤ میں چھوڑوں گا نہیں اُسے. "

آغا جان خانی کو اپنے ساتھ لگائے محبت اور فکر سے بولے. خانی کو آغا جان بہت اچھے لگے تھے. جو کچھ ہی دیر میں اُسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہونے لگے تھے. اُسے دکھ ہوا تھا کہ وہ اتنا ٹائم اِن سب سے دور کیوں رہی تھی. ضد کر کے یہاں کیوں نہیں آ گئی تھی. سب لوگ اتنے اچھے تھے. اور اِن سب کے

اتنے مضبوط حصار کے پیچھے سیاہل خان کی جرأت کہاں تھی کہ اُسے ہاتھ بھی لگائے.

اُسے لگ رہا تھا کہ سیاہل موسیٰ خان واقعی ایک بزدل انسان ہے جس نے اُسے بغیر نقصان پہنچائے اپنی بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ خانی کے خاندان والوں کے ڈر سے چھوڑا تھا.

" نہیں آغا جان اُن کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ مجھے کچھ کہیں. بلکہ میں اُن سب کی بہت اچھے سے طبیعت صاف کر کے آئی ہوں. انہیں بتا کر آئی ہوں کہ میں بلوچ خاندان کی بیٹی ہو. اُن سے ڈرنے والی بلکل بھی نہیں."

خانی کی بات پر وہاں موجود تمام نفوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی. جیسے خانی نے کوئی جوک سنایا ہو. مگر آغا جان کی تنبیہ کرتی نظروں کی وجہ سے وہ سب اپنے تاثرات چھپا گئے تھے. جو موبائل میں بزی ہونے کی وجہ سے سیاہل خان بھی دیکھ نہیں پایا تھا.

خانی نے اب جا کر شہرام کی غیر موجودگی نوٹ کی تھی. جو اُس کے ساتھ اندر آنے کے بعد وہاں سب کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں بیٹھا تھا.

".میری پوتی واقعی بہت بہادر اور عقل مند ہے "

.آغا جان خانی کی پیشانی چومتے بولے

آغا خان میرا اِن سب سے تعارف تو کروا دیں. میں اِن میں سے کسی کو بھی " ". نہیں جانتی

خانی کی بات پر آغا جان نے مُسکرا کر سر ہلاتے اُس کا سب سے تعارف کروانا شروع کیا تھا.

.آغا جان یعنی ذوالفقار بلوچ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھیں

سب سے بڑے بیٹے ارشد بلوچ تھے. جن کی شادی اپنی خالہ زاد بشرا بیگم سے ہوئی تھی. اُن کی تین اولادیں تھیں. ارباز بلوچ, شہرام بلوچ اور سومیہ بلوچ.

دوسرے نمبر پر اسجد بلوچ تھے. جن کی شادی چچازاد مہرین بیگم سے ہوئی تھی.

اسجد بلوچ کا ایک بیٹا میران بلوچ اور بیٹی خانی بلوچ تھی. لیکن سالوں پہلے حادثے کی وجہ سے پہلے اسجد بلوچ اور پھر مہرین بلوچ اپنے پیاروں کو روتا چھوڑ اِس جہان فانی سے کوچ کر چکے تھے.

تیسرا نمبر فضیلہ بلوچ کا تھا. جن کا بیاہ ماموں زاد فرقان بلوچ سے ہوا تھا.

جمشید بلوچ سب سے چھوٹے تھے. جن کی شادی چچازاد زمرہ بلوچ سے ہوئی تھی. اُن کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں. اسد بلوچ, مہوش بلوچ, احمر بلوچ, اور پلوشہ بلوچ.

وہ سب ایک ہی حویلی میں وہاں کے رسم و رواج کے مطابق مل جل کر رہ رہے تھے.

آغا جان نے ایک ایک کر کے خانی کو سب کے بارے میں بتایا تھا. خانی ماہناز بی بی سے اپنے خاندان والوں کے بارے کبھی کبھی معلومات لیتی رہتی تھی. مگر آج یہ جان کر اُسے بہت زیادہ خوشی ہو رہی تھی کہ اُس کے اتنے سارے کزنز تھے.

آغا جان نے کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد خانی کو اُس کے سیٹ کروائے گئے روم میں آرام کرنے کے لیے بھیج دیا تھا. میران پہلے ہی کوئی امپورٹینٹ کال آجانے کی وجہ سے اُٹھ کر جا چکا تھا.

" ادی یہ آپ کا کمرہ ہے. اور یہ دونوں ہر وقت آپ کی خدمت کے لیے موجود رہیں گی. لیکن اگر پھر بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں. "

سومیہ خانی کے ساتھ اُس کے کمرے میں داخل ہوتے بولی. اور ساتھ ہی پیچھے موجود سر جھکا کر کھڑی دونوں ملازمہ کی طرف اشارہ کیا تھا.

" ارے نہیں نہیں اِس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے. میں اپنا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کی عادی ہوں. یہ ہر وقت میرے ساتھ رہ کر کیا کریں گی. یہ بھی انسان ہیں. اِن کی بھی لائف ہے. "

خانی کو اُن دونوں کا جھکا سر اور بندھے ہاتھ دیکھ کر بہت بُرا فیل ہوا تھا.

جبکہ اُس کی بات پر ایک ملازمہ نے بے حد حیرانگی کے عالم میں جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا. پہلی بار اپنے لیے ایسا کوئی جملہ اُنہوں نے اپنے لیے کسی کے منہ سے سنا تھا. لیکن سومیہ کی سخت گھوری پر وہ واپس سر جھکا گئی تھی.

" ادی اِن کا یہی کام ہے. آپ اِن کی فکر مت کریں. آغا جان کا سختی سے حکم ہے کہ آپ کو کسی طرح کی بھی پریشانی نہ ہو. اور اُن کو بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا.

اگر آپ اِن کی وجہ سے ڈسٹرب ہونے کی وجہ سے کہہ رہی ہیں. تو یہ بلا ضرورت آپ کے کمرے میں نہیں آئیں گی. باہر ہی کھڑی رہیں گی. "

سومیہ کی ضد پر آخر کار خانی نے ہار مان ہی لی تھی. وہ ذہنی اور جسمانی طور پر کافی زیادہ تھکی ہوئی تھی. تھوڑا ریسٹ چاہتی تھی.

لیکن خانی کو سومیہ کا ملازمین کے لیے اتنا حقارت آمیز انداز بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا.

اُس کے مطابق ملازمین سے تو باقی لوگوں سے بھی زیادہ عزت سے پیش آنا چاہیے. کیونکہ یہی لوگ ہر وقت آپ کے قریب موجود ہوتے ہیں. آپ کی

خدمت کرتے ہیں. آپ کا خیال رکھتے ہیں. لیکن بہت سے لوگ چند پیسے دے کر سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے اِن لوگوں کو خرید لیا ہے. اور اب اُنہوں نے ساری زندگی جانوروں کی طرح اپنے مالکوں کی خدمت میں صرف کرنی ہے.

وہ اُنہیں ہر جگہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر بے عزت کرتے یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ بھی اُن جیسی ہی اُوپر والے کی بنائی گئی مخلوق ہیں.

مگر خانی اِس وقت کسی قسم کی بحث کے موڈ میں نہیں تھی. وہ جانتی تھی وہ اتنی جلدی اُن کی سوچ نہیں بدل سکتی. اِس لیے سومیہ کی بات پر خاموشی سے سر ہلاتے فریش ہونے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

" ارے آپ لوگ ابھی تک ایسے ہی کیوں کھڑی ہو. بیٹھ جاؤ. "

واش روم سے نکل کر اُن کو ایسے ہی سر جھکائے کھڑا دیکھ خانی جلدی سے بولی.

جس پر وہ فوراً حکم کی تکمیل کرتیں فرش پر بچھے کارپٹ پر بیٹھ گئی تھیں.

" ارے ارے یہ کیا کر رہی ہیں آپ لوگ. اُوپر بیٹھیں پلیز. "

خانی اُن کے نیچے بیٹھنے پر شرمندہ سی ہوئی تھی.

"بی بی جی ہمیں اُوپر بیٹھنے کا حکم نہیں ہے. ہماری جگہ تو آپ کے قدموں میں ہے."

اُن میں سے ایک ملازمہ کارپٹ سے اُٹھتی سر جھکائے بولی.

"واٹ نان سینس. یہ کیا بات ہوئی. باقی سب کے جو بھی رولز ہیں. مگر پلیز میرے سامنے یہ سب نہیں ہو گا. آپ دونوں کو اب میرے ساتھ رہنا ہے تو میرے رولز فالو کرنے پڑیں گے.

اور میرے سامنے آپ لوگ نیچے بلکل بھی نہیں بیٹھیں گی."

خانی اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ وہ لوگ جس ماحول کا حصہ تھیں. اتنی جلدی اُن کو اُس سے نکالنا بہت مشکل تھا. اِس لیے وہ اُنہی کے انداز میں اُنہیں آرڈر دیتے بولی.

جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھیں.

"نام کیا ہے تم دونوں کا."

خانی مرر کے سامنے کھڑی بال ڈرائیر سے خشک کر کے اب خود پر پرفیوم سپرے کررہی تھی. جب اُس نے اُن میں سے ایک ملازمہ کو کن اکھیوں سے اپنی جانب دیکھتے مسکراتے ہوئے پوچھا.

اُسے ڈری سہمی سی وہ دونوں لڑکیاں بہت پیاری لگی تھیں. جو عمر میں اُس کے قریب قریب ہی تھیں.

" میرا نام مینل ہے بی بی جی. اور اِس کا نام نوراں ہے . "

بلوچی لباس میں ملبوس بڑے سے دوپٹے میں خود کو چھپائے. جس کے پلوں سے اُنہوں نے اپنے چہرے کا بھی آدھا حصہ کور کررکھا تھا. اُن دونوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ اُنہیں اپنی نئی مالکن بہت پسند آئی ہے.

جو نرم مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ بہت حسین بھی تھی.

" بہت پیارے نام ہیں تم دونوں کے. بلکل تمہارے جیسے. اور یہاں کوئی مرد موجود نہیں ہے. ریلیکس ہو جاؤ. "

خانی کا اشارہ اُن کے چہرا لپیٹنے کی طرف تھا. جو دونوں ہی جھجھک بھرے انداز میں صوفے پر ٹکی ہوئی تھیں.

لیکن خانی کے نرم انداز پر اُن کی جھجھک اور ڈر آہستہ آہستہ کم ہو رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" کیسا لگ رہا ہے میری گڑیا کو یہاں آکر. اپنوں سے مل کر. "

میران خانی کے ساتھ ناشتے کے لیے نیچے کی جانب بڑھتے اُس کے چہرے پر جگمگاتی خوشی دیکھ کر بولا.

" بہت اچھا بھیا. سب لوگ اتنے اچھے ہیں. میرا اتنا خیال رکھتے ہیں. بہت اچھا فیل ہو رہا ہے یہاں آکر. پر انا بی کو بہت مِس کر رہی ہوں میں. آپ پلیز اُنہیں بھی بلوا لیں نا یہاں. "

خانی کو انابی کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی.

"میں جانتا ہوں. اِسی لیے بلوا رہا ہوں میں انابی کو. کچھ دنوں تک پہنچ جائیں گی.
"

میران بلوچ بنا کہے کی اپنی لاڈلی کی ہر بات جان لیتا تھا. اِس لیے محبت پاش نظروں سے اُس کے مسکراتے چہرے کو دیکھتا دل میں ایسے ہی ہمیشہ اُس کے خوش رہنے کی دعا کر گیا تھا.

"تھینکیو سو مچ بھیا. آئی لو یو سو مچ. آپ سے زیادہ اِس دنیا میں مجھے کوئی پیار نہیں کر سکتا. "

خانی میران کے سینے سے لگتی چہکتے ہوئے بولی. اِسی طرح باتوں کے دوران وہ لوگ ڈائنگ ہال تک آ پہنچے تھے.

ڈائننگ ہال کا منظر خانی کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث تھا.

بڑے سے کمرے میں لال رنگ کا خوبصورت سا کارپٹ بچھا ہوا تھا. جس کے اُوپر کمرے کے چاروں اِطراف دیوار کے ساتھ گھاؤ تکیے رکھے گئے تھے.

درمیان میں دستر خوان بچھایا گیا تھا. جس پر انواع واقسام کے کھانے رکھے گئے تھے. آغا جان کے بلانے پر خانی اُن کے پاس جا بیٹھی تھی. کل کی طرح اِس وقت بھی وہاں گھر کی کوئی بھی عورت کھانے میں شریک نہیں تھی. بلکہ ملازمین کے ساتھ سرونگ میں مصروف تھیں.

ایک صرف خانی کو ہی یہ خاص پروٹوکول مل رہا تھا.

" ادی میں ایسی کیا بات ہے جو ہم میں نہیں. ہم بھی تو اسی گھر کی بیٹیاں ہیں نا. تو ہمیں کیوں حق نہیں اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کا. "

پلوشہ سومیہ کے کان میں گھسی آغا جان اور ارشد بلوچ کے ساتھ بیٹھی خانی کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.

" تم جانتی ہو ایسا کیوں ہے. ادی خانی کو یہ پروٹوکول صرف اِس گھر کی بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں مل رہی اِس کی وجہ کچھ اور ہے. "

.سومیہ کا لہجہ بے لچک تھا

" .ادی کتنی خوش نصیب ہے نا "

.پلوشہ رشک بھرے لہجے میں خانی کی جانب دیکھتے بولی

".پتا نہیں خوش نصیب ہے یا بد نصیب "

سومیہ کی بات پر پلوشہ نے سوالیہ انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا. لیکن سومیہ مسکرا کر بات کو ٹالتی کاندھے اُچکا گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" .کل میری بات کیوں نہیں مانی. ایک دن میں ہی اوقات بھول گئی اپنی "

ارباز بلوچ مینل کا ہاتھ دبوچے زہر خند لہجے میں بولا. اُس کے جھٹکا دینے کی وجہ سے مینل کے ہاتھ میں موجود گرم چائے کپ سے چھلک کر اُس کی ہتھیلی جلا گئی تھی.

مینل پہلے ارباز بلوچ کی سخت گرفت اور اب جلن کے درد سے بلبلا اُٹھی تھی. مگر وہ ہونٹوں کو دانتوں تلے دباتے اپنی سسکی کا گلا گھونٹ گئی تھی. کیونکہ اُنہیں شدید درد میں بھی اپنے مالکوں کے آگے آواز اُٹھانے کی اجازت نہیں تھی.

" مینل تم یہاں کیا کر رہی ہو. "

راہداری سے مڑتے خانی کی نظر ارباز بلوچ کے پاس کھڑی مینل پڑی تھی. خانی کی جانب ارباز بلوچ کی بیک تھی. اور مینل اُس کے آگے چھپی ہوئی تھی. اِس لیے وہ مینل کا ایک جانب سے ہی تھوڑا سا دیکھ پائی تھی.

جبکہ خانی کی آواز پر ارباز بلوچ اپنی جگہ سے ایسے اُچھلا تھا جیسے اُس کے ہاتھ میں مینل کا ہاتھ نہیں بلکہ بجلی کی کوئی ننگی تار ہو.

".ارے خانی میں تمہارا ہی پوچھ رہا تھا تمہاری ملازمہ سے "

اریاز بلوچ چہرے پر مسکراہٹ لاتے خانی کی طرف پلٹا تھا. اور بغور خانی کے تاثرات جاننے چاہے تھے کہ کیا اُس نے کچھ دیکھا یا سنا ہے یا نہیں. مگر خانی کے چہرے سے وہ کچھ خاص اخذ نہیں کر پایا تھا.

" مینل یہ کیا ہوا. کیسے جلا تمہارا ہاتھ. "

خانی اریاز کی بات کا جواب دینے ہی والی تھی. جب اُس کی نظر مینل کے جلے ہاتھ پر پڑی تھی. وہ فکر مندی کے عالم میں مینل کی جانب بڑھی تھی. جس پر مینل بہت ہی سہولت سے اپنا دوپٹہ آگے کرتی کلائی پر موجود اریاز کی اُنگلیوں کے نشان چھپا گئی تھی.

" میں بھی اِسے یہی کہہ رہا تھا کہ اتنی لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے. "

اریاز کی بات پر خانی نے جن نظروں سے اُسے دیکھا تھا. وہ خود بھی گڑبڑا گیا تھا. شاید خانی کی نظر مینل کی کلائی پر پڑ چکی تھی.

" مینل چلو روم میں تمہیں فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے. اریاز بھائی میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں. "

خانی بہت مشکل سے مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر لا کر کہتی مینل کو لیے آگے بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج زنان خانے میں بہت رونق لگی ہوئی تھی. کیونکہ آج کافی دنوں کے بعد سردار سیاہل موسیٰ خان نے وہاں اپنے سب گھر والوں کے ساتھ رات کا کھانا کھانا تھا. جو کچھ مصروفیات کی وجہ سے وہ ایک مہینے سے اپنے خاندان والوں کو ٹائم نہیں دے پایا تھا.

بی بی سائیں نے سیاہل کی پسند کے علاوہ نجانے کتنی ہی ڈشز بنوا ڈالی تھیں. ڈنر کا انتہائی شاندار پیمانے پر اہتمام کیا گیا تھا.

".ادی بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے. اداسائیں بہت ناراض ہوں گے نا مجھ سے "

سمن کو جب سے سیاہل کے ساتھ ڈنر کرنے کا پتا چلا تھا وہ اِسی طرح کی گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار تھی.

نگار ادی کے غلط کام میں اُن کا ساتھ دے کر جو حرکت تم نے کی ہے. تمہیں " کیا لگتا ہے وہ اتنی آسانی سے معاف ہو جائے گی. اداسائیں کے غصے سے واقف تو ".ہو تم. ابھی تک اُنہوں نے تمہیں کچھ نہیں کہا. خیر مناؤ اِس بات پر

ایمن اُسے آنے والے وقت کی سنگینی کے بارے میں آگاہ کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی تھی.

جبکہ نگار کو یاد کرتے بہت سارے آنسو اُس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گال پر پھسل گئے تھے.

سمن جانتی تھی اُس نے سیاہل خان کو ہرٹ کر کے بہت غلط کیا تھا. مگر نگار کو سیاہل کے اُس کی غلطی سے بڑی سزا دیے جانے پر وہ اُس سے دل ہی دل میں بہت زیادہ خوفزدہ ہونے کے ساتھ ساتھ خفا بھی تھی.

اُس نے نگار کا ساتھ یہی سوچ کر دیا تھا کہ اگر نگار پکڑی بھی گئی تو سیاہل خان اپنی لاڈلی بہن کو کچھ نہیں ہونے دے گا. مگر وہ شاید یہ بھول چکی تھی کہ مقابل بھی سیاہل خان تھا.

جو دھوکہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا.

خان حویلی میں سردار سیاہل موسیٰ خان اپنے پورے خاندان کے ساتھ مقیم تھا. وہ نہ صرف اپنے علاقے کا سردار تھا. بلکہ بلوچستان کے شاہی جرگے کے سرداروں میں بھی پہلے نمبر پر تھا.

اور یہی پوزیشن ہمیشہ سے بلوچ خاندان کے مردوں کو کھٹکتی آئی تھی. دونوں خاندانوں کی شروع سے چلی آنے والی دشمنی کی ایک یہی وجہ نہیں تھی. بلکہ اور بھی کئی بڑی وجوہات تھیں.

بی بی سائیں یعنی کے کشور بیگم کی پانچ اولادیں تھیں. شوہر عباس خان تو بہت پہلے ہی اُنہیں چھوڑ کر جا چکے تھے اور ساتھ ہی اُن کے سب سے بڑے بیٹے موسیٰ خان کی بھی کچھ سالوں پہلے ڈیتھ ہو چکی تھی. جن کی بیوی حُسنہ, بڑا بیٹا سیاہل موسیٰ خان اور بیٹی نگار موسیٰ خان تھی.

دوسرا نمبر رضیہ بیگم کا تھا. جن کی شادی شہاب بلوچ سے ہو رکھی تھی. شہاب بلوچ ذوالفقار بلوچ کے بھتیجے تھے. لیکن عرصہ دراز سے اُن کی آپس میں دشمنی چلی آرہی تھی. شہباز بلوچ اور اُن کے والد کے خان حویلی والوں کے ساتھ تعلقات بہت اچھے تھے. جن کو مزید مضبوط کرنے کے لئے اُنہوں نے اپنی بیٹی کی شادی بھی وہاں کر دی تھی.

مگر کچھ عرصے بعد شہباز بلوچ نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ بھی بلوچ خاندان کا حصہ ہے. اُس نے ذوالفقار بلوچ کے خاندان کے ساتھ اپنے تعلقات بلکل ٹھیک کر لیے تھے. جس کی وجہ سے خان حویلی والوں کا وہاں آنا جانا بہت کم ہو چکا تھا.

رضیہ بیگم کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا. رومینہ, رومیسہ اور عمیر.

موسیٰ خان سے چھوٹے فرمان خان تھے۔ جن کی شادی اپنی سیکنڈ کزن حمیرا بیگم سے ہوئی تھی۔ اُن کے تین بچے تھے۔ جواد، شہزاد اور سمن۔

چوتھا نمبر تانیہ بیگم کا تھا۔ جو شادی کے سات سال بعد بیوہ ہو کر حویلی واپس لوٹ آئی تھیں۔ اُن کا ایک بیٹا فیصل اور بیٹی شمسہ تھی۔

سب سے آخر پر اجمل خان تھے۔ جن کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ نمیر، ایمن، فاخر اور کرن۔

وہ پوری فیملی ایک ہی چھت کے نیچے کافی خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ جس میں شاہی خاندان ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات دکھ اور خوشی کی فضا گرم رہتی تھی۔

عباس خان کی ڈیتھ کے بعد موسیٰ خان گدی نشین ہوئے تھے۔ اور روایت کے مطابق اُن کی ڈیتھ کے بعد سیاہل خان وہ عہدہ سنبھال چکا تھا۔

نگار کو سنائی جانے والی سزا کے بعد خان حویلی کے زنان خانے میں ایک سوگوار سی فضا چل رہی تھی. آج تک کبھی کسی کی جرأت نہیں تھی کہ سردار کے فیصلے کو غلط ٹھہرا سکے.

اِس لیے بغاوت تو اُن میں بلکل بھی نہیں تھی. وہ سب جانتی تھیں کہ نگار خان کی غلطی بہت بڑی تھی. مگر نگار خان کو ملنے والی اتنی سنگین سزا پر اُن سب کے دل اشکبار تھے.

" میں نہیں چاہتی میرے پوتے کے سامنے تم لوگوں میں سے کوئی بھی آنسو بہا کر یا ایسا سوجا ہوا منہ لا کر اُسے زرا سا بھی پریشان کرے. اُس کے آنے میں تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے. تم سب لوگ اپنا موڈ ٹھیک کر لو. "

بی بی سائیں کے کڑے تیوروں سے دیئے آرڈر پر سب خواتین نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا.

جبکہ حُسنہ بیگم نے دکھ بھری نظروں سے اُن کی جانب دیکھا تھا. جو نگار کی جانب سے اِس قدر کھٹور اور سخت دل ہو چکی تھیں کہ جیسے وہ اُن کی سگی پوتی نہ ہو بلکہ کوئی دشمن کی اولاد ہو.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یہ سب کیسے ہوا. اور وہ ارباز بھائی تمہارے پاس کھڑے تمہیں کیا کہہ رہے تھے. سب ٹھیک تھا نا. تم اتنی ڈری ہوئی کیوں لگ رہی تھی. اور یہ تمہاری کلائی پر انگلیوں کے نشان کیسے ہیں. "

خانی مینل کے زخم پر کریم لگاتی کھوجتی ہوئی نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی. جس پر مینل زرا سا گڑبڑائی تھی.

"نہیں بی بی جی ایسا کچھ نہیں ہے. ارباز سائیں نے تو صرف آپ کا پوچھنے کے لیے روکا تھا. یہ نشان تو پہلے سے ہیں اور کسی کی اُنگلیوں کے بلکل نہیں ہیں."

مینل کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے خانی کو مطمئن کرے. کیونکہ اگر خانی کو زرا سا بھی شک ہو جاتا شامت اُسی کی آنی تھی.

خانی کو مینل کی کسی بات پر بھی یقین تو نہیں آیا تھا. لیکن وہ دماغ میں آئی سب باتوں کو اپنا وہم سمجھ کر خاموش ہو چکی تھی.

ارباز بھائی اُسے زرا سخت مزاج کے لگے تھے. مگر اتنے نہیں کہ وہ اُن کے بارے محسوس ہونے والی زرا سی بات پر اتنا شک کرتی. جب مینل نے بھی کلیئر کر دیا تھا.

خانی مینل کو کچھ دیر آرام کرنے کا کہتی باہر نکل آئی تھی. شام کا وقت تھا. اور باہر موسم بہت خوبصورت ہو رہا تھا. گہرے بادل نے کافی حد تک اندھیرا کر رکھا تھا. سرد ہوا کی وجہ سے خزاں رسید درخت اور پودوں کے زرد پتے نیچے گرتے ایک بہت دلفریب منظر پیش کر رہے تھے.

خانی بارش اور ایسے موسموں کی دیوانی تھی. اِس لیے وہ بنا کسی بات کی پرواہ کیے یہاں بھی باہر لان میں نکل آئی تھی.

جب اچانک اُس کی نظر دائیں طرف کچھ فاصلے پر لکڑی کے بنے انتہائی خوبصورت ہٹ پر پڑی تھی. جس کی چھت اور پلرز سر سبز بیلوں سے گھرے ہوئے تھے.

ہٹ میں ترتیب سے پڑی چیئرز میں سے ایک پر اُسے شہرام بلوچ بیٹھا نظر آیا تھا. جب سے وہ یہاں آئی تھی. پہلے دن کے بعد وہ آج اُسے دیکھ رہی تھی. کل بھی اُسے ملازمہ سے پتا چلا تھا کہ شہرام بلوچ کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی ہے. جس وجہ سے ڈاکٹر کو بلوایا گیا تھا.

خانی اُس کے آرام کے خیال سے کل نہیں گئی تھی اُس کے پاس. مگر آج جانے کا ارادہ رکھتی تھی.

لیکن ابھی ٹھنڈ میں اُسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ خانی فکر مندی سے اُس کی جانب آئی تھی. جوارد گرد کے ماحول سے بے پرواہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا.

" .شہرام آپ ٹھیک ہیں "

.خانی کو وہ بکھرے بال اور زرد چہرے لیے صدیوں کا بیمار لگا تھا

.خانی کی آواز پر وہ چونک کر آنکھیں کھولتے سیدھا ہوا تھا

".جی میں بلکل ٹھیک ہوں. آپ پلیز بیٹھیں نا "

.شہرام بہت مشکل سے مروتاً مُسکرایا تھا

مجھے پتا چلا کل آپ کی طبیعت بہت سخت خراب تھی. آپ کو اِس طرح ٹھنڈ "

" .میں نہیں بیٹھنا چاہیے. آپ کی طبیعت مزید خراب ہو سکتی ہے

خانی کے فکر مند لہجے پر شہرام بلوچ کی اذیت بھری مسکراہٹ چہرے پر بکھری تھی.

یہ معمولی سا بخار میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بہت ڈھیٹ ہوں میں. اندر میرا دم "

" .گھٹ رہا تھا. اِس لیے باہر آ گیا

خانی نے ناسمجھی سے شہرام کی جانب دیکھا تھا. اُسے لگا تھا جیسے شہرام بہت تکلیف میں ہے.

اگر اندر کی گھٹن بڑھ جائے تو اُسے باہر نکال دینا چاہیے. آپ مجھ پر ٹرسٹ "کر سکتے ہیں. "

خانی کو شہرام بلوچ یہاں کے باقی مردوں سے کافی مختلف اور اچھا لگا تھا. اِس لیے وہ اُس کی حالت دیکھ نرمی سے بولی.

شہرام نے خانی کی بات پر ایک نظر اُس بے حد حسین اور صاف دل لڑکی پر ڈالی تھی. جو کسی کی بھی توجہ اپنی جانب کھینچنے کا ہنر جانتی تھی.

لیکن اِس وقت اُس کے مقابل ٹوٹا بکھرا شہرام بلوچ تھا. جس سے اُس کے جینے کی وجہ چھین لی گئی تھی.

میں جانتا ہوں. میں آپ پر ٹرسٹ کر سکتا ہوں. لیکن کہیں میرا بتایا گیا سچ "آپ کے لئے پریشانی کا باعث نہ بن جائے. "

شہرام کی آنکھوں میں ہلکورے لیتا دکھ خانی کو مزید اُلجھن میں مبتلا کر رہا تھا. یہاں ہر انسان کی باتوں میں اُس کے لیے اتنی پہیلیاں کیوں تھیں. جب سے وہ یہاں آئی تھی. پہلے خان حویلی کے لوگ اور اب یہاں کوئی اُسے سیدھی بات کیوں نہیں بتاتا تھا.

" میرے ظاہر پر مت جایئے گا. بہت مضبوط ہے خانی اسجد بلوچ. بہت سے راز اپنے دل میں دفن کرنے کا ہنر جانتی ہوں. "

خانی کے جتاتے انداز پر شہرام بلوچ کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا.

" بہت اچھی بات ہے خانی اسجد بلوچ کو بہت مضبوط ہونا چاہیے کیونکہ جس شخص سے آپ کا پالا پڑنے والا ہے. وہ بہت مشکل اور سنگدل انسان ہے. کہیں خانی اسجد بلوچ پوری زندگی اُس پتھر سے سر ٹکرا ٹکرا کر خود کو لہولہان ہی نہ کر دے. "

شہرام بلوچ کا لہجہ سیاہل موسیٰ خان کے ذکر پر کھردرا سا ہوا تھا.

" یہاں اُس شخص کا کیا ذکر. اور میں کیوں کسی بھی فضول انسان کے لیے اپنی زندگی خراب کروں."

خانی کا موڈ یکدم خراب ہوا تھا. اُس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا اُسے شہرام کی بات بہت بُری لگی تھی.

" کیونکہ مجھ سے جو بات آپ نے پوچھی ہے. وہ اُسی شخص سے جُڑی ہے. میری اذیت کی وجہ وہی شخص ہے. "

خانی کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا تھا. یہ سیاہل موسیٰ خان کا کام دوسروں پر ظلم ڈھانے اور دکھ پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں تھا کیا.

" میں جس لڑکی سے بے انتہا محبت کرتا تھا. جو کچھ ہی وقت میں میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی بن چکی تھی. اُس سردار سیاہل موسیٰ خان نے اُس معصوم کو بہت ہی بے دردی سے مجھ سے چھین لیا. "

بات کرنے کے دوران شہرام بلوچ جیسے لمبے چوڑے مضبوط انسان کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے. جو اُس کے دل چیرتے دکھ کی گواہی دے رہے تھے.

خانی نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر شہرام کی جانب دیکھا تھا. مگر اُس کے اذیت بھرے چہرے کو دیکھ اُسے اِس لمحے سیاہل خان سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی. خانی کی آنکھیں بھی اِس بات پر ایک بار پھر نم ہو چکی تھیں.

جب اچانک اُس کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا. شہرام جس کی بات کر رہا تھا تو کیا وہ لڑکی سیاہل کی بہن نگار تھی. جس کے بارے میں اُس نے خود جرگے میں اُس سفاک انسان کا فیصلہ سنا تھا.

اور اُسی دن ہی تو اُس نے شہرام کی روئی سُرخ آنکھیں دیکھی تھیں.

"وہ لڑکی نگار موسیٰ خان تھی نا. میں اُس وقت خان حویلی میں ہی تھی. جب اُس گھٹیا شخص نے وہ ظلم ڈھایا تھا."

خانی نے شہرام کی اُٹھتی حیرت بھری سوالیہ نظروں پر جلدی سے وضاحت دی تھی.

جس پر شہرام صرف سر ہلا کر رہ گیا تھا.

"مگر ایسا کیوں ہے. اُس شخص کو فرضی خدا بنا کر کیوں سب نے سر پر بیٹھا رکھا ہے. اُس کا ہر فیصلہ سب لوگ کیوں چپ چاپ مان لیتے ہیں. اُسے کس نے حق دیا ہے ایسے ہی کسی کی بھی زندگی چھین لینے کا.

آپ تو لڑ سکتے تھے نا اِس ظلم کے خلاف اُس سے. یہ کیسی محبت ہے آپ کی. آپ نے اتنی آسانی سے کیسے اپنی محبت کو کسی کے غلط فیصلے کی بھینٹ چڑھنے دیا."

خانی کو اُس دن کی بات یاد آتے ایک بار پھر سیاہل خان پر بہت غصہ آیا تھا. جس کی لپیٹ میں اُس نے شہرام کو بھی لیا تھا.

اِسی دوران دو ملازمین آکر اُن کے سامنے چائے کی ٹرے اور باقی لوازمات رکھنے لگی تھیں.

خانی کی بات پر شہرام کا سر ندامت سے مزید جھک گیا تھا. یہی بات تو اُسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی کہ کاش وہ نگار کو بچا پاتا. کاش وہ اتنا بے بس نہ ہوتا سیاہل خان کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا.

" نہیں لڑ سکتا اُس شخص سے کوئی. بہت پاورفل ہے وہ. اُس سے ٹکرانا اُسے توڑنا بہت مشکل ہے. اپنے ارد گرد بہت مضبوط خول چڑھا رکھا ہے اُس نے.

اگر کسی نے بھی اُس کے سامنے آنے کی کوشش کی آگے سے سیاہل خان نے اُسے ایسا جواب دیا کہ دوبارہ وہ اُس کے سامنے کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہا. مگر مجھے تو میری اپنی غلطی نے مارا ہے. "

شہرام کے لہجے میں اُس کا دکھ بول رہا تھا.

" لیکن کچھ تو ایسا ہو گا. جو اُسے توڑ سکتا ہو گا. جو سردار سیاہل موسیٰ خان کو ہرا سکتا ہو. "

خانی کی بات پر شہرام نے پراسرار سی مسکراہٹ سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" ہے کوئی بلکل ہے۔ ہے ایک انسان جو سیاہل خان کا غرور اُس کی طاقت توڑ سکتا ہے۔ مگر سیاہل خان بہت شاطر ہے۔ کبھی اُس انسان کو اپنے قریب آنے دینا نہیں چاہتا ۔ "

شہرام بلوچ نے بات ابھی ختم کی ہی تھی۔ جب اُس کا موبائل روشن ہوا تھا۔ جس پر جگمگاتا نام دیکھ خانی کی نگاہیں ساکت ہوئی تھیں۔ اُس نے سوالیہ نظروں سے شہرام کی جانب دیکھا تھا.

" یہ آپ کو فون کیوں کر رہا ہے ۔ "

خانی نے مشکوک نظروں سے شہرام کی جانب دیکھا تھا.

جس پر شہرام نے لاعلمی سے کندھے اُچکاتے فون آن کیا تھا.

" شہرام بلوچ مجھے یاد کر رہے تھے تم۔ تو سوچا کیوں نہ میں تمہیں کال ہی کر لوں۔ بہت حیرت ہو رہی مجھے ابھی تک یہ بلوچ حویلی والوں نے اِس حویلی کی نئ فرد کے دل میں میری نفرت پیدا نہیں کی .

اور تم جس شخص کو میں ایسا کرنے والا آخری انسان سمجھ رہا تھا شروعات اُسی کی طرف سے کی گئی. مجھ سے کسی قسم کا بدلہ لینے کی پلاننگ تو نہیں کر رہے ."

سیاہل موسیٰ خان کے ہمیشہ کی طرح سرد لہجے میں کہی بات پر شہرام نے غصے سے پہلو بدلا تھا.

سیاہل خان کی یہی بات تو اُسے سب سے زیادہ بُری لگتی تھی. جس کی پہنچ ہر طرف تھی. اُس نے بلوچ حویلی میں بھی اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے. کئی بار تمام ملازمین سے پوچھ گچھ کی گئی تھی. اُن کی پوری تلاشی لی گئی تھی. لیکن کبھی کوئی ایسا مشکوک شخص برآمد نہیں کیا جا سکا تھا. ابھی بھی اُن دونوں کی گفتگو کے دوران کئی ملازم وہاں سے کام کے لیے آ جا رہے تھے. جن پر اپنی باتوں میں اُن دونوں نے دھیان نہیں دیا تھا.

" فون کیوں کیا مجھے. "

شہرام اِس وقت اُس کے منہ لگنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا.

خانی کی نظریں شہرام پر ٹکی ہوئی تھیں.

"تمہیں یہ بتانے کے لیے کہ تمہارے خاندان والے جو ایک بار پھر میرے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اِس بار ایسا کرنے کا سوچ بھی مت۔ کیونکہ مجھے نقصان پہنچانا اُن کو خواب ہی رہے گا۔ لیکن اِس بار اگر ایسی کوئی بھی ناکام کوشش کی اُنہوں نے تو اُس کے بدلے جنازہ بلوچ حویلی سے اُس خاندان کے کسی فرد کا اُٹھے گا۔

"

سیاہل خان کاٹ دار لہجے میں وارن کرتا فون بند کر گیا تھا۔

"کیا کہا اُس نے۔"

خانی شہرام کے چہرے پر اُبھرنے والے پریشانی کے تاثرات دیکھ جلدی سے بولی۔

"نہیں کچھ نہیں۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ میں بعد میں ملتا ہوں آپ سے۔

"

شہرام عجلت میں وہاں سے نکل گیا تھا۔

ضرور یہ شخص پھر سے کچھ اُلٹا سیدھا کرنے والا ہے. آخر اُس نے ایسا کیا بولا کہ " شہرام اتنا پریشان ہو گیا. مجھے پتا لگانا ہوگا. ڈرتے ہونگے باقی لوگ اُس سے مگر میں نہیں ڈرتی. "

خانی کچھ سوچتے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

لیکن آغا جان کے روم کے سامنے سے گزرتے کھلے دروازے سے جواد ھوری بات خانی کے کانوں میں پڑی تھی. خانی اگلا قدم بھی اُٹھا نہیں پائی تھی.

سیاہل خان نے شہرام کو دھمکی دی تھی.

خانی صرف ارباز کی غصے میں دوہرائی گئی آدھی بات ہی سن پائی تھی. اور شدید غصے میں آتے اپنے روم کی طرف واک آؤٹ کر گئی تھی. اُس نے سوچ لیا تھا اُسے اب کیا کرنا ہے.

روم میں آکر دروازہ لاک کرتی وہ بیڈ پر آبیٹھی تھی. سیاہل خان کا نمبر کال لاگ سے ڈھونڈ کر ڈائل کر کے فون کان لگاتے اُس کا دل زور سے دھڑکا تھا.

جب وہ اُس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتی تھی تو اُسے نجانے کیا کیا بول آئی تھی۔ مگر اب شہرام کی باتیں سن کرنا چاہتے ہوئے بھی اُسے محتاط ہونا پڑا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی.

وہ نہیں جانتی تھی اُس کھڑ دماغ شخص سے بات کر کے وہ ٹھیک کر رہی ہے یا نہیں۔ مگر اِس وقت وہ بہت غصے میں تھی.

".سردار سیاہل موسٰی خان سپیکنگ "

کال اٹینڈ کرتے ہی سیاہل خان کی سحر بکھیرتی گھمبیر آواز سپیکر پر اُبھری تھی۔ خانی کی سانسیں ایک پل کے لیے مدھم ہوئی تھیں۔ موبائل پکڑا اُس کا ہاتھ نجانے کیوں ہولے ہولے کپکپانے لگا تھا.

اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ کہ بات کا آغاز کہاں سے کرے۔ جو باتیں شہرام نے اُسے بتائی تھیں۔ وہ سوچتے وہ سیاہل خان کو کچھ بھی سخت لفظ کہنے سے پہلے سوچ میں پڑ گئی تھی.

اُسے اپنی ہی سوچوں سے اُلجھتے پانچ منٹ گزر چکے تھے. اور مقابل بھی جیسے مکمل فرصت میں تھا. جس نے نہ ہی فون بند کیا تھا اور نہ ہی کچھ بولا تھا.

".مجھے بات کرنی ہے آپ سے "

خانی کے منہ سے خود باخود آپ نکل گیا تھا. جس کے جواب میں سیاہل خان کا ایک زوردار قہقہہ برآمد ہوا تھا.

اور خانی کو مزید تپانے کا باعث بنا تھا. زبان دانتوں تلے دباتے اُس نے خود کو روکا تھا. وہ کچھ بھی اُلٹا سیدھا بول کر اپنے خاندان والوں کے لیے کوئی پریشانی کھڑی نہیں کرنا چاہتی تھی.

خانی اسجد بلوچ کو سردار سیاہل موسیٰ خان سے بات کرنے کے لیے سوچنے کی " ضرورت کیسے پڑ گئی."

خانی کو لگا تھا جیسے دوسری طرف اُس کا مذاق اڑایا گیا ہو.

"ہاں کیونکہ آپ جیسے قاتل اور بدمعاش لوگوں سے کسی بھی بات کی اُمید کی جاسکتی ہے. آپ کو زرا سا بھی خوفِ خدا نہیں ہے. کیسے لے لیتے ہیں اتنی آسانی سے دوسروں کی جانیں. دوسروں کی کیا بات کرنی. سیاہل خان نے تو اپنی سگی بہن کو بھی نہیں بخشا."

خانی زہر خند لہجے میں بولتی سیاہل خان کو اچھا خاصہ تپا گئی تھی.

سیاہل خان آگے کچھ سن ہی نہیں پایا تھا. اُس کی سماعتوں میں ابھی تک قاتل لفظ ہی گھوم رہا تھا.

خانی اسجد بلوچ ہر بار سیاہل خان کی برداشت کا کچھ زیادہ ہی فائدہ اُٹھا لیتی تھی.

"لگتا ہے خانی بلوچ کو میری اُس دن کی کہی بات سمجھ نہیں آئی. میں ایسے لہجوں کا عادی بلکل نہیں ہوں. اپنی زبان سنبھال کر بات کرو. ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی. "

خانی جان بوجھ کر اُسے غصہ دلا گئی تھی. اور اُس کا اچھا خاصہ موڈ صرف ایک لفظ سے غارت کر چکی تھی.

ابھی شاید وہ ٹھیک سے سمجھ نہیں تھی۔ جس شخص سے وہ بات کر رہی ہے۔ وہ کیا کچھ کر جانے کی طاقت رکھتا تھا.

" مجھے دھمکی دینے کی کوشش مت کرنا سیاہل خان۔ کیا مطلب ہے تمہارے اِس ورنہ کا۔ کیا کر لو گے تم۔ مجھے مروا دو گے۔ یا میرے خاندان کے کسی فرد کو. "

خانی بھی اُسی کے انداز میں غصے سے بولی تھی.

جبکہ اُس کے شدید چلانے پر بھی نجانے کیوں سیاہل خان کے چہرے پر غصے کے بجائے مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

آج تک کوئی ایسا شخص نہیں تھا۔ جو اُس کے غصہ کرنے پر آگے سے آواز بھی نکال پاتا۔ مگر خانی نے جس طرح بنا ڈرے سیاہل خان کو جواب دیا تھا۔ اُس سے صاف ظاہر تھا وہ کوئی عام لڑکی بلکل نہیں تھی.

وہ سردار کی سردارنی ہی تھی.

تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کردوں گا. اور اِس سے بڑی سزا تمہارے "
".لیے کوئی نہیں ہو گی. پھر روتی رہنا پوری زندگی

.خانی کو لگا تھا جیسے بات کرنے کے دوران وہ مسکرایا ہو

.محبت اور وہ بھی تم سے. سیاہل خان محبت کا مطلب بھی جانتے ہو "

تم نے اچھا نہیں کیا. شہرام اور نگار کے ساتھ اتنا غلط کر کے. کیا فرق پڑ جاتا
تمہاری شان میں اگر تم اُن کو ایک ہونے دیتے. اُنہیں اتنی بے دردی سے جدا نہ
" .کرتے

.خانی کا لہجہ نم ہوا تھا

سردار سیاہل موسیٰ خان کسی کے آگے اپنے کسی بھی عمل کے لیے جواب دہ "
".نہیں ہے

.سیاہل نے اپنی پہلے کہی بات ایک بار پھر دوہرائی تھی

سیاہل خان جانتا تھا کہ یہ لڑکی اُس سے ہر بات پوچھنے کا حق رکھتی ہے. مگر وہ ایسا مقام اُسے کبھی بھی دینے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا.

جبکہ خانی کا دل چاہا تھا کہ یہ شخص اُس کے سامنے ہو اور وہ اِس کا منہ توڑ دے.

"تو پھر میری بھی بد دعا ہے سیاہل موسیٰ خان کو بھی کسی سے شدید محبت ہو. اور اُسے اُس کی محبت کبھی نہ ملے. تم بھی ایسے ہی تڑپو جیسے باقی لوگوں کو تڑپاتے ہو."

خانی جذبات میں بہت غلط بول گئی تھی. جس کا اُسے اِس وقت کوئی احساس نہیں ہوا تھا.

"بہت بڑی بات بول دی ہے خانی اسجد بلوچ تم نے. ایسا نہ ہو. یہ واپس تمہارے پاس ہی لوٹ آئے. کیونکہ سیاہل خان کو اِس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا."

سیاہل نے بہت ضبط سے کہتے اپنی کنپٹی کو مسلا تھا.

خانی کی بات کا اثر سیاہل خان پر کس حد تک ہوا تھا. اِس بات کا اندازہ اِس وقت
. باآسانی اُس کے چہرے سے لگایا جا سکتا تھا

میں بھی نہیں ڈرتی تم سے سیاہل خان. اور نہ ہی تمہاری کسی بات سے کوئی "
" .فرق پڑتا ہے. سردار ہو گے تم باقی لوگوں کے لیے. میرے لیے نہیں

خانی چاہتی تھی جیسے وہ غصے سے جل رہی ہے. ویسا ہی حال سیاہل خان کا بھی ہو.
.اِس لیے جو بات اُس کے منہ میں آ رہی تھی. وہ بولی جا رہی تھی

تمہاری اِن سب باتوں کا جواب بہت جلد مل جائے گا تمہیں. دیکھتا ہوں. "
" .کیسے ڈر نہیں لگتا خانی اسجد بلوچ کو سردار سیاہل موسیٰ خان سے

سیاہل خان ہمیشہ کی طرح خانی کو اُس کے پورے نام سے پکار کر اپنے ساتھ ساتھ
.اُس کو بھی کچھ باور کروانے کی کوشش کرتا صرف اتنا ہی کہتے کال کاٹ چکا تھا

جبکہ خانی ہکا بکا سی موبائل کان سے ہٹا کر اُس کے لفظوں پر غور کرنے لگی تھی.
.اب پھر کیا کرنے والا تھا وہ

اُسی وقت دروازہ ناک ہوا تھا.

" بی بی جی بشرا بی بی سائیں آپ کو زنان خانے میں بُلا رہی ہیں. "

ملازمہ کے کہنے پر خانی موبائل سائیڈ پر رکھتی باہر نکل گئی تھی. اِس وقت اُس کا موڈ سخت آف تھا. مگر وہ اِس طرح انکار کر کے یہاں کسی کو بھی دکھ پہنچانا نہیں چاہتی تھی. کیونکہ یہاں سب لوگوں نے اُسے بلکل ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا ہوا تھا.

جیسے ہی اُس نے زنان خانے میں قدم رکھا. وہاں گھر کی سب خواتین اپنے آگے ڈھیر سارے کپڑے پھیلائے بیٹھی تھیں. اور پانچ یا چھ کے قریب عورتیں وہاں درمیان میں بیٹھی اُن کی فرمائش کے مطابق اُنہیں کپڑے نکال کر دے رہی تھیں. شاید یہ یہاں کی شاپنگ کا طریقہ تھا. کیونکہ عورتوں کو صرف کسی بہت زیادہ ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی اجازت تھی.

بشرا بیگم کی محبت سے بانہیں پھیلانے پر خانی اُن کے پاس جا بیٹھی تھی.

" واؤ بہت خوبصورت ڈریسز ہیں. "

خانی ایک مہرون اور بلیک کنٹر اس کے بلوچی کڑائی اور شیشوں سے مزین سوٹ کو دیکھتے بولی. وہ وہاں موجود ڈریسز میں سے اُسے سب سے ڈفرینٹ اور ڈیسنٹ سا لگا تھا.

خانی کے اُسے تھامنے پر بے اختیار وہاں موجود سب کی نظریں اُس جانب اُٹھی تھیں.

سب نے ہی اُس کی پسند کو سراہا تھا.

"بیٹا میں نے آپ کو اِسی لیا بلایا ہے کہ آپ بھی اپنی پسند کی شاپنگ کر لو. کچھ دنوں بعد ہمارے خاندان میں ایک شادی ہے. تو اِس وجہ سے باقی سب بھی شاپنگ کر رہی ہیں. آغا جان کی خواہش ہے آپ بھی باقی سب خواتین کی طرح یہ لباس پہنے. اُس شادی میں ہمارے سارے رشتہ دار شرکت کرنے والے ہیں. آغا جان آپ کو سب سے ملوانا چاہتے ہیں."

زمرہ بیگم نے خانی کا ہاتھ کھینچنے پر محبت سے اُسے سمجھاتے پوری بات بتائی تھی.

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی خانی کو ماننا پڑا تھا.

خانی نے اپنے لیے اُسی مہرون سوٹ کا انتخاب کیا تھا. اور ساتھ ہی بہت ہی نفیس سا چاندی کا جیولری سیٹ بھی لے لیا تھا.

وہاں باقی خواتین ابھی ویسے ہی بیٹھی تھیں. اور خانی اپنی شاپنگ پوری کر چکی تھی.

خانی چاہنے کے باوجود اپنا موڈ ٹھیک نہیں کر پا رہی تھی. اِس لیے وہ سر درد کا بہانا کر کے آرام کرنے کا کہتی روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

خانی جانے سے پہلے چائے کا بول کر گئی تھی. جو کہ اِس وقت اُس کے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر موجود تھی.

خانی نے بیڈ پر بیٹھتے ایک سانس میں ہی کپ میں موجود ساری چائے منہ میں اُنڈیل دی تھی. اُس نے باہر سب کو بول دیا تھا. اُسے کوئی ڈسٹرب نہ کریں وہ آرام کرنا چاہتی ہے. اِس لیے مینل اور نوراں بھی باہر ہی تھیں.

چائے پیئے ابھی چند سیکنڈز ہی گزرے تھے. جب خانی کو اپنا سر بُری طرح چکراتا محسوس ہوا تھا. اور اگلے ہی لمحے وہ حواس گنواتی تکیے پر جا گری تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ماشاءللہ للہ کرے میرا خاندان ایسے ہی شاد و آباد رہے. اور دشمن کی بُری " نظروں سے ہمیشہ کے لیے محفوظ رہے . "

بی بی سائیں آج اتنے ٹائم بعد اپنے پورے خاندان کو اکٹھا دیکھ بہت خوش تھیں.

آج خان حویلی کے سبھی لوگ رات کے کھانے پر ایک ہی جگہ اکٹھے تھے. بڑے سے ڈائننگ ہال میں براؤن کلر کی کارپٹ پر دستر خوان بچھائے سب لوگوں ڈھیر سارے لوازمات کے ساتھ وہاں موجود تھے.

سیاہل خان کے ایک طرف بی بی سائیں جبکہ دوسری طرف شہزاد خان براجمان تھے. ایک طرف مرد جبکہ دوسری جانب خواتین موجود تھیں.

" انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا. میرے ہوتے کوئی میرے خاندان پر گندی نظر نہیں ڈال سکتا. "

سیاہل خان بی بی سائیں کا ہاتھ تھام کر یقین دلاتا محبت سے بولا.

جس پر بی بی سائیں نے عقیدت سے اُس کا ہاتھ چوم لیا تھا.

اُنہیں اپنے اِس پوتے سے بہت زیادہ محبت تھی.

" رضیہ اور اُس کا شوہر آج آئے تھے. پہلے بھی بہت بار فون کر چکے ہیں. مگر میں نے آج بھی اُنہیں صاف لفظوں میں بتا دیا ہے کہ ہم اِس بار اُن کے گھر کی شادی میں شرکت بلکل بھی نہیں کریں گے. پچھلی بار والا دھوکا بھولے نہیں ہیں ہم. "

بی بی سائیں اپنی بیٹی اور داماد کی بات کرتے دو ٹوک لہجے میں بولی تھیں. جس پر باقی سب نے بھی اُن کی تائید کی تھی.

پچھلی بار شہاب بلوچ کے بھتیجے کی شادی پر وہاں جانے پر بلوچ خاندان کی طرف سے سیاہل خان پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا. جس سے سیاہل تو صاف بچ گیا تھا. لیکن اُس کا ایک آدمی بُری طرح زخمی ہوا تھا.

جس کا بدلہ سیاہل نے بعد میں اُن سے اپنے طریقے سے لے بھی چکا تھا.

اِس بار صرف ایک اسی وجہ سے بی بی سائیں وہاں جانے کے خلاف تھیں.

"آپ اُنہیں ہاں بول دیں. ہم سب ضرور شرکت کریں گے. اُن کی بیٹی کی شادی میں. "

سیاہل کی بات پر سب نے حیرانی سے اُس کی جانب دیکھا تھا. مگر کوئی کسی قسم کا بھی سوال نہیں کر سکتا تھا سیاہل خان سے.

"آپ لوگ فکر مت کریں. سیاہل خان اپنا اور اپنے خاندان والوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے."

اُن سب کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ سیاہل اُنہیں تسلی دیتے بولا.

سیاہل خان ابھی ڈنر میں اور گھر والوں کے ساتھ باتوں میں ہی مصروف تھا. جب موبائل کی میسج رنگ ٹون کے ساتھ جو پیغام اُس تک پہنچا تھا. اُس نے سیاہل خان کے ہونٹوں پر ایک دل کو چھو لینے والی مسکراہٹ چھوڑ دی تھی.

سیاہل تھوڑی دیر مزید وہاں بیٹھنے کی بعد ضروری کام کا کہتا وہاں سے نکل آیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی نے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں. اُس کا سرا ابھی بھی چکرا رہا تھا. لیکن خود کو اپنے کمرے کے بجائے کہیں اور دیکھ خانی کی آنکھوں اور دماغ کی ساری خماری غائب ہوئی تھی.

یہ وہ کہا تھی.

جس کمرے میں اِس وقت وہ موجود تھی۔ وہ بہت ہی عالی شان اور جدید آرائش سے مزین ایک انتہائی خوبصورت روم تھا.

خانی ایکدم بیڈ سی اُٹھتی اپنے اُوپر سے کمبل ہٹاتی سیدھی ہوئی تھی۔ جب اچانک اُس کی نظر کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھے شخص پر پڑی تھی.

خانی کو لگا تھا جیسے اِس کمرے کی چھت اُس کے سر پر آن گری ہو.

بلیک قمیض شلوار کے اُوپر بلیک ہی کوٹ پہنے وہ اپنے مخصوص مغرور انداز میں بیٹھا سامنے لگی پینٹنگ کو گھور رہا تھا۔ آج بھی جیسے وہ خانی کی جانب دیکھنے سے اجتناب برت رہا تھا.

تم... تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی۔ کیوں لے کر آئے ہو مجھے " یہاں. "

خانی بیڈ سے اُٹھتی چلائی تھی۔ اُس کے چلانے پر بھی مقابل کے سکون میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا.

"تم نے ہی تو مجھے چیلنج کیا تھا کہ تم نہیں ڈرتی مجھ سے اور نہ ہی کوئی فرق پڑتا ہے مجھ سے. تو وہی دیکھنے لایا ہوں کتنی سچائی ہے تمہاری باتوں میں.

اور میری ہمت کی تو بات کرو ہی مت. اگر میں ہمت دیکھانے پر آگیا نا. تو سب سے زیادہ نقصان تمہارا ہی ہو گا. "

سیاہل نے صرف ایک نظر ہی خانی پر ڈالی تھی. اور جیسے اُسی ایک نظر میں ہی خانی کا حسین سراپا اُس کی آنکھوں میں قید ہو چکا تھا.

" میں اب بھی کہہ رہی ہوں. نہیں ڈرتی میں تم سے. جیسے ہی میرے گھر والوں کو تمہاری اِس حرکت کا پتا چلے گا. وہ تمہیں چھوڑیں گے نہیں."

خانی کو اُس وجیہہ شخص کا شاہانہ انداز ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا.

جبکہ اُس کی بات پر سیاہل کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ آئی تھی. کہ جیسے کسی معصوم بچے نے کوئی بچکانہ سی بات کر دی ہو.

کبھی بھی کسی انسان سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ اور بلوچ خاندان یا اُس "
کے کسی ایک بھی فرد سے تو بلکل بھی نہیں۔ ایسی جگہ آ کر مارتے ہیں کہ انسان
دوبارہ کسی پر اعتبار کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ وہ تو ابھی تک یہ بھی نہیں جانتے
کہ تم اپنے روم میں موجود ہو بھی یا نہیں۔ تمہیں ڈھونڈنا تو بہت دور کی بات ہے.

ویسے تم میں بھی اُنہی کا خون ہے نا۔ اُنہی دھوکے بازوں میں سے ایک ہونا. "

سایل کے ہر ہر لفظ میں شدید نفرت اور انتقام بھرا ہوا تھا.

لیکن خانی اُس کے الفاظ پر اتنے غصے میں آگئی تھی کہ اُس کے لہجے پر غور ہی نہیں
کر پائی تھی.

تم میری سوچ سے بھی بڑھ کر گھٹیا انسان ہو۔ دھوکے باز ہم نہیں تم ہو۔ تم "
کیسے بھلا کسی پر بھی الزام لگا سکتے ہو۔ جس نے اپنی انا اپنے غرور میں اپنی سگی بہن
کو بھی نہیں چھوڑا.

"....تو میں یا میرا خاندان بہت پیچھے آتے ہیں

خانی کی بات ابھی ختم ہی نہیں ہوئی تھی لیکن سیاہل خان کا ضبط جواب دے چکا تھا.

.وہ ایک ہی جھٹکے میں صوفے سے اُٹھتے خانی کی جانب بڑھا تھا

.خانی اُس کے جارحانہ انداز پر ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہٹی تھی

تمہیں میں نے وارن کیا تھا. دوبارہ کبھی مجھ سے ایسے بات مت کرنا. میں "
.واقعی تمہاری سوچ سے بھی کہیں زیادہ گھٹیا ہوں

جانتی بھی ہو اِس وقت تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہوں. ہر بار بخشش نہیں مل سکتی
".تمہیں

.سیاہل شعلے برساتی نظریں خانی پر گاڑھتے زہر خند لہجے میں بولا تھا

خانی اِس وقت لائٹ فیروزی قمیض شلوار میں ملبوس دوپٹے کو سر اور کندھوں پر
.پھیلائے بلکل سادہ سے حلیے میں بھی بہت پرکشش اور پاکیزگی کا پیکر لگ رہی تھی

اُس کے ناک میں سجی نوز پن کا نگ شائن کرتا جیسے ساری توجہ اپنی جانب کھینچنے کا
.متمنی تھا

مگر سیاہل اُس کے جادو میں کسی صورت نہیں آنا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے خود کو اِن لمحے میں بلکل بے حس کر لیا تھا.

وہ اِس لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لیے خوف, ڈر اور شدید نفرت دیکھنا چاہتا تھا. جو پچھلی بار کی طرح اِس بار بھی اُسے زرا سا بھی نظر نہیں آئے تھے.

سیاہل کی سیاہ آنکھیں خانی کو ایک بار پھر اپنے طلسماتی حصار میں جکڑتی محسوس ہوئی تھیں.

اُسے اِس سحر انگیز شخص سے ایکدم خوف سا محسوس ہوا تھا.

وہ اِس سے شدید نفرت کرنا چاہتی تھی. مگر جب بھی وہ اِس کے سامنے آتا تھا وہ اُس کی جانب ایک نفرت بھری نگاہ بھی نہیں اُٹھا پاتی تھی.

سیاہل کے ایک بار پھر قدم آگے بڑھانے پر خانی اُسی کے سحر میں جکڑی پیچھے ہٹی تھی.

لیکن بے دھیانی میں اُسکا پیر کارپٹ سے اُلجھا تھا. اُسے ڈس بیلنس ہو کر لڑ کھڑا کر گرتے دیکھ کر بھی سیاہل خان ہنوز کھڑا رہا تھا. جیسے اُسے پرواہ ہی نہیں تھی کہ وہ گرے یا بھاڑ میں جائے.

خانی نے خود کو سنبھالنا چاہا تھا. مگر پیروں میں ہیل ہونے کی وجہ سے وہ خود کو سنبھال ہی نہیں پائی تھی. اور اِس سے پہلے کے وہ لڑ کھڑا کر بُری طرح زمین بوس ہوتی اُس نے اپنے مقابل بے حس بنے کھڑے سیاہل خان کے کوٹ کو سینے سے سختی سے دبوچ لیا تھا. اور اپنا سارا وزن اُس پر ڈالتے خود کو گرنے سے بچا لیا تھا.

جیسے ہی خانی کی سانسیں بحال ہوئیں. اُسے احساس ہوا تھا کہ بے اختیاری میں وہ اِس بے مروت انسان کے اتنے قریب ہو کر اُس کا سہارا لے چکی ہے. خانی دل ہی دل میں خود پر ڈھیر ساری لعنت بھیجتی غصے میں سیاہل خان کو بُری طرح دور جھٹکتی پیچھے ہٹی تھی.

مگر پہلے کی طرح وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تھا.

" یہ شروع سے عادت ہے تم لوگوں کی. پہلے خود ہی کسی کے قریب آ کر اُس سے مدد مانگتے ہو. اور پھر اپنا کام پورا ہونے پر اُسے دھتکار دیتے ہو. اِس لیے تم جیسوں کو خود سے دور رکھنا ہی بہتر ہے. "

سیاہل نے خانی کی حرکت پر طنز کرتے اپنے کوٹ کے عین اُسی جگہ سے رومال کی مدد سے اَن دیکھی گرد ہٹائی تھی. جیسے ابھی کچھ دیر پہلے کسی اچھوت نے چھوا ہو اِس جگہ کو.

خانی کا اِس قدر بے عزتی پر دماغ گھوم چکا تھا.

اُس کا چہرا شرمندگی سے لال ہوا تھا. اور آنکھوں میں غصے کے ساتھ ساتھ نمی تیر گئی تھی.

" تم بہت بُرے ہو سردار سیاہل موسیٰ خان. آئی ہیٹ یو. آئی ہیٹ یو. "

خانی کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسل چکے تھے.

سیاہل کو اُس کی نوز پن بھی اُداس ہوتی محسوس ہوئی تھی.

"جب جانتی ہو اتنا بُرا ہوں. اور نفرت کے قابل ہوں تو یہاں سے دور کیوں نہیں چلی جاتی. واپس اپنی دنیا میں. میری دنیا میں تمہیں اِن آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں ملے گا سردارنی صاحبہ. "

وہ دو قدموں کا فاصلہ طے کرتے مزید قریب ہوا تھا. اتنا کہ اُن دونوں کے درمیان بہت کم فیصلہ رہ گیا تھا. اِس بار خانی پیچھے نہیں ہٹی تھی. وہ شاید سیاہل خان کے عمل سے کافی ہرٹ ہوئی تھی.

سیاہل کی گہری نظریں خانی کی نم آنکھوں پر جمی ہوئی تھیں. سیاہل نے سختی سے اپنی مُٹھیاں بھینچ رکھی تھیں. جیسے کسی بات پر بہت ضبط کر رہا ہو.

"کیوں بولتے ہو مجھے یہ لفظ. نہیں ہوں میں کہیں کی سردارنی. ہمارے درمیان کوئی ایسا مضبوط رشتہ نہیں ہے کہ تم مجھے اِس نام سے پکارو.

بڑوں کے کیے گئے غلط فیصلے کے مطابق ہماری صرف منگنی ہوئی تھی. جو کہ کب کی ختم ہو چکی ہے. اِس لیے یہ سب ڈرامے بند کرو. منگنی کی کوئی حیثیت نہیں میرے نزدیک. "

خانی شدید غصے کے عالم میں چلائی تھی.

جس کے جواب میں سیاہل خان نے بہت ہی پر سکون انداز میں اُسے دیکھا تھا.

"کہا تھا نا بہت دھوکے باز ہیں بلوچ حویلی والے. اِس معاملے میں بھی جھوٹ بول گئے تم سے. منگنی نہیں نکاح جیسا غلط فیصلہ کیا تھا اُنہوں نے ہمارے لیے. نکاح کی حیثیت تو ہو گی نا. تمہاری نظر میں"

خانی کو لگا تھا سیاہل خان نے بات نہیں کی. بلکہ کوئی بم پھوڑا تھا خانی کے سر پر.

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سیاہل خان کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلا گئی تھی.

"نہیں جھوٹ بول رہے ہو تم. ایسا کچھ نہیں ہے. اگر ایسا کچھ ہوتا تو. میرے گھر والے مجھے ضرور بتاتے. انابی تو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتیں مجھ سے."

اتنے بڑے انکشاف پر خانی کی آنکھیں ایک بار پھر بھیگ چکی تھیں. کیونکہ سیاہل موسیٰ خان کے تاثرات اُسے اِس بات کے سچ ہونے کا یقین دلا رہے تھے.

بغور اُس کی جانب دیکھتے سیاہل خان تلخی سے مُسکرایا تھا.

یہ لڑکی اُس سے اپنا رشتہ جُڑا ہونے کی وجہ سے آنسو بہا رہی تھی. اور دکھی تھی.

" خانی اسجد بلوچ اِس دنیا میں کسی پر بھروسہ مت کرنا. یہاں ہر شخص اپنے مطلب کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے. میری ایک بات یاد رکھنا تمہارے ارد گرد تمہارے اپنوں میں سے کوئی ایک شخص بھی تمہارا خیر خواہ نہیں ہے.

کسی کی باتوں میں مت آنا. کسی کے کہنے پر کچھ مت کرنا. واپس لوٹ جاؤ. یہاں تمہیں دکھ کے سوا کچھ نہیں ملے گا. "

سیاہل خان کی بات پر خانی یک ٹک اُس کی جانب دیکھے گئی تھی.

" تو کیا تم خیر خواہ ہو میرے. "

خانی نے نجانے کیوں اچانک اپنے دماغ میں آیا سوال پوچھ لیا تھا.

" نہیں میں تو بلکل بھی نہیں. میں تو سب سے بڑا دشمن ہوں تمہارا. جس کے سائے سے بھی ڈرنا چاہیے تمہیں."

سیاہل نے بہت ہی نرمی سے سامنے کھڑی رشتوں کی ڈوروں میں اُلجھی لڑکی کو جواب دیا تھا.

" .تو میں کیسے اپنے سب سے بڑے دشمن کی کسی بھی بات کا یقین کر لوں "

.خانی نے سوالیہ نظریں سیاہل خان کے خوبرو چہرے پر ڈالی تھیں

اُس کو ہر بار اِس شخص کو دیکھ کر یہی لگتا تھا کہ جو یہ شخص ظاہر کر رہا ہے. یہ ویسا بلکل بھی نہیں ہے. وہ اتنا بُرا نہیں ہے جتنا وہ بن رہا ہے.

وہ اپنی اتنی بد تمیزیوں کے باوجود دو بار روم میں اُس کے ساتھ بلکل تنہا ہو کر, اُسی کے رحم و کرم پر ہو کر بھی بلکل محفوظ تھی. وہ اُس پر اپنا حق جتا سکتا تھا. دشمنوں کے خاندان سے ہونے کی وجہ سے اُسے نقصان پہنچا سکتا تھا. مگر اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا. خانی جب بھی اُس کے بارے میں اچھا سوچنے لگتی. اُسے سیاہل خان کی نگار کو دی گئی سزا اور بلوچ خاندان کے کسی فرد کو قتل کرنے کی دھمکی یاد آ جاتی.

.اور وہ پھر سے اُس سے بد گمان ہو جاتی

یقین کرنا نہ کرنا تمہارے ہاتھ میں ہے. مگر میرے کسی بھی معاملے میں آنا "
". چھوڑ دو. بہت ظالم ہوں میں. ایسے نہ ہو. تمہیں نقصان اُٹھانا پڑ جائے

سیاہل کا لہجہ اب کی بار سرد تھا. یہ لڑکی نرمی سے اُس کی بات سمجھنے والی بلکل نہیں تھی.

میرے خاندان والوں کے پیچھے کیوں پڑے ہو. کیا بگاڑا ہے اُنہوں نے تمہارا. "
". کیوں قتل کرنا چاہتے ہو اُنہیں

خانی کو اُس کا یہی انداز بہت بُرا لگتا تھا. جس میں وہ مقابل کو کسی خاطر میں نہیں لاتا تھا.

اگر میرا بس چلے تو تمہارے خاندان کا نام و نشان ختم کر دوں. ایک فرد کا قتل "
". تو کچھ بھی نہیں ہے

.سیاہل خان کے لہجے سے خانی کو نفرت کے شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے تھے

اگر میرے خاندان کے کسی ایک فرد کو بھی نقصان پہنچایا تو میں تمہیں چھوڑوں " .گی نہیں." خانی کو سیاہل کا نفرت آمیز لہجہ آگ لگا گیا تھا

.وہ دو قدم آگے بڑھاتی اُنگلی اُٹھا کر اُسے وارن کرتے بولی

تم بھول رہی ہو. اِس وقت تم میرے رحم و کرم پر ہو. اگر میں چاہوں تو تم " " .یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں بڑھا سکتی

سیاہل خانی کے قریب آتے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کچھ دیر پہلے بہت .ہی دلیری سے بولتی خانی کو بُری طرح خوفزدہ کر گیا تھا

ٹھیک کہا تھا تم نے. پکچھ نہیں جانتا میں اِس محبت کے بارے میں. اور نہ ہی " .جاننا چاہتا ہوں. میرے نزدیک وقت کے زیاں کے علاوہ کچھ نہیں ہے یہ

اِس لیے آئندہ مجھے اِس طرح کی کسی فضول چیز کے واسطے دینے کی کوشش مت کرنا. میں صرف دوسروں کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور خوف دیکھنا چاہتا " .ہوں. اور سب سے زیادہ خانی اسجد بلوچ کی آنکھوں میں

خانی اُس کے انداز پر اندر تک کانپ گئی تھی. وہ جتنی بھی بہادر بن جاتی سیاہل خان کی اُٹھتی ایک نظر اُس کے سارے حواس سلب کر لیتی تھی. اِس وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا.

سیاہل کی سحر انگیز نظروں پر خانی کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا.

".مجھے جانے دو "

خانی کی آواز بہت مدھم تھی. وہ اِس پل پل بدلتے شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی.

" .کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے "

سیاہل خان جیسے اُس کے منہ سے اپنے لیے نفرت کا اظہار سن کر سکون محسوس کرتا تھا.

" .بہت زیادہ "

خانی کے لب ہولے سے ہلے تھے. اُس کی آنکھوں میں سیاہل کو اپنے لیے شکوے اور بدگمانی صاف نظر آرہی تھی. مگر یہ اُس کی تسلی کے لیے کافی نہیں تھا. وہ خانی کی نفرت کا متمنی تھا.

" افسوس آج بھی میں تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھ پایا. انتظار رہے گا مجھے اُس دن کا. جب خانی کو سیاہل خان سے نفرت ہو گی. اور میں جانتا ہوں وہ دن دور نہیں ہے. "

سیاہل خان کی آنکھیں مسکرائی تھیں. وہی مقابل کو خود سے بیگانہ کر دینے والی مسکراہٹ.

"جاسکتی ہو تم."

اُسی طرح خانی کے سُرخ پڑتے چہرے پر نظریں گاڑھے سیاہل نے اُسے اجازت دے دی تھی.

خانی ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا پیروں میں جلد بازی میں اڑسی ہیلز کی سٹرپس بند کرتی دروازے کی جانب بڑھی تھی.

اِس سے پہلے کہ وہ دروازے سے باہر نکلتی. سیاہل خان کی آواز نے اُس کے قدم جکڑ لیے تھے.

" دوبارہ کبھی مجھ سے کسی قسم کا رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا. ہر بار سیاہل موسیٰ خان خانی اسجد بلوچ کے معاملے میں اتنا سخی نہیں ہو گا. "

سیاہل اپنی بات کہہ کر خانی کی جانب سے رُخ موڑ چکا تھا. خانی کچھ دیر اُس کی چوڑی پشت کو گھورتے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی.

سیاہل فون کان سے لگا کر خانی کو یہاں لائے گئے اپنے ملازمین کو خاص ہدایت کرنے لگا تھا.

بلوچ حویلی والے خود بھی اپنی حویلی کے اُن راستوں سے واقف نہیں تھے. جن کے بارے میں سیاہل خان جانتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی نہیں جانتی تھی اُس کو کہاں سے لایا گیا ہے. کیونکہ سیاہل خان کے روم سے نکلتے ہی اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی.

اور اِسی طرح نجانے اُسے کن راستوں سے گزارتے بہت ہی احتیاط کے ساتھ واپس اُس کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا.

وہاں سب کچھ معمول کے مطابق تھا. کسی کو زرا سا شک بھی نہیں ہو پایا تھا. کہ خانی اتنی دیر حویلی میں موجود نہیں تھی.

خانی فریش ہو کر روم سے باہر نکلی تو آگے سے اُس کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری موجود تھی. اُس کی پیاری انابی کو میران حویلی میں لا چکا تھا.

خانی اُن سے مل کر اُنہیں سیدھا اپنے روم میں لے آئی تھی.

" انابی آپ جانتی ہیں میں نے آپ کو کتنا مس کیا. "

خانی اُن کو بیڈ پر بیٹھا کر دونوں ہاتھ تھامتی محبت سے بولی. جس کے جواب میں انابی نے اُس کا ماتھا چوم لیا تھا.

" توانابی بھلا کہاں اپنی بیٹی کہ بغیر رہ سکتی ہے. اپنی لاڈلی کے ایک بار پکارنے پر اُس کے پاس پہنچ گئی."

انابی کے لہجے میں خانی کے لیے بے پناہ پیار تھا.

جب اچانک ابھی کچھ دیر پہلے سیاہل خان کا کیا گیا اتنا بڑا انکشاف یاد آتے ہی خانی نے ناراضگی بھری نظروں سے اُن کی جانب دیکھا تھا.

" انابی میں پوری دنیا سے جھوٹ اور دھوکے کی اُمید کر سکتی ہوں. مگر آپ سے بلکل بھی نہیں. آپ نے مجھ سے اتنا بڑا سچ کیوں چھپایا. ایسی کیا وجہ ہو سکتی تھی اِس کے پیچھے. "

خانی کے شکوے بھرے انداز پر ماہناز بی بی نے نا سمجھی اور کسی حد تک فکرمندی سے اُس کی جانب دیکھا تھا. وہ کس سچ کی بات کر رہی تھی.

" آپ نے اور بھائی نے مجھ سے نکاح والی بات چھپا کر. صرف منگنی کو ہی سامنے
کیوں رکھا. یہ کیوں نہیں بتایا کہ میں اُس گھمنڈی سردار کی منکوحہ ہوں. "

خانی کی بات پر ماہناز بی بی نے گہرا سانس ہوا میں خارج کیا تھا.

" یہ سچ ہے. بیٹا میں مجبور تھی. مجھے منع کیا گیا تھا. آپ کو اِس بارے میں مزید
کچھ بھی بتانے سے. مگر آپ کو کس نے بتائی یہ بات. "

ماہناز بی بی جن باتوں کی وجہ سے خانی کے یہاں آنے کے خلاف تھیں. وہ آہستہ
آہستہ اُس کے سامنے آنا شروع ہو چکی تھیں. اُن کے دل کی بے چینی بڑھی تھی.

" سردار ساہل موسیٰ خان نے. "

ماہناز بی بی کو اب کی بار حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا.

" کک کب. کب بتایا اُنہوں نے آپ کو. کب ملیں آپ سردار سائیں سے. "

ماہناز بی بی جلد بازی میں اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا ہی نہیں سکی تھیں.

خانی نے اُن کی گھبراہٹ پر آج ہونے والی سیاہل سے ملاقات کے بارے میں سب کچھ بتادیا تھا.

" خانی بیٹا آپ یہ ذکر کسی کے سامنے نہیں کریں گی. کہ آپ اِس طرح سردار سائیں سے ملی ہیں. آپ سمجھیں ایسا کچھ ہوا ہی نہیں ہے. اور آپ اپنے نکاح کے بارے میں کچھ نہیں جانتی."

انابی کی باتیں خانی کو مزید اُلجھا رہی تھیں.

" مگر کیوں انابی. مجھے نہیں رہنا اُس جلاد کے ساتھ. مجھے یہ رشتہ ختم کرنا ہے. اور ویسے بھی آغا جان اور باقی سب اتنے اچھے ہیں یہاں. میری بات ضرور سمجھیں گے.

" یہ سب تو ویسے اُس سے نفرت کرتے ہیں. میرا ساتھ ضرور دیں گے.

خانی کا لہجہ اپنوں کے پیار اور یقین سے لبریز تھا.

" میری جان آپ بہت معصوم ہو. یہاں کی سازشیں اور دشمنیاں نہیں جانتی. اور کیا پتا یہ اتنا پیار اور عزت جو آپ کو اِس خاندان کے لوگوں سے مل رہی ہے. وہ اُسی ایک رشتے کی وجہ سے ہو. "

ماہناز بی بی کی بات پر خانی نے کچھ سمجھتے کچھ اُلجھتے اُن کی جانب دیکھا تھا.

" بیٹا آپ ایک سردار کی بیوی ہو. جس سے بہت سارا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے. میں نہیں چاہتی تھی. آپ ایسی کسی بھی سازش کا حصہ بنو. اِسی وجہ سے میں آپ کے یہاں آنے کے خلاف تھی. پتا نہیں میران بیٹے کو کیا ہو گیا ہے. وہ کیا سوچ کر آپ کو اِس حویلی میں لے آئے."

ماہناز بی بی کے ہر انداز سے خانی کے لیے فکر واضح تھی.

مگر ہمیشہ اُن کی ہر بات آنکھیں بند کر کے ماننے والی خانی کو آج اُن کی باتیں بلکل بھی پسند نہیں آئی تھیں.

اُسے بہت ٹائم بعد اپنے خاندان والوں کا پیار ملا تھا. وہ ایسی کسی بھی بات پر یقین کر کے اُن پیارے رشتوں سے بدگمان نہیں ہو سکتی تھی.

اُسے یہی لگ رہا تھا کہ ضرور انابی کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے. اگر کچھ دن وہ یہاں رہیں گی تو سمجھ جائیں گی کہ یہاں سب کتنے اچھے ہیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

بلوچ حویلی کی بہت سی گاڑیاں قافلے کی شکل میں شہباز بلوچ کی حویلی میں داخل ہوئی تھیں. جہاں بڑے پیمانے پر شادی کی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا.

وہ لوگ کافی فاصلے پر تھے جب اُنہیں ڈھول اور پٹاخوں کی آوازیں آنا شروع ہو چکی تھیں. خانی یہ سب دیکھنے کے لیے بہت زیادہ ایکسائٹڈ تھی. اِس طرح کی قبائلی شادی میں شرکت کرنے کا اُس کا بلکل پہلا تجربہ تھا.

کراچی میں اُس نے کچھ فرینڈز کی شادیاں اٹینڈ کی تھیں. مگر وہ ایسی بلکل بھی نہیں تھیں.

مردوں کی گاڑیاں داخلی دروازے پر ہی ایک طرف رُک گئ تھیں. وہاں سے مردوں کی سائیڈ کا منظر سامنے تھا. جہاں روایتی بلوچی گیٹ اپ میں ملبوس وائٹ ڈھیلی ڈھالی چوڑی شلوار اور لمبی قمیض, سر پر فٹنگ کیپ کے اُوپر باریک ریشمی دوپٹے سے پگڑی باندھے جسے بلوچی زبان میں لونگی کہا جاتا ہے پہنے بڑی تعداد میں ایک گول دائرے میں بہت سے لوگ بہت ہی عمدہ رقص کرنے میں مصروف تھے.

خواتین کی تمام گاڑیاں آگے جا کر کچھ فاصلے پر ایک طرف رک گئ تھیں. جہاں خاص عورتوں کا انتظام کیا گیا تھا.

دروازے سے آگے اندر کی طرف انٹرنس پر بہت ساری میزبان خواتین بلوچی بھاری لباس میں ملبوس جیولری اور میک اپ سے لدھی پھندی سب مہمانوں کے استقبال میں کھڑی تھیں.

اُن کے وہاں داخل ہوتے ہی وہ سب باقی مہمانوں کو ملتے اپنی جگہ سے آگے بڑھی تھیں۔ خانی کو محسوس ہوا تھا۔ جیسے اُس کے اندر قدم رکھتے ہی وہاں بہت ساری نظریں بے اختیار اُس کی جانب اُٹھی تھیں۔

" رضیہ بہن اِس سے ملیں یہ میری پیاری بیٹی خانی ہے۔ "

خانی کو اپنے بازو کے حصار میں لیتے بشریٰ بیگم نے خانی کو اُن سے ملوانے کے لیے آگے کیا تھا۔

خانی پر نظر پڑتے ہی رضیہ بیگم کے چہرے پر ستائش اور خوشی کے بھرپور تاثرات اُبھرے تھے۔

" ماشاءاللہ ہماری خانی تو چاند کا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ہماری سوچ سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر پیاری ہے۔ آپ نے آنے سے پہلے نظر اُتاری نا ہماری گڑیا کی۔ "

رضیہ بیگم خانی کا ماتھا چومتے اُس کے دلکش نقوش سے سجے گلابی چہرے کو دیکھتے محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

خانی کو بشریٰ بیگم نے اُس کا پسند کیا مہرون ڈریس نہیں پہننے دیا تھا. بلکہ ایک بہت ہی بھاری گولڈن اور بلیک کام والا پرپل ڈریس دیا تھا. جس پر بلوچی سلک تھریڈ سے بہت ہی نفیس کڑاہی کے ساتھ ایمبیڈڈ گول آئینہ کا کام کیا گیا تھا.

ڈھیلے ڈھالے فراک کے نیچے کا مدار چوڑی شلوار پہنے وہ واقعی چاند کا ٹکڑا لگ رہی تھی.

چاندی کا گردن کو چپکا گلوبند اور کانوں میں اُسی ڈیزائن کے جھمکے اُس کے دو آتشہ حُسن کو مزید نکھا بخش رہے تھے. بالوں کا ماتھے سے خوبصورت سا ڈیزائن بنا کر دونوں سائیڈ سے کچھ لٹیں آگے گرائے, بڑا سا دوپٹہ جس کے بارڈر پر باقی سوٹ کے جیسا کام کیا گیا تھا بہت ہی سلیقے سے سر پر ڈال کر آگے کی طرف دونوں کندھوں پر اُس کے پلو پنوں کی مدد سے پن اپ کرر کھے تھے. سومیہ لوگوں نے زبردستی اُس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگادی تھی. اُن کے مطابق یہ مہندی تو یہاں لڑکیوں کی آرائش کا سب سے اہم حصہ تھی. اور شادی شدہ خواتین کو تو کبھی بھی مہندی کا رنگ ہاتھوں پر پھیکا پڑنے کی اجازت نہیں تھی.

خانی نے ہلکا میک اپ کر کے باقی سب کی طرح ماتھے اور ٹھوڑی پر سرمے سے چھوٹے چھوٹے ڈاٹس بنا لیے تھے.

وہ اپنی مکمل تیاری کے ساتھ وہاں سب میں اپنے بے تحاشہ حُسن کی وجہ سے نمایاں ہو رہی تھی.

رضیہ بیگم خانی کو اپنے بازو کے حصار میں لیے ایسے کھڑی تھیں. جیسے وہ اُنہیں برسوں سے جانتی ہو. یا آج دلہن وہ ہی ہو. خانی کو یہ سب اتنا عجیب نہ لگتا اگر یہاں آنے سے پہلے انابی اُسے یہ نہ بتاتیں کہ رضیہ بیگم سیاہل خان کی سگی پھوپھو ہیں.

وہ خان حویلی کی باقی عورتوں کا رویہ اُس دن اپنے ساتھ دیکھ چکی تھی. اِس لیے اُسے رضیہ بیگم کے انداز پر بہت حیرت ہو رہی تھی. وہ بھی تو اُسی خاندان سے تھیں.

خانی کچھ دیر اُن کے پاس کھڑے ہونے کے بعد معذرت کرتی اپنی باقی کزنز کی جانب آ گئی تھی. اُسے کھلے تاروں بھرے آسمان تلے کیا گیا یہ سارا ارینجمنٹ

بہت اچھا لگا تھا. سائیڈز پر پردے کے طور پر شامیانے لگائے گئے تھے. مگر چھت کے لیے ایسا کوئی اہتمام نہیں تھا.

وہاں کرسیوں کے درمیان کہیں کہیں ہلکی ہلکی ٹھنڈ کی وجہ سے آگ جلائی گئی تھی. دائیں طرف مردوں کے فنکشن کا انتظام کیا گیا تھا. دونوں طرف پارٹیشن کے لیے ایک باریک پردے کا انتظام کیا گیا تھا. جس سے خواتین آرام سے مردوں کا رقص دیکھ پا رہی تھیں. لیکن مرد اُس حصے کی جانب قدرے تاریکی ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے.

خانی کو یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا. مدھم سُروں میں بجتا بلوچی سانگ اُس کی سماعتوں کو بہت بھلا محسوس ہو رہا تھا.

وہ ارد گرد کے ماحول میں کھوئی ہوئی تھی. جب اچانک اُس کے کانوں سے سردار سیاہل موسیٰ خان کی آمد کی آواز ٹکرائی تھی.

خانی کا دل اچانک اُس شخص کے ذکر پر بے اختیار زور سے دھڑک گیا تھا.

"آج آخر کار موقع مل ہی گیا بلوچستان کے شہزادے کو دیکھنے کا. آؤنا تم لوگ بھی."

پلوشہ سومیہ کو آنکھ مارتی اُن سب کو بھی اشارہ کرتے بولی.

جبکہ خانی حیرانی سے اُن کی حرکتیں دیکھ رہی تھی. پلوشہ اُسے کافی ایکسائٹڈ سی لگی تھی.

"اگر اماں سائیں لوگوں میں سے کسی نے یہ حرکت دیکھ لی نا تو یہی پر چمڑی ادھیڑ کر رکھ دیں گی."

مہوش چاہنے کے باوجود بھی انکار کر گئی تھی.

"یہ تو ہر وقت ڈرتی ہی رہے گی. ادی آپ دونوں آجاؤ میرے ساتھ. ایک جھلک دیکھ کر ہی آجائیں گے."

بہت تعریف سنی ہے میں نے۔ آمنہ کے منہ سے سردار سیاہل موسیٰ خان کی وجاہت کی۔ آج بہت مشکل سے اگر موقع ملا ہے تو۔ ایک نظر دیکھ ہی لوں۔ اماں سائیں اور چچی سائیں تو اپنی باتوں میں مصروف ہیں۔ اُنہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔"

پلوشہ اپنی کسی دوست کا حوالہ دیتے اُنہیں مناتے ہوئے بولی۔ جس پر کچھ دیر میں وہ دونوں تو مان چکی تھیں۔ مگر خانی کے صاف انکار کر دیا تھا۔ لیکن اُس کے انکار کے خاطر میں لائے بغیر وہ اُسے بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لائی تھیں۔

پردے کے قریب آتے خانی نے پلوشہ کے پوچھنے پر وہاں کھڑی لڑکی کی نشاندہی پر جیسے ہی ایک طرف بنے تخت پر نظریں اُٹھائیں۔ خانی کچھ پل کے لیے پلکے جھپکنا بھول گئی تھی۔

سیاہل موسیٰ خان شہباز بلوچ کے ساتھ ایک بہت ہی خوبصورت لکڑی کے صوفے نما بڑے سے تخت پر اپنے مخصوص شاہانہ انداز میں بیٹھا مہرون تکیوں سے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔

بلیک قمیض شلوار کے اُوپر کریم کلر کی گرم شال گلے میں ڈالے وہ کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا.

خانی اُس کے لیے لاکھ ناپسندیدگی کے جذبات رکھنے کے باوجود دل سے اِس بات کا اقرار کر گئی تھی. کہ یہ ساحر شخص مسکراتے ہوئے اور زیادہ پر کشش اور وجیہہ لگتا تھا.

اُس کے ساتھ دونوں ملاقاتوں میں اگر وہ مسکرایا بھی تھا. تو صرف آنکھوں سے. چہرا ہمیشہ سپاٹ ہی رہا تھا. ایسی مسکراہٹ خانی نے پہلے اُس کی نہیں دیکھی تھی.

وہاں باقی بھی رعب ودبدبہ والے اور بھی بہت سے شاندار لوگ موجود تھے. مگر سیاہل کی منفرد پرسنیلٹی پورے فنکشن پر چھائی ہوئی تھی.

خانی کو اُس کے رکھ رکھاؤ میں ایک عجیب سی مغروریت دکھائی دیتی تھی.

وہ ایسی رعب دار شخصیت کا مالک تھا کہ اُس کے نظر اُٹھا کر دیکھنے پر کوئی بھی شخص اُس سے بات کرنے سے پہلے ایک بار جھجھک ضرور جاتا تھا. مگر خانی ہر بار بہت ہی

دلیری سے اُسے کچھ بھی بول جاتی تھی. یا تو وہ تھی اتنی نڈر یا شاید یہ سیاہل خان کی اُس کو بخشی گئی کوئی خاص رعایت تھی.

وہاں کھڑی خواتین اب ڈھول کی تھاپ پر ہونے والے رقص سے زیادہ کن اکھیوں سے سیاہل خان کو بھی دیکھ لیتی تھیں.

جس کے انصاف پر مبنی کبھی سفاکیت تو کبھی نرمی لیے فیصلے اُنھوں نے سن رکھے مگر اُس شخص کو دیکھنے کا موقع آج ملا تھا بہت سوں کو.

خانی خود کو سمجھاتی کہ اُسے اِس شخص میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے وہاں سے ہٹ آئی تھی.

بی بی سائیں اور خان حویلی کی باقی ساری خواتین بھی وہاں آچکی تھیں.

" کیسی ہیں آپ . "

خانی ایک سائیڈ پر کھڑی وہاں بلوچی خواتین کا ڈھول کی تاپ پر گول دائرے کی شکل میں شروع کیا رقص دیکھ رہی تھی. جب سیاہل خان کی کزن سمن اُس کے پاس آتے بولی.

" اللہ کا کرم ہے. آپ کیسی ہو "

خانی اُس کو پہچان گئی تھی. یہ وہی لڑکی تھی. جس نے اُس دن خان حویلی میں اُسے نگار کے بارے میں بتایا تھا.

" میں بھی ٹھیک ہوں. آپ بہت حسین لگ رہی ہیں آج "

سمن کی ستائشی نظریں خانی کے سراپے پر تھیں.

شکریہ. آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں. بلکہ آپ ہیں ہی بہت پیاری. لگتا " ہی نہیں آپ خان حویلی کی فرد ہیں. آپ نہ ہی ہر وقت اپنے سردار سیاہل خان کی طرح غصہ اور اکڑ ماتھے پر سجا کر دوسروں کو بے عزت کرتی ہیں اور نہ اپنی انا کی تسکین کے لیے کسی کو سزا دیتی ہیں. اور نہ ہی اپنی بی بی سائیں کی طرح دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہیں. "

خانی کو شاید کچھ دن پہلے ہوئی سیاہل خان سے ملاقات کا غصہ تھا. جو وہ ایک ہی سانس میں سمن کو بہت کچھ سنا گئی تھی.

" ایسا کچھ نہیں ہے. وہ دراصل آپ کا ٹکراؤ ہی اُن دونوں سے ایسے ٹائم پر ہوا کہ بی بی سائیں کسی اور کا غصہ آپ پر نکال گئیں.

آپ کو غلط فہمی ہوئی تھی. ہماری بی بی سائیں کسی کو زبردستی اپنے سامنے نہیں جھکاتیں. سب اُن کی عزت اور مقام کی وجہ سے خود ہی ایسا کرتے ہیں. اُس دن چچی سائیں نے تو ویسے ہی آپ لوگوں کو بتا دیا تھا کہ ہم سب جھک کر ملتے ہیں بی بی سائیں سے. "

سمن کو خانی کا اِس طرح اپنے خاندان سے بدگمان ہونا پسند نہیں آیا تھا. اِس لیے وہ وضاحت کرتے بولی.

" کس بات کا غصہ تھا اُس وقت اُن کو بلوچ خاندان پر. جو مجھ پر نکالا گیا "

خانی کو بی بی سائیں کی اُسے اپنے پوتے کی باندی بنانے والی دھمکی یاد آتے ایک بار پھر غصہ آیا تھا.

" . نگارادی کے ساتھ جو آپ کے خاندان والوں نے کیا. اُس کا غصہ تھا "

سمن کو خانی پہلی نظر میں ہی اچھی لگی تھی. اِس لیے وہ ہی بی سائیں سے نظر بچا کر اُس کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی.

" . کیا مطلب میں سمجھی نہیں "

خانی نے سوالیہ انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا.

نگارادی کو شروع سے ہی پڑھائی کا بہت شوق تھا. ہم حویلی کی لڑکیوں کو بارہ " جماعت تک کی ضروری تعلیم حویلی کے اندر ہی دی جاتی ہے. نہ کبھی کسی لڑکی نے آگے پڑھنے کی خواہش کی. اور نہ ہی کبھی آگے پڑھایا گیا.

مگر نگارادی کو اِس سے آگے بھی پڑھنا تھا. جسے سنتے بی بی سائیں اور گھر کی باقی بڑی خواتین نے تو اُن کی خواہش وہی دبادی تھی. کیونکہ اُن کے مطابق حویلی سے باہر ہر جگہ دشمن اُن کی زرا سی بھی کمزوری کے لیے گھات لگائے بیٹھے تھے.

مگر نگارادی سیاہل اداسائیں کے پیار کی وجہ سے شروع سے ہی تھوڑی ضدی رہی تھیں. اُنہوں نے اِس بار بھی اپنی یہ ضد اداسائیں کے سامنے پیش کر دی تھی.

جنہوں نے نہ پہلے کبھی اُن کی کوئی خواہش ادھوری رہنے دی تھی. نہ اُس وقت ایسا کیا تھا.

اور اُنہیں پرائیویٹ آگے پڑھنے کی اجازت دے دی تھی. جس کے صرف پیپر دینے ہی اُنہیں یونیورسٹی جانا تھا. جو کہ اداسائیں نے خود نگارادی کو ساتھ لے جاکر دلوانے کا کہا تھا.

دو سال تک اداسائیں ہی نگارادی کے پیپرز کے دنوں میں اُن کے ساتھ جاتے. سوائے چند ایک بار کے.

اور شاید وہی اُن کا ساتھ نہ جانا نگارادی کو کسی اور طرف موڑ گیا تھا. میں نہیں جانتی نگارادی کی ملاقات شہرام بلوچ سے کیسے ہوئی. کب کب اور کہاں رابطہ کیا انہوں نے. مگر ایک سال کے اندر وہ دونوں بہت گہری محبت میں گرفتار ہو چکے تھے. اور ہر صورت ایک ہونا چاہتے تھے.

اُنہوں نے اِس بات کی خبر کانوں کان کسی کو نہیں ہونے دی تھی. وہ جانتے تھے دونوں خاندانوں کے درمیان جو دشمنی چل رہی ہے. وہ سب کی رضا سے ایک

کبھی نہیں ہو سکتے. اِس لیے اُنہوں نے خفیہ طور پر فرار ہونے کا ارادہ باندھ لیا تھا. مگر اچانک پتا نہیں کیا ہوا کہ اداسائیں نے نگار ادی کو یونیورسٹی جا کر پیپر دینے سے روک دیا تھا.

جو بات اُن کے لیے اور زیادہ پریشانی کا باعث بنی تھی. تبھی اُنہوں نے مجھے اپنے راز میں شریک کیا تھا. اور میں اُس وقت اُن کی مدد کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر گئی تھی.

کیونکہ حویلی سے فرار کے دوران اُن کی مخبری ہو گئی تھی. اور وہ پکڑی گئی تھیں. "

بات کرتے سمن کا چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا. جبکہ خانی بھی دم سادھے یہ ساری باتیں سن رہی تھی.

".جب صرف آپ نگار کے راز سے واقف تھیں تو مخبری کس نے کی تھی "

خانی کے ذہن میں یہ سوال اٹک گیا تھا.

مخبری کی نہیں کروائی گئی تھی۔ شہرام بلوچ کی طرف سے۔ میرے علاوہ یہ " راز شہرام بلوچ ہی جانتا تھا۔ وہی ہے نگارادی کا سب سے بڑا گنہگار۔ سب جانتے بوجھتے اُس نے اپنی محبت کے بارے میں اپنے خاندان والوں کو بتادیا تھا.

وہ تو چاہتے ہی یہی تھے۔ خان حویلی کو بدنام کرنا۔ سیاہل ادا کو ہرانا۔ اِسی لیے انہوں نے یہ سارا کھیل رچا تھا۔ اُنہوں نے ہی مخبری کروائی۔ اُنہیں یہی لگا تھا کہ سردار سیاہل موسیٰ خان اِس بار ہار جائے گا.

مگر ہر بار کی طرح اِس بار بھی اُنہیں ہی منہ کی کھانی پڑی۔ اگر نقصان خان حویلی کا ہوا۔ تو ہاتھ بلوچ حویلی والوں کے بھی کچھ نہیں آیا۔ معاف کیجئے گا۔ مگر بہت ہی گھٹیا مرد ہیں آپ کے خاندان کے۔ اگر اتنی ہی دشمنی نبھانے کا شوق ہے تو اپنی مردانگی کے زور پر لڑیں نا۔ عورتوں کو بیچ میں لا کر اور پیٹھ پیچھے وار کر کے کونسی دشمنی نبھائی جاتی ہے. "

خانی ساکت نظروں سے سمن کی جانب دیکھ رہی تھی۔ نہیں اُس کے خاندان والے اتنی گھٹیا حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ شہرام بلوچ تو بلکل بھی نہیں.

خانی کسی بات پر بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھی.

" مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے. میں نے خود شہرام بلوچ کو نگار کے لیے روتے تڑپتے دیکھا ہے. وہ بہت محبت کرتا تھا اُس سے. "

خانی کو لگا تھا وہ یہاں پاگل ہو جائے گی. ہر روز ایک نئ عجیب و غریب کہانی اُس کے لیے تیار رہتی تھی.

" کر رہا ہو گا ویسا ہی کوئی ناٹک. جیسا نگار ادی کے سامنے کر کے اُنہیں بے وقوف بنایا. یا پھر شاید شہرام بلوچ کے ساتھ بھی اُس کے خاندان والوں نے دھوکہ یا غداری کی ہو. میں اُس طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتی.

مگر اگر شہرام بلوچ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ملا ہوا نہیں بھی ہے. تو پھر بھی اُنہیں اپنے راز کے بارے میں بتا کر اُس حوالے سے مدد مانگ کر اُس نے سب سے بڑا دھوکہ اور نقصان نگار ادی کا کیا ہے. "

سمن کے لہجے میں بھی بلوچ خاندان کے لیے بلکل سیاہل خان کے جیسی نفرت موجود تھی.

مگر خانی اتنی جلدی کسی بھی بات کا یقین کرنے والی نہیں تھی. اگر وہ یقین کرنا بھی چاہتی تو کہیں نہ کہیں اُسے لگ جاتا کہ یہ بھی سیاہل خان کی کوئی چال ہو سکتی تھی. وہ شہرام بلوچ سے تصدیق کیے بنا اِس بات پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی.

کیونکہ اُس نے تو جتنا بھی آج تک سن رکھا تھا. وہ یہی تھا کہ خان حویلی والوں نے بلوچ خاندان سے بہت سارے دھوکے کیے تھے. اور ظلم ڈھائے تھے.

".نگار کہاں ہے کیسی ہے وہ"

خانی کو اُس اَن دیکھی لڑکی کی اذیت پر بہت رونا آیا تھا.

".اُن کی تو کال کوٹھڑی میں ڈالنے کے اگلے دن ہی ڈیتھ ہو چکی ہے"

سمن کے ضبط کیے آنسو ایک بار پھر جاری ہو چکے تھے. جبکہ اِس بار خانی بھی اپنے آنسوؤں پر بند نہیں باندھ پائی تھی.

".واٹ مگر کیسے"

خانی کو اِس بات پر شدید جھٹکا لگا تھا. اُسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا وہ کیا بولے.

اُن کے پاس زہر تھی۔ جو اگلے دن ہی نگل کر اُنہوں نے خود کو اُس کال "
" کوٹھڑی ہی نہیں بلکہ اِس ظالم دنیا سے ہمیشہ کے لیے آزاد کروالیا۔

سمن کی بات پر خانی کچھ سیکنڈز تو کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔

مگر آپ کی تو پوری فیملی یہاں موجود ہے۔ اور کسی ایک فرد کے چہرے سے ایسا "
" معلوم نہیں ہو رہا کہ ایک ہفتے پہلے اِس خاندان میں جوان موت ہوئی ہے۔

خانی کو لگا تھا۔ یہاں لوگوں کے سینوں میں دل نہیں پتھر تھے۔ اتنا سنگدل کوئی کیسے ہو سکتا تھا۔ سیاہل خان بھی تو پھر اپنی لاڈلی بہن کو کھو کر خوش و خرم مسکرا رہا تھا۔

آخر اس شخص کا اصلی چہرا کیا تھا۔ جو سمن بول رہی تھی۔ یا جو ہر بار اُس نے دیکھا تھا۔

ہمیں کسی سزا یافتہ کی موت پر ماتم کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہاں موجود "
سب خواتین کے دل نگار کے دکھ پر اندر سے زخمی ہو چکے ہیں۔ مگر کوئی بھی کسی
".مرد کے سامنے اِس بات کا اقرار کر کے خود کسی سزا کا حصہ نہیں بننا چاہتی

سمن خود اذیتی کے احساس سے بولی.

"تو اب کہاں گیا تمہارا وہ سردار بھائی. اُس کے اختیار میں تو سب کچھ ہے نا. وہ تو بچا سکتا تھا نا اپنی بہن کو. اُس نے ایسا کیوں نہیں کیا."

خانی کی سوئی واپس اپنے جانی دشمن پر آ کر اٹکی تھی.

"نگار ادی نے سب سے بڑا دھوکہ اُنہیں سے تو کیا. ادا سائیں کے اعتماد, مان اور بھروسے کو چکنا چور کر دیا. اور باقی آنے والی ساری لڑکیوں کے لیے باہر نکل کر تعلیم حاصل کرنے کے دروازے ایک بار پھر بند کر دیے. "

سمن کی آواز میں اب کے نگار کے لیے غصہ تھا.

"نہیں اِس میں نگار کی کوئی غلطی نہیں ہے. کیا اُس کو اپنی پسند سے زندگی گزارنے کا کوئی حق نہیں. اگر وہ بتا دیتی تو کونسا تمہارا وہ ظالم بھائی اُس کا ساتھ دیتا. تب بھی تو یہی ہونا تھا نا.

جب مرد اپنی عورتوں کو اپنے ہونے کا مان اور اعتبار نہیں بخشتے تو وہ ایسے ہی بغاوت کرتی ہیں. جس کے قصوروار صرف اور صرف وہ نام نہاد مردانگی والے بزدل مرد ہوتے ہیں. جیسے کے وہ سیاہل خان ہے. "

خانی کا غصہ اُس شخص پر ایک بار پھر عود آیا تھا.

" آپ پلیز میرے اداسائیں کے بارے میں اتنے غلط لفظ استعمال مت کریں. میں اُن کے بارے میں یہ سب نہیں سن سکتی.

اور آپ نہیں جانتی اداسائیں نے نگار ادی کو کس حد تک مان اور اعتبار بخشا تھا. اُنہوں نے نگار ادی کو بھائیوں سے بڑھ کر پیار دیا. مگر پھر بھی ادی نے اُن کو دھوکہ دیا. اِس سب میں اداسائیں کا کوئی قصور نہیں ہے. میرے اداسائیں دنیا کے سب سے اچھے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے بھائی بھی ہیں. "

کب سے بہت ضبط سے خانی کی سیاہل کے خلاف باتیں سنتے آخر میں سمن تھوڑے تیز لہجے میں بول گئی تھی.

ناراض ہونے کے باوجود وہ اپنے بھائی کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی تھی.

اِس سے پہلے خانی اُس سے مزید کوئی بات کرتی. ایمن اُسے بی بی سائیں کا بلاوا دیتی وہاں سے لے گئی تھی.

شاید اُنہیں خانی سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی. اور سمن اپنی بی بی سائیں کو حکم عدولی کر چکی تھی.

خانی نے نوٹ کیا تھا کہ دونوں خاندانوں کی خواتین کے درمیان بھی ایک عجیب سا سرد پن تھا. ایک فنکشن میں ہونے کے باوجود کسی نے آپس میں بات نہیں کی تھی.

یا شاید خاندان کے مردوں کی طرف سے اُنہیں اِس بات کی اجازت نہیں تھی.

خانی کے سر میں پہلے ہی درد تھا. اور سمن کی باتوں سے اُس کا دل عجیب سا بوجھل ہو چکا تھا. کافی مشکل سے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے خانی وہاں ایک طرف رکھی چیئر پر خاموشی سے بیٹھتی اپنی ساری سوچوں کو جھٹکتے بلوچی میوزک انجوائے کرنے لگی تھی.

درمیان میں چھوڑی گئی خالی جگہ پر بلوچی خواتین اتنی مہارت سے رقص کرنے میں مصروف تھیں. کہ خانی کا دل چاہا تھا وہ بھی اُن کے ساتھ شامل ہو کر سب کچھ بھولتے اِن لمحوں کو انجوائے کرے.

دل کی خواہش پر وہ ایسا کر بھی لیتی. مگر اچانک آجانے والی عینا کی کال نے اُس کی ساری توجہ کھینچ لی تھی.

" بدتمیز لڑکی ملے بغیر چلی گئی تم. "

خانی نے چھوٹتے ہی اُسے لتاڑا تھا. اُس دن کے بعد اُن کی آج بات ہو رہی تھی.

" تمہیں زرا سی بھی شرم آتی ہے. تم کہاں غائب ہو گئی تھی اُس دن اچانک. تمہیں پتا ہے میں کتنی پریشان ہو گئی تھی. اُس اتنی بڑی حویلی میں مجھے لگا تھا جیسے میں کہیں کھو گئی ہوں. اُوپر سے وہاں کی خواتین اتنی عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھیں مجھے جیسے میں نے بہت برا نقصان کر دیا ہو.

اگر میران بھائی کی کال نہ آتی تو میں نے رونا شروع کر دینا تھا. اُنھوں نے ہی کہا مجھے کہ تم اب اُن کے ساتھ اپنی آبائی حویلی جاؤ گی.

اور میں تو میران بھائی کی اتنی بے مروتی پر حیران رہ گئی. ایک بار بھی مجھے ساتھ چلنے کو نہیں کہا. بلکہ سیدھے منہ بول دیا تمہیں میرا ڈرائیور چھوڑ آئے گا. "

عینا ایک ہی سانس میں شکوے کرتی آخر میں خانی کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی.

سانس تو لے لو یار. آئم ریلی سوری مجھے بلکل نہیں پتا تھا اُنہوں نے ایسا کیا. "

اگر میں وہاں ہوتی تو تمہیں کبھی نہ جانے دیتی. عینا میں یہاں ایک شادی میں آئی ہوئی ہوں کیا بتاؤں یار تمہیں. کتنی زبردست شادی ہے. کاش تم یہاں ہوتی. بہت مزا آتا. "

خانی عینا کو بتاتے ایکسائٹمنٹ سے بولی. خانی شور کی وجہ سے ایک طرف زرا سنسان گوشے میں آکھڑی ہوئی تھی.

واؤ یار. اچھا مجھے یہ بتاؤ وہ اُس دن میران بھائی کے ساتھ ہینڈسم سا بندہ کون تھا. اور یار وہ سردار سیاہل موسیٰ خان کتنا حسین بندہ ہے. مجھے تو لگا تھا وہ کوئی بڑی عمر کا کھڑوس سا ٹھرکی سا بندہ ہوگا. مگر وہ تو میری سوچ کے بلکل اُلٹ نکلا. "

یار مجھے نہیں پتا تھا یہ بلوچی مرد اتنے خوبصورت ہوتے ہیں. "

.عینا کو اپنے اتنی جلدی واپس آجانے کا بہت افسوس ہو رہا تھا

" میران بھائی کے ساتھ میرے تایا کا بیٹا تھا شہرام بلوچ. اور پلیز اُس سردار کی تعریف میرے سامنے تو کرنا ہی مت. جیسا نظر آتا ہے ویسا ہے نہیں. ٹھرکی کا تو پتا نہیں. مگر انتہا کا کھڑوس ضرور ہے. ﷲ دور ہی رکھے اُس جلاد سے. "

خانی چہرے کے بُرے بُرے زاویے بناتی عینا کے سامنے سیاہل خان کی برائیاں کرنے لگی تھی. جو اُسے سمن نے نہیں کرنے دی تھیں.

" .اُف خدا ایک تو یہاں نیٹ ورک کا بہت مسئلہ ہے "

خانی کا ابھی عینا سے بہت ساری باتیں کرنے کا دل تھا. مگر اچانک کال کٹ جانے کی وجہ سے اُن کو رابطہ منقطع ہو گیا تھا.

خانی نے دوبارہ کال کرنی چاہی تھی. جب ٹینٹ کے اس طرف سے اُسے کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دی تھیں.

.خانی کو غور کرنے پر پتا چلا تھا کہ وہ مردان خانے والی سائیڈ پر کھڑی ہے

کچھ سوچتے خانی نے مزید آگے ہوتے دوسری سائیڈ پر کھڑے لوگوں کی باتیں سنی چاہتی تھیں. کیونکہ اُسے اُن کی باتوں میں سردار سیاہل کا نام سنائی دیا تھا.

قریب ہونے پر جو باتیں خانی کی سماعتوں سے ٹکرائی تھیں. اُنہوں نے خانی کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی.

خانی منہ پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہٹی تھی.

وہ لوگ اِس فنکشن کے اختتام پر سردار سیاہل موسیٰ خان پر قاتلانہ حملہ کرنے کی بات کر رہے تھے.

خانی کو لگا تھا اُسے سننے میں غلطی ہو گئی ہے.

خانی دوبارہ آگے ہوئی تھی. مگر اب وہ لوگ ایک دوسرے کو دھیمی آواز میں کچھ ضروری ہدایت دیتے وہاں سے ہٹ رہے تھے.

وہ لوگ سیاہل خان کے حوالے سے ہی بات کر رہے تھے.

.خانی کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے کس کو بتائے یہ بات

وہ اتنی بڑی بات پر خاموش نہیں رہ سکتی تھی. یہ کوئی عام بات نہیں تھی. کسی کو قتل کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی. جو کوئی عام شخص نہیں بلکہ یہاں کا سردار تھا.

اُس شخص سے لاکھ اختلافات سہی مگر وہ اُسے اتنا ناپسند بھی نہیں کرتی تھی کہ اُسے اِس سازش سے باخبر کرنے کے لیے کچھ نہ کرتی.

خانی کا دل بُری طرح دھڑک رہا تھا. اُس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سیاہل خان کا نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا تھا.

مگر کچھ ہی دیر میں خانی کا چہرا غصے, شرمندگی اور آہانت کے احساس سے لال ہوا تھا. کیونکہ کئی بار نمبر ملانے پر خانی سمجھ گئی تھی. کہ سیاہل خان نے اُسے بلاک کرر کھا ہے.

"ایڈیٹ, سٹوپڈ یہ شخص اِس قابل ہی نہیں ہے کہ اِس کی مدد کی جائے. مجھے بلاک ایسے کیا ہوا ہے. جیسے میں اِسے کال کرنے کے لیے مری جا رہی ہوں. بھاڑ میں جائے میری طرف سے. مجھے کیا حملہ ہو اُس پر یا کچھ بھی."

خانی واپس کرسی پر آکر بیٹھتی غصے کے عالم میں مسلسل بڑبڑانے لگی تھی.

غصے کے ساتھ ساتھ اُسے عجیب سی بے چینی ہونے لگی تھی. وہ چاہ کر بھی خود کو ریلیکس نہیں کر پارہی تھی.

" بی بی جی کیا ہوا آپ کو. آپ ٹھیک تو ہیں نا. "

کچھ فاصلے پر کھڑی مینل خانی کو اضطراب کے عالم میں کبھی دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے کبھی چہرے کو سہلاتے دیکھ فکر مندی سے اُس کے قریب آئی تھی.

بشرا بیگم حویلی سے کچھ ملازمین کو بھی اپنے ساتھ لائی تھیں. ملازمین کے بغیر تو جیسے اُن کا گزارا ہی نہیں تھا.

" نہیں کچھ نہیں ہوا مجھے میں ٹھیک ہوں. "

خانی مینل کا بڑھایا پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے بولی.

مگر اُس کے اندر کی بے چینی بڑھتی ہی جارہی تھی.

" اگر نہیں میں اُس شخص کی طرح سنگدل اور سفاک بلکل بھی نہیں ہوں.
میرے ہاتھ میں کسی کی مدد کر کے اُس کی جان بچانا ہے تو میں ایسا ضرور کروں گی.

مگر میں یہاں کسی پر بھروسہ بھی تو نہیں کر سکتی. اپنے خاندان کے مردوں میں سے کسی کو بتانا تو بے وقوفی سے زیادہ کچھ نہیں ہو گا. مگر کیا سیاہل خان کے خاندان والوں پر بھروسہ کرنا ٹھیک ہو گا. "

خانی عجیب سی کشمکش میں پھنس چکی تھی. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا. سیاہل خان تک اتنی بڑی بات کیسے پہنچائے.

کہیں انجانے میں وہ یہ خبر اُس کے دشمنوں تک پہنچا کر اُس کے لیے مزید مصیبت کھڑی نہ کر دے.

" مجھے کسی طرح بھی یہ بات خود ہی سیاہل خان تک پہنچانی ہے. بغیر کسی کو اِس بارے میں بتائے. "

خانی نے ایک فیصلے پر پہنچتے مینل کو سمن کو باقی سب سے نظر بچا کر بلانے کا کہتے اُس کی جانب بھیج دیا تھا.

" . کیا ہوا سب ٹھیک ہے. آپ نے مجھے بلایا "

. سمن مینل کے ساتھ خانی کے قریب آتے بولی

مجھے ابھی اور اِسی وقت سیاہل خان سے ملنا ہے. تم کسی بھی طرح میری ابھی "
".اُس سے بات کرواؤ

.خانی بنا کسی طرح کا بھی لحاظ کرتی دو ٹوک لہجے میں بولی

. جس پر سمن نے اچھنبے سے اُس کی جانب دیکھا

آپ جانتی بھی ہیں. آپ کیا کہہ رہی ہیں. آپ اِس وقت اداسائیں سے کیسے "
. مل سکتی ہیں. وہ وہاں مردان خانے میں ہیں. اتنے لوگ ہیں باہر
اور میرے پاس کوئی موبائل وغیرہ نہیں ہے. میں آپ کی اُن سے بات نہیں
" . کرواسکتی

سمن نے صاف انکار کرتے پلٹنا چاہا تھا. وہ اگر کسی طرح سیاہل خان سے رابطہ کر بھی لیتی تو آگے سے اُسے سیاہل خان کے غصے سے کون بچاتا. اِس لیے اُس نے اِس سب سے دور رہنا ہی بہتر سمجھا تھا.

" سمن میری بات تو سنو یار. بات بہت زیادہ امپورٹینٹ ہے. مجھے ابھی سیاہل خان تک پہنچانی ہے. پلیز سمجھنے کی کوشش کرو. "

خانی کو خود بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنے سب سے بڑے دشمن کی سلامتی کے لیے کسی کی اتنی منتیں کیوں کر رہی ہے.

مگر اِس وقت اُسے یہ سب کرنا ٹھیک لگ رہا تھا.

" جو بھی بات ہے. آپ مجھے بتادیں میں ملازمہ کے ذریعے پہنچادوں گی اُن تک. آپ نہیں جانتی اداسائیں کے غصے کو. اِس طرح بلاوے پر وہ بہت غصہ کریں گے. "

سمن نے خانی کو سیاہل خان کے غصے سے آگاہ کرنا چاہا تھا.

تم میرا نام لے کر بھیجو ملازمہ کو. کہ میں ملنا چاہتی ہوں اُس سے. وہ بہت ہی " شاطر انسان ہے کوئی نہ کوئی طریقہ تو نکال ہی لگ گا. اور دیکھا جائے گا اُس کا غصہ بھی. میں نہیں ڈرتی اُس سے . "

خانی نے سمن کو ایک بات پھر قائل کرنے کی کوشش کی تھی.

خانی اتنا تو جان ہی گئی تھی سیاہل خان کو. جو حویلی کے اندر سے بنا کسی کو پتا لگائے اُسے باہر نکال سکتا تھا. تو یہاں خانی سے ملنا تو اُس کے لیے بلکل بھی مشکل نہیں تھا.

" اچھا میں بھیجتی ہوں اپنی خاص ملازمہ کو. مگر اداسائیں بہت غصہ ہونگے. "

سمن نے بچارگی سے خانی کو کہتی اپنی ملازمہ کو بلا کر کچھ سمجھاتے باہر کی جانب بھیج دیا تھا. جو شاید سیاہل خان کہ کسی خاص آدمی کے ذریعے اُس تک پیغام پہنچانے والی تھی.

اگلے دس منٹ بعد وہ ملازمہ واپس اُن کے سامنے تھی.

"سردار سائیں کا سختی سے حکم ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملنا چاہتے۔ اُنہیں دوبارہ ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

ملازمہ کی بات پر سمن نے ایسے خانی کی جانب دیکھا تھا۔ جیسے کہہ رہی ہو۔ ہو گئی تسلی۔

"مگر مجھے اُس سے ملنا ہے۔ تم ایک بار پھر اپنی ملازمہ کو بھیجو۔ اُسے کہو مجھے اُس سے ابھی اور اِسی وقت بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

خانی کا غصہ بھی اب ساتویں آسمان تک پہنچ چکا تھا۔ ملازمین کے سامنے وہ شخص ملنے سے انکار کر کے اُس کی اچھی خاصی انسلٹ کر گیا تھا۔

اب سیاہل خان سے ملنا اُس کی ضد بن چکی تھی۔

سمن ملازمہ کو دوبارہ بھیجنے کے حق میں نہیں تھی۔ مگر اِس بار بھی وہ خانی کے آگے مجبور ہو چکی تھی۔

بی بی جی سردار سائیں کا کہنا ہے کہ وہ خانی اسجد بلوچ سے نہ ملنا چاہتے ہیں اور نہ " ہی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں. نہ اِس وقت اور نہ ہی بعد میں. اب اگر اِس کے بعد اُنہیں ڈسٹرب کیا گیا تو اُن سے بُرا کوئی نہیں ہو گا ".

.ملازمہ نے سیاہل خان کا لفظ بالفظ بلکل ویسے ہی دوہرایا تھا

اُس کا دوسرا پیغام سن کر تو خانی کا دل چاہا تھا وہ اُس گھمنڈی اور خود سر شخص کا اپنے ہاتھوں سے گلا دبا دے.

.جسے دوسروں کے ہاتھوں اپنا فائدہ بھی گوارہ نہیں تھا

میں بھلا کونسا مری جا رہی ہوں اُس بد تمیز ایڈیٹ سے ملنے کے لیے. مگر وہ " ہوتا کون ہے میری اتنی بے عزتی کرنے والا. دیکھتی ہوں کیسے نہیں ملتا آج مجھ سے. "

خانی کو جیسے ضد ہو چکی تھی. وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوتے سمن کی جانب متوجہ ہوئی تھی.

" اب تو آپ کی تسلی ہو چکی ہے نا. اداسائیں نہیں ملنا چاہتے آپ سے. اب جاؤں میں."

سمن بغور خانی کے غصے سے لال ہوتے چہرے کے اُتار چڑھاؤ پر غور کرتے بولی.

آج خانی اسجد بلوچ کا غصہ دیکھ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی. کہ اُس کے اداسائیں کی زوجہ محترمہ بھی اُسی کی ٹکر کی ہیں.

وہ نہیں جانتی تھی کہ سردار اور اُس کی ضدی سردارنی کی شروع ہوتی یہ جنگ کہاں تک چلنے والی تھی.

" نہیں ایک آخری بار اپنے سردار سائیں تک میرا پیغام پہنچا دو. اُسے کہوا گر اُس نے اگلے دس منٹ تک مجھے نہ بلوایا تو میں بنا کسی کا لحاظ کیے. وہاں مردان خانے میں اُس کے پاس آجاؤں گی. بات تو مجھے اُس سے ہر حال میں کرنی ہے."

خانی اِس بار سیدھی ملازمہ سے مخاطب ہوئی تھی.

جبکہ ملازمہ کے ساتھ ساتھ سمن بھی ہکا بکا سی اُسے دیکھے گی تھی.

آپ بلاوجہ کیوں اداسائیں کے قہر کو آواز دے رہی ہیں. آپ کو ڈر نہیں لگتا "

" .اُن سے

.سمن کا تو اِن دونوں کی لڑائی میں دماغ ماؤف ہو چکا تھا

اُسے تو اِس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ سیاہل خان دوبارا اتنی آسانی سے کیسے پیغام

.کا جواب دے گیا تھا. اُسے تو پہلے دفعہ کے جواب کی بھی اُمید نہیں تھی

.سمن نے خانی کا غصہ دیکھ للہ کے بھروسے ایک بار پھر ملازمہ کو بھیج دیا تھا

مگر حیرت کا جھٹکا تو اُسے تب لگا جب اُس کی توقع کے برعکس سیاہل خان خانی سے

.ملنے پر راضی ہو گیا تھا

اُس نے ملازمہ کو کچھ دیر تک خانی کو باہر کی طرف لانے کا حکم دیا تھا. ملازمہ کے

.ہاتھ میں سیاہل کی بھیجی بلیک شال بھی تھی

سمن جو حد درجہ بے یقینی کا شکار تھی. ملازمہ کے بتانے پر کہ سیاہل خان بہت

.غصے میں ہے. وہ سمجھ گئی تھی آج خانی کی خیر بلکل نہیں تھی

مگر خانی کی چاندنی بکھیرتے دلکش سراپے کی جانب دیکھتے ایک مسکراہٹ اُس کی ہونٹوں پر کھیل گئی تھی.

خیر تو آج سیاہل خان کی بھی نہیں تھی. کیونکہ خانی اسجد بلوچ بھی اِس وقت تمام ہتھیاروں سے لیس تھی.

" اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو. "

سمن نے خانی کی جانب ایک شوخ سی مسکراہٹ اُچھالی تھی.

جس کا مطلب سمجھتے خانی کا دل زور سے دھڑکا تھا.

" جیسا تم سمجھ رہی ہو. ویسا کچھ نہیں ہے. مجھے واقعی بہت ضروری بات کرنی ہے اُس سے."

خانی نے سمن کا دماغ کسی اور جانب بھٹکتا دیکھ فوراً ٹوکا تھا.

جس پر سمن کی مسکراہٹ سمٹی تھی. مگر اُس نے دل سے دعا کی تھی. کہ کچھ ایسا معجزہ ہو جائے کہ اُس کے بھائی نے جو اپنی زندگی کو بے رنگ بنا رکھا ہے. اُس میں بہار آ جائے.

" سردار سائیں آپ کو بلا رہے ہیں. آپ یہ چادر اوڑھ لیں. سائیں کا سختی سے آرڈر ہے کہ آپ پر کسی کی نظر نہیں پڑنی چاہیے. "

ملازمہ نے خانی کی طرف ایک سیاہ شال بڑھائی تھی. جس سے خانی نے خاموشی سے خود کو ڈھانپ لیا تھا.

دو ملازمہ کے ساتھ پچھلی سائیڈ سے ہوتے خانی اُن کی معیت میں کچھ ہی فاصلے پر موجود ایک عمارت کے دروازے میں داخل ہوئی تھی. جہاں سے ایک چھوٹی سی راہداری عبور کرتے ملازمہ ایک دروازے کے سامنے رک گئی تھی.

" بی بی جی اندر سردار سائیں موجود ہیں. آپ جاسکتی ہیں اندر. "

خانی کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں.

ہمیشہ سیاہل خان کے قریب پہنچ کر ایک بار تو ایسے ہی خانی کی ساری بہادری جھاگ کی طرح بیٹھنے لگتی تھی.

آج تو اُس کا دل نجانے کیوں کچھ زیادہ ہی تیز رفتاری سے دھڑک رہا تھا.

خانی خود پر اوڑھی شال سے چہرے کو ہلکا سا ڈھانپتی اندر کی جانب بڑھ گئی تھی.

کمرے میں قدم رکھتے ہی اُس کی نظر کمرے کے بلکل وسط میں کھڑے سیاہل خان پر پڑی تھی. کمر پر دونوں بازو باندھے وہ کڑے تیوروں سے خانی کی جانب متوجہ ہوا تھا.

خانی نے خود کو مکمل طور پر بلیک شال کے اندر لپیٹ رکھا تھا.

سیاہل خان اپنی بھیجی گئی شال کا سہی استعمال دیکھ مطمئن ہوا تھا. وہ یہی چاہتا تھا کہ خانی خود کو اُس سے بھی مخفی رکھے. اور خانی نے ایسا ہی کر رکھا تھا.

پہلی بار کسی پوائنٹ پر دونوں کی سوچ ملی تھی. مگر اس وقت اُسے اِس لڑکی پر بہت غصہ تھا.

"مجھے تمہیں ایک..... "

خانی نے کچھ بولنا ہی چاہا تھا. جب سیاہل خان کی دھاڑ پر اُس کی بات ہونٹوں میں ہی دب کر رہ گئی تھی.

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ. میری کوئی بات بھی تمہارے دماغ میں نہیں بیٹھتی کیا. میں نے کہا تھا نا. دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش مت کرنا. میرے سامنے مت آنا. مگر تم جیسی ضدی اور بے شرم لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی. بہت ناجائز فائدہ اُٹھا لیا تم نے میری نرمی کا مگر اب اور نہیں. تمہیں اب بہت جلدی تمہاری اوقات یاد دلانی ہی پڑے گی. "

سیاہل خان جیسے آج پھٹ ہی پڑا تھا. وہ خانی کو آج اپنا سب سے بُرا روپ دیکھانا چاہتا تھا. اِس لیے جتنے ہو سکے تھے اُس نے غلط الفاظ استعمال کیے تھے.

خانی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُس سفاک انسان کی جانب دیکھ رہی تھی. جس سے زیادہ بدلحاظ اور بے حس انسان اُس نے آج تک نہیں دیکھا تھا.

مگر وہ بھی خانی اسجد بلوچ تھی. اتنی آسانی سے اپنی بے عزتی برداشت کرنے والوں میں سے بلکل بھی نہیں تھی.

سیاہل نے خانی پر اپنی شعلے برساتی نظریں گاڑھ رکھی تھیں.

خانی چہرے پر آگے کی طرف کر کے تھامی شال کا پلو غصے میں جھٹکتے سیاہل خان کی جانب بڑھی تھی.

"سیاہل خان زبان سنبھال کر بات کرو. میں تمہاری حویلی کی کوئی باندی نہیں ہوں. جو تم مجھے میری اوقات بتاؤ گے. تم ہوتے کون ہو مجھے بے شرم کہنے والے. ایسا کیا گھٹیا پن کیا ہے میں نے.

ڈرتے ہوں گے باقی لوگ تمہاری سرداری سے. میں نہیں ڈرتی سمجھے تم."

خانی کا بس نہیں چل رہا تھا. اِس شخص کا کیا کر ڈالے. وہ صرف انسانیت کے ناطے اُسے اُس کے دشمنوں کے بارے میں آگاہ کرنے اتنا خطرہ مول لے کر یہاں تک آ پہنچی تھی. اور یہ شخص اُلٹا اُسے اتنی فضول باتیں سنا رہا تھا.

خانی غصے اور جذباتی پن میں بولتی چادر کا پلو چھوڑ چکی تھی. اور اِس وقت وہ اپنے سجے سجائے دلکش سراپے کے ساتھ سیاہل خان کے سامنے تھی. چادر کا پردہ کب کا ہٹ چکا تھا.

ہمیشہ خانی کو اگنور کرنے والے مضبوط اعصاب کے مالک سیاہل خان اِس بار ایسا نہیں کر پایا تھا.

بلوچی لباس میں ملبوس بلکل مقامی انداز میں تیار وہ سیاہل خان کو ارد گرد کا ہوش بھلا گئی تھی.

ڈارک پرپل ڈریس میں اُس کی رنگت مزید دھمک رہی تھی. بار بار چہرے کو چھوتی بالوں کی چند شریر لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے خانی کے مہندی سے سجے مخروطی اُنگلیوں والے نازک ہاتھ سیاہل خان کو کسی اور جانب دیکھنے کی اجازت ہی نہیں دے رہے تھے.

اُن سب سے بھی بڑھ کر سیاہل خان کی دھڑکنیں خانی کی نوز پن میں اُلجھ کر رہ گئی تھیں. آج خانی اسجد بلوچ سیاہل موسیٰ خان کا خود سے کیا پہلا عہد تڑوا چکی تھی.

جس لڑکی پر وہ ایک نگاہ غلط بھی نہیں ڈالنا چاہتا تھا. آج وہ اُس زخمی شخص کو بُری طرح گھائل کر گئی تھی.

خانی نے اپنی اتنی سخت باتوں کے جواب میں سیاہل خان کی پر تپیش نظروں پر دھیان دیتے جلدی سے خود پر شال دوبارہ سے ٹھیک کرنا چاہی تھی. جب سیاہل خان کی آواز نے اُس کے ہاتھ وہی ساکت کر دیے تھے.

" .اب کیا فائدہ اِس کا "

سیاہل خان بہت مشکل سے خود کو اُس کی خوبصورتی کے جال سے نکالتے خود پر قابو پاتے زرا تیز لہجے میں بولتا خانی کی جانب سے رُخ پھیر گیا تھا.

خانی نے اُس کی اِس بات پر کوئی سوال نہیں کیا تھا. جیسے سمجھ گئی تھی اُس کی بات کا مطلب.

" کیا ہوا سیاہل خان خاموش کیوں ہو گئے. اوقات نہیں بتاؤ گے مجھے. کیا تم بھی اپنی بی بی سائیں کی طرح مجھے اپنی باندی بنانا چاہتے ہو. زرا مجھے بھی پتا تو چلے. بقول باقیوں کے دی گریٹ سردار سیاہل موسیٰ خان کی سوچ کیا ہے."

خانی کے دل میں سیاہل خان کے بولے گئے الفاظ تیر کی طرح چبھے تھے. اِس لیے اُس کی اندرونی کیفیت سے انجان خانی اپنی ہی دھن میں بولنے لگی تھی.

سیاہل خان نے خود پر بہت ضبط کرنا چاہا تھا. مگر اِس بار وہ ایسا نہیں کر پایا تھا. یہ لڑکی ہر بار اُس کے جذبات کو ایسے ہی ہوا دیتی تھی. جو اِس بار بھڑک چکی تھی. اور اِس کو برداشت کرنا بھی خانی نے ہی تھا.

اچانک پلٹتے سیاہل نے اُس حُسن و نزاکت کی مورتی کو بازو سے تھام کر ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا تھا.

خانی کا سر سیدھا سیاہل خان کے سینے سے جا ٹکرایا تھا. فوراً اُس کے سینے پر ہاتھ رکھتے خانی نے دونوں کے درمیان کچھ حد تک فاصلہ رکھنے کی ناکام کوشش کی تھی.

مگر سیاہل خان نے ایسا ہونے نہیں دیا تھا.

اُس کی اِس جارحانہ حرکت پر خانی کا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا تھا. سیاہل خان کی گرم سانسیں اپنے قریب محسوس کرتے خانی کی اپنی سانسوں کا شور الگ زور پکڑ چکا تھا.

سمن نے ٹھیک کہا تھا. آج اُس کی خیر نہیں تھی. خانی شاید انجانے میں آج سوئے شیر کو جگا چکی تھی.

جس کے ہاتھ کی مضبوط گرفت اپنے بازو پر محسوس کرتے خانی کا اِس کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت مشکل کام لگ رہا تھا

" اگر سیاہل موسیٰ خان نے خانی اسجد بلوچ کو باندی بنانا ہوتا تو بہت پہلے بنا چکا ہوتا. نہ تمہاری اجازت کی ضرورت تھی نہ کسی اور کی. میں تم سے کوئی رشتہ رکھنا ہی نہیں چاہتا. نہ تمہاری شکل دیکھنا چاہتا ہوں. آخر کیوں آجاتی ہو میرے سامنے. تم واپس کیوں نہیں لوٹ جاتی یہاں سے "

خانی کی خوشبو سیاہل خان کو بُری طرح ڈسٹرب کر رہی تھی. اُسے لگ رہا تھا جیسے آج وہ اپنے ضبط کے سارے بندھن توڑ دے گا.

ایک اِسی کمزور لمحے سے ڈرتا تھا سیاہل خان.

وہ جتنی کوشش اِس لڑکی کو خود سے نفرت کروانے کے لیے کر رہا تھا۔ اُتنا ہی وہ خود اُس کے قریب جا رہا تھا.

" چھوڑو مجھے یہ کیا بے ہودگی ہے۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی. میں تو جیسے مری جا رہی ہوں نا سیاہل خان سے رشتہ رکھنے کے لیے۔ مجھے بھی تم جیسے جلاد میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ تم میرے نزدیک...."

خانی نے سیاہل خان سے دوری بنانے کی کوشش کرتے جیسے ہی نگاہ اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا۔ سیاہل خان کی سیاہ آنکھیں اپنے چہرے پر گڑھی دیکھ خانی کی بولتی بند ہوئی تھی۔ اُسے اب احساس ہوا تھا۔ وہ دونوں غصے اور لڑائی میں ایک دوسرے کے کتنے قریب آچکے ہیں۔ اُن دونوں کے چہرے اتنے قریب تھے. کہ اگر سیاہل خان زرا سا بھی سر کو مزید جھکاتا تو اُس کا چہرا خانی کے چہرے کو چھو جاتا تھا.

خانی کو سیاہل خان کی آنکھوں میں ضبط کے سُرخ ڈورے سے نظر آئے تھے. جیسے وہ خود پر کسی بات کے لیے بہت قابو کیے کھڑا ہے.

خانی نے محسوس کیا تھا کہ جتنے سخت تاثرات سیاہل خان کے چہرے پر تھے۔ اُس کی خانی کے بازو پر موجود گرفت میں اُتنی ہی نرمی تھی۔

"کیوں آئی ہو یہاں۔"

سیاہل خان کو اِس وقت خانی کا نرم گرم وجود ضبط کے کڑے مراحل سے گزار گیا تھا۔ اُسے لگا تھا اگر وہ مزید کچھ دیر اُس کے قریب ایسے ہی رہی تو وہ ضرور کسی کمزور لمحے کی گرفت میں آجائے گا۔ اور ایسا وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا خانی اسجد بلوچ پر سب سے زیادہ حق اُسی کا تھا۔

مگر وہ اِس لڑکی کو اپنے قریب کسی قیمت پر نہیں کر سکتا تھا۔

اِس لڑکی کی قربت ہی سیاہل خان کو کمزور کر سکتی تھی۔ اور یہی وہ نہیں چاہتا تھا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے ملنے کا۔ میں یہاں صرف یہ بتانے آئی تھی۔ کہ میں نے کچھ لوگوں کو تمہارے قتل کی پلاننگ کرتے سنا ہے۔ وہ اِس فنکشن کے اختتام پر تم پر قاتلانہ حملہ کروانے والے ہیں۔"

.خانی نے اپنی طرف سے اُس پر بہت بڑا انکشاف کیا تھا

سیاہل خان جو خانی کو خود سے دور کرنے والا تھا۔ بلوچ خاندان کے کسی بھی فرد سے کی جانے والی ایسی عنایت پر وہ ایک پل کے لیے ٹھٹھکا تھا۔ خانی اسجد بلوچ صرف اُسے بچانے, اُس کی مدد کی خاطر اِس طرح اتنا خطرہ مول لے کر یہاں پر آئی ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اگر وہاں کسی کو بھی اُس کی غیر موجودگی کا پتا .چل گیا تو کیا ہو سکتا تھا

.مگر سیاہل خان کو تو جیسے اِن سب ہمدردیوں کی بھی پرواہ نہیں تھی

اِس لیے سیاہل خان نے جس جارحانہ انداز میں خانی کو اپنے قریب کیا تھا۔ اُس سے بھی کہیں زیادہ بُرے طریقے سے جھٹکتے خود سے دور کیا تھا۔ جیسے سمجھانا چاہا ہو کہ .میرے قریب آنے کا یہی انجام ہو گا

" بتا دیا اب جا سکتی ہو تم یہاں سے۔ نیکسٹ ٹائم ایسی کسی قسم کی ہمدردی کرنے کی کوشش مت کرنا۔ مجھے تم لوگوں کا کوئی احسان نہیں چاہیے. "

.سیاہل خان نے جیسے سفاک پن کی انتہا کر دی تھی

خانی اتنا تو جانتی تھی کہ یہ شخص اُس سے کوئی خاص اچھا برتاؤ نہیں کرے گا. مگر اِس قدر توہین آمیز رویہ اپنائے گا اُسے بلکل اندازہ نہیں تھا.

وہ خود کو جتنا بھی مضبوط ظاہر کر لیتی پر تھی تو وہ بھی ایک لڑکی. جسے اِس طرح کے لہجے ہرٹ کرتے تھے.

خانی کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی.

" تم بہت بُرے ہو سیاہل خان. تم ہو ہی اِسی قابل کہ تم سے نفرت کی جائے. وہ لوگ پاگل ہی ہیں جو تم سے پیار کرتے ہیں. ٹھیک کرتے ہیں میرے خاندان والے تمہارے خلاف جا کر. تم جیسا بے حس اور پتھر دل شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا. تم جیسے لوگ ہی ہوتے ہیں. جو اپنی انا اور خود پسندی کی وجہ سے ساری زندگی کے لیے تنہا رہ جاتے ہیں. "

خانی آنکھوں میں غصہ اور نفرت بھرے سیاہل خان کے سامنے آ کر کھڑی ہوتی اُنگلی اُٹھا کر اُسے اُس کی اصل حقیقت سے واقف کرتے بولی.

" تم اب جا سکتی ہو یہاں سے. "

.سیاہل دبے لہجے میں دھاڑا تھا

خانی کے الفاظ سے زیادہ سیاہل خان کو اُس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے.

دانت پر دانت چڑھا کر ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے.

دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچے سیاہل خان جیسے ضبط کے آخری مراحل سے گزر رہا تھا.

.خانی جو پہلے سے ہی یہاں سے جانے کا ارادہ رکھتی تھی اُس کے آگے سے پلٹی تھی

.جب اُسی وقت بہت قریب سے اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں آنے لگ گئی تھی

.جنہیں سنتے خانی کی بے اختیار چیخ نکل گئی تھی

اتنی تیز اور بہت قریب سے آنے والی آوازوں پر خانی بے انتہا خوفزدہ ہوتے بے دھیانی میں واپس پلٹتے سیاہل خان کے قریب ہوئی تھی.

" یہ یہ فائرنگ کون کر رہا ہے. اور وہ بھی اتنے بُرے طریقے سے. مجھے باہر نہیں جانا مجھے ڈر لگ رہا ہے. "

خانی سیاہل کا بازو جکڑتی خوف کے زیرِ اثر اُس کے قریب ہوئی تھی۔ باہر کی آوازیں تھی ہی اتنی دہشت ناک اور دل دہلا دینے والی کہ خانی کی ابھی تھوڑی دیر پہلے کی ساری دلیری ہوا ہو چکی تھی.

وہ بھول چکی تھی کہ ابھی جس شخص کے قریب وہ ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اِسے ہی بہت باتیں سنا چکی ہے.

یہاں کہ باقی لوگوں کی طرح وہ اِس طرح فائرنگ کی عادی بلکل بھی نہیں تھی. اُس نے تو اِس طرح اپنے سامنے ایک بار بھی گولی کی آواز نہیں سنی تھی۔ آج اتنے قریب سے اور اتنی خوفناک آوازیں سننا اُس کی جان نکال گیا تھا.

خانی اِس وقت سب کچھ بھلائے اپنے دشمن جس سے ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ نفرت کا اظہار کر چکی تھی کے ساتھ تقریباً چپکی کھڑی تھی۔ وہ اِس قدر ڈری ہوئی تھی کہ اگر اُس کا بس چلتا تو سیاہل خان کی گود میں چڑھ جاتی .

سیاہل خان خانی کی کیفیت سمجھتے باہر جانے کا ارادہ ترک کرتے اُس کے پاس ہی کھڑا رہا تھا۔ اُس نے محسوس کیا تھا کہ خانی کا پورا جسم ہولے ہولے لرز رہا ہے۔

اُس کی نم آنکھیں اور زرد پڑتا چہرا دیکھ سیاہل خان مزید خود کو بے حس نہیں رکھ پایا تھا.

وہ اِس لڑکی کو خود سے دور تو رکھنا چاہتا تھا مگر تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا.

سیاہل نے بازو پھیلا کر خانی کو حصار میں لیتے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا. وہ سمجھ گیا تھا. اِس وقت اُس کی ڈری سہمی ہرنی کو اِس کی کتنی ضرورت تھی. اور کہیں نہ کہیں اُسے خود بھی.

آج نجانے سردار سیاہل موسیٰ خان کو کیا ہوا تھا کہ وہ خود سے کیے گئے تمام عہد بھول رہا تھا. اِس لڑکی کے لیے دل میں موجود جذبے جس کو وہ ہمیشہ خود سے بھی چھپاتا آیا تھا آج ایک چھوٹے سے واقع پر پوری آب وتاب سے باہر آنے کے لیے تیار تھا.

خانی کو قریب کرتے سیاہل خان کو لگا تھا نجانے کتنے عرصے بعد اُس کے تڑپتے بے چین دل پر خانی کی قربت جیسے کسی مرہم کا کام کر گئی تھی. ایک سکون سا سیاہل خان کے رگوں پے میں اُتر گیا تھا.

جن لمحوں سے دور بھاگنے کے لیے وہ اپنے دل تک کو چیر چکا تھا۔ آج وہ اُنہیں طلسماتی لمحوں میں جکڑا کھڑا تھا۔ جس محبت کی طاقت کو وہ اگنور کرتا دھتکارتا آیا تھا۔ آج اُسی محبت نے غلط وقت پر اپنا جادو چلا دیا تھا.

خانی کو بھی جیسے اِس وقت سیاہل خان کے سینے جیسے ہی کسی مضبوط قلعے کی ضرورت تھی۔ خانی بہت زیادہ خوفزدہ ہوتی سیاہل خان کے سینے میں منہ چھپاتے باہر سے آتی آوازوں سے پیچھا چھڑانا کے چکروں میں تھی۔ اُس لگ رہا تھا کہ آوازیں لمحہ بہ لمحہ اُس کے قریب آ رہی ہیں۔ کچھ دیر پہلے جن آوازوں سے خانی کو لگ رہا تھا کہ وہ شاید اپنے حواس کھو بیٹھے گی۔ اب سیاہل خان کی کچھ کہتی دھڑکنیں سنتے باہر کا شور تو بہت پیچھے رہ گیا تھا.

خانی کو سیاہل خان کی مضبوط پناہ گاہ میں ایک عجیب سا تحفظ بھرا سرور محسوس ہوا تھا۔ جیسے یہی ایک حقیقت تھی اُس کی زندگی میں۔ باقی سب فریب تھا.

وہ دونوں ایسے ایک دوسرے کے قریب سحر زدہ سے کھڑے تھے کوئی یقین ہی نہیں کر سکتا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اِنہیں دونوں کا کتنا بُرا جھگڑا ہوا ہے.

وہ دونوں نجانے کتنی ہی دیر ایسے ہی ایک دوسرے میں کھوئے رہتے جب سیاہل کے موبائل کی آواز پر وہ ہوش میں لوٹے تھے.

سیاہل نے فوراً کال اٹینڈ کی تھی. خانی نے اُس سے دور ہونا چاہا تھا مگر سیاہل خان نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا.

باہر سے اب آوازیں آنا کم ہو چکی تھیں. جبکہ بے حال ہوتے حواسوں پر قابو پا کر خانی نے اپنی پوزیشن پر غور کرتے شرم سے ڈوب مرنا چاہا تھا. وہ سیاہل خان کی بانہوں میں تھی. وہ بھی صرف فائرنگ کی آواز سے ڈر کر اُس کے قریب ہوئی تھی.

خانی کو خود پر جی بھر کر غصہ آ رہا تھا. یہ وہی شخص تھا جو کچھ دن پہلے اُس کے قریب آنے پر کسی اچھوت شے کی طرح اُسے دھتکار چکا تھا. وہ کیوں اِس شخص کی پناہوں میں آئی تھی. صرف اپنے درمیان موجود اُس رشتے کی بنیاد پر. اگر سیاہل خان کی جگہ یہاں کوئی اور ہوتا تو وہ اُس شخص کے قریب جاتی.

خانی نے خود سے سوال کیا تھا. جس کا جواب بھی آگے سے واضح تھا.

یقیناً کبھی نہیں. تو کیا اُس نے سیاہل خان سے جڑا اپنا رشتہ قبول کر لیا تھا. پہلے سیاہل خان کی فکر میں اُسے بچانے کی خاطر یہاں تک آنا, اُس کی باتوں پر ہرٹ ہو کر آنسو بہانہ اور اب اُس کے حصار میں تحفظ تلاش کرنا.

خانی کے اندر مختلف سوال سر اُٹھانے لگے تھے. جن کا اِس وقت اُس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا.

" نہیں. یہ مجھے اچانک کیا ہونے لگا ہے. یہ میرے لیے بہت غلط ہے. ایسا نہیں ہونا چاہیئے. میرا خود پر سے اختیار کیوں ختم ہو رہا ہے ".

خانی اپنی بے اختیاری پر خود کو لعنت ملامت کرتی. فون کان سے ہٹاتے سیاہل خان کا حصار توڑنے کے لیے اُس کے چوڑے مضبوط سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی پیچھے ہٹی تھی.

مگر سیاہل نے اپنی گرفت مضبوط کرتے اُسے ہلکا سا جھٹکا دیتے اپنے مزید قریب کیا تھا.

"تمھیں نہ میری نفرت برداشت ہے اور نہ قربت۔ تم آخر مجھ سے چاہتی کیا ہو۔
"

سیاہل کی نظریں اب بھی خانی کے غصے اور شرم سے لال ہوتے چہرے پر تھیں۔

"چھوڑو مجھے۔ کچھ بھی نہیں چاہیئے۔ میں پاگل ہوں بہت بڑی جو ایک سردار سیاہل موسیٰ خان کی مدد کرنے یہاں تک آگئی۔ جسے کسی کی ضرورت ہی نہیں۔ جو مجھے اپنی باندی بنانا چاہتا ہے یا اُس کے نزدیک میں ایک باندی سے بھی نیچے کی حیثیت رکھتی ہوں۔"

وہ جو بنا کچھ بولے سیاہل کے حصار سے نکلنے کے لیے مسلسل مزاحمت کیے جارہی تھی ایک پل کے لیے رک کر اُسے جواب دیا تھا۔ خانی کو خود ہی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اُسے اِس شخص کی باتیں اتنی ہرٹ کیوں کررہی ہیں۔

خانی کی بات پر سیاہل بھی خاموشی سے ہی کھڑا اُس کو دیکھے گیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تم کافی زیادہ انٹرسٹڈ ہو میری باندی بننے میں۔ میں نے ایک بار بھی تمھیں اپنی بنانے کا ذکر تک نہیں کیا۔ ہر بار تم نے ہی یہ بات دوہرائی ہے۔ اگر

اتنا ہی شوق ہو رہا ہے. تو بتاؤ ابھی اُٹھا کر لے جاتا ہوں. میرے اختیارات سے تو واقف ہو ہی چکی ہو گی تم اب تک. "

سیاہل خان کی بات اور انداز پر خانی کے دل کی دھڑکنیں تو بے قابو ہوئی ہی تھیں. مگر چاہنے کے باوجود بھی وہ چہرے پر پھیل جانے والی سرخی بھی نہیں روک پائی تھی.

" بے ہودہ شخص. "

دل ہی دل میں اُسے ایسے القابات سے نوازتے خانی نے مزاحمت تیز کر دی تھی. لیکن اتنی کوششوں کے باوجود وہ سیاہل خان کے حصار سے ایک انچ بھی ہل نہیں پائی تھی.

سیاہل خان کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی مزید کچھ دیر اُسے اپنے پاس رکھنے کا خواہشمند تھا.

جانے دو مجھے. کیا چاہتے ہو تم اب. ہمیشہ کی طرح یہ سننا چاہتے ہو. کہ کتنی " نفرت کرتی ہوں میں تم سے. تو سن لو آج نہیں کرتی نفرت میں تم سے.

تمہارے اتنے بُرے رویوں کے باوجود بھی. کیونکہ میں خانی اسجد بلوچ ہوں.

میں نفرت بھی اپنی مرضی سے کرتی ہوں. اور محبت بھی. تمہارے یا کسی کے بھی مجبور کرنے سے میرے جذبات نہیں بدلیں گے. چاہے تم خود کو میری نظروں میں کتنا بھی گرا لو. "

خانی بھی جیسے اچانک پھٹ پڑی تھی.

کچھ دیر اُسے اِسی طرح خاموشی سے دیکھتے اگلے ہی لمحے سیاہل نے ہاتھ بڑھا کر خانی کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اُس کی بھیگی نم آنکھوں کو چھوا تھا.

یہ لڑکی واقعی عام نہیں تھی. سردار سیاہل موسیٰ خان کے دل تک رسائی رکھنے والی لڑکی عام کیسے ہو سکتی تھی.

خانی سیاہل خان کی اِس گستاخی پر اندر تک ہل گئی تھی.

ایک طرف یہ شخص اُس سے نفرت سے دھتکار رہا تھا. تو دوسری طرف یہ عنایت. اب یہ کونسا نیا دھوکہ تھا.

خانی نے اپنے چہرے سے اُس کے ہاتھ ہٹانا چاہے تھے مگر سیاہل خان نے اُسے اِس بات کی اجازت نہیں دی تھی.

سیاہل خان نے جیسے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا ہے.

" میں پہلے سے جانتا تھا کہ مجھ پر حملہ ہونے والا ہے. اور یہ بھی کہ کون کروانے والا ہے. مگر وہ شاید ابھی تک نہیں جانتے کہ سیاہل خان پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان کام کبھی نہیں رہا ہے.

ابھی جو یہ فائرنگ ہو رہی تھی یہ اُنہیں حملہ آوروں کی تھی. اُنہیں لگا شاید میں واپس جا رہا ہوں. میرے آدمیوں کے پہلے سے بنائے گئے پلان کے جھانسے میں آکر اُنہوں نے میری گاڑی پر فائرنگ کی. جس کو میرا ایک آدمی آن چھوڑ کر بہت ہی ہوشیاری سے وہاں سے نکل آیا تھا.

اتنی دیر یہ فائرنگ کا سلسلہ اِسی لیے جاری رہا کیونکہ میرے آدمیوں نے بھی اُس حملے کا بھرپور جواب دیا۔ جانتی ہو یہ حملہ کس نے کروایا "۔

خانی جو ششدر سی سیاہل خان کی باتیں سن رہی تھی۔ اُس کی بات پر سوالیہ انداز میں اُس کی جانب دیکھا تھا۔

" بلوچ خاندان نے۔ اور میرے قتل کی اِس پلاننگ کا سرغنہ تمہارا بھائی میران بلوچ تھا۔ جو اپنی دشمنی نکالنے کے ساتھ ساتھ تمہیں مجھ سے چھٹکارا دلوانا چاہتا ہے۔

میں نے اُس دن شہرام بلوچ کو فون کر کے اِسی بات کا وارن کیا تھا۔ کہ اگر مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو جنازہ بلوچ حویلی سے بھی اُٹھے گا۔ اور میرے کہے کے مطابق آج میرے آدمیوں کے نشانے پر اس سازش کا سرغنہ میران بلوچ تھا "۔

جیسے جیسے خانی سیاہل کی باتیں سنتی جارہی تھی۔ اُس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوتی جارہی تھی۔ میران کی فکر میں کئی آنسوں خانی کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے تھے۔

" .... تم نے میرے بھائی کو "

خانی نفی میں سر ہلاتے ہولے سے بڑبڑائی تھی. اُسے لگا تھا یہ شخص اُس کے بھائی کو نقصان پہنچا چکا ہے.

نہیں کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے بھائی کو. سیاہل موسیٰ خان نے خانی اسجد " بلوچ کے صدقے اُس کے بھائی کو اس کی زندگی بخش دی. "

سیاہل خان کی بات پر خانی نے بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا. کیا یہ وہی سیاہل خان تھا. جو ابھی کچھ ٹائم پہلے اُسے بُری طرح بے عزت کر رہا تھا.

نہیں یہ وہ شخص بلکل نہیں تھا. یہ تو کوئی احساس اور جذبات رکھنے والا پیارا سا انسان تھا. جس کی آنکھوں میں خانی نے اپنے لیے کچھ بہت خاص دیکھا تھا.

سیاہل خان نے اُس کی خاطر خود پر حملہ کرنے آئے اپنے دشمن کو چھوڑ دیا تھا.

سیاہل خان جس وجہ سے خانی سے دور رہتا تھا. آج چند پل کے لیے اُن کے درمیان آئے کمزور لمحے سیاہل خان سے سب کچھ کروا گئے تھے.

کبھی کسی کو اپنی کسی بھی بات کی وضاحت نہ دینے والا سیاہل خان آج خانی کے آگے سب کچھ بیان کر گیا تھا.

خانی نہیں جانتی تھی کہ وہ سیاہل خان کی زندگی میں کیا مقام رکھتی تھی. اُس کی کیا اہمیت تھی سیاہل خان کی زندگی میں. وہ اکیلی اُس شخص سے بہت کچھ کروا سکتی تھی. کتنے سالوں سے سیاہل خان اِس لڑکی کی ذرا سی قربت کے لیے کتنا تڑپا تھا.

مگر ہر بار خانی کے قریب آنے پر سیاہل خان اِسی وجہ سے اُسے دھتکار دیتا تھا کہ کہیں اُس کا پتھر دل موم نہ ہو جائے. لیکن آج اُس کی کوئی احتیاط, سرد مہری کام نہیں آئی تھی.

خانی نے اُس کی تڑپتی روح کو کچھ دیر کے لیے اپنی قربت بخش کر جو احسان سیاہل خان پر کیا تھا. سیاہل خان موقع پر ہی اُسے اُس کے بھائی کی زندگی بخش اُس بات کا بہت بڑا قرض چکا گیا تھا.

" تم تو نفرت کرتے ہو نا مجھ سے. پھر میری خاطر کیسے بخشا میرے بھائی کو. "

خانی سیاہل خان کی باتوں میں اِس قدر اُلجھ چکی تھی کہ وہ بھول گئی تھی کہ وہ ابھی بھی سیاہل خان کے ساتھ لگی اُس کی بانہوں میں کھڑی ہے.

" میں نے کبھی نفرت نہیں کی تم سے. ہاں مگر اتنا جانتا ہوں کہ تم ضرور شدید نفرت کرو گی مجھ سے. آج نہیں تو کل. بس اُسی دن کا انتظار ہے. "

سیاہل خان نے تلخی سے مسکراتے خانی کو کچھ پل کے لیے خود میں زور سے بھینچتے اُس کے ماتھے پر اپنے پر شدت ہونٹوں کا لمس چھوڑتے آزاد کر دیا تھا.

سیاہل خان کے لمس میں موجود شدت خانی کی دھڑکنیں بُری طرح منتشر کر گئی تھی. اُس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا. وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی. مگر اُس کی الجھنیں سلجھنیں کے بجائے مزید اُلجھ چکی تھیں.

" جانتا ہوں تمہارے دماغ میں میرے حوالے سے بہت سارے سوالات ہیں. آج جا کر اپنی انابی سے پوچھنا وہ آج تمہارے ہر سوال کا جواب دیں گی."

.سیاہل خان اُس کی آنکھوں میں تیرتی الجھنوں پر خانی کا گلابی گال تھپتھپاتے بولا تھا

جبکہ خانی سیاہل خان کی بڑھتی جسارتوں پر اُسے گھورتے دو قدم مزید دور ہوئی تھی. یہ سب اتنا اچانک ہو رہا تھا کہ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی.

.سیاہل خان سے خانی کی حرکت پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی

خانی کے فیس ایکسپریشن سیاہل کے چہرے پر وہی مقابل کو اپنا آثیر کر دینے والی مسکراہٹ بکھیر گئے تھے.

" اسی وجہ سے چاہتا تھا دور رہو مجھ سے. خانی اسجد بلوچ سے سیاہل موسیٰ خان زبردستی محبت یا نفرت تو نہیں کروا سکتا. مگر خود سے دور کرنے یا قریب کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہوں. ابھی بھی وقت ہے دور رہو مجھ سے. ورنہ جس دن میں نے اپنا ارادہ بدل لیا تو تمہاری یا تمہارے خاندان والوں کی ایک بھی نہیں چل پائے گی. "

.اُس کی حرکت پر چوٹ کرتا سیاہل خان خانی کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا

خانی اِس بات سے ناواقف تھی کہ وہ سیاہل خان کے قریب آکر اُس کے اپنے گرد سالوں سے بنائے خول کو کس حد تک کمزور کر گئی ہے.

سیاہل خانی پر ایک بھرپور نظر ڈالتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا.

جبکہ خانی وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی. اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اُس کا بھائی اتنی گھٹیا حرکت کر سکتا ہے. پہلے شہرام اور اب میران کے بارے میں یہ سب سن کر خانی کا دماغ بلکل ماؤف ہو چکا تھا.

وہ سیاہل خان کی بات کو جھٹلانا چاہتی تھی. مگر سیاہل خان کی آنکھوں کی سچائی اور لہجہ کی پختگی پر خانی ایسا نہیں کر پائی تھی. لیکن پھر بھی اِس بات پر یقین کرنے سے پہلے اُس نے ایک بار میران سے بات کرنے کا سوچ لیا تھا.

خانی نجانے کتنی دیر اپنی سوچوں سے اُلجھتی وہاں بیٹھی رہتی جب سیاہل خان کی ملازمہ دروازہ ناک کرتی اندر داخل ہوئی تھی.

"بی بی جی آپ جلدی سے باہر آجائیں. وہ بڑی بیگم سائیں کو وہاں سمن بی بی جی کے کہنے پر آپکی ملازمہ نے یہی بتایا گیا ہے کہ شور کی وجہ سے آپ گاڑی میں جا کر

بیٹھ گئی ہیں. اب وہ لوگ نکلنے کے لیے گاڑی کی جانب آرہی ہیں. آپ کو اُن سے پہلے وہاں پہنچنا ہو گا. "

ملازمہ عجلت میں بات کرتی بشرا بیگم کا حوالہ دیتی خانی کے قریب آئی تھی.

جس پر خانی غائب دماغی سے سر ہلاتے وہاں سے نکل آئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" یہ انابی ہیں کہاں آکیوں نہیں رہیں. میں خود ہی جاکر دیکھتی ہوں. "

خانی حویلی واپس آکر جلد از جلد انابی سے ملنا چاہتی تھی. اُس نے دو دفعہ ملازمہ کو بھیجا تھا اُنہیں بلانے مگر وہ آ ہی نہیں رہی تھیں. اِس لیے خانی بیڈ سے اُٹھتی اُنہیں ڈھونڈنے خود ہی باہر نکل آئی تھی.

وہ اگلے دس منٹ میں اُنہیں ہر اُس جگہ ڈھونڈ چکی تھی. جہاں اُن کا ہونا متوقع تھا. مگر وہ اُسے کہیں نظر نہیں آئی تھیں. ملازمین نے بھی اُس کے پوچھنے پر لاعلمی کا اظہار کیا تھا.

اب خانی کافی حد تک فکر مند ہو چکی تھی. وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر معاملہ کیا ہے. ہر کوئی کیسے لاعلم ہو سکتا تھا.

خانی اپنی ہی سوچوں میں الجھی راہداری کے آخری دہانے پر آ کھڑی ہوئی تھی.
جہاں سے سیڑھیاں نیچے بیسمنٹ کی جانب مڑتی تھی. اُسی لمحے اُسے وہاں سے ایک زوردار نسوانی چیخ سنائی دی تھی. جو اتنی دردناک تھی کہ وہاں کھڑے خانی کا دل دہل گیا تھا.

وہ اِس طرف پہلی دفعہ آئی تھی. اِس سے پہلے اُسے معلوم نہیں تھا کہ اِس حویلی کا کوئی بیسمنٹ بھی ہے.

خانی بنا سوچے سمجھے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھی. نیچے اُتر کر ایک لمبی تاریک راہداری عبور کرتے وہ جیسے ہی آگے بڑھی وہاں کا منظر دیکھ وہ بھونچکا کر رہ گئی تھی. یہاں تو ایک الگ ہی دنیا آباد تھی.

یہاں ہر طرف ذرد روشنیاں جگمگا رہی تھیں. ایک طرف بڑا سا ہال تھا جہاں بڑی تعداد میں زمین پر بستر بچھے تھے. یا شاید جنہیں بستر کہنا بھی مناسب نہیں ہو گا. پتلی سی کپڑے کی بنی دری کے اُوپر میلی چادریں فولڈ کر کے رکھی گئی تھیں. ایسا بستر تو سزا یافتہ جیل کے قیدیوں کا بھی نہیں ہوتا تھا.

خانی ایک ترحم آمیز نظر وہاں پر ڈال کر جلدی سے آگے بڑھی جہاں سے اُسے ہلکی ہلکی سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں. ہال سے آگے ایک بڑے سے ہال نما کچن کے دروازے پر آتے خانی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں.

ارباز بلوچ کسی ملازمہ کو بالوں سے دبوچے اُس کے منہ پر تھپڑ مار رہا تھا. اور وہاں موجود بڑی تعداد میں کھڑی ملازمائیں سر جھکائے سامنے ہوتے ظلم پر تھر تھر

کانپ رہی تھیں. کیونکہ اُن میں سے بہت سوپر ایسا قہر ٹوٹ چکا تھا. اور بہت سو پر ابھی ٹوٹنا باقی تھا.

خانی کتنے لمحے سکتے کے عالم میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی.

یہ سب کیا تھا. اتنے دن حویلی میں رہنے کے باوجود وہ اِس بارے میں کیسے لا علم رہی تھی.

"بول اب چلائے گی میرے آگے زبان. آج میں تیرا وہ حال کروں گا کہ تجھ سمیت اِن میں سے کوئی بھی میرے آگے سر اُٹھانے کے قابل نہیں رہیں گی. "

ارباز بلوچ اُس لڑکی کے ساتھ نازیبا حرکتیں کرتا وہاں سے گھسیٹ کر ساتھ لے جاتے وہاں موجود دوسرے دروازے کی جانب بڑھنے لگا تھا. جس پر بے جان ہوتے وجود کے ساتھ کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھتی خانی شدید غصے کے عالم میں آگے بڑھی تھی. خانی وہاں سب سے آخر میں کھڑی تھی اِس لیے ارباز سمیت ابھی تک کسی کی نظر اُس پر نہیں پڑی تھی. اُس نے ارباز بلوچ پر چلانے اُسے

روکنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا. جب انابی نے ایکدم خانی کے سامنے آتے خانی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اُسے روک دیا تھا.

" خانی آپ کچھ نہیں بولیں گی. خاموشی سے چلیں میرے ساتھ "

انابی خانی کو وہاں دیکھ گھبراہٹ سے دھیمی آواز میں بولیں.

خانی نے اُن کا ہاتھ ہٹانا چاہا تھا مگر اُن کی گرفت بہت مضبوط تھی. وہ اُسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر ساتھ لیے واپس ہال کمرے کی جانب لے آئی تھیں.

" انابی یہ کیا کر رہی ہیں آپ چھوڑیں مجھے. وہ وحشی درندہ کیا حال کر رہا ہے اُس معصوم کے ساتھ اور آپ اُسے منع کرنے کے بجائے مجھے روک رہی ہیں. آپ پلیز ارباز کو روکیں یا مجھے جانے دیں وہ کیسے اُس پر اتنا ظلم کر سکتا ہے.

اور ہم یہ سب اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ خاموش کھڑے رہ کر اُس سے کم ظلم نہیں کریں گی. "

خانی کی آنکھوں سے دکھ, ندامت اور بے بسی کے احساس سے آنسو نکل آئے تھے. اُسے انابی پر اِس وقت شدید غصہ آرہا تھا جو اُسے زبردستی وہاں روکے کھڑی تھیں. اور وہ درندہ صفت ارباز بلوچ اُس لڑکی کو گھسیٹتے اندر لے جارہا تھا.

" خانی بیٹا آپ اُس کو نہیں روک سکتی. اُلٹا اگر اُس نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو بہت غلط ہو جائے گا. لیکن اگر آپ سامنے آئے بنا بھی اِس ظلم کو روکنا چاہیں تو روک سکتی ہیں. "

خانی نے اب غور کیا تھا کہ ماہناز بیگم کا چہرا ابھی آنسوؤں سے تر تھا. وہ بھی اِس ظلم پر اُتنی ہی تکلیف میں تھیں جتنی خانی تھی.

ماہناز بیگم خانی کی ضدی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھیں. وہ جانتی تھیں زیادہ دیر خانی کو روک نہیں پائیں گی. اِس لیے اُسے حالات کو مد نظر رکھتے دوسرا حل بتایا تھا.

اُن کی آخری بات پر خانی نے عجلت میں اثبات میں سر ہلاتے سوالیہ نظروں سے اُن کی جانب دیکھا تھا.

"سیاہل موسیٰ خان کو کال کرو وہیں اِس درندے کو ابھی اور اِسی وقت روک سکتے ہیں. "

انابی کی بات پر جہاں خانی کو حد درجہ حیرت ہوئی تھی وہیں اُس نے اُن کی بات پر فوراً عمل کیا تھا. وقت بہت کم تھا وہ کوئی سوال کر کے مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی.

جب اچانک خانی کو یاد آیا تھا کہ آج ہی تو سیاہل خان کا نمبر ملانے پر اُسے پتا چلا تھا کہ اُس نے خانی کو بلاک کیا ہوا ہے.

خانی کو ایک پل کے لیے لگا تھا وہ اِس انجان مظلوم لڑکی کو ظلم سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کر پائے گی. مگر پھر بھی ایک امید کے تحت اُس نے کال ملادی تھی. لیکن شاید اِس وقت اُس کا رب بھی اُس کے ساتھ تھا. پہلی بیل پر ہی کال اٹینڈ کر لی گئی تھی. اور سیاہل خان کی مخصوص گھمبیر آواز خانی کے کانوں سے ٹکراتی جیسے اِس وقت خانی کو باقی سب آوازوں سے اُوپر اور زندگی بخش لگی تھی.

مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے پلیزاِس کے بدلے تم جو کہو گے میں کروں "
" .گی. پر خدا کے لیےاُس معصوم لڑکی کوار باز کے ظلم سے بچالو پلیز

خانی کی روتی آواز پر دوسری جانب سے سیاہل خان نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں. اور بنا کچھ بولے فون بند کر گیا تھا.

رابطہ ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ خانی کو اپنی آخری امید بھی ٹوٹتی محسوس ہوئی تھی.

انابی آپ نے بھی کس بنیاد پر مجھے اُس بے حس انسان سے مدد مانگنے کی کہا. وہ "
" .بھلا کیوں مدد کرے گا ہماری. پلیز مجھے جانے دیں

خانی کو دروازہ بند ہونے کے ساتھ اُس لڑکی کی چیخ سنائی دی تھی. خانی کو انابی اِس بُری طرح سے جکڑے کھڑی تھیں کہ وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی.

اُس نے اذیت کے احساس سے آنکھیں بند کر لی تھیں. جب اچانک دروازہ کھلا تھا اور ار باز بلوچ عجلت کے عالم میں باہر کی جانب بھاگا تھا.

اُس کے قریب آنے پر انابی نے خانی کو اپنے پیچھے چھپا لیا تھا.

لیکن ارباز بلوچ شاید اِس وقت ارد گرد دیکھنے کی کنڈیشن میں نہیں تھا.

خانی کے ساتھ ساتھ ماہناز بی بی کے دل میں بھی ایک معصوم کو اِس درندے کے ظلم سے بچانے کے لیے ایک سکون سا سرایت کر گیا تھا.

خانی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ سیاہل موسیٰ خان اِس قدر طاقت ور ہے کہ ارباز بلوچ کو اُس کی حویلی سے اِس طرح نکلنے پر مجبور کر سکتا ہے. اُسے معلوم نہیں تھا کہ سیاہل خان نے ایسا کیا کیا ہے. مگر جو بھی تھا. اُس کے دل میں اِس عمل کے بعد سیاہل خان کے لیے عزت اور کہیں نہ کہیں ایک نرم گوشہ پیدا ہو چکا تھا.

سیاہل موسیٰ خان سے مدد مانگی جائے اور وہ نہ کرے ایسا ہو ہی نہیں سکتا. چاہے " سامنے دوست ہو یا دشمن سیاہل خان ہر وقت مدد کرنے کو تیار رہتا ہے. اور اِس بار تو مدد خانی اسجد بلوچ نے مانگی تھی. سیاہل خان کو اپنی جان پر کھیل کر خود یہاں آنا پڑتا وہ یہ بھی کر گزرتا. "

انابی خانی کو آزاد کرتیں پیچھے ہٹتے بولیں. سیاہل خان کے لیے اُن کے لہجے اور الفاظ میں فخر اور مان نمایاں تھا.

جس پر خانی بہت زیادہ حیران ہوئی تھی. وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ انابی کیسے جانتی ہیں. سیاہل خان کو اور اُس کے بارے میں یہ سب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں.

مگر یہ سب خیالات جھٹکتی وہ اندر کی جانب بڑھی تھی. خانی اُس لڑکی سے ملنا چاہتی تھی.

"خانی بیٹا ابھی آپ اندر نہیں جائیں گی. اِس وقت اُوپر سے کوئی بھی آ سکتا ہے. آپ اِس وقت اپنے کمرے میں جائیں. میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں. آپ کو اِن لڑکیوں سے ملوانے ضرور لاؤں گی."

انابی نے خانی کا ہاتھ تھام کر اُسے روکتے منت بھرے لہجے میں کہا تھا.

" پرانابی یہ سب کیا ہے۔ کیوں رکھا گیا ہے اِن سب کو یہاں قید کر کے۔ کون ہیں یہ لوگ۔ اور ار باز کو کس نے حق دیا ہے اِن سب سے اتنا غیر انسانی سلوک کرنے کا۔ "

خانی کا دماغ پھٹ رہا تھا۔ قدم قدم پر اُس کو جن چیزوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ اُس جیسی نازک مزاج لڑکی کو اندر تک ہلا کر رکھ گیا تھا.

" بیٹا سب کچھ بتاؤں گی آپ کو۔ آج ہی بتاؤں گی۔ مگر اِس وقت آپ جاؤ یہاں سے۔ اگر کسی کی گھر والے کی نظر آپ پر پڑ گئی تو بہت بُرا ہو گا۔ "

انابی نے خانی کے آگے تقریباً ہاتھ جوڑ دیئے تھے.

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی خانی مجبوراً بنا کوئی سوال کیے اُوپر کی جانب بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" انابی پلیز مجھے بتائیں یہ سب کیا ہے. مجھے جاننا ہے سب ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی. روز مجھے یہاں کچھ نہ کچھ اُلٹا سیدھا دیکھنے کو مل رہا ہے. لیکن حقیقت کیا ہے مجھے کوئی نہیں بتا رہا. "

انابی کے کمرے میں آتے ہی خانی دروازہ لاک کرتی اُنہیں لیے اپنے بیڈ پر آ بیٹھی تھی. اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی کہ انابی سب کچھ جانتی ہیں ہر حقیقت سے آشنا ہیں. اِس لیے آج وہ کسی بھی قیمت پر اُن سے ہر بات جاننا چاہتی تھی.

اور شاید آج تو انابی کو بھی سب کچھ بولنے کی اجازت دے دی گئی تھی. اِس لیے وہ بھی خانی کے سامنے سچائی سے پردہ ہٹانے کے لیے تیار تھیں.

بلوچستان میں شروع سے ہی قبائلی اور خاندانی دشمنیاں چلتی آ رہی تھیں. اُنہی دشمنیوں میں ایک دشمنی خان اور بلوچ خاندانوں کی تھی. دونوں ہی ہمیشہ سے طاقت ور رہیں ہیں. اور ہمیشہ سے اُن کی نظریں بلوچستان کے شاہی جرگے کے سب سے بڑے سردار کی کرسی پر رہیں. مگر بلوچ خاندان کی بد قسمتی سے وہ کرسی ایک بار کے بعد کبھی اُن کے ہاتھ نہیں آئی. ہر بار اُس عہدے کے حقدار

خان حویلی والے ہی ٹھہرائے گئے. اور یہی بات بلوچ خاندان کو ہمیشہ سے کھٹکتی رہتی. اُن کی ہر بار کی گئی سازشیں ناکام ہو جاتیں.

عباس خان شروع سے ہی اپنے روایتی انصاف پر مبنی فیصلوں کی وجہ سے قبائلی جرگے کے جدی پشتی سردار بھی تھے. اُن کے علاقے میں جتنے بھی قبائل آتے تھے. اُن سب کا ہر طرح سے خیال رکھنا اور اُن کے اچھے بُرے کا فیصلہ کرنا عباس خان کے ہاتھ میں تھا. آہستہ آہستہ بلوچ خاندان کے ظلم کی وجہ سے بہت سارے قبائلی خاندان اُن کی حکمرانی میں جا چکے تھے. اور مزید بہت سارے علاقے اِسی مقصد کے لیے اُن کی جانب دیکھ رہے تھے.

یہی بات بلوچ خاندان سے ہضم نہیں ہو رہی تھی. آہستہ آہستہ اُن کی طاقت کم پڑ رہی تھی. جسے دیکھتے اُنہوں نے ایک بہت بڑا منصوبہ بنایا تھا. اور اُسی پر عمل کرتے کچھ بہت اچھے کام کر کے جو خان حویلی والوں کے حق میں تھے. ذوالفقار بلوچ نے اُن کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا تھا. عباس خان پہلے تو بلکل بھی یقین کرنے پر تیار نہیں تھے. مگر پھر اُن کے اچھے سلوک اور پچھلے رویوں پر معافی

مانگنے کی وجہ سے عباس خان نے بھی درمیان میں موجود پرانی دشمنی کی دیوار گراتے اُن کا بڑھا ہاتھ تھام لیا تھا. اور یہی پر وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر گئے تھے.

پرانی دشمنی دوستی میں بدلنے کی خبر پر جگہ پھیل گئی تھی. سب قبائلی لوگ بہت خوش تھے. کیونکہ اِس دشمنی میں اُنہوں نے بھی بہت کچھ کھویا تھا. اب وہ بھی امن واماں چاہتے تھے.

دونوں خاندانوں کی خواتین بھی ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش تھیں.

جب اُنہی دنوں ذوالفقار بلوچ نے اِس دوستی کو مزید گہرا کرنے کے لیے اپنی تین سالہ پوتی خانی کا نکاح عباس خان کے آٹھ سال کے پوتے سیاہل سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا. جس پر کچھ سوچ وبچاد کے بعد سب لوگوں نے حامی بھر دی تھی. یہ سوچے بغیر کہ ذوالفقار بلوچ نے عباس خان کے اُسی پوتے کو کیوں چنا تھا. جس کو مستقبل میں سردار بنایا جانا تھا. مگر تب بلوچ دوستی اور محبت کی ایسی پٹی خان حویلی والوں کی آنکھوں پر باندھ چکے تھے کہ وہ لوگ دوسرے رُخ پر سوچ ہی

نہیں سکے تھے. اُن کے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا. کہ اُن کو کس سازش کے اندر پھنسایا جارہا ہے.

بلوچ خاندان سب سے پہلے خان حویلی کی سب سے مضبوط کڑی عباس خان کو توڑنا چاہتے تھے. دوستی کے اِس ناٹک کے دوران وہ اتنا تو سمجھ چکے تھے کہ عباس خان کو ختم کرنے سے اُن کا کام کس حد تک آسان ہو سکتا ہے

ڈیڑھ سال کے اندر ذوالفقار سائیں اور اُن کے خاندان والے اچھی طرح سے خان حویلی والوں کا اعتبار جیتنے میں کامیاب ہو چکے تھے. اِسی دوران ایک دن جب ذوالفقار سائیں کے اسرار پر کسی تقریب کے سلسلے میں عباس خان اپنی بڑی بہو حسنہ اور پوتے سیاہل خان کے ساتھ بلوچ حویلی آئے تو اپنے بنائے گئے پلان کے مطابق اُنہوں نے عباس خان کے کھانے میں ایسا زہر ملا دیا. جو آہستہ آہستہ انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے اور اُسے پتہ بھی نہیں چلتا.

عباس خان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ چار ماہ بعد جب اُن کو اِس کے آثار ظاہر ہونے لگے تو اُن کو ڈاکٹرز کی تشخیص سے پتا چلا کہ اُنہیں زہر دیا گیا ہے۔ جو اُن کے جگر، گردے اور ہڈیوں کو ناکارہ بنا چکا ہے۔ جس کا اب کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر اُن کے بیٹوں نے ہار نہ مانی اور کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی جہاں سے تھوڑی بہت بھی شفا کی امید باقی ہو۔ اپنی زندگی سے ناامید ہو کر عباس خان نے اپنے بڑے بیٹے موسیٰ خان کو اپنی گدی سونپ دی۔ اور کچھ ہی مہینوں بعد وہ اپنے پورے خاندان کو روتا چھوڑ کر اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر ذوالفقار سائیں اور اُن کے خاندان کا انتقام ابھی بھی ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ جو چیز حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ اُنہیں اُس وقت بھی نہیں مل پائی تھی۔ لیکن عباس خان کی وفات کی وجہ سے وہ کچھ وقت کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔

خان حویلی میں عورتوں کو بہت عزت دی جاتی تھی۔ اُن کا ایک مقام ہوتا تھا۔ جبکہ ذوالفقار سائیں کی حویلی میں اِس کا بلکل اُلٹ تھا۔ عورتوں کی نہ کوئی عزت ہوتی ہے نہ ہی کوئی مرضی۔ اُنہیں پوری زندگی مردوں کے اشاروں پر ہی گزارنی

ہوتی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ وہ تو دوسروں کی عورتوں کو بھی نہیں بخشتے۔
ذوالفقار سائیں کے علاقے میں جتنے بھی قبائل آتے تھے۔ وہ سب ذوالفقار سائیں اور اُن کے بیٹوں کے ستائے ہوئے تھے۔

زرا زرا سی بات پر اُن کو عورتوں کو کاری قرار دے کر حویلی کے اُس بیسمنٹ میں قید کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اُن کی زندگی جہنم سے بدتر ہوتی ہے۔ ذوالفقار سائیں اور اِس خاندان کے مردوں سے لے کر اُن کے خاص ملازم تک اِن باندی بنائی گئی عورتوں کی روح اور جسم سے کھیلتے ہیں۔ اُن کو انسان ہونے کی کیٹیگری سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔"

انابی کی باتیں سنتیں خانی کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔ اُس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار نظر آرہے تھے۔

"دوسری عورتوں کے بارے میں کیا بتاؤں میں تو خود یہ سارے ظلم سہہ چکی ہوں۔

میرے بابا کی میرے تایا سے لڑائی ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے جھگڑا اِس قدر بڑھ گیا کہ میرے تایا ذوالفقار سائیں کو بیچ میں لے آئے۔ جس نے ساری غلطی

میرے بابا کی بنا کر سزا کے طور پر مجھے اور میری بہن شبانہ کو اُٹھوالیا. اور اِس زندان خانے میں ڈال دیا. صرف ہم دونوں بہنیں ہی بے قصور ہونے کے باوجود یہ ظلم نہیں جھیلتی رہیں. بلکہ یہاں آنے والی ہر عورت اپنے مردوں کے کردہ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہی ہیں. اور یہ سب آج تک چلتا آرہا ہے. یہاں کی پولیس حکومت کوئی بھی اِن سب میں پڑ کر اپنے ہاتھ گندے نہیں کرنا چاہتے."

ماہناز بی بی کی آپ بیتی سن کر خانی کا چہرا آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا. اُس نے بے اختیار آگے ہوتے اُن کے دونوں ہاتھ چوم لیے تھے. اُس کے گھر والوں نے اُن پر کس قدر ظلم ڈھائے تھے. اُس کے باوجود اُنہوں نے اُن دونوں بہن بھائی کو سینے سے لگا کر پالا تھا.

"آج مجھے آپ کو ساری حقیقت بتا دینے کا حکم ہے. اِس لیے میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی. افسوس کے ساتھ مگر آپ کے والد اسجد سائیں بھی اِس حویلی کی درندوں میں سے ایک تھے. اُنہوں نے بھی ظلم ڈھانے کی کوئی کسر باقی نہیں

چھوڑی تھی. اُن کی شادی اپنے چچا شیراز بلوچ کی بیٹی مہرین بلوچ سے ہوئی تھی. شیراز بلوچ ایک پڑھے لکھے سُلجھے ہوئے انسان تھے. اُنہیں شروع سے ہی اِن دشمنیوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا. یہی وجہ تھی کہ وہ شادی کے بعد اپنی بیوی بچوں کے ساتھ شہر میں ہی رہے تھے. اور اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی.

مگر بچپن سے طے شدہ رشتے کی وجہ سے بھائی سے دشمنی مول نہ لینے کی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی اُنہوں نے اپنی بیٹی کی شادی اسجد بلوچ سے کردی. مہرین بلوچ ایک بہت ہی حسین، پڑھی لکھی اور نرم مزاج خاتون تھیں. شادی کے شروع کے کچھ سال تو اسجد بلوچ نے اُن کی محبت میں اُن کے ساتھ بہت اچھا رویہ اختیار کئے رکھا. مگر جیسے جیسے مہرین بلوچ کے سامنے اُن کی اصلیت آتی گئی. اُن دونوں کے درمیان اختلاف بڑھتے گئے. مہرین بلوچ چاہتی تھیں وہ یہ سب غلط کام چھوڑدیں. مگر وہ اُن کی کوئی بات بھی ماننے کو تیار نہیں تھے. اِسی جھگڑے میں مہرین نے اُن سے طلاق مانگ لی تھی. اور یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کردیا تھا.

جس کے بعد اُنہیں طلاق تو نہ ملی مگر وہ بھی باقی عورتوں کی طرح اس حویلی میں قید ہو کر مردوں کی بے عزتی سہنے کے لیے چھوڑ دی گئی تھیں ".

ماہناز بیگم دل پر پتھر رکھ کر آج خانی کو ہر بات بتاتی چلی گئی تھیں. خانی کے چہرے سے اُس کی تکلیف محسوس کرتے ماہناز بی بی کا اپنا دل دکھی ہونے لگا تھا. مگر اب خانی سے کچھ بھی چھپانے کا وقت نہیں تھا.

"میں ہی مہرین بی بی جی کی خاص ملازمہ تھی. وہ اپنی دل کی ہر بات مجھ سے شیئر کرتیں. دن بہ دن اُن کا دل اِس حویلی میں گھٹ رہا تھا. وہ آپ کے اتنی چھوٹی عمر میں ہونے والے نکاح کے بھی خلاف تھیں. مگر اُن کی ایک نہیں سنی گئی.

لیکن جیسے ہی اُنہیں عباس خان کی موت کی اصل وجہ پتا چلی. اُنہوں نے بلوچوں کا پردہ فاش کرنے کے لیے مجھے کسی طرح خان حویلی والوں تک یہ بات پہنچانے کے لیے تیار کیا. وہ بس یہ چاہتی تھیں. یہاں بیسمنٹ میں قید پل پل مرنے والی عورتوں کو انصاف مل سکے. اور ایسا صرف خان حویلی والے ہی کر سکتے تھے.

ایک دن مجھے ایسا موقع مل بھی گیا.

عید کی وجہ سے کچھ خاص تحائف جو بلوچ حویلی کی طرف سے خان حویلی تک پہنچانے تھے۔ ڈرائیور کے ساتھ ہم کچھ ملازمیں بشرا بلوچ کے ساتھ خان حویلی آ گئی تھیں.

میں نے بہت کوشش کی تھی اُس گھر کے کسی بھی ایک فرد سے اکیلے میں ملنے کی پر مجھے موقع نہ مل پایا تھا. لیکن حویلی سے نکلتے اچانک میری نظر لان میں فٹ بال کھیلتے بارہ سالہ سیاہل خان پر پڑی تھی. جس سے پہلے ایک دو بار میں بلوچ حویلی میں بھی مل کر میں اتنا تو جانتی تھی کہ سیاہل خان ایک بہت ہی سمجھ دار بچہ ہے. اپنی عمر کے باقی بچوں سے کافی زیادہ میچیور. اس لیے میں نے ان کے پیر کے کھلے تسمیں باندھنے کے بہانے اُن کے قدموں میں جھک کر وہ چٹ پکڑا دی تھی. جس پر مہرین بلوچ نے ساری حقیقت بیان کی تھی.

چٹ تو اُنھوں نے بہت ہی ہوشیاری سے میرے اشارہ کرنے پر تھام لی تھی. مگر مجھے اپنے پیروں کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا تھا.

اُن کا کہا جملہ مجھے آج بھی یاد ہے.

پلیز میرے پیروں کو چھو کر مجھے گنہگار مت کریں. میرے بابا کہتے ہیں وہ دنیا "
کا سب سے کمزور مرد ہوتا ہے. جو عورت کو اپنے آگے جھکاتا ہے. اور سیاہل
" .موسیٰ خان کمزور نہیں ہے

سیاہل خان کی بات کرتے ماہناز بیگم کے بھیگے چہرے پر عقیدت بھری خوبصورت
.مسکراہٹ پھیل گئی تھی

ایک بارہ سال کے بچے کے منہ سے ایسی بات سننا میرے لیے بہت حیران کن"
تھا. وہ بچہ جو منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا تھا.جو مستقبل کا سردار تھا. اُس
کی اتنی خوبصورت سوچ میرے دل میں اُس بچے کی عزت اور محبت مزید بڑھا گئی
تھی. اُس دن سے ہی سیاہل موسیٰ خان کا میرے دل میں ایک الگ ہی مقام بن
.چکا تھا

مہرین بلوچ بھی یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی تھیں. اور کہیں نہ کہیں اُن کا دل
" .آپ کی جانب سے سکون میں آ چکا تھا

سیاہل خان کے ذکر کے دوران ایک پل کے لیے بھی ماہناز بی بی کے چہرے سے سمائل نہیں ہٹی تھی.

میری دی گئی وہ خبر کسی قیامت سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی۔ خان حویلی والے" اتنے بڑے دھوکے پر جیسے پاگل ہو اُٹھے تھے.

موسیٰ خان نے غصے اور انتقام میں ذوالفقار سائیں پر حملہ بھی کروایا تھا۔ جس سے خوش قسمتی سے ذوالفقار سائیں بچ نکلے تھے۔ شاہی جرگے کے سردار ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے بڑی تعداد میں پولیس فورس کو بھیج کر بلوچ حویلی پر ریڈ بھی کروائی تھی تاکہ اُن تمام مظلوم عورتوں کو آزاد کروا کر ذوالفقار سائیں اور اُن کے خاندان کو بے نقاب کر سکیں۔ مگر کچھ بکاؤ پولیس والوں کی پہلے ہی کردی جانے والی مخبری کی وجہ سے تمام باندی بنائی گئی عورتوں کو یہاں سے کچھ ٹائم کے لیے کسی خفیہ مقام پر منتقل کردیا گیا تھا.

جس کی وجہ سے پولیس فورس کو ناکام لوٹنا پڑا تھا۔ مگر حویلی میں پولیس کے آنے کی وجہ سے ہر جگہ جو اُن کا تماشہ لگا تھا۔ اور جو بے عزتی اُنہیں برداشت کرنی پڑی

تھی. اُس کا بدلہ لینے کے لیے ذوالفقار بلوچ اور اُن کے بیٹے پاگلوں کی طرح کسی موقع کی تلاش میں تھے. جو اُنہیں بہت جلد مل بھی گیا تھا.

موسیٰ خان اپنی بیوی حسنہ بیگم اور بیٹے سیاہل خان کے ساتھ شہر سے اپنی حویلی کی جانب جا رہے تھے جب اسجد بلوچ نے اُن پر بھرپور تیاری کے ساتھ حملہ کر دیا تھا. اور اُن تینوں کو اُٹھوا لیا تھا.

اسجد بلوچ کا ارادہ موسیٰ خان اور سیاہل خان کو مار کر حُسنہ خان کو اپنی باندی بنانے کا تھا. مگر یہاں قسمت نے اُن کا ساتھ نہیں دیا تھا.

سیاہل خان کی آنکھوں کے سامنے اُن کے والد موسیٰ خان کا بے دردی سے قتل کرنے کے بعد وہ اُن کا اگلا شکار سیاہل خان تھا. لیکن موسیٰ خان کے خاص آدمیوں نے وہاں پہنچ کر اسجد بلوچ کو ختم کر کے اُن دونوں کو بچا لیا تھا.

جس کے بعد یہاں کے حالات بہت خراب ہو گئے تھے. جرگے والوں نے بہت مشکل سے موسیٰ خان کے قتل کے بدلے اسجد بلوچ کے جگہ پر ہی قتل ہونے کی

وجہ سے سارا معاملہ وہیں ختم کر دیا تھا۔ کیونکہ اُن دنوں یہاں کے حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے تھے۔

لیکن جب بات سردار بننے کی آئی تھی تو ہمیشہ کی طرح اُس وقت بھی ذوالفقار سائیں اور اُن کے بیٹوں کو منہ کی کھانی پڑی تھی۔ اور سردار کے لیے ہر ایک نے سیاہل موسیٰ خان کا نام ہی تجویز کیا تھا۔ کیونکہ یہاں کے سب معزز لوگ بھی اِس بات سے واقف تھے۔ کہ اگر حکمرانی ذوالفقار سائیں کے خاندان کے ہاتھوں میں چلی گئی تو آنے والی تباہی کو کوئی نہیں روک پائے گا۔ اِسی وجہ سے سب نے کم عمری کے باوجود سیاہل خان کو اِس عہدے کا حقدار بنا دیا تھا۔

مہرین بلوچ اتنی کوششوں کے باوجود اِن سب مظلوم عورتوں کے لیے کچھ نہیں کر پائی تھیں۔ اور اسی چکر میں اپنے شوہر کو گنوا دیا تھا۔ اسجد بلوچ جیسے بھی تھے۔ مگر مہرین بلوچ اپنے بچوں کو یتیم کرنے کی وجہ خود کو مانتی تھیں۔۔ یہ دکھ سینے سے لگائے وہ کچھ عرصہ ہی زندہ رہ پائی تھیں۔ مگر جاتے جاتے اپنے بھائی حسن بلوچ کو

آپ کی اور میران بیٹا کی ذمہ داری سونپ گئی تھیں. اُنہوں نے اپنے بھائی سے قسم لی تھی کہ وہ کچھ بھی کر کے اُن کے دونوں بچوں کو وہاں سے نکال لے.

شیراز بلوچ تو اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہ کر پانے کی وجہ سے اُس کی اُجری زندگی کا غم لیے بہت پہلے اِس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے.

مگر حسن بلوچ نے اپنی مرتی بہن کے آخری وقتوں میں کیا وعدہ نبھاتے عدالت میں درخواست دائر کرتے کچھ ہی پیشیوں کے بعد آپ دونوں کو وہاں سے نکال لیا تھا. جس کی وجہ سے مجبوراً ذوالفقار بلوچ کو آپ دونوں کو اُن کے حوالے کرنا ہی پڑا تھا. اور مجھے اُن بچوں کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے اِس لیے ساتھ بھیج دیا تھا کہ آپ دونوں کے اپنے خاندان سے دور ہونے کو باوجود اُن کی محبت آپ کے دلوں میں زندہ رکھوں.

مہرین بی بی جی کبھی نہیں چاہتی تھیں کہ اِس عمر میں آپ دونوں کے کچے ذہنوں میں اِن دشمنیوں اور سازشوں کا کوئی بُرا اثر پڑے اِس لیے اُن کے کہنے پر میں نے آپ کو کبھی آپ کے خاندان کے خلاف کچھ نہیں بتایا. ہمیشہ ذوالفقار بلوچ آپ

سے ملنے آکر خان حویلی والوں کے لئے جو نفرت آپ دونوں کے دلوں میں بھر کر جاتے اُسے نکالنے کا حکم نہیں تھا مجھے.

".ذوالفقار بلوچ کی جانب سے نہیں بلکہ سیاہل موسیٰ خان کی جانب سے

.حقیقت کی تلخیوں سے نڈھال خانی نے اُن کی بات پر جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا

" میں جانتی ہوں آپ اِس بات پر بہت حیران ہونگی. مگر میں پہلے دن سے ہی سیاہل خان سے رابطے میں ہوں. جس دن میں نے اُنہیں اُن کے دادا کے قتل کی سچائی بتائی. اُسی دن کے بعد سے سیاہل خان جو کہ بظاہر ایک کم عمر بچہ تھا. مگر جس خاندان سے وہ تعلق رکھتا تھا. اور جو کچھ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے جھیل چکا تھا. اِس سب نے اُسے پہلے سے بھی کہیں زیادہ سمجھدار اور میچیور انسان بنادیا تھا. اُس نے ہی حویلی میں اپنا ایک آدمی بھیج کر اپنا پیغام مجھ تک پہنچاتے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے اُس عذاب سے نکلوا کر رہے گا.

حسن بلوچ عدالت کا فیصلہ بہت آسانی سے جیتے نہیں تھے بلکہ اُنہیں جتوایا گیا تھا. سیاہل خان کے چچا شہزاد خان کے ایک جج دوست کی وجہ سے. اور سیاہل خان کے

ہی حویلی میں بھیجے گئے خاص آدمی کہ مشورے کی بناپر ہی ذوالفقار بلوچ نے مجھے آپ دونوں کے ساتھ بھیج دیا تھا.

سیاہل خان نے اپنے خاندان والوں اپنے چچا اور باقی سب کا بہت زیادہ پریشر جھیلنے کے باوجود اِس سچ سے پردہ نہیں اُٹھایا تھا. کہ اُن کو عباس خان کے قتل کی خبر دینے والی میں ہوں. وہ جانتے تھے اگر یہ بات پھیل جاتی تو میرا بچنا مشکل تھا. اور آج تک یہ بات صرف اُن کے اور میرے درمیان ہی ہے. اور اب ہمارے راز میں شریک ہونے والی وہ تیسری فرد آپ ہو.

سیاہل موسیٰ خان نے ہمیشہ ہر معاملے میں میرا خیال رکھا. جب بھی حویلی والوں کی جانب سے مجھے واپس اِس جہنم میں بلانے کا ارادہ بنایا گیا. ہمیشہ اُنہوں نے کچھ نہ کچھ ایسا کر کے مجھے یہاں آنے سے روکی رکھا.

میں بہت پہلے ہی آپ کو یہ ساری سچائی بتادینا چاہتی تھی. مگر سیاہل خان نے مجھے اِس بات کی اجازت نہیں دی. جس کی دو وجہیں تھیں. ایک یہ کہ وہ بھی مہرین بلوچ کی طرح آپ کو اِس ساری دشمنی سے دور رکھنا چاہتے تھے. اور دوسری وجہ

یہ تھی کہ اُنہیں آپ پر اعتبار نہیں تھا. اُن کے مطابق آپ میں بھی ذوالفقار سائیں کا خون ہے. کبھی بھی کسی مقام پر بھی آپ اُنہیں دھوکہ دے سکتی ہیں. "

اِس بات پر خانی کی آنکھوں میں غصہ جھلکا تھا. اب اُسے سمجھ آئی تھی. وہ ہر بات میں اُسے دھوکے باز کیوں کہتا آیا تھا.

لیکن اِس سب کے باوجود وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں. سردار سیاہل موسیٰ" خان کی زندگی میں سب سے اُونچا مقام خانی اسجد بلوچ کا ہی ہے. مگر خانی کے نام کے ساتھ جُڑا اسجد سائیں کا نام اُنہیں آپ کے قریب آنے سے روکتا ہے.

آپ نہیں جانتی مگر سیاہل موسیٰ خان کئی بار آپ سے ملنے آچکے ہیں. سب سے پہلے اُس وقت آئے تھے. جب حسن بلوچ کی وفات کے غم میں آپ پورا ہفتہ بخار میں جلتی رہی تھیں. حسن بلوچ سے کیے گئے وعدے کے مطابق میران بلوچ اُن کی ڈیڈ باڈی کے ساتھ بھی آپ کو بلوچستان لے کر نہیں گئے تھے.

میں آپ کے ساتھ ہی تھی. آپ کے حالت سے بہت پریشان تھی. اور سیاہل خان کے فون آنے پر اُنہیں سب بتادیا تھا.

سیاہل خان خانی کی تکلیف پر کوسوں دور چین سے نہیں بیٹھ سکے تھے. اور کچھ ہی گھنٹوں میں اپنی خانی کے پاس موجود تھے. وہ اپنا ہر فرض اچھے سے نبھانا جانتے تھے تو کیسے اپنی بیوی کی تکلیف پر سکون سے بیٹھے رہتے.

سردار سائیں نے پورے دو دن آپ کی غنودگی کے عالم میں آپ کی دیکھ بھال کرتے آپ کے پاس بیٹھ کر گزار دیئے تھے. میرے لیے یہ سب دیکھنا بہت ہی حیران کن تھا کہ بلوچستان کا سردار جس شخص نے شاید کبھی ہل کر پانی بھی نہیں پیا تھا. اُس کو میں نے آپ کے کام کرتے دیکھا تھا. اور آپ کے ہوش آتے ہی وہ وہاں سے نکل گئے تھے.

اُس کے بعد اکثر کبھی آپ کے کالج میں, کبھی کسی ٹرپ پر, کسی ریسٹورنٹ میں وہ آپ کو دیکھنے گھنٹوں آپ کے قریب رہے تھے. مگر میرے بہت اسرار پر بھی آپ کو اِس بات سے بلکل لاعلم رکھا تھا. "

خانی ہونقوں کی طرح حیرت اور بے یقینی سے منہ کھولے اُن کی باتیں سن رہی تھی. اُسے اِس وقت فیل ہو رہا تھا. کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی گدی اور ڈفر ہے. جس کو پتا ہی نہیں چلا کہ کوئی شخص اتنے ٹائم اُس کے قریب رہا.

اُس دن اچانک جب آپ نے میرے سامنے بلوچستان جانے کا نام لیا تو میں" ذوالفقار سائیں کے خاندان کی وجہ سے ہی نہیں چاہتی تھی کہ آپ وہاں جائیں.

مگر میران پر وہاں سے بہت زیادہ پریشر تھا. اُس کی رضامندی پر میں نے سردار سائیں کو اطلاع دی تھی. جنھوں نے اُس وقت حیرت انگیز طور پر کوئی انکار نہیں کیا تھا.

میرے لیے سردار سائیں میران بلوچ سے کہیں زیادہ خاص ہیں. جو اپنا قدیم طرز کا خاص بریسلٹ میں نے میران کو بنا کر دیا تھا. اُس سے بھی پہلے میں ویسا بریسلٹ سردار سائیں کو اُن کے بہت سارے کیے احسانوں کے بدلے نذرانے میں دے چکی تھی.

آپ کے بلوچستان قدم رکھنے سے بھی پہلے وہ آپ کی آمد سے واقف تھے.

اُس دن ساحل پر آپ سے ملنے والا شخص کوئی اور نہیں بلکہ سیاہل موسیٰ خان ہی تھے. اُس دن بھی ہمیشہ کی طرح وہ وہاں صرف آپ کو دیکھنے کے لیے موجود تھے. مگر آپ کا بنا دیکھے کسی بھی انجان شخص کو مدد کے لیے تھامنا اُن کو بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا. اِس لیے اُس وقت وہ آپ کے ساتھ بہت سخت برتاؤ کر گئے تھے.

جس کا مداوا کرنے کے لیے بعد میں اُنہوں نے دعوت نامے کے ساتھ آپ کے لیے تحائف بھی بھجوائے تھے. جنہیں آپ نے ذوالفقار بلوچ کی آپ کے دل میں ڈالی بدگمانی کی وجہ سے دھتکار دیا تھا.

سردار سائیں نے آپ کو حویلی میں صرف اِسی لیے بلایا تا کہ آپ اُن کا ایسا رُوپ دیکھیں جس سے آپ کو اُن سے نفرت ہو جائے.

ماہناز بیگم نے بات کے اختتام میں گہرا سانس لیا تھا. جیسے وہ کچھ ہی پلوں میں صدیاں کی مسافت طے کر آئی ہوں.

"یہ سب اتنے بُرے ہیں تو مجھے اتنی عزت اور محبت کیوں دے رہے ہیں۔
میرے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ کیوں۔"

ایک یہی بات خانی کو پوری طرح سے انابی کی باتوں پر یقین نہیں کرنے دے رہی تھی۔

"وہ آپ کو سیاہل خان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ سردار سائیں کو جڑ سے کمزور کر سکیں۔ اتنی تباہی مچانے اور اپنا جوان بیٹا کھونے کے باوجود بھی اُن کی ضد ختم نہیں ہو سکی۔"

خانی شاکڈ سی بات ختم ہونے کے بعد بھی ابھی تک اُسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔ وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔ یہ ساری سچائی اُس کے دل پر بہت گراں گزر رہی تھی۔

بے شک انابی بہت اچھی تھیں۔ ہمیشہ اُس کا بہت خیال رکھا تھا۔ مگر کہیں نہ کہیں خانی کا اعتبار اُن سے اُٹھ چکا تھا۔ اور ماہناز بی بی بھی خانی کی آنکھوں سے اِس بات کا

اندازہ لگا چکی تھیں۔ وہ جانتی تھیں اُن کی آخری باتوں پر خانی ہرٹ ہو گی۔ اُنہوں نے خانی سے سیاہل خان کے بارے میں اتنا کچھ چھپائی جو رکھا تھا.

"مجھے معاف کر دیں بیٹا۔ پر میں مجبور تھی۔ اور مصلحت کے تحت اپنے محسن جس نے مجھے جہنم سے نکال کر عزت والی زندگی بخشی اُس کے حکم کی تابع تھی. مگر میری محبت آپ کے لیے بلکل سچی ہیں اور ہمیشہ رہے گی. "

ماہناز بی بی سے خانی کی زرا سی بدگمانی بھی نہیں دیکھی جا رہی تھی۔ وہ اُس کا چہرا تھامتے محبت سے بولیں.

"تو کیا اگر آپ کا وہ سردار آپ کو کسی وجہ سے حکم دیتا کہ آپ مجھے چھوڑ کر چلی جائیں۔ تو کیا آپ چلی جاتیں. "

خانی کو بہت ساری باتوں کہ ساتھ ایک بات جس نے بہت ہرٹ کیا تھا۔ وہ یہ کہ سیاہل خان خانی اسجد بلوچ پر اعتبار نہیں کرتا۔ اِس وجہ سے کہ وہ بھی اِسی خاندان کا حصہ ہے۔ کبھی بھی کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتی ہے.

یہ بات خانی کے اندر الاؤ سے بھڑکا گئی تھی. وہ بنا اُسے جانے اُس کے بارے میں اتنی بڑی بات کیسے بول سکتا تھا.

" نہیں میری رانی ایسا کبھی نہیں ہوتا. سردار سائیں کبھی ایسا کوئی حکم دیں گے ہی نہیں جس سے آپ کو تکلیف ہو. "

انابی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اِس ٹوٹی بکھری خانی کو کیسے سنبھالیں. جو اپنے ارد گرد موجود قریبی رشتوں کا ایک نیا روپ دیکھ کر بُری طرح ہرٹ تھی.

" ہممہ ہونہہ. نہیں چاہیئے مجھے آپ کہ اُس گھمنڈی سردار کی کوئی ہمدردی اور کسی قسم کی کوئی بھیک. وہ آپ سب کو تو کٹ پتلیوں کی طرح اپنی مرضی سے چلا سکتا ہے. مگر مجھے بلکل بھی نہیں.

اگر میرے خاندان والے گھٹیا ہیں. تو اچھا وہ بھی نہیں ہے. اتنے سالوں سے سردار ہے. تو سوائے حکم چلانے کے کیا کیا ہے اُس نے. وہ نکال سکتا ہے نا. اِن مظلوم عورتوں کو اِس جہنم سے. تو کیوں نہیں کی ابھی تک اِن کی مدد. کہیں وہ

بھی اندر سے ایسا کھوکھلا مرد تو نہیں. بعد میں پتا چلے کہیں اُس نے بھی اپنی حویلی میں ایسا بیسمنٹ بنا رکھا ہو. "

خانی کو اِس وقت سب سے زیادہ غصہ سیاہل خان پر ہی آ رہا تھا. جبکہ ماہناز بی بی کو سیاہل خان کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال بہت بُرا لگ رہا تھا. لیکن ابھی کچھ بھی بول کر پہلے سے روٹھی خانی کو مزید خفا نہیں کر سکتی تھیں.

" وہ آپ سے ہمدردی نہیں بلکہ بہت محبت کرتے ہیں. اور اِن عورتوں کے لیے وہ بہت کچھ کر چکے ہیں. کئی عورتوں کو تو یہاں سے بازیاب بھی کروا چکے ہیں.

کچھ وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر وہ فلحال سرِ عام دشمنی کا علان کر کے اُن کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لینا چاہتے. مگر خانی بیٹا آپ اُن کو بہت غلط سمجھ رہی ہیں. وہ کسی بھی معاملے میں بلکل بھی غلط نہیں ہیں. "

ماہناز بی بی نے اُسے سمجھانا چاہا تھا. مگر خانی اِس وقت نہ ہی سیاہل خان کے مزید عظمت کے قصے سننا چاہتی تھی. نہ کچھ اور.

اِس لیے اُس کے انکار پر ماہناز بی بی بنا کچھ بولے. اُس کے کمرے سے نکل آئی تھیں.

.اُن کے جاتے ہی خانی بیڈ پر اوندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

اُس کے بابا اتنے بُرے انسان تھے. اُس کے آغا جان جنہوں نے ہر بار اُس سے مل کر اتنی محبت اتنا مان بخشا تھا. اُن کے نزدیک عورتوں کی حیثیت جوتے کے برابر بھی نہیں تھی. وہ جس حویلی میں اتنی شان اور فخر سے رہ رہی تھی. اُس میں عورتوں کو کس کیڑے مکوڑے کی طرح مسل دیا جاتا تھا. اُس کی ماں صرف اِن عورتوں کو انصاف دلانے کی خواہش دل میں لیے اِس دنیا سے جا چکی تھیں. مگر خانی نے اپنے آنسو پونچھتے دل ہی دل میں خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اپنی ماں کی یہ خواہش پوری کر کے رہے گی. وہ اِن سب عورتوں کو اِس زندان خانے سے نکال کر رہے گی. چاہے اُسے اِس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے.

خانی کے لیے ابھی یہی دکھ کم نہیں تھا کہ اُس کا بھائی میران جسے وہ اِس دنیا کا سب سے زیادہ ہمدرد اور پیار کرنے والا شخص مانتی تھی. وہ کسی اور کے قتل کی پلاننگ

کر کے اُس پر قاتلانہ حملہ بھی کروا سکتا ہے. اور وہ بھی کس پر اُس شخص پر جس کے نکاح میں اُس کی لاڈلی بہن ہے.

یہ بات جان کر خانی کا دل مزید لہولہان ہو چکا تھا. کہ اُس کے باپ نے تو سیاہل خان کے باپ کو قتل کیا تھا اور اُس کی ماں کو باندی بنانا چاہتا تھا.

سیاہل خان کے خیال پر خانی کے آنسوؤں میں مزید شدت آگئ تھی. جس شخص کے ساتھ اُس کے خاندان والوں نے اتنا بُرا سلوک کیا تھا. وہ اُس سے اتنی محبت کیسے کر سکتا تھا.

اور کیسی محبت تھی اُس کی جس میں اعتبار نہیں تھا. جس میں مقابل کو اتنا چاہنے کے باوجود اُس پر زرا برابر بھی بھروسہ نہ کیا جائے. محبت تو اِنہی سب چیزوں کا نام تھی. اگر یہ سب ہی نہیں تھا تو محبت کیسی.

ماہناز بی بی کی ایک بات جو خانی کے کانوں میں مسلسل بجتی اُس کا دل بار بار چھلنی کر رہی تھی.

دوسری وجہ یہ تھی کہ اُنہیں آپ پر اعتبار نہیں تھا. اُن کے مطابق آپ میں" بھی ذوالفقار سائیں کا خون ہے. کبھی بھی کسی مقام پر بھی آپ اُنہیں دھوکہ دے سکتی ہیں. "

خانی سمجھ نہیں پارہی تھی کہ اُس شخص کا کہا گیا یہ جملہ خانی کو اِس قدر تکلیف کیوں دے رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

توآخر آج آپ نے میری بات نہیں مانی. اور ساری حقیقت بتانے کے باوجود " ایک بہت بڑا سچ چھپا گئیں اُس سے. "

سیاہل خان سپاٹ چہرے اور سرد تاثرات کے ساتھ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے فون پر ماہناز بی بی سے مخاطب تھا.

معاف کیجئے گا مگر آج زندگی میں پہلی بار میں نے آپ کی حکم عدولی کی. خانی "
بہت نازک جذبات اور احساسات کی مالک ہیں. آج یہ ساری حقیقت جان کر وہ
پہلے ہی بُری طرح ٹوٹ چکی ہیں. اپنے سب گھر والوں سے تو نفرت محسوس کر
ہی رہی ہیں. کم بد گمان آپ سے بھی نہیں ہیں. میں اِس وقت وہ سچ بتا کر نہ
" .اُنہیں مزید ہرٹ کر سکتی ہوں. اور نہ ہی آپ کی طرف سے مزید بدگمان

ماہناز بی بی نے آج پہلی بار کھل کر سیاہل خان کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا
.تھا. کیونکہ آج بات اُن کی خانی کی تھی

میں آپ کو فورس نہیں کروں گا. مگر یہ بھی دیکھ لیں. کہ اگر اُسے یہ بات "
کسی اور طرف سے پتا چلی. اور جس انداز میں اُسے یہ بات بتائی جائے گی. آپ
.کی نازک مزاج خانی مجھ سے صرف بدگمان ہی نہیں ہو گی. بلکہ نفرت کرے گی
"

سیاہل خان اُنہیں تصویر کا دوسرا رخ دیکھاتے فون بند کر گیا تھا. مگر انابی سیاہل خان کی بات سمجھتے چاہنے کے باوجود خانی کی حالت کے پیش نظر اُسے فلحال مزید کچھ بھی بتانے کے حق میں نہیں تھیں.

کیونکہ اِس وقت تو خانی اُن سے بھی روٹھی ہوئی اور بدگمان تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ٹھنڈا اچھی خاصی بڑھ چکی تھی. خانی اپنے گرد گرم شال لپیٹے باہر کھلی فضا میں نکل آئی تھی. دو دن سے طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر اُس نے خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا. وہ کسی سے بھی بات کرنا نہیں چاہتی تھی.

جب اُس کا اندر کی گھٹن زدہ فضا سے دم گھٹنے لگا تھا گھبرا کر وہ باہر نکل آئی تھی. اور ساتھ ہی اُن عورتوں کے خیال سے اُس کی آنکھیں ایک بار پھر بھر آئی تھیں. جو اِتنے سالوں سے اِس قید خانے میں بند تھیں.

خانی کریم کلر کی لانگ شرٹ کے نیچے کھلے پائنچوں والا ٹراؤزر پہنے اپنے لمبے سیاہ بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھے, پیروں میں کریم کلر کے ہی کھسے پہنے اور بلیک کلر کی شال کندھوں کے گرد اوڑھے خود سے بھی روٹھی وہ اُس سہانی شام کا ایک حسین حصہ معلوم ہو رہی تھی.

جب اچانک شہرام اُسے اپنی طرف آتا دیکھائی دیا تھا. خانی اِس بزدل شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی اِس لیے فوراً رخ موڑ گئی تھی.

" میران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے. کافی فکرمند ہے آپ کی جانب سے. آپ شاید کل سے اُس کی کال ریسیو نہیں کر رہی. بات کر لیں ایک بار. "

شہرام اپنا موبائل اُس کی جانب بڑھاتا نرم لہجے میں بولا.

میران دو دن پہلے ہی آفس کے کسی ضروری کام سے کراچی گیا تھا.

"کہہ دیں اُنہیں۔ مجھے کوئی بات نہیں کرنی اُن سے۔ اور آپ بھی پلیز اگر اپنا
پیغام دے چکے ہیں تو جائیں یہاں سے مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ "

خانی نے شہرام کو دوٹوک جواب دیتے قدم دوسری سمت بڑھا دیئے تھے۔ مگر
شہرام کو اپنے ساتھ چلتا دیکھ خانی ایک دم رکتی تڑخ کر بولی۔

"ڈیئر کزن ہوا کیا ہے۔ اتنا غصہ کس بات پر ہے۔ مجھ بچارے سے بھلا ایسا کیا
قصور سرزد ہو گیا۔ جو آپ مجھ سے بھی بات نہیں کرنا چاہتیں۔ "

شہرام بلوچ اُس دن کی ملاقات کے برعکس آج خانی کو کافی خوش اور مطمئن سا لگا
تھا۔ جیسے کچھ دن پہلے اُس کی لائف میں کوئی ایسی ٹریجڈی نہ ہوئی ہو۔

خانی اِس کا مطلب سمجھ گئی تھی یہ شخص صرف دکھاوے کی خاطر کچھ دن کے لیے
وہ سب ناٹک کر رہا تھا۔

خانی کا دل چاہا تھا اِس ظالم شخص کے چہرے سے اِس کی مسکراہٹ نوچ لے۔ جو
ایک معصوم لڑکی کو موت کے گھاٹ اُتروا کر اب مزے سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

صرف بات نہیں میں آپ جیسے کمزور اور کم ظرف انسان کی شکل بھی دیکھنا "
".پسند نہیں کرتی. اور آپ سے صرف قصور نہیں بہت بڑا گناہ ہوا ہے

خانی بنا اُس کا لحاظ کیے چلا کر بولی تھی. شہرام بلوچ نے ایک نظر آس پاس سے گزرتے ملازمین پر ڈالی تھی. جو خاموشی سے سر جھکائے اپنے کام میں مصروف تھے. لیکن شہرام کو اتنا تو سمجھ آ گیا تھا. کہ یہاں اِس شیرنی کو مزید کچھ بول کر .سب کے سامنے اپنی عزت کا فالودہ نکالنے والی بات ہی تھی

.کیونکہ خانی کے انداز بتا رہے تھے وہ کسی قیمت پر اُس کا لحاظ نہیں رکھے گی

میں باہر کی طرف جا رہا تھا کیا آپ چل سکتی ہیں میرے ساتھ. مجھے آپ سے " کچھ ضروری بات بھی کرنی ہے. کیا پتا جیسا آپ سوچ رہی ہیں یا جو آپ کو بتایا گیا " .ہے ویسا کچھ نہ ہو. پلیز یہاں ملازمین کے سامنے مزید ایسا کچھ مت بولیئے گا

شہرام نے پہلے کی طرح بہت ہی نرمی سے سوال کرنے کے ساتھ آہستہ آواز میں .ایک تنبیہہ بھی کی تھی

جس پر خانی بنا کچھ بولے کچھ لمحوں کے لیے شہرام کو جانچتی مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی تھی.

" آپ مجھ پر ٹرسٹ کر سکتی ہیں. اور آپ کسی شخص کے تحفظ کے بہت ہی مضبوط حصار میں ہیں. آپ کو زرا سی بھی تکلیف پہنچا کر مجھے اِس دنیا سے اپنا پتا نہیں کٹوانا ".

خانی کے مشکوک انداز پر شہرام بلوچ اُس کی تسلی کرتے آخر میں پُر مزاح لہجے میں بولا.

اُس کی بات کا مفہوم سمجھتے خانی اچھی خاصی حیران ہوتی اُس کے ساتھ جانے کے لیے حامی بھر گئی تھی.

اُس کا دماغ ایک بار پھر اُلجھ چکا تھا. دشمن ہونے کے باوجود شہرام بلوچ سیاہل موسیٰ خان کے بارے میں اِس طرح اتنے اچھے انداز میں بات کیسے کر سکتا تھا.

" آپ نے نگار کے ساتھ اتنا غلط کیوں کیا. کیا زرا سا بھی رحم اور شرم نہیں آئی آپ کو ایک معصوم کو اپنی محبت کے جھوٹے جال میں پھنسا کر موت کے گھاٹ

اتارتے. آپ مرد اپنی دشمنیاں مردوں سے کیوں نہیں لڑتے. بزدلوں کی طرح اُن کی عورتوں کو کیوں استعمال کرتے ہو ".

خانی شہرام بلوچ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہی پھٹ پڑی تھی.

".ایسا کچھ نہیں ہے. آپ غلط سمجھ رہی ہیں "

شہرام نے بہت ہی ضبط سے جواب دیا تھا.

ایسا ہی ہے. عزت دینے کہ اِس ڈھونگ سے آپ لوگ مجھے مزید بے وقوف " نہیں بنا سکتے . "

خانی اُس کی بات کاٹتے جلدی سے بولی. جس پر شہرام سر جھٹکتے خاموشی سے ڈرائیونگ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا.

وہ سمجھ گیا تھا کہ اِس وقت خانی نہ اُس کی کوئی بات سننے کی پوزیشن میں ہے. اور نہ ہی کچھ سمجھنے کے موڈ میں.

کچھ سوچتے شہرام نے موبائل پر میسیج ٹائپ کر کے ڈئیر اینیمی کے نام سے سیو نمبر پر سینڈ کر دیا تھا.

"مجھے واپس حویلی جانا ہے."

خانی کا موڈ ٹھیک ہونے کے بجائے مزید خراب ہو چکا تھا.

شہرام کو سلو ڈرائیونگ کرنے کے ساتھ ساتھ موبائل پر بزی دیکھ خانی تپے ہوئے لہجے میں بولی.

"کیا آپ تھوڑا سا مزید ٹرسٹ کرتے میرے ساتھ ایک جگہ چل سکتی ہیں مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے. کیا پتا اُس انسان سے مل کر آپ کے نزدیک میری پوزیشن کلیئر ہو جائے. پلیز."

شہرام جوابی میسیج موصول ہوتے ہی خانی کی جانب دیکھتے ایک امید کے تحت بولا.

"مگر...."

خانی نے انکار کرنا چاہا تھا.

" . پلیز اب تو میں سپریم کورٹ سے بھی اجازت لے چکا ہوں "

شہرام نے اُسے انکار کرنے سے پہلے ٹوک دیا تھا۔ جبکہ خانی اُس کی بات پر نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھ کر رہ گئی تھی.

ٹھیک ہے۔ مگر اگر مجھے وہاں جا کر اچھا نہیں لگا تو میری بات مانتے مجھے فوراً " واپس لانا ہو گا."

رضامندی دینے کے ساتھ ساتھ خانی نے اپنی بات بھی سمجھائی تھی۔ جس پر شہرام نے زیرِلب مسکراتے فوراً سر تسلیم خم کیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

کچھ گھنٹوں کی ڈرائیونگ کے بعد شہرام خانی کو ایک بہت ہی خوبصورت علاقے میں لے آیا تھا۔ وہاں خضدار کا بورڈ دیکھ خانی نے بہت ہی حیرت سے اُس کی

جانب دیکھا تھا. یہ تو سیاہل خان کو علاقہ تھا. اور شاید یہ وہاں کا کوئی چھوٹا سا گاؤں تھا.

جہاں چھوٹے چھوٹے مگر بہت ہی پیارے مکانات بنائے گئے تھے. شہرام اُن مکانات کے درمیان موجود سڑک سے گزرتے گاڑی کو ایک درختوں سے ڈھکے روڈ کی جانب موڑ گیا تھا.

جس کے ارد گرد گھنے جنگلات تھے. اتنا سبز ااور خوبصورت جنگلی درخت دیکھ خانی کا موڈ کافی حد تک بحال ہو چکا تھا. درختوں کے سنگ لمبی مسافت طے کرتے شہرام کی گاڑی ایک وائٹ کلر کے فارم ہاؤس کے گیٹ پر آ کر رکی تھی.

گیٹ کھلتے ہی گاڑی سُرخ پتھروں کی روش سے ہوتی پورچ میں پہلے سے کھڑی گاڑیوں کے پاس آ رکی تھی.

"یہ ہم کہاں آئیں ہیں. کس کا گھر ہے یہ. کس قدر خوبصورت اور پر سکون سی جگہ پر بنا ہے."

گاڑی سے باہر نکلتے خانی ارد گرد کے خوبصورت نظارے دیکھتی شہرام سے مخاطب ہوئی تھی.

" .آپ اندر چلیں سب پتا چل جائے گا "

.شہرام خانی کی بات پر مسکراتے اُسے ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھا تھا

" .کیا یہاں کسی کی شادی ہے "

وہاں ملازمین کو رنگ برنگے تھال اُٹھا کر لے جاتے دیکھ خانی نے سوالیہ نظروں سے شہرام کی جانب دیکھا تھا.

جی ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں ایک نکاح سیر منی ہونے والی ہے. ہم اُسی میں " شرکت کرنے آئیں ہیں. "

.شہرام نے بہت ہی پر سکون لہجے میں جواب دیا تھا

سائیں خان سائیں کا حکم ہے کہ آپ بی بی سائیں کو ریشماں کے ساتھ اُوپر بھجوا " کر اندر ہال کمرے میں آجائیں. "

اِس سے پہلے کہ خانی اُس سے کوئی سوال کرتی ایک ملازم شہرام کے قریب آتے بولا.

" اُف میرے خدا یہاں بھی کوئی خان ہے. لگتا ہے یہ نام کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا. "

خان کے نام پر خانی کا سیاہل خان پر موجود غصہ اور ناراضگی ایک بار پھر سے عود آئی تھی. مگر شہرام کی تنبیہہ پر وہ بُرا سا منہ بناتے پاس کھڑی ملازمہ کے ساتھ اُوپر کی جانب بڑھ گئی تھی.

خانی نے ملازمہ کی میعت میں ایک کمرے میں قدم رکھا تھا. جہاں ایک بہت ہی پیاری سی لڑکی بلوچی لباس میں ملبوس ملازمہ کی کسی بات پر شرماتی مسکرا رہی تھی.

خانی کے اندر داخل ہونے پر وہ اُس کی جانب متوجہ ہوتی اپنی جگہ سے اُٹھی تھی.

" ادی آئیں پلیز تشریف رکھیں. "

ملازمہ کے بتانے پر کہ وہ شہرام بلوچ کے ساتھ آئی ہے. وہ لڑکی آنکھوں میں چمک لیے خانی سے ملتی اُسے لیے صوفے کی جانب بڑھی تھی.

" میں شہرام بلوچ کی کزن ہوں خانی اسجد بلوچ. کیا آپ کا نکاح ہے آج "

خانی اپنا تعارف کرواتے سامنے بیٹھی لڑکی کی تیاری دیکھ بولی. جو لال رنگ کا جوڑا پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں ہاتھوں میں گجرے اور ماتھا پٹی کہ ساتھ بظاہر مسکراتی مگر وہ اُداس آنکھوں والی لڑکی خانی کو بہت پسند آئی تھی.

" جی میرا نکاح ہے. "

اُس لڑکی کے جواب پر خانی کو کافی حیرت ہوئی تھی. کیونکہ اُس کے پاس تین چار ملازمین کے علاوہ کوئی اور رشتہ دار خاتون موجود نہیں تھی.

خانی نے اِسی بات پر سوال کرنا چاہا تھا. مگر ملازمہ کے اُس لڑکی کو بلائے جانے والے نام نے خانی کو اپنی جگہ سے اُچھلنے پر مجبور کر دیا تھا.

" یہ ملازمہ نے ابھی کیا کہہ کر مخاطب کیا آپ کو. کیا نام ہے آپ کا "

خانی کو لگا تھا شاید اُسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔ اِس لیے اُس نے تصدیق چاہی تھی.

" نگار. نگار نام ہے میرا. یہی کہہ کر مخاطب کیا ریشماں نے مجھے "

نگار نے جیسے خانی کی کیفیت سمجھتے نرمی سے جواب دیا تھا.

" پورا نام کیا ہے تمہارا. "

خانی جیسے ابھی بھی بے یقین تھی.

" نگار موسیٰ خان. سردار سیاہل موسیٰ خان کی بہن نگار. "

خانی کو لگا تھا اُس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا. بلکہ خانی کے سر پر ایک بہت بڑا بم پھوڑا تھا.

" واٹ تو اِس کا مطلب آپ کو وہ سزا دینے. اور کال کوٹھری میں مروانے والی بات جھوٹ تھی. "

خانی ششدر سی نگار کی شکل دیکھ رہی تھی.

آدھا سچ اور آدھا جھوٹ. مجھے اداسائیں نے سزا تو سنائی مگر اُس کو عملی جامہ "
نہیں پہنایا. اُن کے نزدیک میں قصوروار تو بہت تھی. میں نے اُن کی عزت,
اعتبار اور بھروسے کا چکنا چور کیا تھا. مگر اتنی بڑی قصوروار بھی نہیں کہ مجھے اُس پر
.موت کے گھاٹ اتار دیا جائے

اداسائیں کو وہاں اصول کے مطابق قبائلی لوگوں کے سامنے یہ فیصلہ سنانا پڑا تھا.
تاکہ ذوالفقار اور اُس کے خاندان والے اِس بات کو مسئلہ بنا کر پھر نہ کوئی فساد کھڑا
" .کر دیں

.نگار ندامت کے احساس سے سر جھکائے خانی کو سچائی بتانے لگی تھی

توجب شہرام نے تمہارے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ کیا. تمہاری مخبری کروائی تو تم "
پھر بھی اُس سے نکاح کیوں کر رہی ہو. کیا اِس سب میں بھی تمہارا وہ بھائی اپنا حکم
" .چلا رہا ہے. کیونکہ سنا ہے دوسروں پر حکم چلانا بہت پسند ہے اُسے

.خانی کی سوئی ایک بار پھر سیاہل خان پر ہی آکر رکی تھی

.نہیں ادی ایسا کچھ نہیں ہے. لگتا ہے آپ کو آدھا سچ ہی پتا ہے "

دونوں خاندانوں کی دشمنی تو ہمیشہ عروج پر ہی رہی تھی. مگر دونوں خاندان ہی اِس بات سے بے خبر تھے کہ اِس دشمنی کے اندر ایک بہت گہری دوستی کی بنیاد رکھ دی گئی ہے. اور وہ دوستی تھی سیاہل خان اور شہرام بلوچ کے درمیان.

دونوں نے ایک ہی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی. جہاں اکثر اُن کی ملاقات ہوئی. مگر دشمنی کی وجہ سے دلوں میں موجود نفرت نے اُنہیں ایک دوسرے کے قریب نہیں جانے دیا.

اداسائیں شہر میں گارڈز اپنے ساتھ کم ہی رکھتے تھے. جب ایک دن اداسائیں کا بہت بُرا ایکسیڈنٹ ہوا. اُس ٹائم روڈ پر پہلے پہنچنے والی گاڑی شہرام بلوچ کی تھی. اداسائیں کو زخمی دیکھ شہرام اُنہیں مزید نقصان پہنچا سکتا تھا. یا وہی مرنے کے لیے چھوڑ کر جا سکتا تھا. مگر اُس نے ایسا کچھ نہیں کیا.

بلکہ اُس نے اداسائیں کو اپنی گاڑی میں ڈال کر فوری طور پر ہاسپٹل پہنچایا.

اداسائیں کے لیے اِس بات پر یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ ذوالفقار بلوچ کا پوتا یہ سب کر سکتا ہے. جب اُس کا باپ دادا اسیاہل خان کے خون کے پیاسے تھے. تو شہرام نے موقع ملتے ہی ایسا کیوں نہیں کیا تھا.

اداسائیں اُس وقت یہ بات سمجھنے سے قاصر تھے. کہ یہ بھی اِن کی کوئی چال ہے یا اُن کی معلومات کے مطابق شہرام بلوچ واقعی ہی ایسا ہی تھا.

لیکن بہت جلد شہرام سے بات کر کے اداسائیں کی یہ کنفیوژن بھی دور ہو چکی تھی. اداسائیں ایک ہی نظر میں انسان کو جانچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں. اُنہیں شہرام سے مل کر سمجھ آگئی تھی. کہ اُس نے یہ سب خلوص نیت سے ہی کیا تھا.

اور اُس دن سے دونوں کے درمیان دوستی کا رشتہ شروع ہوا تھا. جسے اب چھ سال ہو چکے ہیں.

اور اتنی دشمنیوں اور جھگڑوں کے باوجود اِس دوستی کی مضبوط چٹان کو کوئی نہیں ہلا پایا."

اِن پے در پے کھلتے رازوں نے خانی کو گھما کر رکھ دیا تھا.

"اگر شہرام بلوچ سیاہل خان کا دوست ہے تو وہ اُس دن سزا دینا. وہ کال کوٹھری کا اتنا بڑا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی. شہرام بلوچ کا دکھی ہونا, رونا وہ سب کیا تھا. اور جو آپ کی کزن سمن نے مجھے بتایا کیا وہ سب جھوٹ تھا. بنا مزید کچھ بھی گھمائے پھرائے مجھے جلدی سے ساری سچائی بتاؤ ورنہ اُن دو فضول انسانوں کے ساتھ ساتھ میں نے تمہیں بھی نہیں چھوڑنا. میرے دماغ کا جتنا فالودہ تم لوگوں نے بنانا تھا وہ بنا چکے. اب مزید نہیں. ورنہ میں نے اِن کی اِس دوستی کی پول سب کے سامنے کھول دینی ہے.

میں ایسے ہی بے وقوفوں کی طرح اِس غم میں روتی رہی کہ ایک بیچاری بے قصور لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا. جبکہ وہ لڑکی مزے سے یہاں بیٹھ کر اپنی شادی انجوائے کر رہی ہے."

خانی غصے سے پاگل ہوتی شہرام بلوچ اور سیاہل خان کے ساتھ ساتھ نگار کو بھی لپیٹتی چبا چبا کر بولی تھی.

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا ہر بات کا ماسٹر مائنڈ سیاہل موسیٰ خان اُس کے سامنے ہو اور وہ اُس کا حشر بگاڑ دے.

نگار کو خانی کا غصہ جائز لگا تھا. اُس کا بھائی خانی کو خود سے نفرت کروانے کے چکر میں اچھا خاصہ گھما چکا تھا.

سمن نے کچھ بھی جھوٹ نہیں بولا. لیکن اُسے صرف آدھا سچ پتا تھا. اُس نے " وہی آپ کو بتایا. اداسائیں نے سب سے مخالفت موڑ لے کر میرے شوق کو دیکھتے مجھے پڑھنے کی اجازت دے دی. وہ ہر بار میرے امتحان کے دنوں میں میرے ساتھ جاتے تھے. ایک دو بار اداسائیں کو میں نے فون پر شہرام بلوچ سے بہت دوستانہ انداز میں بات کرتے سنا تھا. مجھے بہت زیادہ حیرت ہوئی تھی. مگر اداسائیں سے کچھ اِس طرح کی خاص بے تکلفی نہیں تھی کہ ایسے سوالات پوچھ سکتی. مگر اتنا سمجھ گئی تھی کہ دونوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں. ایک دن کسی بہت ضروری کام کی وجہ سے مجھے گارڈز کے ساتھ ہی جانا پڑا تھا. اُس دن میری ملاقات شہرام بلوچ سے ہوئی. وہ شاید کسی کام سے وہاں

یونیورسٹی آئے ہوئے تھے. میری اسائنمنٹ کا کچھ پرابلم تھا. جس کی وجہ سے میں لیٹ ہو رہی تھی. اور اداسائیں کی ہدایت تھی شام ڈھلنے سے پہلے مجھے حویلی واپس پہنچنا تھا.

میں اسائنمنٹ میں فیل ہو جانے کے ڈر سے بہت پریشان تھی. اور اُس ٹائم رونے لگی تھی. جب شہرام بلوچ نے میری اسائنمنٹ لے کر سبمٹ کروانے کا یقین دلاتے مجھے واپس جانے کا کہہ دیا تھا. میں نہیں جانتی تھی کہ وہ ذوالفقار بلوچ کا پوتا ہے.

مگر شہرام بلوچ اسائنمنٹ پر لکھا میرا نام دیکھ کر جان گئے تھے کہ میں سیاہل خان کی بہن ہوں. اُنھوں نے اپنے وعدے کہ مطابق میری اسائنمنٹ سبمٹ کروادی تھی. اُس کے بعد بھی ایسے ہی ہم دونوں کی کئی بار اتفاقیہ ملاقاتیں ہوتی رہی تھیں. مجھے شہرام بلوچ بہت اچھے لگنے لگے تھے. وہ بہت ہی دھیمے مزاج کہ عزت دینے والے ایک سلجھے ہوئے انسان تھے.

میں جان ہی نہیں پائی تھی کب میرے دل میں شہرام بلوچ کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہو گئے تھے. اور کہیں نہ کہیں مجھے اُن کی آنکھوں میں بھی ایسے ہی جذبات نظر آتے تھے. لیکن مجھے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ مجھے اگنور کرنے لگے ہیں.

شاید اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھی میرے جذبات سے واقف ہو چکے تھے. مگر دونوں خاندانوں کی حقیقت جانتے وہ پیچھے ہٹ گئے تھے.

لیکن بچپن سے اداسائیں نے میری ہر خواہش پوری کی تھی. اور اِسی بات نے مجھے ضدی بنا تھا. مجھے اپنی پسند کی ہر چیز حاصل کرنے کی عادت ہو گئی تھی.

میں جانتی تھی اداسائیں اِس بار بھی میری خوشی کی خاطر انکار نہیں کریں گے.

یہی سوچ کر میں نے شہرام بلوچ کے آگے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا.

جس پر شہرام بلوچ نے صاف انکار کرتے مجھے اپنے بارے میں بتا دیا تھا اور یہ بھی کہ چاہے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے دونوں خاندان کبھی نہیں مانیں گے. شہرام بلوچ نہ ہی اداسائیں سے اپنی دوستی خراب کرنا چاہتے تھے.

مگر میں اُس وقت شاید جذبات میں اپنی خوشی کی خاطر ہر بات سے غافل ہو چکی تھی۔ مجھے کسی بھی قیمت پر اپنی محبت حاصل کرنی تھی۔ اور اپنی اِسی ضد میں اپنے جان وارنے والے بھائی تک کو فراموش کر گئی تھی.

میں نے شہرام بلوچ کو بس اتنا ہی کہا تھا کہ اگر بزدلوں کی طرح اپنی محبت سے پیچھے ہٹتے وہ ایسا کر رہے ہیں تو میں اُنہیں کبھی معاف نہیں کروگی۔ اور اپنے بچپن کے منگیتر شہزاد خان سے شادی کرنے کے بجائے موت کو گلے لگالوں گی.

شہزاد مجھے بلکل بھی پسند نہیں تھا بہت ہی عجیب سا تھا۔ میری شروع سے اُس سے نہیں بنی تھی۔ کیونکہ وہ میرے اداسائیں سے بہت جیلس ہوتا تھا۔ ہمیشہ ہر بات میں اُن کی مخالفت ہی کرتا تھا.

میری باتیں سن کر شہرام بلوچ نے بھی آخر کار اپنا فیصلہ بدل لیا تھا۔ مگر ہم دونوں ہی اداسائیں کو اِس بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتے تھے۔ وہ جتنے بھی اچھے سہی مگر ذوالفقار بلوچ کے خاندان سے کسی قسم کا کوئی رشتہ رکھنے کو تیار نہیں تھے۔ اور یہی ہم اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کر گئے تھے.

اداسائیں نے بہت ٹرسٹ کر کے مجھے یونیورسٹی بھیجا تھا. اور میں اُن کا وہی مان اور بھروسہ قائم نہیں رکھ پائی تھی.

ہم لڑکیاں اکثر پیار اور محبت میں اِس قدر اندھی ہو جاتی ہیں. کہ اپنے باپ بھائی جو ہمارے لیئے نجانے کتنی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اُن کی عزت غرور مٹی میں ملا کر سب کے سامنے اُن کا سر جھکانے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچتیں. اور پھر پوری زندگی کے پچھتاوے اپنے نام لکھوا لیتی ہیں.

میں نے بھی وہی سب کرتے مجھ پر بھروسہ کرنے والے بھائی کو پورے قبیلے کے سامنے شرمندہ کر کے رکھ دیا تھا.

ہمیں بلکل بھی معلوم نہیں تھا کہ میرے حویلی سے بھاگنے کے بارے میں کسی کو زراسی بھی بھنک پڑ چکی ہے. شہزاد خان نے میرے پیچھے اپنے آدمی چھوڑ رکھے تھے جو اُسے میری شہرام بلوچ سے ملاقات کے بارے میں سب بتاتا تھا.

شہزاد چاہتا تو اُسی وقت اداسائیں کو بتا کر ہمیں پکڑوا سکتا تھا. مگر اُس کے دماغ میں تو کوئی اور ہی سازش پک رہی تھی.

وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اداسائیں کو بدنام کر کے سرداری سے ہٹا دے. اِس لیے اُس نے اِس سب کو اداسائیں کے خلاف استعمال کرنا چاہا تھا.

اداسائیں کو بھی شاید کچھ کچھ اِس بات کی بھنک پڑ چکی تھی. اُنہوں نے جس بھی وجہ سے مگر مجھے یونی جانے سے روک دیا تھا.

اُنہی دنوں بی بی سائیں نے میری اور شہزاد خان کی شادی کی باتیں کرنا شروع کر دی تھیں. جسے سنتے میں نے شہرام کو ہمارے کیے گئے فیصلے کے مطابق فرار ہونے کا کہہ دیا تھا.

مجھ پر نظر رکھے شہزاد خان نے حویلی کہ اندر ایک ملازمہ کو میری مخبری کے لیے لگا رکھا تھا. اُسے جیسے ہی میرے فیصلے کی زرا سی بھنک پڑی اُس نے اُسی دن خود کو سامنے نہ کرتے ارباز بلوچ تک یہ خبر پہنچا دی تھی.

اور حویلی سے فرار ہوتے مجھے پکڑوا دیا گیا تھا. اداسائیں اُس دن حویلی میں نہیں تھے. کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے. بی بی سائیں نے بہت کوشش کی تھی.

اِس بات کو چھپانے کی مگر ارباز بلوچ نے راتوں رات یہ بات پورے قبیلے میں پھیلا دی تھی.

جس پر کچھ شر پسند لوگوں کی وجہ سے بہت سے قبیلے والے چاہتے تھے. مجھے سزا دی جائے. اِس بات کا سارا پریشر اداسائیں پر تھا.

زندگی میں پہلی بار میں نے اداسائیں کی آنکھیں جھکی دیکھی تھیں. میرا دل چاہا تھا میں خود کو اُسی لمحے ختم کر لوں.

کاش اگر ہم لڑکیاں ایسا کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے خود سے جُڑے جان نچھاور کرنے والے رشتوں کہ بارے میں ایک بار سوچ لیں تو بہت ساری بربادی سے بچ سکتی ہیں.

میں چاہتی تھی میری اتنی گھٹیا حرکت کی اداسائیں مجھے سزا دیں. مجھے کاری قرار دے دیں. مگر ایک بار مجھ سے بات تو کریں. میرے سامنے تو آئیں. لیکن ادا سائیں تو میری شکل دیکھنے کے روادار بھی نہیں تھے. اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تھا. میں نے اُن کا خود پر کیا مان, بھروسہ جو مٹی میں ملا دیا تھا.

اداسائیں نے سب کے سامنے تو مجھے اتنی بڑی سزا سنادی تھی. مگر وہ ایسا کر نہیں پائے تھے. اُنہوں نے یہ سب صرف ارباز کے فساد پھیلانے کے لیے آ گے لگائے آدمیوں کا منہ بند کرنے کے لیے کیا تھا.

مجھے کال کوٹھری میں ڈالا تو گیا تھا مگر صرف آدھے گھنٹے کے لیے. پھر وہاں سے نکال کر یہاں شفٹ کر دیا گیا. اور تب سے میں یہاں پر ہوں. اداسائیں کچھ دن پہلے میرے پاس آئے تھے.

مگر نہ پہلے کی طرح اُنہوں نے میرے ماتھے پر بوسہ دے کر مجھے اپنے سینے سے لگایا تھا. اور نہ مجھے پیار سے پُکارا تھا.

بس اجنبیوں کی طرح یہ بتایا تھا کہ وہ میرا نکاح شہرام بلوچ سے کروانے والے ہیں. اور میری خواہش کے مطابق مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی سونپتے اب ہمیشہ کے لیے میرے فرض سے دستبردار ہو رہے ہیں. آج کہ بعد میرا اُن سے کوئی رشتہ نہیں رہے گا.

ادی میں شہرام سے بہت محبت کرتی ہوں. مگر اُس سے بھی پہلے میرے لیے میرے اداسائیں ہیں. میں نے اپنی نادانی میں بہت بڑی غلطی کر دی. مگر اب اُس سب پر بہت پچھتا رہی ہوں. میں اداسائیں سے بہت پیار کرتی ہوں. اگر اُنہوں نے ایسا کیا تو میں جی نہیں پاؤں گی. مر جاؤں گی میں."

نگار آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ بات ختم کرتی آخر میں پھوٹ کر رو پڑی تھی.

جس پر خانی نے آگے ہوتے اُسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا.

" نگار چپ ہو جاؤ. ایسا کچھ نہیں ہو گا. خون کے رشتے بھی بھلا اِس طرح کہنے سے ٹوٹتے ہیں کیا. اُس نے صرف غصے میں کہا ہو گا. وہ تم سے اتنا پیار کرتا ہے وہ بھلا بنا اپنی اتنی پیاری بہن سے ملے رہ پائے گا.

نگار کسی کو چاہنا محبت کرنا گناہ نہیں ہے. مگر اُس کو حاصل کرنے کے لیے ایسے قدم اُٹھانا بہت سنگین ہے. تم نے جذبات میں آکر بہت بڑی غلطی کی. لیکن اگر

تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے. تم دل سے نادم ہو تو اِس سے اچھی کوئی بات نہیں ہو سکتی. "

خانی نگار کا بھیگا چہرا صاف کرتی اُسے محبت سے سمجھاتے ہوئے بولی.

" کیا آپ اداسائیں سے بات کریں گی میرے لیے. وہ مجھے معاف کر دیں."

نگار نے امید بھری نظروں سے خانی کی طرف دیکھا تھا.

" میں. ؟میری بھلا کہاں سنے گا وہ اکڑ..."

خانی نے سیاہل خان کے بارے میں مزید گل افشانی کرنے سے دانتوں تلے زبان دیتے خود کو روکا تھا. جب سمن اپنے بھائی کے بارے میں کچھ نہیں سن پائی تھی تو نگار تو اُسے سمن سے بھی کہیں زیادہ اپنے بھائی کی دیوانی لگی تھی.

" جی آپ. میں جانتی ہوں آپ ہی ہیں جو اُن سے اِس طرح بات کہہ سکتی ہیں. وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں. کبھی نہیں ٹالیں گے آپ کی بات. آپ جانتی ہیں اُن کے والٹ میں ہر وقت آپکی تصویر رہتی ہے. اور خان حویلی کے

سٹڈی روم جہاں کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں. وہاں کی ایک وال پر اُسی کی سائز کی آپ کی ایک بہت خوبصورت پینٹنگ لگی ہے. میں نے ایک دن چھپ کر وہاں دیکھا تھا کہ ایسی کیا وجہ ہے کہ وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں.

آپ نے اپنی اتنی خوبصورت تصویر کبھی نہیں دیکھی ہو گی. جتنے خوبصورت انداز میں اداسائیں نے آپ کی وہ پینٹنگ بنائی ہے.

اور مزے کی بات پتا ہے آپ کو. اُس پر آپ کے چہرے پر غصے اور خفگی کے تاثرات نمایاں ہیں. جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ غصے میں تھیں. پہلے میں نہیں جانتی تھی کہ وہ پینٹنگ اور تصویر کس کی ہے. مگر آج آپ کو دیکھ مجھے ساری بات سمجھ آگئی."

خانی کو سب بتاتے نگار کے چہرے پر بہت خوبصورت مسکراہٹ تھی.

جبکہ خانی ہونقوں کی طرح اُس بات سنتے سوچنے لگی تھی کہ جس محبت کے بارے میں ہر کوئی اُس کے آگے گواہی دیتا پھر رہا ہے. اُسے کیوں نظر نہیں آئی وہ محبت.

وہ دونوں ابھی باتوں میں ہی مصروف تھیں۔ جب ملازمہ نے آکر اُنہیں نکاح کے شروع ہونے کا بتایا تھا۔

"آپ تو بلکل بھی تیار نہیں ہیں۔ پلیز میری خاطر ہلکی سی لپسٹک لگا لیں۔ اور یہ گجرے ہی پہن لیں۔"

نگار کے بہت اسرار کرنے پر خانی نے نہ چاہتے ہوئے بھی اُس کا دل رکھنے کے لیے۔ ہلکی ہلکی ریڈ لپسٹک لگا کر دونوں کلائیوں میں گجرے سجا لیے تھے۔

نگار کو خانی اتنے میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ سیاہل خان کی وجہ سے اُس کے لیے بہت سپیشل تھی۔

خانی نے نگار کا گھونگھٹ گراتے اپنے شیفون کے دوپٹے کو سر پر ٹھیک کرتے بلیک چادر کو اپنے گرد مزید اچھے سے لپیٹ لیا تھا۔

جب تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب کے ساتھ، سیاہل موسیٰ خان اور اُن کے پھوپھو زاد فیصل نے اندر قدم رکھا تھا۔

اُسی لمحے خانی کی نظریں سیاہل خان کی جانب اُٹھی تھیں. جو پہلے سے ہی اُسی کی جانب دیکھ رہا تھا. وائٹ کلف لگے قمیض شلوار کے اُوپر بلیک کوٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا. مگر ہمیشہ کی طرح چہرا ویسا ہی سپاٹ اور سرد تاثرات لیے ہوئے تھا. نظروں کے تصادم میں ایک طرف غصہ, بدگمانی اور شکوے تھے تو دوسری طرف بہت کچھ کہتا ایک انوکھا سا احساس تھا.

خانی نے گھبرا کر جلدی سے نظریں پھیر لی تھیں. اُسے لگا تھا اگر وہ مزید اُس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی تو شاید باقی ہر چیز سے غافل ہو جائے گی. اُس کی سیاہ گہری آنکھیں مقابل کو اپنا اسیر بنانے کی طاقت رکھتی تھیں.

خانی نگار کے ایک طرف بیٹھی تھی. جبکہ سیاہل خان نگار کی دوسری جانب جا بیٹھا تھا. جس پر نگار کے گرد پھیلا یا بازو خانی نے سیاہل خان سے بچ ہونے کے ڈر سے نامحسوس انداز میں پیچھے کر لیا تھا.

مگر آج بھی یہ حرکت سیاہل خان سے مخفی نہیں رہ پائی تھی.

نکاح ہو جانے کے بعد مولوی جی اور فیصل خان کے ساتھ ساتھ سیاہل بھی نگار کے سر پر اجنبیوں کی طرح ہاتھ رکھتے باہر نکل گیا تھا.

جس کے بعد نگار کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے.

"دیکھا آپ نے اداسائیں کس طرح اجنبیوں کی طرح میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے. اُنہوں نے جو کہا تھا وہ ویسا ہی کر رہے ہیں."

بات کرتے نگار کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی.

"اچھا پلیز اتنا رو رو کر تو تم اپنی طبیعت خراب کر لو گی. کچھ میرے بھائی کا بھی خیال کرو. اور پریشان مت ہو تم. میں تمہارے اُس اُلٹی کھوپڑی والے بھائی سے بات کرنے کی کوشش کرتی ہوں."

خانی اُسے مُسکرا کر شہرام کے حوالے سے چھیڑنے کے ساتھ ساتھ تسلی دیتے باہر نکل آئی تھی.

لمبی سی راہداری عبور کرتے اُس کے کان میں شہرام کی آواز پڑی تھی. جس کا تعاقب کرتے وہ ایک روم کی جانب مڑی جہاں اُس کی نظر اندر کھڑے فون پر بات کرتے شہرام بلوچ پر پڑی تھی.

" تم مجھے سیدھی طرح نہیں بتا سکتے تھے. کہ یہاں لا رہے ہو. اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی. "

خانی کے ناک کر کے اندر آنے پر شہرام فون بند کرتا مسکراتے ہوئے اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا.

" اچھا جی میں نے ڈرامہ کیا. جسے اپنی صفائی کے لیے کچھ بولنے کا موقع بھی نہیں دیا گیا. ویسے ابھی تو آثار اچھے لگ رہے ہیں. لگتا ہے میں بے قصور ثابت ہو گیا ہوں. ظالم بہن نکاح کی مبارک باد ہی دے دو. "

شہرام نے اُس کا اچھا موڈ دیکھ کہا.

" اوہ آئم سوری. بہت بہت مبارک ہو. اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے اور دنیا کی پوری نظروں اور شر سے دور رکھے. آمین "

خانی خوشی کا اظہار کرتی خلوص نیت سے دعا دیتے بولی. اُسے اُن دونوں کے نکاح کی دل سے خوشی ہوئی تھی.

" ویسے ایک بات مجھے ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ سیاہل خان جب اپنی بہن سے اِس قدر سخت ناراض ہے. تو تمہیں کیسے معاف کر دیا. تم بھی تو اُتنے ہی قصور وار ہو. تم نے بھی تو اُسی طرح اعتبار توڑا ہے اُس کا. "

خانی اپنی آخری اُلجھن بیان کرتے بولی.

" اتنی آسانی سے کہاں. بہت پاپڑ بیلنے پڑے. اور پوری طرح سے معاف کیا. ناراضگی ابھی تک برقرار ہے. سیاہل ہم دونوں سے ناراض ہے ہماری محبت سے بلکل بھی نہیں.

محبت کرنے والے محبت میں جدائی کا درد جانتے ہیں. اُوپر سے چٹانوں جیسا سخت دکھنے والا سیاہل خان شاید اپنے اندر محبت بھرا دل رکھتا ہے. اِس لیے تو اتنے آرام سے نکاح کروا دیا. ہم دونوں ہی اپنی بے وقوفی پر بہت پچھتا رہے ہیں. اگر پہلے دن ہی سیاہل کو بتا دیا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا.

میں نے نگار کو اِس سزا سے بچانے کی بہت کوشش کی. اپنے گھر والوں سے لڑا. سیاہل خان سے ملنے کی خاطر کئی بار اُس کی حویلی گیا. مگر مجھے اندر نہیں جانے دیا گیا.

جس دن نگار کو سزا سنائی گئی اُس دن میں سیاہل خان کے آگے بہت رویا تھا. اُس دن مجھے لگا تھا وہ دنیا کا سب سے ظالم انسان ہے.

اِس لیے اُس دن آپ کے پوچھنے پر میں نے غصے میں سیاہل خان کی سنگدلی پر بہت کچھ بول دیا تھا. جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے. سیاہل غصہ والا اور اصول پسند انسان ضرور ہے. مگر سنگدل اور ظالم بلکل بھی نہیں ہے.

مجھے سیاہل نے ایک ہفتے بعد اصل حقیقت سے آگاہ کیا. "

شہرام کو آج بھی اپنی اُس دن کہی باتیں یاد کرتے ندامت ہوئی تھی. اُس نے غصے اور غلط فہمی میں سیاہل خان کے بارے میں بہت بُرا بھلا کہہ دیا تھا.

شہرام کی بات سن کر خانی کو بھی ایک پل کے لیے بہت بُرا لگا تھا. کہ وہ بھی اُسے اُس کی بہن کا قاتل بول بول کر کتنی باتیں سنا چکی تھی. مگر پھر آگے سے سیاہل خان کا رویہ یاد آتے وہ لاپرواہی سر جھٹک گئی تھی.

" اچھا اب اتنا بھی غلط نہیں بولا تھا تم نے. وہ شخص اتنا بھی دودھ کا دھلا نہیں ہے. بہت کچھ جانتی ہوں میں اُس کے بارے میں. ویسے ہیں کہاں وہ سردار صاحب مجھے بات کرنی ہے اُس سے. "

خانی زیادہ دیر سیاہل موسیٰ خان کی تعریف ہضم نہیں کر پائی تھی. اِس لیے شہرام کو فوراً ٹوک دیا تھا.

مگر اپنے ہی دھیان میں وہ اِس بات سے بے خبر تھی کہ سیاہل خان کمرے میں داخل ہوتا اُس کے پیچھے کچھ فاصلے پر آ کھڑا ہوا تھا.

" آپ کیا جانتی ہیں اُس کا تو پتا نہیں مجھے. مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ آغا جان واقعی آپ دونوں کے نکاح کا فیصلہ کر کے اپنی اچھی خاصی دشمنی نبھا گئے ہیں سیاہل خان سے. "

شہرام آنکھوں میں شرارت لیے معنی خیزی سے بولا.

" کیا مطلب. "

خانی نے اُس کی بات پر نا سمجھی سے اُسے گھورا.

" بھئی آپ جیسی شیرنی کو جھیلنا بھلا کسی ٹارچر سے کم ہے کیا. "

شہرام کی بات پر سیاہل خان کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی.

" ویسے جس کو آپ ڈھونڈ رہی تھیں. وہ آپ کے پیچھے ہی کھڑا ہے. اُنہیں کو بتائیے گا کیا جانتی ہیں آپ اُن کے بارے میں. "

شہرام اپنی جانب خونخوار نظروں سے گھورتی خانی کو اپنی جگہ سے اچھلنے پر مجبور کرتا وہاں سے نکل گیا تھا.

جبکہ پلٹ کر اپنے پیچھے کھڑے سیاہل خان کو دیکھ خانی کا رنگ اچھا خاصہ اُڑ چکا تھا.

اُسے معلوم ہی نہیں تھا کہ سیاہل خان کب یہاں آیا تھا اور اپنی شان میں کی گئی خانی کی کون کون سی تعریفیں سن چکا تھا.

خانی نے بھی شہرام کے پیچھے نکلنا چاہا تھا. مگر اُس سے پہلے ہی سیاہل خان ہاتھ بڑھا کر دروازہ لاک کر چکا تھا.

خود کو بہت کمپوز کرنے کے باوجود خانی کا دل بُری طرح سے دھڑک گیا تھا. وہ اُس سے گھبرا تو اب بھی نہیں رہی تھی. اِس وقت بھی وہ سیاہل خان سے دو بدو مقابلہ کرنے کو تیار تھی.

مگر آج اُسے سیاہل خان کی نظریں بہت کنفیوز کر رہی تھیں.

" تو کیا کیا جانتی ہے خانی اسجد بلوچ میرے بارے میں. زرا مجھے بھی تو پتا چلے. "

سیاہل خان قدم اُٹھاتے خانی کے مقابل جا کھڑا ہوا تھا.

" جو کچھ تم نے کیا ہے یا جو بھی کرتے پھر رہے ہو. سب جانتی ہوں. تم سب کو اپنے اشاروں پر نچا سکتے ہو مگر مجھے نہیں. "

خانی نے سیاہل خان کے بلکل سامنے آنے کے باوجود اپنی جگہ ڈٹ کر کھڑے رہتے جواب دیا تھا.

" یہ سراسر الزام ہے. میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا. "

سیاہل خان کے ایک دم معصوم بن کر ہر بات سے انکار کرنے پر خانی تپی تھی.

" بن تو ایسے رہا ہے جیسے اِس سے معصوم اور بے چارہ انسان اِس دنیا میں کوئی نہ ہو. "

خانی دانت پیستے دل ہی دل میں کھول کر رہ گئی تھی.

" اچھا تو انابی کو کس نے اتنا ٹائم روکی رکھا مجھے سچ بتانے سے. وہ پوری زندگی تمہارے آرڈر ہی تو فالو کرتی آئی ہیں. میری لائف میں بنا میری پرمیشن کے تم گھسے رہے. جب تمہارا دل چاہا مجھے اپنے پاس بلا لیا. جب دل چاہا میرے سامنے ایسی چیزیں لانے لگے. جس سے میں تم سے نفرت کرنے لگوں. تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو. اور اب شہرام, نگاراِن کی زندگیوں کے فیصلے بھی تم ہی اپنی مرضی سے کرتے پھر رہے ہو. یہ سب کیا ہے پھر.... "

خانی اپنی اندر کی ساری بھڑاس نکالتی سیاہل کے مزید اپنی طرف قدم بڑھانے پر پیچھے ہٹی تھی. سیاہل خان نے بنا کچھ بولے پر شوق نظریں خانی کے چہرے پر ڈالی تھیں.

" بہت لائٹ لپسٹک لگاتی ہو تم. ڈارک زیادہ سوٹ کرے گی تمہیں. آئندہ مجھے تمہارے ہونٹوں پر ڈارک کلر کی لپسٹک ہی نظر آئے. "

خانی نے آنکھیں پھاڑے سیاہل کی طرف دیکھا تھا.

اپنے اتنے سیریس سوال کے بدلے سیاہل کے شوخی بھرے جواب پر خانی کا ٹمپر لوز ہوا تھا. وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ ایسا ہی کرتا تھا. جس بات کا جواب دینے کو دل نہیں چاہتا تھا. اُسے ایسے اگنور کرتا تھا. جیسے اُس نے سنی ہی نہ ہو. یا بات کہنے والا شخص کو پاگل ہو.

" واٹ نان سینس. مجھے میری بات کا جواب چاہیئے. "

سیاہل خان چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا خانی کی جانب بڑھ رہا تھا. جس کے جواب میں خانی اُس سے فاصلہ برقرار رکھنے کے چکر میں اُلٹے قدموں پیچھے جا رہی تھی.

سیاہل خان کی نظریں مسلسل خانی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں. جیسے پچھلی تمام ملاقاتوں کی کسر آج ہی پوری کرنا چاہتا ہو.

" تمہیں بتا تو چکا ہوں کہ مجھے کسی کے آگے بھی اپنے کیے عمل کی جواب دہی پسند نہیں. "

خانی نے قدم مزید پیچھے بڑھانے چاہے تھے. مگر اور جگہ نہ ہونے کی وجہ سے پیچھے موجود دیوار سے جا ٹکرائی تھی. لیکن سیاہل خان نے اپنے قدموں کو اب بھی نہیں روکا تھا. وہ خانی کے بلکل قریب آ کر کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ دیوار پر اُس کے ارد گرد رکھتے خانی کی فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا تھا.

" تم مجھے ایسے کنفیوز نہیں کر سکتے. اور پانچ فٹ دور رہو مجھ سے. "

خانی اُس کے حاوی ہوتے انداز پر جز بز ہوتی چڑ کر بولی تھی.

خانی کو لگا تھا یہ ساحر اُسے اپنی شخصیت کے طلسماتی حصار میں پھنساتے شاید کہیں کا نہیں چھوڑنے والا تھا. وہ چاہنے کے باوجود خود کو اُس کے سحر میں جکڑنے سے

روک نہیں پا رہی تھی. اُسے لگا تھا اُس کے کمزور پڑنے سے سیاہل خان اپنی کوشش میں کامیاب ہو رہا تھا.

آج اُسے سیاہل خان کے ارادے پہلی تمام ملاقاتوں سے کافی خطرناک لگ رہے تھے. جس طرح وارفتگی سے دیکھتے وہ اُس کے قریب کھڑا تھا. خانی اپنے دھڑک دھڑک کر پاگل ہوتے دل پر قابو پانے میں ناکام ہو رہی تھی.

خانی اُس کے سامنے بلکل بھی کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی. اِس لیے بنا اُس کی بولتی آنکھوں میں دیکھتے خانی نے اُسے باز رکھنا چاہا تھا.

" کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے. "

سیاہل خان پر بھلا کہاں کسی بات کا اثر ہونا تھا. اُسے آج تک اپنی مرضی چلانے سے کوئی روک پایا تھا. جو خانی روک پاتی. سیاہل نے خانی کا چہرا ٹھوڑی سے تھامتے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہر بار کی طرح اپنا سوال دوہرایا تھا. جس کا جواب وہ پہلے سے جانتا تھا.

پہلے دن سیاہل خان کو اِن آنکھوں میں ہلکی سی نفرت کی جھلک دکھی تھی. پھر غصہ, بدگمانی. مگر آج اُسے خانی کی آنکھوں میں مصنوعی غصے کے پیچھے کچھ خاص دکھا تھا. شاید یہی رنگ چھپانے کے لیے خانی اُس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہی تھی.

سیاہل خان کی قربت اُس پر کس بُری طرح اثر انداز ہو رہی تھی. اِس بات کا اندازہ سیاہل خان اُس کے گلابیاں چھلکاتے چہرے سے آسانی سے لگا سکتا تھا.

سیاہل خان کے چہرے پر ایک مبہم سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

" نہیں کرتی میں تم سے نفرت. کتنی بار بتا چکی ہوں تمہیں. تم اتنے بُرے نہیں ہو جتنا میں نے تمہیں سمجھا تھا. اور جو تم نے میرے سامنے خود کو ثابت کرنا چاہا تھا.

مجھے نگار والی بات پر بہت غصہ تھا تم پر. لیکن وہ نگار کی ساری باتیں سن کر ختم ہو چکا ہے. "

خانی اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بلاارادہ ہی اُس کی تعریف کر گئی تھی. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اچانک اُسے ہو کیا گیا ہے.

" اتنے قریب کھڑے ہو کر میری تعریف کرنا تمہیں کافی مہنگا بھی پڑ سکتا ہے سردارنی صاحبہ. "

سیاہل خان نے زیرِلب مسکراتے اُسے آگاہ کیا تھا. جب کے سیاہل خان کی اِس مسکراہٹ پر خانی کو اپنا دل اُس کی دلکشی میں ڈوبتا سا محسوس ہوا تھا.

" تم اتنے اکڑو اور اُلٹے دماغ کے کیوں ہو. کیا تم سیدھے طریقے سے کچھ دیر مجھ سے بات نہیں کر سکتے. "

سیاہل خان کی گہری نظریں خانی کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہی تھیں. وہ اتنی کانفیڈنٹ لڑکی ہزاروں لوگوں کے سامنے بولنے والی. سیاہل خان کی عقل ٹھکانے لگا دینے والی خانی آج سیاہل کی خود میں جکڑتی نظروں کے آگے اپنے الفاظ بھول رہی تھی.

اسے لگا تھا کہ یہ بندہ اگر اِسی طرح کرتا رہا تو نہ وہ کچھ کہہ پائے گی. اور نہ وہ اُسے اتنی آسانی سے یہاں سے جانے دے گا.

اِس لیے وہ شاید پہلی بار سیاہل خان کے سامنے اپنا لہجہ کافی حد تک نرم کرتے بولی. تاکہ سیاہل اُسے مزید تنگ کرنے سے باز رہتے آرام سے اس کی بات سن لے. اور اُسے جانے دے.

لیکن شاید اِس وقت یہ اُس کی بہت بڑی غلطی فہمی تھی.

" اوکے بولو. مگر سوچ سمجھ کر بولنا اگر مجھے ایک پرسنٹ بھی لگا کہ خانی اسجد بلوچ کو سیاہل موسیٰ خان سے محبت ہوگئی ہے تو یہ تم پر بہت بھاری پڑ سکتا ہے. "

خانی کے خفگی سے کہنے پر سیاہل نے اُسے بولنے کا موقع دے کر جیسے احسانِ عظیم کرنے کے ساتھ وارن بھی کیا تھا.

" ایسا کچھ نہیں ہے. لیکن خدانخواستہ اگر ایسا کچھ ہو بھی جاتا تو کیا کرتے تم "

سیاہل کی گھمبیر سرگوشی میں دی گئی یہ معنی خیز دھمکیاں خانی کی سانسیں اتھل پتھل کر جاتی تھیں. اپنے دل میں اچانک پنپتے جذبات نے اُسے اندر ہی اندر کہیں خوفزدہ کر دیا تھا.

مگر وہ بھی خانی تھی. سیاہل خان کی وارننگ دینے پر تڑخ کر بولی.

"تو کوئی دوسرا کیا خانی اسجد بلوچ خود بھی خود کو سیاہل موسیٰ خان کا ہونے سے روک نہیں پائے گی. اِسی لیے تو چاہتا ہوں کہ تم نفرت کرو مجھ سے. کیونکہ میری دیوانگی سہنا تمہارے بس کی بات بلکل بھی نہیں ہے.

تم سوچ بھی نہیں سکتی سیاہل موسیٰ خان تمہارے سامنے آنے سے پہلے اپنے جذبات پر ضبط کے پہرے بیٹھانے کے لیے کونسے کڑے مراحل طے کر کے آتا ہے. تاکہ کسی بھی کمزور لمحے سے بچ سکے."

سیاہل خان کے انداز خانی کی دھڑکنیں بُری طرح منتشر کر رہے تھے. وہ شخص ہر بات کے جواب میں کچھ ایسا بول دیتا تھا کہ خانی کی بہت مشکل سے جتائی ہمت جواب دے دیتی تھی.

" تمہارے نزدیک محبت کیا ہے سیاہل خان. صرف دوسرے انسان کو چاہنا,
اُس کی حفاظت کے لیے ہمیشہ تیار رہنا, اُس پر زرا آنچ نہ آنے دینا.

مگر اُس انسان پر زرا سا بھی اعتبار, بھروسہ اور یقین نہ کرنا. کیا اِن سب کے بغیر
تمہاری محبت کی ڈیفینیشن پوری ہوتی ہے.

مجھے انابی سے لے کر تم سے منسلک ہر انسان سے سننے کو مل رہا ہے کہ سیاہل موسیٰ
خان مجھ سے بہت محبت کرتا ہے. پر انابی کا کہنا ہے تم مجھے دھوکے باز مانتے ہو. "

خانی نے اب بنا کو لحاظ کرتے سیاہل خان سے وہ بات پوچھ ہی لی تھی. جس نے
اُسے بہت ہرٹ کیا تھا. اِس بار اُس نے اپنا لہجہ بہت نرم رکھا تھا. کہ غصے سے
پوچھنے پر سیاہل خان نے اُسے ویسے ہی سیدھا جواب نہیں دینا تھا.

" تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں میں ابھی اِنہیں کھلا دیکھنا چاہتا ہوں. "

سیاہل خان شاید اِس وقت خانی کو تنگ کرنے کے فل موڈ میں تھا. اِس لیے خانی
کے جوڑے پر اٹکے دوپٹے کو اُوپر سے پیچھے اُتارتے خانی کو بنا کچھ سمجھنے کا موقع
دیے. اُس کا کیچر بالوں سے نکال چکا تھا.

جبکہ خانی ہکابکا سی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی تھی. کچھ پل تو اُسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا.

.سیاہل خان نے کیا کیا ہے

خانی کے سلکی سیاہ بال اُس کے گلابی شرم وحیا سے خون چھلکاتے چہرے کے گرد

.ہالہ سا بناتے سیاہل خان کو مبہوت کر گئے تھے

" .کوئی اتنا حسین کیسے ہو سکتا ہے "

.بے اختیار سیاہل خان کے دل نے اُس سے سوال کیا تھا

سیاہل خان کو ہمیشہ کی طرح آج پھر لگا تھا کہ اِس لڑکی سے دور رہنا اُس کے لیے

.دن بدن مشکل ہوتا جا رہا تھا

مگر آج جیسے سیاہل خان کا دل اُس کے ساتھ بے ایمانی کر رہا تھا. اِس لیے بنا خود پر

.پہرے بیٹھائے سیاہل خان نے جھک کر خانی کا دھکتا گال چوم لیا تھا

خانی جو سیاہل کی پہلی حرکت پر ہی ابھی نہیں سنبھلی تھی. اِس اگلی گستاخی پر اُسے

.اپنے حواس ساتھ چھوڑتے معلوم ہوئے تھے

" .ہاں تو کیا پوچھ رہی تھی تم. خاموش کیوں ہو گئی "

سیاہل خانی کے لال اناری چہرے کی جانب دیکھتے بھرپور شوخی سے پوچھا تھا.
.جیسے یہ سب تو اُن دونوں کے درمیان معمول کی بات ہو

دوسری طرف خانی کے اچھے خاصے پسینے چھوٹ چکے تھے. سیاہل خان کی خوشبو اُس کا پر تپش لمس پر خانی کو لگا تھا وہ تھوڑی دیر مزید یہاں کھڑی ہوئی تو اُس کا فل سپیڈ میں دھڑکتا دل ضرور پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا.

ہٹو میرے آگے سے مجھے جانا ہے یہاں سے. مجھے تم جیسے فضول شخص سے " " .کوئی بات نہیں کرنی

.خانی سیاہل خان کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتے کانپتی آواز میں بولی

وہ چاہنے کے باوجود اِس وقت سیایل خان پر غصہ نہیں کر پا رہی تھی. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اچانک اُسے ہو کیا گیا ہے. اِس شخص کی قربت کیوں اُسے خود سے بیگانہ کر رہی تھی.

ہاہاہاہاہا مجھے نہیں پتا تھا. خانی اسجد بلوچ اتنی جلد میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں "

میں سے ہے."

سیاہل بنا زرا سا ہلے اُس کے سامنے دیوار بنے کھڑا قہقہہ لگاتے اُسے مزید چھیڑ گیا

تھا.

جبکہ سیاہل کے مذاق اُڑاتے انداز پر خانی کا دماغ گھوم چکا تھا.

سردار سیاہل موسیٰ خان تم ایک نمبر کے بے شرم اور ....."

خانی نے غصے سے کچھ بولنا چاہا تھا جب سیاہل خان اُس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اُس کے

قریب جھکا تھا.

خانی کو لگا تھا کہ شاید اِس بندے نے قسم کھا رکھی ہے کہ ہر ملاقات میں کچھ اُلٹا

سیدھا بول یا کر کے اس کا خون ضرور جلانا ہے.

ریلیکس سر ادنی صاحبہ. میں نے پہلے بھی کہا ہے آپ سے میرے سامنے ایسے "

الفاظ استعمال مت کریں جو آپ کے لیے مشکل پیدا کریں.

ابھی تو آپ نے سردار سیاہل موسیٰ خان کی بے شرمی, دیوانگی, محبت, غصہ کچھ بھی نہیں دیکھا. مگر مجھے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے. کہ بہت جلد آپ یہ سب دیکھنے والی ہیں."

سیاہل کی گھمبیر آواز میں کی گئی سرگوشی پر خانی کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی.

سیاہل خان کی گرم سانسیں خانی کے چہرے کو چھوتیں بُری طرح دھکا رہی تھیں.

اُسے لگا تھا شاید آج یہ شخص اُس سے پوری طرح اپنی دشمنی نکالنے کے موڈ میں ہیں.

" ....سیاہل خان پلیز "

سیاہل کے ہاتھ ہٹانے پر خانی ہولے سے منمنائی تھی.

" تم جاننا چاہتی ہو نا. کہ انابی کو میں نے کیوں منع کیے رکھا تمہیں کچھ بھی بتانے سے. میں نہیں چاہتا تھا وقت سے پہلے تم اِس طرح کی کسی بھی ذہنی ٹینشن کا شکار ہو. جیسی اب یہ سب جاننے کے بعد ہو رہی ہو.

خانی اسجد بلوچ تم سیاہل خان کے دل میں اُس وقت سے ہو جب تم دونوں خاندانوں کی رضامندی سے میرے نام لکھ دی گئی تھی.

یہی وجہ ہے کہ دونوں خاندانوں کی اتنی دشمنی اور نفرت کے باوجود میں تم سے دستبردار نہیں ہو پایا. یہ جانتے ہوئے بھی کہ تمہیں میرے خلاف استعمال کیا جاسکتا ہے. میرے گھر کا ہر فرد یہی چاہتا ہے کہ میں تم سے اپنا تعلق توڑ دوں. کیونکہ وہ بھی کہیں نہ کہیں یہ بات سمجھتے ہیں کہ تم ہی وہ واحد ہستی ہو. جو سیاہل خان جیسے مضبوط انسان کو توڑ سکتی ہو. اِسی لیے تو کہتے ہیں محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے. یہ بڑے بڑے سورماؤں کا غرور توڑ کر اُن کو گھٹنوں پر گر جانے پہ مجبور کر دیتی ہے.

میں اِسی لیے چاہتا تھا تم مجھ سے دور رہو. میں نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا اور نہ آگے کبھی ہارنا چاہتا ہوں. لیکن خود کو چاہنے کے باوجود بھی تمہارے قریب آنے سے روک نہیں پارہا. یہ دل بہت بُری طرح دغابازی کر چکا ہے. یہ مجھے مسلسل اُکسا رہا ہے کہ تمہیں پوری دنیا سے چھپا کر ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں

چھپالوں. جہاں کوئی نفرت, کوئی دشمنی نہ ہو. جہاں خانی اسجد بلوچ نہیں بلکہ خانی سیاہل خان ہو.

.تم سیاہل خان کی سانسوں میں بستی ہو. بہت خاص ہو میرے لیے

سیاہل خان شاید زندگی میں پہلی بار کسی بات پر کشمکش کا شکار ہے. کہ اُسے خانی ".اسجد بلوچ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہیے یا نہیں

.سیاہل خان خانی کی کان کی لوح چومتے پیچھے ہٹا تھا

خانی جو مسمرائز سی اُس کی بے پناہ چاہت کا اظہار سن رہی تھی. جس کے بعد وہ .چاہنے کے باوجود سیاہل خان کا نام جپتی اپنی دھڑکنوں کو جھٹلا نہیں پائی تھی

.یہ شخص ہمیشہ کی طرح اپنی پلاننگ میں کامیاب ہوتا خانی کو اپنا مریض بنا گیا تھا

سیاہل خان کے آخری جملے پر خانی نے نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا. یہ .بات خانی کے دل میں تیر کی طرح چبھی تھی

اِس لیے کیونکہ سیاہل موسیٰ خان کو خانی اسجد بلوچ پر بھروسہ نہیں ہے. وہ "
" . سمجھتا ہے کہ خانی زندگی کے کسی مقام پر بھی اُسے دھوکہ دے سکتی ہے

.خانی نے سوالیہ نظروں سے سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا

خانی کو لگا تھا کہ وہ ضرور انکار کر دے گا. مگر اُس کو دھچکا تو اُس وقت لگا جب سیاہل
.خان نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا تھا

اِن سب باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ سیاہل خان کو لگتا ہے. خانی اسجد بلوچ "
بھی شاید اُس پر بھروسہ نہ کر پائے. اور دونوں خاندانوں کی دشمنی کسی ایسے موڑ
پر نہ آجائے جس پر خانی سیاہل خان سے نفرت کرتے اُس سے دور ہو جائے.
".اُسے چھوڑ دے

سیاہل خان کو اپنی بات پر خانی کی آنکھوں میں نمی سی محسوس ہوئی تھی. جو سیاہل
.خان کو کبھی بھی برداشت نہیں ہوتی تھی

.خانی بنا کچھ بولے سیاہل خان کا حصار ڈھیلا ہوتا دیکھ اُس کے پاس سے ہٹ آئی تھی

یہ ساحر اُس کے دل پر اپنا جادو چلا چکا تھا۔ اور اب اُس کی کہیں کڑوی باتیں خانی کے دل پر بہت گراں گزر رہی تھیں۔

ابھی کچھ دیر پہلے جس شخص کی آنکھوں میں اُس نے اپنے لیے بے پناہ دیوانگی دیکھی تھی۔ اب اچانک وہی آنکھیں بہت بے دردی سے اُسے بے اعتبار کہہ رہی تھیں۔

خانی کو معلوم ہو رہا تھا کہ سیاہل خان بہت ہی ٹف انسان ہے۔ جسے سمجھنا اپنا بنانا دنیا کا سب سے مشکل کام ہونے والا تھا۔

خانی چند لمحوں میں دل پر گزر جانے والی قیامت پر ویسے ہی بہت گھبراہٹ کا شکار تھی۔ اُوپر سے ابھی جو باتیں سیاہل خان نے اُسے بولی تھیں۔ اُنہوں نے اُسے بہت ہرٹ کیا تھا۔

" ایڈیٹ کسی کا دل رکھنا بھی نہیں آتا۔ کیا ہو گیا ہے۔ مجھے کیوں میرا دل اِس شخص کی جانب کھینچ رہا ہے۔ مجھے تو کبھی کسی کی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا نا۔ تو اب سیاہل خان کا یوں بے اعتبار کیا جانا مجھے کیوں اتنی تکلیف دے رہا ہے۔

نہیں میں اِس شخص سے دل کا ایسا کوئی رشتہ کبھی نہیں جوڑنا چاہتی. آخر ہو کیا گیا ہے مجھے."

.خانی سیاہل خان سے دور ہوتی دروازے کی جانب بڑھی تھی

" خانی.. "

سیاہل خان کی بھاری بوجھل آواز نے خانی کے قدم وہیں جکڑ لیے تھے. وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا پائی تھی.

سیاہل خان بھلا اپنی خانی کو اِس طرح ناراض کیسے بھیج سکتا تھا. اِس لیے سیاہل خان نے پیچھے سے جا کر خانی کو اپنے بازو میں بھر لیا تھا.

" مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی سیاہل خان. پلیز جانے دو مجھے. "

خانی نے اُس کے دونوں بازو اپنے گرد سے ہٹانے چاہے تھے. جس کے جواب میں سیاہل نے اُس کے ہاتھوں کو بھی قید کر لیا تھا.

"کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے. کہاں تھا نا مجھے محسوس مت ہونے دینا کہ خانی کو سیاہل سے محبت ہو گئی. "

سیاہل نے خانی کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتے اُس کے بالوں کی نرماہٹیں محسوس کرتے پوچھا تھا.

سیاہل خان کی بڑھتی جسارتوں پر خانی کی جان آدھی ہو چکی تھی.

اُس کو لگ رہا تھا کہ اگر مزید وہ اِسی طرح اِس شخص کے حصار میں اِس کے قریب کھڑی رہی تو اُس کی سانسیں ضرور تھم جائیں گی.

"نہیں کرتی محبت بلکل بھی نہیں. نفرت کرتی ہوں تم سے شدید نفرت. اتنی کہ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی. دور رہو مجھ سے. نہیں پسند مجھے تمہارا میرے قریب آنا. "

خانی کو اب خود پر بھی شدید غصہ آرہا تھا کہ وہ اِس شخص کی سنگدلی کے بارے میں بہت کچھ سننے کے بعد بھی اِس کے لیے کیسے کچھ فیل کر سکتی تھی.

اِن گزرے پچھلے چند لمحوں میں خانی پر سیاہل خان کے لیے دل میں موجود جذبات کا جو جان لیوا ادراک ہوا تھا. خانی اُسی سے ہی ابھی تک سنبھل نہیں پائی تھی.

اِس لیے اپنے اندر کا غصہ اور خفگی اُسی شخص پر نکالنا چاہا تھا. جو اِس سب کی وجہ تھا.

" کاش کہ سیاہل خان کبھی کسی اور کی پسند کے مطابق چل سکتا. مگر افسوس ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ آگے ہو گا.

خانی اسجد بلوچ تم میری زندگی میں بہت اُونچا مقام رکھنے کے باوجود یہ حق نہیں رکھتی کہ مجھے اپنے قریب آنے سے روک سکو. اُس کے علاوہ جو تم کہو میں اُس پر غور کر سکتا ہوں. "

سیاہل خان نے خانی کی کلائیوں میں پہنے گجروں کو چھوتے وارن کیا تھا. کہ چاہے خانی اُس سے دور جانے کی جتنی بھی کوشش کر لے. جب تک وہ خود نہیں چاہے گا ایسا نہیں ہو سکتا.

تم ہر وقت کیوں دھمکیاں دے کر دوسروں کو اپنی بات منانے پر راضی کرتے "
".رہتے ہو. کیا تمہیں بنا دھونس جمائے بات کرنے کی عادت نہیں ہے

.خانی خود کو اُس کی گرفت سے نکالتے چڑتے ہوئے بولی

تم کیوں ہر وقت مجھ سے لڑنے کو تیار رہتی ہو. کبھی پیار سے بھی بات کرلیا "
".کرو سیاہل خان اتنا بُرا بھی نہیں ہے. ٹرسٹ می

سیاہل جواب دینے کے بجائے اُلٹا اُسی سے سوال کر گیا تھا. اور ایک بار بھرپور
.انداز میں خانی کو خود میں بھینچتے سیاہل خان نے اُسے آزاد کردیا تھا

کیونکہ تم سے آرام سے بات کرنے پر بھی آگے سے دھمکی ہی ملتی ہے. سیاہل"
خان مجھے اِس وقت تم پر اتنا غصہ آرہا ہے کہ میں بیان بھی نہیں کرسکتی. اگر
میرے بس میں ہوتا تو تمہارا اِس وقت وہ حال کرتی کے تم ساری زندگی یاد رکھتے.
تم بہت بُرے, بے حس اور فضول انسان ہو. نہیں کرتے تم مجھ سے محبت. اگر
".محبت کرتے تو اعتبار بھی ہوتا. یہ جھوٹا دیکھاوا مت کرو

.خانی کے ہر ہر انداز سے غصہ, بے چینی اور اضطراب جھلک رہا تھا

جو باتیں سیاہل نے انابی کو اُسے خود سے دور رکھنے کے لیے کہلوائی تھیں. وہ اب خانی کی تکلیف کا باعث بن رہی تھیں. جو اُسے کسی صورت گوارہ نہیں تھا.

سیاہل خان نے بغور اُس کی جانب دیکھا تھا.

جب تک خانی اِس بات کے پیچھے موجود اصل وجہ سے انجان تھی. اُسے اِس طرح خانی کا اُن باتوں سے ٹارچر ہونا بہت بُرا لگ رہا تھا. سیاہل کبھی کسی بھی قیمت پر خانی کی تکلیف کا باعث نہیں بننا چاہتا تھا. جو وہ جانے انجانے میں کر چکا تھا. آج خانی کی نم آنکھیں سیاہل خان کو اچھا خاصہ بے چین کر گئی تھیں.

وہ خانی اسجد کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ اُس کی روح کا حصہ تھی. وہ اُس پر بہت زیادہ یقین کرتا تھا. اور یہ باتیں صرف اُن آگے آنے والے حالات کے لیے پیشن گوئی تھیں. کہ خانی نہ چاہتے ہوئے بھی سیاہل خان کو دھوکہ دے سکتی تھی. اور اگر ایسا ہوا تو سیاہل خان کو واپس پتھر بننے سے کوئی نہیں روک پائے گا.

سیاہل نے آگے بڑھ کر خانی کو دونوں شانوں سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا. اور اُس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اُس کی آنکھوں کے جھانکا تھا.

خانی جو شخص قدم قدم پر دھوکے اور فریب کا ڈسا گیا ہو۔ غیروں سے نہیں " بلکہ اپنے بہت قریبی رشتوں سے تو اُس کے لیے کسی پر بھی اعتبار کرنا زندگی کا سب سے مشکل کام ہے.

میں نے ماہناز بی بی کو جو باتیں کہیں اُن کا یہ مطلب نہیں تھا. کہ میں خانی سیاہل خان پر اعتبار نہیں کرتا. یا وہ دھوکہ باز ہے. میں نے وہ سب صرف اِس لیے کہا کہ اگر ہم دونوں خاندانوں کی دشمنی خانی کو اُس مقام پر لے آئے جہاں اُسے مجھے اور اپنے خاندان والوں کو چننا ہو. تو مجھے پورا یقین ہے وہ مجھے میری محبت کو بے اعتبار کر کے مجھے چھوڑ دے گی. اور یہی ایک حقیقت مجھے تمہارے قریب آنے سے روکتی ہے. ورنہ ایسا کبھی مت سمجھنا کہ سیاہل موسی خان خانی پر بھروسہ نہیں کرتا. اگر اعتبار نہ ہوتا تو تمہیں اُس راز میں کبھی شامل نہ کرتا جو سالوں سے میں نے چھپا کر رکھا ہوا ہے. میں کئی بار بول چکا ہوں. کہ میری زندگی میں سب سے اُونچا مقام, سب سے زیادہ اہمیت خانی سیاہل خان کی ہے. "

خانی بلکل ساکت کھڑی سیاہل خان کا ایک ایک لفظ اپنے دل میں اُترتا محسوس کر رہی تھی. وہ نہیں جانتی تھی کہ سیاہل کن حالات کی بات کر رہا ہے. مگر اُسے کہیں نہ کہیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اِس شخص کی اسیری سے بچنا اُس کے لیے اتنا آسان کام نہیں تھا.

آج زندگی میں پہلی بار اُس کا دل اِس انداز میں کسی انسان کے لیے دھڑکا تھا. اور شاید کافی حد تک اُس شخص کی چھا جانے والی شخصیت کے طلسم میں ڈوب چکا تھا.

اُس نے غور کیا تھا کہ جب بھی وہ اُس کا نام خانی اسجد بلوچ لیتا تھا. تو اُس کے انداز میں ایک روکھا پن سا در آتا تھا. جبکہ خانی سیاہل خان کہنے پر اُس کی آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی تھی. اور یقیناً یہ اُس کے خاندان سے نفرت کرنے کی وجہ سے ہوتا تھا.

سیاہل خانی کا گال سہلاتے والہانہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا. خانی کی تنے نقوش ڈھیلے پڑتے دیکھ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُس کی باتیں پر خانی کو یقین آ گیا ہے. سیاہل خان خانی کا چہرا پڑھنے کی صلاحیت رکھتا تھا.

"مجھے لگ رہا ہے کہ جیسے مجھے تم سے دوبارہ پیار ہو گیا ہو۔ جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ ایسے لگتا ہے میری ویران خزاں رسید زندگی میں ایک خوبصورت بہار آ گئی ہو.

ویسے تم اپنا سارا غصہ نکال سکتی ہو مجھ پر۔ میرا سینہ حاضر ہے۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہیں بہت گھمایا ہے۔ بہت تنگ کیا ہے۔ مگر اُس سب پر معذرت میں بلکل بھی نہیں کروں گا۔ کیونکہ آگے بھی میں ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں. "

سیاہل ڈھٹائی سے مسکراتا خانی کو زہر لگا تھا۔ اِس بندے نے کتنے دن اُس کا دماغ خراب کیے رکھا تھا۔ اور اب بنا اُس پر شرمندہ ہوئے۔ اپنے کی پر فخریہ انداز میں کھڑا تھا.

خانی کے غصے سے پھولے نتھنوں پر سیاہل کو بہت پیار آیا تھا.

"تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ حشر بگاڑ سکتی ہو۔ اپنا غصہ اُتارنے کے لیے جو کرنا چاہو۔ میں حاضر ہوں. "

سیاہل بانہیں پھیلائے سر خم کرتے جیسے خانی کو اپنا آپ سونپتے بولا.

جس پر بنا کوئی لحاظ کیے خانی نے بھی آگے بڑھ کر ایک زوردار مکہ سیاہل کے سینے پر رسید کیا تھا. مگر اگلے ہی لمحے وہ خود بلبلا اُٹھی تھی.

" تم انسان ہو یا فولاد سے بنے ہو. اُف للہ جی میرا ہاتھ. "

سیاہل خان کے تو کسرتی وجود کو زرا فرق نہیں پڑا تھا. مگر خانی کا ہاتھ اتنے زور سے اُس کے سینے سے ٹکرانے کی وجہ سے درد کرنے لگا تھا.

سیاہل خان چاہنے کے باوجود اپنا قہقہ روک نہیں پایا تھا.

" سردارنی صاحبہ دھان پان سی تو ہو. کیوں خود سے بڑے کام کرنے کا سوچتی ہو. "

سیاہل نے آگے بڑھتے خانی کا ہاتھ دیکھنا چاہا تھا. جو خانی نے ناراضگی سے پیچھے کی جانب کر لیا تھا. یہی بات سیاہل کو بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی.

سیاہل نے خانی کا بازو پکڑ کر اُسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ کر اُس کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے اُس کا ہاتھ تھام لیا تھا.

جبکہ خانی اُس کی جرائت پر تلملا کر رہ گئی تھی. یہ شخص کسی بات میں اُس کی مرضی نہیں چلنے دے رہا تھا.

" . سردارنی صاحبہ اپنا حلیہ ٹھیک کرو. ہمیں ابھی کہیں جانا ہے "

خانی کے ہاتھ پر ہونٹوں کا مرہم رکھتا سیاہل نیا آرڈر جاری کر گیا تھا.

اُس کی شوخ نگاہیں خانی کے بکھرے حلیے پر تھیں. جو اُسی کی کرم نوازی سے ہوا تھا. دوپٹہ بچارہ نیچے لٹک رہا تھا. شال بھی ایک کندھے سے ڈھلک چکی تھی. اور کھلے لمبے بال خانی کے نازک وجود کو ڈھانپے ہوئے تھے.

" چھوڑو مجھے. مجھے اب حویلی واپس جانا ہے. تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا. تمہارا کیا بھروسہ اغوا کر کے اپنی حویلی لے جاؤ. "

سیاہل خان کی گہری پرشوق نظریں خانی کو کنفیوز کر رہی تھیں. اُس کے حصار سے آزاد ہوتے وہ چڑ کر بولی تھی. اُس میں اب ہمت نہیں بچی تھی. مزید تھوڑی دیر بھی اِس شخص کی گہری بولتی نظریں برداشت کرنے کی.

جبکہ اُس کی بات پر سیاہل کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا.

اغوا کرنا ہوتا تو بہت پہلے کر چکا ہوتا. پھر بھی اچھا آئیڈیا ہے. کبھی ضرورت " پڑنے پر سوچا جا سکتا ہے اِس بارے میں بھی. "

اپنی بات کے ایسے جواب پر خانی کا دل چاہا تھا اپنا ماتھا پیٹ لے.

جب اچانک سیاہل کا فون بجنے پر خانی نے اپنی جان بخشی پر سکون کا سانس لیا تھا.

سیاہل فون کان سے لگا تا ونڈو کے پاس جا کھڑا ہوا تھا.

جبکہ خانی اُس کو دوسری طرف متوجہ دیکھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر کھڑے ہوتے بال باندھنے لگی تھی.

مگر پھر بھی اُسے گاہے بگاہے سیاہل خان کی نظروں کی تپش خود پر محسوس ہوتی تو اُس کے ہاتھ کانپ جاتے.

" چلیں. "

سیاہل فون بند کر کے خانی کے پاس آتا اُسے بنا بولنے کا موقع دیئے ہاتھ تھام کر باہر نکل آیا تھا.

"مجھے کہیں نہیں جانا چھوڑو مجھے. شہرام کو بلاؤ مجھے جانا ہے اُس کے ساتھ واپس."

خانی مسلسل اُس سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی ساتھ چلی آرہی تھی.

جب ایکدم سیاہل اپنے قدم روکتے خانی کی جانب مڑا تھا.

"شہرام اور نگار کچھ ٹائم پہلے ہی کراچی کے لیے نکل چکے ہیں. تم فکر مت کرو اِس وقت تم سب سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ میں ہو. تمہیں بحفاظت تمہاری حویلی پہنچا دیا جائے گا. مگر اُس سے پہلے اپنی زندگی کے کچھ بہت خاص لوگوں سے ملوانا چاہتا ہوں میں اپنی سردارنی کو. "

نگار کے ذکر پر خانی کو اُس کی ریکویسٹ یاد آئی تھی.

"کیا تم نگار کی غلطی معاف کر سکتے ہو. اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے. اور اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہے وہ. "

.خانی کی بات پر سیاہل کی آنکھوں میں غصے کی شدید لہر دوڑ گئی تھی

" ایک بہن نہیں بلکہ بیٹی کی طرح سینے سے لگا کر پالا ہے میں نے اُسے. مگر اُس نے صرف ایک عمل سے میرے مان, بھروسہ, یقین کی دھجیاں اڑا دیں.

معاف تو اُسے اُس دن ہی کر چکا تھا. جس دن شہرام سے اُس کے نکاح کا فیصلہ کیا تھا. مگر اتنی جلدی واپس اُسے پہلے والا مقام دینا میرے لیے اتنا آسان نہیں ہو گا. "

خانی کو بات کرنے کے دوران سیاہل کی آنکھوں میں ایک عجیب سا درد نظر آیا تھا. جسے وہ بہت ہی مہارت سے چھپاتا چہرا موڑ گیا تھا. شاید ابھی وہ خانی کو اپنے درد بتانے کے قابل نہیں سمجھتا تھا. خانی یہی اندازہ کر پائی تھی.

.سیاہل خان بات ختم کرتا اُسی طرح خانی کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا

" .ایک منٹ رکو یہ, یہ کیا پلیز مجھے اِن پر نہیں چلنا "

ہال کے دروازے سے باہر رکھتے ہی خانی کی ہلکی سی چیخ بر آمد ہوئی تھی. کیونکہ باہر کی زمین عجیب و غریب قسم کے لاتعداد کیڑوں سے بھری ہوئی تھی. وہاں

پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی. شاید یہ یہاں ارد گرد جنگلات اور بہت زیادہ گھاس ہونے کی وجہ سے بڑی تعداد میں پائے جاتے تھے.

" سچ سچ مجھے نہیں پتا تھا. میری بیوی اتنی ڈرپوک ہے. "

خانی کی ڈری شکل دیکھ سیاہل نے بنا ایک منٹ ضائع کیے خانی کو اپنی بانہوں میں اُٹھالیا تھا. جس پر خانی بھونچکا کر رہ گئی تھی.

سیاہل خانی کو بانہوں میں بھرے گاڑی کی جانب بڑھا تھا.

جو جگہ آتے وقت ملازمین سے بھری ہوئی تھی. وہاں اِس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا. شاید اُنہیں پہلے ہی یہاں سے ہٹا دیا گیا تھا.

خانی کو بہت ہی نرمی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھاتے سیاہل خان خود ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا تھا.

" یہ کیا تھا. سیاہل خان میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے. "

خانی کے دل سے سیاہل خان کے لیے غصہ ختم ہو چکا تھا۔ مگر وہ ابھی اتنی جلدی اِس بات کا اقرار نہیں کرنا چاہتی تھی.

اِس مغرور شخص نے اُسے جتنا تنگ کیا تھا۔ اُسے اِس بات کا بدلہ بھی تو لینا تھا.

" تم مجھے چیلنج کر رہی ہو. "

گاڑی سٹارٹ کرتا سیاہل ایک دم خانی کی جانب پلٹا تھا۔ اُس کے تاثرات ایسے تھے۔ جیسے اُس نے خانی کی بات بہت سیریس لی ہو.

" نہیں میں پاگل نہیں ہوں۔ ایسے چیلنج میں نہیں کرتی جسٹ وارن کر رہی ہوں. "

خانی نامحسوس انداز میں دروازے کے قریب ہوتی اُسے گھورتے ہوئے بولی.

جس نے قسم کھا رکھی تھی اُس کی کوئی بات بھی سیریس نہیں لے گا.

جبکہ اُس کا یوں خفگی دیکھانا سیاہل کو بہت مزا دے گیا تھا.

" ایک تو خود ایسی حرکتیں کرتی ہو۔ اُوپر سے پیار کرنے پر بھی غصہ کرتی ہو. "

خانی کی حرکت پر چوٹ کرتے خود کو کوئی بھی گستاخی کرنے سے باز رکھتے سیاہل نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی.

جبکہ خانی اُسے ڈرائیونگ کی جانب متوجہ دیکھ سکون کا سانس لے کر باہر کے خوبصورت نظارے دیکھنے لگی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل خانی کو ایک بہت ہی خوبصورت وادی میں لے آیا تھا. رات ہو چکی تھی. اور وہاں رات کا منظر بہت ہی دلفریب اور رومانوی تھا.

خانی کے چہرے پر پھیلتی زندگی سے بھرپور مسکان سیاہل کو اندر تک سرشار کر گئی تھی. وہ ویسے ہی نئی نئی جگہیں دیکھنے کی دیوانی تھی. اور یہ جگہ تو اُسے یہاں کا سب سے خوبصورت حصہ لگا تھا.

سڑک کے ایک طرف نہر کا پانی بہہ رہا تھا۔ جس کے کناروں پر لگی روشنیاں رات کے وقت اُس کی دلکشی میں اضافہ کر رہی تھی۔ جبکہ دوسری طرف خوبصورت پہاڑی سلسلہ ختم ہو کر اب آبادی شروع ہو چکی تھی۔

پہاڑ اور نہر کے درمیان چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی خوبصورت مکان موجود تھے۔

"واؤ کتنی پیاری اور پر سکون جگہ ہے یہ۔"

خانی کب سے خود پر کنڑول کرتی آخر ایکسائٹمنٹ کے مارے بول ہی پڑی تھی۔

سیاہل نے گاڑی سڑک کے کنارے ایک طرف روک دی تھی۔ جہاں کچھ فاصلے پر مکانوں کے باہر کچھ لوگ شاید اُنہیں کے استقبال میں کھڑے تھے۔

گاڑی کے رکتے ہی اُن میں سے کچھ نے احتراماً آگے بڑھتے سیاہل کی طرف کا دروازہ کھول دیا تھا۔

جبکہ سیاہل نے نیچے اُترتے سب سے پہلے خانی کی جانب جاتے اُس کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اُسے نیچے اُتارا تھا۔ وہاں موجود سب لوگوں کی رشک بھری نظریں خانی پر پڑی تھیں.

خانی کو ساتھ لیے سیاہل چہروں پر خوشی اور محبت کے جذبات لیے کھڑے اپنے لوگوں کی طرف بڑھ گیا تھا.

"ماشاءاللہ آج تو ہمارے غریب خانے کی شان بڑھادی سردار سائیں آپ نے. بہت پیاری جوڑی ہے. اللہ اِس جوڑی کو ہمیشہ سلامت رکھے. اور ہر قسم کی نظر بد سے بچائے. سردار سائیں سردارنی جی تو ہماری سوچ سے بھی زیادہ پیاری ہیں."

مختلف آوازیں خانی کے کانوں میں پڑتیں اُس کے اندر عجیب سی فیلنگز پیدا کر رہی تھیں. پہلی دفعہ اُسے سرعام سیاہل خان کے حوالے سے پکارا جارہا تھا.

وہاں اُس گاؤں کے بہت سے لوگ جمع تھے. اور جس قدر محبت اور خلوص سے خانی سے ملے تھے اور اُسے ویلکم کیا تھا. خانی کے چہرے سے مسکراہٹ ہٹ ہی نہیں رہی تھی.

وہاں موجود سب خواتین اُسے ایسے ٹریٹ کر رہی تھیں. جیسے وہ آسمان سے اُتری کوئی نازک پری ہو. مگر جو بھی تھا سردارنی کہنے پر جہاں وہ سیاہل خان پر چڑھ جاتی تھی. اِس وقت اُسے اپنے لیے یہ نام سن کر بہت اچھا لگ رہا تھا.

اُنہوں نے بیٹھنے کا انتظام باہر ہی کیا ہوا تھا. جہاں ایک طرف خواتین جبکہ دوسری طرف مرد بیٹھے ہوئے تھے. خانی کو اُن سب کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے اُنہیں پہلے سے معلوم ہو کہ وہ دونوں یہاں آنے والے ہیں. جلد ہی اُسے اِس بات کا جواب مل بھی گیا تھا.

سردارنی جی آپ جانتی ہیں. سردار سائیں یہاں ہر مہینے آتے ہیں. اور ہر بار " ہم لوگوں کی یہی فرمائش ہوتی تھی کہ ہمیں ہماری سردارنی جی سے ملنا ہے.

سردار سائیں ہمیں ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہہ کر ٹال دیتے تھے. اُنہوں نے ہمیں بتایا تھا

کہ آپ شاید کراچی میں پڑھ رہی ہیں. اِس لیے نہیں آسکتیں. ہم سب کی بہت خواہش تھی. اُس خوش قسمت لڑکی سے ملنے کی جو سردار سیاہل موسیٰ خان کی بیوی ہے. اور آج جب صبح ہمیں خبر ملی کہ آج آپ لوگ آرہے ہیں تو آپ سوچ بھی نہیں سکتیں. ہم سب کتنے خوش تھے. آپ بہت اچھی اور پیاری ہیں.

" . ہمارے سردار سائیں کے ساتھ بہت سوٹ کرتی ہیں

وہاں موجود خواتین کے اپنے بارے میں ایسے اشتیاق انگیز خیالات پر خانی مسکرائے بنا نہ رہ سکی تھی. بلوچستان میں اُس کے خاندان کے علاوہ شاید ہی ایسا کوئی انسان تھا جو اِس شخص کا دیوانہ نہ ہو.

" . لگتا ہے بہت پیار ہے اِس گاؤں والوں کو اپنے سردار سے "

خانی نے کچھ فاصلے پر بیٹھے سیاہل خان کی جانب دیکھتے اُن سے سوال کیا تھا.

وہاں اسپیشل سیاہل خان کے لیے اُنہوں نے صوفہ ارینج کر کے رکھا ہوا تھا. مگر سیاہل نے اُس پر بیٹھنے کے بجائے اُن سب لوگوں کے ساتھ وہاں بچھی چارپائیوں پر بیٹھنے کو ترجیح دی تھی.

چارپائی پر رکھے گھاؤ تکیے سے ٹیک لگائے وہ بڑے ہی آرام دہ انداز میں بیٹھا ہمیشہ کی طرح بہت شاندار لگ رہا تھا.

خانی نے نوٹ کیا تھا کہ وہ کبھی کبھی کسی بات پر مسکرا بھی دیتا تھا. مگر یہ وہ مسکراہٹ نہیں تھی. جو خاص خانی کے لیے مختص تھی.

وہ بہت ہی عاجزی سے اُن کے درمیان بیٹھا چاندی کے خوبصورت سے گلاس میں اُن کی طرف سے پیش کیا گیا گرم دودھ پی رہا تھا.

اِس وقت خانی کا بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا سیاہل خان سے نظریں ہٹانے کا.

مگر وہ اُس سے نظریں ہٹاتی خواتین کی بتائی جانے والی باتوں کی طرف متوجہ ہوئی تھی.

"کچھ سال پہلے آنے والے سیلاب میں ہمارا پورا گاؤں بہہ گیا تھا. ہمارے گھر مال مویشی کچھ بھی نہیں بچا تھا. اُس مشکل گھڑی میں سردار سائیں نے ہماری بہت مدد کی. یہ ساری جگہ اُنہیں کی ملکیت تھی. اُنہوں نے ناصرف ہمیں جگہ دی بلکہ اِس پر یہ سارے مکانات بھی تعمیر کروا کر دیئے. اِس گاؤں کا ہر شخص اُن

کے لیے بہت محبت اور عقیدت رکھتا ہے. اُن کی خاطر ہم لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں. اور آپ جانتی ہیں. وہ جب بھی پریشان ہوتے ہیں. تو ذہنی سکون کی خاطر یہیں آتے ہیں. "

اُن عورتوں کی بات پر خانی نے بے اختیار سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا. مگر اُسے اپنی جگہ پر بیٹھا نہ پا کر خانی کی نظریں لاشعوری طور پر اُسے ڈھونڈنے لگی تھیں.

مگر سیاہل خان وہاں بیٹھے لوگوں میں کہیں بھی موجود نہیں تھا. اُسے وہاں نہ پا کر خانی کی تلاشتی آنکھوں میں فکرمندی سی اُبھری تھی. وہ اُسے یہاں اِن لوگوں میں چھوڑ کر خود کہاں چلا گیا تھا.

اِس سے پہلے کہ خانی اُن میں سے کسی سے کچھ پوچھتی اُس کی نظر گاڑی سے کچھ فاصلے پر کھڑے سیاہل خان پر پڑی تھی.

جو فون پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ خانی کی جانب بھی دیکھ رہا تھا. دونوں کی نظریں ملنے پر خانی اپنی چوری پکڑے جانے پر جزبز سی ہوئی تھی. اُس کے چہرے

پر موجود محظوظ کن مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ اُسے اپنے لیے فکر مند ہوتا دیکھ چکا ہے.

اِس سے پہلے کہ خانی نظروں کا زاویہ بدلتی سیاہل نے آنکھوں کے اشارے سے سب ٹھیک ہونے کا پوچھا تھا. جس پر خانی بہت ہی فرمانبرداری سے سر اثبات میں ہلاتی جواب دے گئی تھی.

اِن لوگوں کی باتیں سن کر خانی کے دل میں سیاہل خان کی عزت کئی گنا بڑھ چکی تھی. اُس نے سیاہل خان کو جیسا انسان سمجھا تھا. وہ اُس کے بلکل اُلٹ نکلا تھا.

خانی نا چاہتے ہوئے بھی سیاہل خان کے بارے میں سوچنے لگی تھی. اور ایسا کرتے نجانے کیوں اُسے بہت اچھا لگ رہا تھا.

اِس شخص کا ہر روپ ہی مقابل کو اپنا گرویدہ بنا دیتا تھا. چاہے وہ اگنور کرنا ہو, غصے بھرا اجلالی انداز ہو یا کچھ دھمکاتا وارن کرتا لہجہ ہو یا پھر شوخی سے چھیڑتا مذاق اُڑاتا, محبت جتاتا اور کیئر سے بھرپور اپنا بناتا سب سے منفرد اور پیارا رُوپ. سیاہل خان ہر وقت مقابل کو اپنے آگے چاروں شانے چت گرانے کو تیار رہتا تھا.

اور ہر بار خود کو اُس کے وار سے بچانے والی خانی کے انداز اِس بار کافی بدلے بدلے لگ رہے تھے. جنہیں خانی جان کر بھی انجان بننے کی کوشش کرتے اگنور کیے جا رہی تھی.

مگر زیرک نگاہ رکھنے والے سیاہل خان سے یہ سب بلکل بھی پوشیدہ نہیں رہ سکا تھا. وہ خانی کو اِس بارے میں کچھ بھی نہیں بولنا چاہتا تھا.

بہت اچھا وقت گزار کر وہ دونوں اُس حسین وادی سے لوٹ آئے تھے. آتے وقت وہاں کی عورتوں نے خانی سے دوبارہ آنے کا وعدہ بھی لیا تھا.

خانی کو سیاہل خضدار کی بیرونی حدود تک خود چھوڑنے گیا تھا. جس سے آگے اُسے حویلی کے ایک ڈرائیور کے بھیس میں ملبوس سیاہل کے آدمی نے حویلی تک لے کر جانا تھا.

شہرام نے گھر والوں کو یہی بتایا تھا کہ وہ خانی کو اپنے کسی دوست کی شادی میں ساتھ لے کر آیا ہے. اور اب اچانک کوئی ضروری کام آجانے کی وجہ سے اُسے شہر جانا پڑا تھا. اسی لیے حویلی سے شہرام کے بلائے گئے ڈرائیور جو کہ حقیقت

میں سیاہل خان کا آدمی تھا نے خانی کو حویلی تک لے کر جانا تھا. اُس کے ساتھ سیکیورٹی گارڈز بھی موجود تھے.

خانی کو گاڑی میں بیٹھانے سے پہلے سیاہل کے دل کو اچانک کیا ہوا تھا کہ خانی کو اپنے سینے میں بھینچتے اُسے اپنی ذات کا احساس بخش گیا تھا.

" اپنا خیال رکھنا. تم اُس حویلی میں بلکل سیف ہو. میرے بہت سے لوگ ہر وقت تمہارے آس پاس موجود ہیں. لیکن پھر بھی اگر کوئی مسئلہ ہو تو میرے اِس نمبر پر کانٹکیٹ کرنا. یہ تمہارے لیے ہمیشہ آن رہے گا.

میری ایک بات یاد رکھنا. اُس حویلی میں انابی کے علاوہ کسی پر بھی بھروسہ مت کرنا. تم میرے لیے بہت قیمتی ہو. اگر تم پر آنچ بھی آئی تو میں اُس حویلی کو آگ لگا دوں گا. "

خانی کی خوشبو اپنی سانسوں میں اُتارتے سیاہل خان کا ایک ایک لفظ اُس کی دیوانگی کی گواہی دے رہا تھا.

خانی کتنے لمحے تو سیاہل خان کی مضبوط پناہ گاہ میں ہل بھی نہیں پائی تھی. سیاہل کی پر شدت زندگی سے بھرپور لمس خانی کو کسی اور ہی دنیا میں پہنچا گئی تھی.

"تھینکس مجھے نہ پا کر میرے لئے فکر مند ہو کر مجھے اپنے آس پاس تلاشنے کے لیے. وہ لمحہ میرے لیے بہت خاص تھا."

خانی کے ماتھے پر بوسہ دیتے سیاہل خان اُس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتا واپس پلٹ گیا تھا.

جبکہ بے جان قدموں سے گاڑی میں بیٹھتی خانی کو لگا تھا کہ جیسے جاتے جاتے وہ شخص اُس کا دل بھی اپنے ساتھ لے گیا ہو.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"انابی انابی کہاں ہیں آپ."

خانی انابی کو ڈھونڈتی اُن کے کمرے میں داخل ہوئی تھی. مگر وہاں کا منظر اُسے شاک کرنے کے لیے کافی تھا.

وہاں ایک لڑکی چادر میں خود کو چھپائے گھٹنوں میں سر دیے فرش پر بیٹھی بُری طرح سسک رہی تھی.

" انابی یہ کون ہے. اور اِس بُری طرح سے رو کیوں رہی ہے. کیا ہوا ہے اِسے."

خانی اُس لڑکی کی جانب فکر مندی سے دیکھتی انابی سے مخاطب ہوئی تھی.

" یہ بچاری ذوالفقار سائیں کے بھتیجے کے خون بہا میں آئی ہے. ابھی تھوڑی دیر بعد ارباز سائیں سے نکاح ہے اِس کا."

انابی نے جیسے خانی کہ سر پر بم پھوڑا تھا.

" واٹ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ. ایسا کیسے ہو سکتا ہے. ارباز کی تو پہلے سے ہی شادی ہو چکی ہے. "

خانی کی ہمدردی بھری نظریں اُس قدمی رنگت مگر بے حد پرکشش نقوش والی لڑکی پر تھیں.

" اِسے کونسا وہ درجہ دیا جائے گا. "

انابی بھی جیسے دکھ کی انتہا پر تھیں.

" مگر ارباز سے ہی کیوں. باقی کسی سے کیوں نہیں. "

خانی اِس لڑکی کی خاطر کچھ کرنا چاہتی تھی جب اُس کے دماغ میں اچانک ایک بلب روشن ہوا تھا.

یہاں کچھ دن رہ کر وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی. کہ ارباز کے علاوہ اُس کے باقی کزنز بھی کسی حد تک شہرام اور میران کی نیچر کے تھے. اگر اِس لڑکی کا نکاح اُن میں سے کسی سے ہو جاتا تو یہ بہت حد تک ظلم سہنے سے بچ سکتی تھی.

".کوئی اور اِس سب میں دلچسپی نہیں رکھتا "

انابی کا جواب سنتے خانی اُس کمرے سے نکل آئی تھی۔ اُسے جو بھی کرنا تھا۔ جلد از جلد کرنا تھا۔

اُس کا رُخ میران کے کمرے کی جانب تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ملازمہ سے اُسے پتا چلا تھا کہ میران واپس آ چکا ہے۔ مگر وہ ناراضگی کی وجہ سے اُس سے ملنے نہیں گئی تھی۔ لیکن اِس وقت ساری ناراضگی بھلائے وہ میران سے مل کر اُسے راضی کرنا چاہتی تھی۔ کہ وہ اِس لڑکی کو اِس ظلم سے بچا کر اپنے نکاح میں لے لے۔

"بھائی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

خانی نے ناک کر کے میران کے کمرے میں داخل ہوتی بنا اُس کا حال چال پوچھے آنے کی وجہ بیان کی تھی۔

"لگتا ہے میری گڑیا بہت سخت ناراض ہے اپنے بھائی سے۔"

میران صوفے سے اُٹھ کر خانی کے قریب آتے محبت سے بولا.

" جی بہت سخت ناراض ہوں. مگر اُس بارے میں ابھی بات نہیں کرنا چاہتی.

ابھی مجھے آپ سے ایک اور فیور چاہیے. "

خانی پچھلی بات چھیڑ کر ٹائم ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی. اِس لیے مین مُدعے پر آئی تھی.

" میری گڑیا کو مجھ سے کچھ بھی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے. تمہاری ہر خواہش ہر فرمائش پوری کرنے کو تیار ہوں. "

میران صرف اپنی لاڈلی بہن کی ناراضگی دور کرنا چاہتا تھا.

" پرامس کریں جو میں کہوں گی کریں گے. "

خانی نے پراسرار انداز میں مسکراتے اپنی ہتھیلی سیاہل کے آگے پھیلا دی تھی.

" پرامس. "

میران خانی کا ہاتھ تھامتا بنا اصل بات جانے حامی بھر گیا تھا.

" .آپ کو خون بہا میں آئی لڑکی سے ارباز بھائی کی جگہ خود نکاح کرنا ہو گا "

.خانی نے بہت ہی پر سکون انداز میں اُس پر بم پھوڑا تھا

.واٹ. یہ کیسا مذاق ہوا. خانی یہ باتیں مذاق میں کرنے والی بلکل بھی نہیں ہیں "
"

میران یہی سمجھا تھا کہ خانی مذاق کر رہی ہے. اِس لیے اُسے ٹوکتے مڑ کے
.سامنے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا تھا

میں جانتی ہوں سب. اور نہ ہی میں اِس بارے میں کوئی مذاق کر رہی ہوں. "
میں بلکل سیریس ہوں اور چاہتی ہوں. آپ اُس لڑکی کو اِس ظلم سے بچا لیں.
ارباز کا وحشیانہ اور ظالمانہ پن یہاں رہ کر میں اچھے سے دیکھ چکی ہوں. اِس لیے
اُس لڑکی کا نکاح میں کسی صورت ارباز سے تو ہونے نہیں دوں گی. چاہے مجھے
" .اُس کے لیے آغا جان سے ہی کیوں نہ لڑنا پڑے

میران کو خانی سے ایسی کسی بات کی امید بلکل نہیں تھی. لیکن وہ اتنا بھی جانتا تھا کہ اُس کی بہن اپنی آنکھوں کے سامنے اتنا ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی. اِس لیے وہ جو کہہ رہی تھی اُس پر عمل کر بھی سکتی تھی.

" گڑیا یہ کیسی ضد ہے. تم بلاوجہ اِن سب باتوں میں کیوں پڑ رہی ہو. آغا جان فیصلہ کر چکے ہیں ارباز سے اُس کے نکاح کا. اب میں کچھ نہیں کر سکتا. "

میران نے بہت ہی نرمی سے خانی کو سمجھانا چاہا تھا.

" نکاح کا فیصلہ ہوا ہے. نکاح تو نہیں ہوا. آپ پلیز جا کر بچا لیں نا اُس لڑکی کو. وہ بہت رو بھی رہی تھی. میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ میرے مجبور کرنے پر زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ لیں. آپ بعد میں اپنی مرضی اور پسند سے شادی کر لیجیئے گا. مگر اِس وقت صرف اُس لڑکی کو اپنا نام دے کر ارباز سے بچا لیں. "

خانی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ میران کو کیسے راضی کرے.

خانی انف از انف. ارباز اگر مزاج کا تیز ہے تو اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اتنا " وحشی ہے کہ اُس لڑکی کو کھا جائے گا. مجھے اب مزید اِس ٹاپک پر کوئی بات نہیں " .کرنی. اب تم جا سکتی ہو

میران لہجے میں سختی بھرے دو ٹوک انداز میں کہتا خانی کو وہاں سے جانے کو بول .گیا تھا

کیا واقعی ارباز وحشی نہیں ہے. اگر اُس لڑکی کی جگہ آپ کی بہن اِسی پوزیشن " میں ہوتی اور اُس کا نکاح کسی ایسے شخص کے ساتھ ہو رہا ہوتا. تو تب بھی آپ ایسا .ہی سوچتے

آپ جانتے ہیں یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے. اگر آج آپ اپنا ظرف بڑا کر کے کسی کی بہن کو تحفظ دیں گے. تو کیا پتا وقت آنے پر کوئی آپ کی بہن کو بھی ایسے ہی بچا لے. وہ لڑکی نہ ہی کس کی قاتل ہے اور نہ مجرم. اور کسی بے گناہ پر اپنی آنکھوں کے سامنے خاموش کھڑے رہ کر ظلم ہوتے دیکھنا بھی گناہ ہے. آپ ایسا گناہ کرنے کی ہمت رکھتے ہونگے پر اللہ کا شکر ہے میں ابھی اتنی بے حس نہیں

ہوئی. اُس لڑکی کی زندگی ہمیشہ سے جہنم ہونے سے بچانے کے لیے مجھے جو کچھ کرنا پڑا میں کروں گی. "

خانی میران کو شکوے اور ناراضگی بھری نظروں سے دیکھتی اُس کا ضمیر جگانے کی ہلکی سی کوشش کرتی وہاں سے پلٹ آئی تھی.

" ایک منٹ رکو. میں تیار ہوں. صرف اپنی بہن کے صدقے اور آج تو تم نے اپنے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں. اگر نیکسٹ خود کو اِس طرح کسی سے کمپیئر کیا تو میں بلکل بھی بات نہیں کروں گا تم سے. "

میران لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اپنی بہن سے کس قدر پیار کرتا تھا. خانی کا زرا سا اپنا حوالہ دے کر آئینہ دیکھانا اُسے اچھا خاصہ ہلا گیا تھا. وہ یہ بات کیسے بھول سکتا تھا کہ خانی ابھی بھی سیاہل خان کے نکاح میں تھی.

ابھی چاہنے کے باوجود وہ اُسے سیاہل خان سے آزاد نہیں کروا پایا تھا. سیاہل خان خانی کو کسی صورت چھوڑنے کو تیار نہیں تھا. جبکہ میران سیاہل کا نام اپنی بہن کے نام سے ہٹانا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے سیاہل کے خانی کو چھوڑنے سے مسلسل

انکار پر طیش میں آکر قاتلانہ حملہ کروایا تھا. مگر سیاہل خان اُس میں سے بھی بہت ہی ہوشیاری سے بچ نکلا تھا. مگر میران کسی صورت خاموش بیٹھنے کو تیار نہیں تھا. وہ پھر ایسا ہی کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا. مگر آغا جان نے اُسے نجانے کیوں دوبارہ ایسا کوئی بھی انتہائی قدم اُٹھانے سے روکا ہوا تھا.

خانی میران کے فیصلے پر بہت خوش ہوئی تھی. وہ جانتی تھی اُس کا بھائی اُس کی بات کا مان ضرور رکھے گا. خانی اُس سے اُس دن سیاہل پر کروائے گئے قاتلانہ حملے کی تصدیق چاہتی تھی. لیکن ابھی وہ ایسا کچھ بھی پوچھ کر میران کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی. اِس لیے اِس بارے میں بعد میں ڈسکشن کرنے کا سوچتی وہ انابی کو یہ گڈ نیوز دینے کے لیے خوشی خوشی لوٹ آئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

ارباز کے بہت زیادہ ہنگامہ کرنے کے باوجود آغا جان نے اُس لڑکی کا نکاح میران سے کروا دیا تھا. پہلی دفعہ اُن کے پوتے نے اُن سے کچھ مانگا تھا. وہ اُسے انکار کر کے ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے.

خانی اپنی پہلی جیت پر بے انتہا خوش تھی. بشرا بیگم نے نکاح کہ بعد اُس لڑکی کو اچھا خاصہ بے عزت اور اُس کی تذلیل کرتے کچن میں جا کر سب کا کھانا بنانے کا حکم دیا تھا.

خانی کو اِس وقت اُن پر بہت غصہ آیا تھا. جنہیں اُس دھان پان سی ڈر اور خوف سے کپکپاتی لڑکی پر زرا سا بھی رحم نہیں آرہا تھا. اُس بخار میں تپتی نقاہت زدہ لڑکی کے آہستہ چلنے پر وہ اُسے کچھ زوردار تھپڑ بھی رسید کر چکی تھیں. جیسے اُن کے بھائی کا قتل اِسی لڑکی نے کیا ہو.

" مجھے اِس لڑکی سے اپنا کام کروانا ہے. آپ کھانا کسی اور سے بنوالیں. "

خانی ضبط نہ کر پاتے اُس لڑکی کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی. جبکہ بشرا بیگم اپنی حکم عدولی پر پیچھے سے پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھیں.

اگر سیاہل خان کا حوالہ اور آغا جان کا ہاتھ خانی کے سر پر نہ ہوتا تو وہ اب تک اِس لڑکی کی اکڑ مٹی میں ملا چکی ہوتیں. جس پر ویسے ہی ہر وقت مظلوموں سے ہمدردی کا بھوت سوار رہتا تھا.

" کیا نام ہے آپ کا. "

خانی اُسے اپنے ساتھ لا کر بیڈ پر بیٹھاتی نرم لہجے میں بولی.

وہ لڑکی خود کو سیاہ چادر میں چھپائے یہاں کے ہر فرد سے چھپنے کی سعی میں تھی.

مگر خانی کا نرم لہجہ. اور ہر جگہ اپنی ڈھال بنتا دیکھ وہ لڑکی اُس کے ساتھ تھوڑی نارمل ہوئی تھی.

" شہرین "

یک لفظی جواب دے کر اُس کے ہونٹ دوبارہ آپس میں پیوست ہو گئے تھے.

گندمی رنگت بڑی بڑی آنکھیں, ستواں آنسوؤں سے لال ہوئی ناک, پر کشش نقوش کی مالک وہ لڑکی خانی کو بہت پسند آئی تھی. اُس کا دل چاہا تھا کہ یہی لڑکی

ہمیشہ اُس کی بھابھی رہے۔ جو بہت ہی معصوم اور بے ضرر سی تھی. اُس کے دھیمے مزاج بھائی کے ساتھ بہت سوٹ بھی کرتی.

مگر اب وہ اِس سے زیادہ اِس لڑکی کے لیے مزید کچھ نہیں کر سکتی تھی. میران کے دل میں جگہ یہ خود ہی بنا سکتی تھی.

" نام تو بہت پیارا ہے آپ کا. کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گی. میں آپ کی معصوم سی اکلوتی نند ہوں. "

خانی کے تعارف پر وہ لڑکی بہت دقت کے ساتھ اپنے مردہ چہرے پر ہلکی سی مسکان لائی تھی.

خانی نے محسوس کیا تھا کہ وہ لڑکی تیز بخار کی وجہ سے اچھی خاصی نڈھال اور تھکی ہوئی ہے. اِس لیے اُسے مزید کوئی بات کرنے کا ارادہ ترک کرتی اُسے میڈیسن دے کر آرام کرنے کا کہتی باہر نکل آئی تھی. وہ اُس کی طبیعت کی وجہ سے ابھی اُسے میران کے کمرے میں بھیجنا نہیں چاہتی تھی. کیونکہ دوسری طرف میران کے خراب موڈ کا اندازہ تو اُسی وقت ہو چکا تھا. جب وہ نکاح ہوتے ہی بنا کسی سے

کوئی بات کیے حویلی سے نکل گیا تھا. مگر خانی اپنی جگہ مطمئن تھی. اُس نے صحیح وقت پر درمیان میں آتے ایک مظلوم کی زندگی برباد ہونے سے بچالی تھی.

خانی کوریڈور سے گزر رہی تھی جب اُس کے کان میں کچھ فاصلے پر بیٹھی کام کرتی ملازمہ کی بات پڑی تھی.

پہلے تو اُس کا وہم ہی گزرا تھا. مگر وہاں کھڑے ہو کر سننے پر اُسے سمجھ آگئی تھی کہ یہ سیاہل خان کی بات ہی کر رہی ہیں.

".کیا بول رہی تھی آپ لوگ سردار سیاہل خان کے بارے میں "

خانی نے اُن کی جانب مڑتے پوری بات جاننا چاہی تھی. جبکہ خانی کو اِس طرح اپنی جانب متوجہ دیکھ وہ ڈر گئی تھیں. وہ لوگ جانتی تھیں کہ سیاہل خان کا ذکر اِس حویلی میں کرنا بہت بڑا جرم ہے. اُن سے یہ جرم سرزد ہو چکا تھا. اب نجانے اُن کا کیا بننا تھا.

" مجھے ساری بات بتاؤ اُس کے بارے میں کیا باتیں کر رہی تھی. اگر مجھے ساری بات سچ بتا دی تو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی کہ میں نے تم لوگوں کی کوئی بھی بات سنی. "

اُن لوگوں کے ڈرنے پر خانی نے جان بوجھ کر بات اگلوانے کے لیے دھمکی دی تھی. کیونکہ اگر وہ نہ بھی بتاتیں تب بھی خانی نے کسی کو نہیں بتانا تھا.

" وہ بی بی سائیں ہم نے سنا ہے کہ سردار سائیں کی شادی ہو رہی ہے. تو اُسی سلسلے میں آج کل خان حویلی میں بہت زیادہ جشن منایا جا رہا ہے. "

ملازمہ کی بات پر خانی شاک ہوئی تھی.

" کس سے ہو رہی شادی اُس کی. "

خانی اپنے اندر اُٹھتے غصے پر قابو پاتے صرف اتنا ہی بولی.

" اُن کے اپنے ہی قبیلے کی لڑکی ہے کوئی. "

ملازمہ کی بات ختم ہوتے ہی خانی تن فن کرتی اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئی تھی.

"سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو یہ ایڈیٹ شخص. اُس دن تو بہت ڈائیلاگ مار رہا تھا.

جھوٹا دھوکے باز. "

موبائل لے کر ٹیرس کی جانب آتے خانی خود سے ہی بڑبڑا رہی تھی.

"لیکن مجھے اتنا غصہ کیوں آرہا ہے. میں کیوں کرنے لگی فون اُسے. محبت کے دعوے تو وہ مجھ سے کرتا ہے میں تو نہیں. پھر مجھے کیوں بُرا لگ رہا ہے. ایک شادی کرے یا چار. مجھے اُس کے کسی بھی عمل سے کوئی فرق نہیں پڑتا. "

خانی اپنی جان کھاتی مسلسل ٹیرس پر ٹہل رہی تھی. اور ساتھ اُس دن سیاہل خان کے ساتھ بتائے لمحے یاد آکر اُس کا دل مزید دھڑکا رہے تھے.

وہ بظاہر یہی شو کر رہی تھی کہ اُسے فرق نہیں پڑتا مگر اُس کے اندر کی بے چینی اور اضطراب اُس کے چہرے پر صاف دِکھ رہا تھا کہ وہ اِس بات سے کس قدر متاثر ہوئی ہے.

"لیکن میں اُس کی پہلی بیوی ہوں مجھ سے پوچھے بغیر وہ دوسری شادی کیسے کر سکتا ہے. ابھی عقل ٹھکانے لگاتی ہوں اِس کی. "

خانی سیاہل خان کو فون کرنے کا اپنے آپ کو ٹھوس جواز دیتی موبائل کان سے لگا گئی تھی.

جب کچھ ہی سیکنڈز بعد سپیکر پر اُبھرنے والی سیاہل خان کی گھمبیر آواز خانی کی دھڑکنیں مزید بڑھا گئی تھی.

" جی فرمائیں خانی اسجد بلوچ نے کیسے یاد کر لیا ہمیں. سب ٹھیک ہے نا وہاں. "

سیاہل خان کے لہجے میں خانی کے لیے فکر نمایاں تھی.

" میں بلکل ٹھیک ہوں. اور یہاں میرا خیال رکھنے کے لیے بہت سارے لوگ موجود ہیں. آپ کو زیادہ فکر مندی کا ناٹک کرنے کی ضرورت نہیں ہے. "

سیاہل خان کا معصوم بننا خانی کو مزید تپا گیا تھا. جبکہ جواب میں سیاہل خان کا قہقہہ گونجا تھا.

" یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے. مگر پھر میری سردارنی اتنے غصے میں کیوں ہے. کیا مجھ سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہو گئی. "

سیاہل خان کو اِس وقت بہت عجلت میں کہیں نکلنا تھا. اُس کے پاس وقت کم تھا. مگر خانی کی اہمیت ہر چیز سے زیادہ تھی.

سیاہل خان بنا فون کان سے ہٹائے ایک ہاتھ سے اپنی تیاری کرتا خانی کی باتوں کے جواب دینے میں مصروف تھا.

" ہاں بہت بڑی سزا. میں نے سنا ہے تم دوسری شادی کر رہے ہو. تو مجھ سے اجازت لیے بغیر ایسا کیسے کر سکتے ہو. "

خانی اپنی بے چینی کی وجہ زبان پر لے آئی تھی. جبکہ اُس کی بات پر دوسری جانب سیاہل خان ٹھٹھکا تھا.

" کیوں نہیں کر سکتا. "

سیاہل بھی جواب دینے کے بجائے فوری طور پر سوال کر گیا تھا.

" کیونکہ میں تمہاری پہلی بیوی ہوں. اور میری اجازت کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے. "

خانی بنا سیاہل کی چلاکی سمجھے اُس کے سوال کا دو بدو جواب دیتے بہت استحقاق سے اُس پر اپنا حق جتا گئی تھی.

ہوش اُسے تب آیا جب دوسری طرف سے سیاہل کا جاندار قہقہ سنائی دیا تھا.

" آئی لو یو سو مچ بیوی نمبر ون. یہ جملہ بول کر تم نے میرا دن بنا دیا آج. "

سیاہل خان کی سرشار آواز نے خانی کو خود میں جکڑ لیا تھا.

"سیاہل خان اگر چار شادیاں بھی کر لے تب بھی اُس کا دل ہمیشہ کے لیے خانی اسجد بلوچ کا رہے گا.

مگر ایسا کچھ ہے ہی نہیں. وہاں میرے بارے میں ہر وقت ایسی بہت سی افواہیں گردش کرتی رہتی ہیں. لیکن مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میری بیوی نے اُن میں سے کسی پر بھی یقین کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھا. تمہاری یہی باتیں تو اُکساتی ہیں کہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لے آؤں. "

سیاہل خان ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اُسے اپنے حوالے سے معتبر کر گیا تھا.

میں نے یہ سب اِس لیے نہیں پوچھا کہ مجھے اِس سے کوئی فرق پڑتا ہے۔ اِس "
" ۔لیے زیادہ غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے

۔خانی اتنی جلدی ہار نہیں ماننا چاہتی تھی۔ اِس لیے فوراً اپنی بات پر پردہ ڈالتے بولی

میں جانتا ہوں سردارنی صاحبہ۔ آپ کو زرا بھی فرق نہیں پڑتا میں ایک شادی "
" ۔کروں یا چار۔ ہیں نا

۔خانی کو محسوس ہوا تھا کہ جیسے بات کرتے وہ مسکرایا ہو

" ۔ہاں بلکل ایسا ہی ہے "

۔خانی اصل بات جانتے پر اعتماد لہجے میں بولی

" ۔تو پھر بی بی سائیں کو رضامندی دے دوں اپنی دوسری شادی کی "

سیاہل خان کو خانی کو تنگ کرنے میں مزا آتا تھا۔ جبکہ اس کی یہ بات خانی کا اچھا
۔خاصہ خون جلا گئی تھی

" میری طرف سے تم ایک نہیں پچاس شادیاں کرو. لیکن خبردار جو اُس کے بعد ایک بار بھی میرے سامنے آنے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا. نکلے نا تم بھی وہی عام روایتی سردار. "

خانی اُس کی بات پر تپ کر جواب دیتی فون بند کر گئی تھی.

" مجھے کال ہی نہیں کرنی چاہئے تھی. پتا نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو. "

خانی کا غصہ کے مارے بُرا حال ہو چکا تھا. جس شخص کو وہ اپنی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں دینا چاہتی تھی. جانے انجانے میں وہ اُسی کے بارے میں سوچتی اُس کے قریب ہوتی جا رہی تھی.

خانی لاشعوری طور پر نجانے کتنی ہی بار موبائل پر نظر ڈال چکی تھی. اُسے کہیں نہ کہیں اُمید تھی کہ سیاہل خان اُسے کال بیک کرے گا.

مگر اب اُسے لگ رہا تھا کہ اِس مغرور انسان سے دل لگانا یا کسی قسم کی اُمید کرنا سراسر حماقت تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سٹڈی روم میں ریوالونگ چیئر پر جھولتے سیاہل کی نظریں سامنے لگی خانی کی بڑی سی پینٹنگ پر تھیں .

خانی اسجد بلوچ اُس کے سب سے بڑے جانی دشمنوں کی بیٹی تھی. جنھوں نے اُس سے اُس کے جان سے عزیز باپ اور دادا کو چھین لیا تھا. اور اُس پر بھی نجانے کتنی بار حملہ کرواچکے تھے. مگر سیاہل نے بہت کم ہی اُنہیں منہ توڑ جواب دیا تھا. کیونکہ اُس کی سب سے بڑی کمزوری اُن کے پاس تھی .

اور شاید وہ لوگ بھی اِس بات سے واقف تھے. کہ سیاہل خان کے لیے اُس کی بیوی کیا مقام رکھتی تھی. سیاہل خان ڈرتا تھا تو صرف ایک بات سے کے کہیں خانی کبھی اِس دشمنی کے درمیان اُس کے سامنے نہ آکر کھڑی ہو جائے. اُسے دھوکہ نہ دے جائے. کیونکہ اگر ایسا ہوا تو سیاہل خان اتنے سالوں سے دبایا اپنے

اندر کا وحشی پن باہر آنے سے روک نہیں پائے گا. جو اُس نے اپنے خاندان کے خلاف ہونے والی اتنی سازشوں کے باوجود اپنے اندر چھپا کر رکھا ہوا تھا.

مگر اُسے پورا یقین تھا اُس کی خانی اُسے کبھی دھوکہ نہیں دے گی.

خانی کے بارے میں سوچتے اُسے خانی سے ہوئی آج کی بات یاد آگئی تھی. جس پر وہ کھل کر مسکرایا تھا. خانی جتنا اپنے جذبات اُس سے چھپانے کی کوشش کرتی تھی. اُتنے ہی انجانے میں آشکار کر جاتی تھی.

خانی کے غصے سے فون کاٹنے پر سیاہل نے اُسے کال بیک کرنی چاہی تھی. مگر دوسری جانب اپنے کسی خاص آدمی کا فون آجانے کی وجہ سے وہ اُس طرف متوجہ ہو گیا تھا.

اُس کے بعد اُس نے کئی بار ٹرائے کیا تھا مگر خانی کا فون بند ملا تھا. لیکن انابی سے اُس کی نئی مصروفیت اور ایک لڑکی کو ظلم سے بچانے کے لیے اُس کے اُٹھائے جانے والے اتنے اچھے قدم پر سیاہل کو اُس پر فخر محسوس ہوا تھا.

بچپن سے لے کر اب تک وہ خانی سے محبت کرتا آیا تھا. اُس کی ہر چھوٹی بڑی بات سے واقف تھا. جانتا تھا کہ خانی اپنے بھائی سے کتنی محبت کرتی ہے. اِس لیے ہر بار اُس کی اتنی دھمکیوں کے باوجود سیاہل صرف اور صرف خانی کی خاطر اُس کی جان بخشی کرتا آیا تھا.

انابی کے اتنے کہنے کے باوجود وہ کبھی خانی کے سامنے نہیں آیا تھا. وہ چاہتی تھیں وہ خانی کے سامنے آئے. اُسے اپنے ہونے کا احساس دلائے. اُسے اپنے بارے میں ہر بات بتائے. مگر سیاہل صرف خانی کی خاطر اُس کے سامنے نہیں آتا تھا. وہ جانتا تھا وہ کمزور پڑ جائے گا.

اور ہوا بھی ایسا ہی تھا. خانی کے قریب آتے ہی وہ اپنا ہر عہد بھول گیا تھا. بہت پہلے کیا اپنا فیصلہ کہ کبھی خانی اسجد بلوچ کو نہیں اپنائے گا. اب چاہنے کے باوجود اُس پر قائم نہیں رہ پا رہا تھا.

خانی اُس کی محبت اُس کی دیوانگی اُس کے دل کا سکون تھی. جسے اب وہ ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے. آپ پلیز تھوڑی دیر بیٹھیں نا میرے پاس "

خانی نکاح کے دو دن بعد کافی حد تک شہرین کو ہمت اور حوصلہ دیتی آج میران کے کمرے میں لے ہی آئی تھی. بشرا بیگم کی جانب سے خانی پر بہت پریشر تھا.

میران سے دن میں دو بار بات کر کے وہ اُسے شہرین کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کی تلقین کر چکی تھی. جس پر جواب میں ایک بار تو اُسے میران کی جانب سے ڈانٹ بھی پڑی تھی.

" خانی تم کیا مجھے کوئی جنگلی پاگل انسان سمجھتی ہو جسے اِس بات کا نہیں پتا کہ اُسے ایک لڑکی کے ساتھ کیسے بی ہیو کرنا ہے. میں شروع سے ہی اِن فضولیات کے خلاف ہوں. چاہے وہ لڑکی خون بہا میں آئی ہو یا عزت کے ساتھ رخصت ہو کر.

اگر میں نے اپنے اللہ کو خاضر ناظر جان کر اُس سے نکاح کیا ہے تو میرے نزدیک وہ میری بیوی کی حیثیت سے قابلِ عزت ہے ".

میران کے غصے میں کہے الفاظ خانی کو اندر تک سرشار کر گئے تھے. اُسے اپنے بھائی کی سوچ پر فخر ہوا تھا. یہاں چند ایک مردوں کی منفی حرکات اور سوچ دیکھ وہ سب کو ہی ایک ہی کیٹیگری میں دیکھنے لگی تھی. مگر سیاہل خان, شہرام بلوچ اور اب میران بلوچ نے اُس کی سوچ بدل دی تھی.

خانی شہرین کو بہت ساری تسلیاں دیتی وہاں سے نکل گئی تھی.

شہرین خانی کی بہت مشکور تھی. جو اِن دو دنوں میں اُس کی ڈھال بن کر اُسے ہر تکلیف سے بچاتی آئی تھی. ورنہ وہ تو مینٹلی طور پر خود کو ہر قسم کے حالات کے لیے تیار کر کے آئی تھی. وہ جانتی تھی خون بہا میں آنے والی لڑکیوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے.

شہرین صوفے پر بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں اُلجھی ہوئی تھی. جب میران اندر داخل ہوا تھا. شہرین گھبراہٹ کے مارے جلدی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی.

میران ایک نظر اُس پر ڈالتا ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا تھا. نیوی بلو گرم سوٹ میں ملبوس کپڑوں کے ہم رنگ شال سے خود کو اچھے سے ڈھکے وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی. میران نے محسوس کیا تھا کہ جیسے ڈر کے مارے وہ ہولے ہولے کانپ رہی ہے.

اِس سمے میران کو خانی کی بات مان کر اِس ڈری سہمی لڑکی کو ارباز سے بچانے کا فیصلہ بلکل درست لگا تھا.

" آپ ریلیکس ہو کر بیٹھ جائیں. "

میران نے پلٹ کر شہرین کی مشکل آسان کرنی چاہی تھی. جب اُس کی نظر چادر سے جھانکتے جھیل سے نین کٹوروں پر پڑی تھی. جو دنیا جہاں کا خوف خود میں سمائے ہوئے تھے.

میران کی نظریں کچھ پل کے لیے اُن پر جم سی گئی تھیں. مگر جلدی ہی سر جھٹکتے اُس نے نظریں پھیر لی تھیں.

شہرین میران کے حکم پر عمل کرتی واپس صوفے پر ٹک گئی تھی. اُسے تو یہاں آنے سے پہلے یہی بتایا گیا تھا کہ اُسے جانوروں سے بھی بدتر سلوک برداشت کرنا تھا. اور یہاں آکر بشرا بیگم کا رویہ دیکھ کر وہ زیادہ حیران نہیں ہوئی تھی.

مگر انابی, خانی کے ساتھ ساتھ اب میران بلوچ کا بھی اتنا مہربان رُوپ اُس کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا.

شہرین نے کن اکھیوں سے فون پر بزی میران کی جانب دیکھا تھا. جو اُس کی طرف بلکل بھی متوجہ نہیں تھا.

براؤن قمیض شلوار میں وجیہہ شخصیت کا مالک میران بلوچ شہرین کو اچھا لگا تھا. نکاح کے بعد آج پہلی بار ہی وہ اُسے دیکھ رہی تھی.

شہرین میران پر ہی نظریں جمائے اُسے آبزرو کرنے میں مصروف تھی. جب میران ایک دم اُس کی جانب پلٹا تھا.

شہرین نے یکدم چہرے کا رُخ دوسری جانب موڑا تھا. مگر میران سے اُس کی حرکت پوشیدہ نہ رہ سکی تھی. جسے وہ صاف اگنور کرتا شہرین سے مخاطب ہوا تھا.

" میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں. تمہاری مرضی ہے یہی سو جاؤ یا خانی کے پاس جانا ہے تو وہاں چلی جاؤ. "

میران بنا اُس کا جواب سنے باہر نکل گیا تھا. اُس کے جاتے ہی شہرین نے اپنا رُکا ہوا سانس بحال کرتے. چہرے سے چادر ہٹائی تھی.

اُسے میران بلوچ کا اُسے کوئی بیکار چیز سمجھ کر یوں اپنا اگنور کیا جانا بلکل بھی بُرا نہیں لگا تھا. وہ تو اِس سے بھی بُرے رویہ کی توقع کر رہی تھی.

اُسے خانی کو بار بار چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈسٹرب کرنا اچھا نہیں لگا تھا. اِس لیے خاموشی سے وہیں صوفے پر ہی لیٹ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"آپ جانتی ہیں خانی بیٹا آج مہرین بی بی جی کو آپ پر کتنا فخر ہو رہا ہو گا. وہ بہت خوش ہونگی کیونکہ جیسا مضبوط وہ اپنی خانی کو بنانا چاہتی تھیں. آج وہ ویسی ہی بن چکی ہے.

آپ نے جس طرح شہرین کی مدد کی ہے. اُسے انسان ہونے کا مارجن دیتے بہت بڑے ظلم کی بھینٹ چڑھنے سے بچایا ہے. یہ سب بہت ہی قابلِ تحسین ہے. آپ جانتی ہیں. سردار سائیں یہ سب سن کر کتنے خوش ہوئے ہیں. "

انابی کی باتوں سے بے پناہ خوشی جھلک رہی تھی. جبکہ سیاہل خان کے ذکر پر خانی نے خفگی سے منہ پھلایا تھا.

"انابی یہ سب آپ کی دی ہوئی تربیت کی وجہ سے ہے. آپ نے ہی تو مجھے مشکلات سے ڈٹ کر لڑنے اور ظلم کے خلاف آواز اُٹھانا سکھایا ہے."

خانی کے لہجے میں اُن کے لیے عقیدت اور محبت تھی. جب اچانک سائیڈ ٹیبل پر رکھا انابی کا موبائل بجا تھا. جس پر جگمگاتا نمبر انابی کے ماتھے پر تفکر کا جال بن گیا تھا.

یہ سیاہل کے سب سے خاص بندے کا نمبر تھا. جو ہمیشہ کسی ایمرجنسی میں ہی کال کرتا تھا.

" .یااللہ خیر "

انابی نے کال ریسیو کرتے فون کان سے لگایا تھا. اُن کی پریشانی دیکھ خانی بھی اُن کے قریب آئی تھی.

دوسری جانب سے نجانے کیا خبر دی گئی تھی کہ انابی کا چہرے لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا.

" .انابی کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا. پلیز بتائیں مجھے "

خانی اُن کو کندھے سے تھامتے تشویش کے عالم میں بولی. انابی نے ڈبڈبائی نظروں سے اُسے دیکھا تھا. جب ہولے سے اُن کے لب ہلے تھے.

" سردار سائیں پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے. اُنہیں گولیاں لگی ہیں. بہت ہی تشویش ناک حالت میں ہاسپٹل لے جایا گیا ہے. "

انابی نے زار و قطار روتے جو لفظ بولے خانی اپنی جگہ سے بُری طرح لڑکھڑا گئی تھی. اگر انابی اُسے آگے بڑھ کر نہ تھامتی تو وہ ضرور زمین بوس ہو جاتی.

یہ روح فنا کر دینے والی خبر خانی پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی.

" انابی آپ اُسے کال کریں. یہ جھوٹ ہوگا. اُس نے مجھے کہا تھا. اُس کے خلاف غلط افواہیں اُڑائی جاتی ہیں.

اُسے کچھ نہیں ہو سکتا. اُسے کوئی کچھ نہیں کر سکتا. "

خانی سکتے کے عالم میں مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی. اُسے اِس وقت معلوم ہوا تھا وہ شخص اُس کے لیے کیا اہمیت رکھتا تھا. اُسے اپنی سانسیں رُکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں.

".کاش یہ سب جھوٹ ہوتا. کاش میں ایسا کہہ پاتی "

.انابی کی حالت ایسی تھی. جیسے اُن کا سگا بیٹا خطرے میں ہو

" .انابی اُس پر کس نے حملہ کروایا ہے "

اچانک کسی خیال کے تحت خانی نے دھندلائی آنکھوں سے اُن کی جانب دیکھتے پوچھا.

اور کون کر سکتا ہے وہی جو اُن کے خون کے پیاسے ہیں. دعا کرو بیٹا سردار " سائیں کو کچھ نہ ہو. اور اگر سردار سائیں بچ گئے تو وہ اب کی بار کسی کو نہیں چھوڑیں گے. آنے والا وقت بربادی کے سوا کچھ نہیں لائے گا. "

انابی کی بات پر خانی نے اذیت سے آنکھیں میچی تھیں. وہ انابی کا اشارہ سمجھ چکی تھی. دونوں طرف سے نقصان اُسی کا ہونا تھا.

" .مجھے سیاہل کے پاس جانا ہے. ابھی اور اِسی وقت "

خانی کو لمحہ بہ لمحہ اپنی سانسیں مدھم ہوتی محسوس ہو رہی تھیں. وہ بنا کسی بات کی پرواہ کیے دیوانہ وار باہر کی جانب بھاگی تھی.

" .خانی بیٹا رک جائیں. کہاں جا رہی ہیں آپ "

.انابی نے خانی کو باہر نکلنے سے پہلے ہی بازو تھام کر روک لیا تھا

انابی.... پلیز مجھے...مجھے اُس کے پاس جانا ہے.........میں اُسے دیکھنا چاہتی ہوں."

.خانی اُن سے اپنا بازو چھڑواتی ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے ہچکیوں کے درمیان بولی

" .بیٹا یہاں بیٹھو. آرام سے بات سنو میری "

انابی جانتی تھی خانی صدمے کی وجہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی. یہ بھول چکی ہے. کہ اگر کسی نے باہر خانی کو سیاہل کے لیے اِس طرح روتا دیکھ لیا تو خانی کس بُری طرح سے پھنس سکتی تھی. خانی اُن کے پاس سیاہل خان کی امانت تھی. جس پر وہ زرا سی بھی آنچ نہیں آنے دے سکتی تھیں.

" انابی پلیز جانے دیں مجھے. "

خانی اُن کی کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھی. ماہناز بی بی نے بہت مشکل سے خانی کو بیڈ پر بیٹھاتے اُس کے ہونٹوں سے پانی کا گلاس لگایا تھا.

جس کا بنا ایک گھونٹ بھرے خانی نے پیچھے ہٹا دیا تھا.

" میری گڑیا آرام سے میری بات سنو آپ. یہ خبر اب تک ہر طرف پھیل چکی ہو گی. اِس گھر کے کچھ لوگوں کو پہلے ہی شک ہے کہ آپ سردار سائیں سے رابطے میں ہیں. اگر آج آپ کو اِس حالت میں اُن میں سے کسی نے دیکھ لیا تو بہت بُرا ہو گا. آپ صبر سے کام لیں. مجھے میرے اللہ پر پورا یقین ہے وہ سردار سائیں کو کچھ نہیں ہونے دیں گے.

ابھی آپ کا سردار سائیں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ وہ ہاسپٹل میں ہیں جہاں اِس وقت اُن کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ ذوالفقار سائیں کے مخبر بھی موجود ہونگے۔ اور جب تک سردار سائیں کو ہوش نہیں آجاتا میں آپ کو ایسے کسی بھی خطرے میں نہیں جانے دے سکتی.

میں سائیں کے سب سے خاص اور قریبی آدمی سے رابطے میں ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ آپ کو سائیں کے بارے میں پل پل کی خبر دوں گی۔ اور جیسے ہی اُن کی حالت خطرے سے باہر آتی ہے۔ اُن کو ہوش آتا ہے۔ میں سردار سائیں سے آپ کی بات ضرور کرواؤں گی. "

انابی نے بہت ہی مشکل سے خانی کو کوئی بھی جذباتی قدم اُٹھانے سے باز رکھا تھا۔ خانی کی حالت اُن سے دیکھنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ مگر وہ بے بس تھیں۔ اور کچھ دیر ہی سہی مگر سردار سیاہل خان کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کی وجہ سے وہ خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھیں۔ اُن کا دل مسلسل سیاہل خان کے لیے دعا گو تھا۔ آج تک اُنہوں نے ہمیشہ سیاہل خان کی جانب سے خانی کے لیے دیوانگی دیکھی

تھی. مگر آج خانی کا سیاہل خان کے لیے ہوش سے بیگانہ ہونا اُنہیں خانی کی محبت اور پاگل پن دیکھا گیا تھا. جو ہر طرح کے خطرے سے بے پرواہ ہو کر صرف اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی تھی.

اور جو ہمیشہ سے یہ محبت دیکھنے کا خواہش مند تھا. وہ اِس وقت ہوش سے بیگانہ اپنی خانی سے بہت دور تھا.

" انابی میں نہیں ڈرتی. جس کو جو بھی کرنا ہے کر لے. مجھے ہر حال میں سیاہل کے پاس جانا ہے. "

خانی کو اِس وقت سیاہل خان کے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں تھی. اُسے لگ رہا تھا اگر اُس نے مزید کچھ دیر سیاہل خان کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تو اُس کے دل کو کچھ ہو جائے گا.

" خانی بیٹا آپ کو میری قسم. آپ اِس طرح کی کوئی جذباتی حرکت نہیں کریں گی. "

خانی کو اپنی جگہ سے اُٹھتے دیکھ انابی نے خانی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھتے اپنی قسم دے کر خانی کے قدم وہی روک دیے تھے.

" .انابی............ مت کریں ایسا "

.خانی کی برستی آنکھوں کی التجا پر انابی بے حد بے چارگی سے نظریں جھکا گئی تھیں

" خانی بیٹا آپ اِس حملے کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کریں گی. نہ میران سائیں سے نہ کسی اور سے. "

انابی نے کسی خیال کے تحت خانی کو تنبیہ کی تھی. جس پر خانی اثبات میں سر ہلاتی وضو کرنے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

.کچھ ہی دیر میں اُس کی آنکھیں سوج کر لال انگارہ چکی تھیں

خانی نے پوری زندگی میں کبھی بھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا. جتنا اِس وقت کر رہی تھی. سیاہل خان کے سامنے ہر بار وہ بہت آرام سے کہہ دیتی تھی. کہ وہ اُس سے محبت نہیں کرتی. کوئی فرق نہیں پڑتا اُس کے ہونے نہ ہونے سے.

مگر آج اُسے ادراک ہوا تھا کہ سیاہل اُس کی زندگی میں کس قدر اہم تھا. وہ شخص نجانے کب اپنی کج ادائیوں کے باوجود خانی کی سانسوں میں بس چکا تھا. جس شخص کی زرا سی قربت پر اُس کے دل کی دھڑکنوں کی رفتار ہر حد پار کر جاتی تھیں. آج اُسی کی جان خطرے میں ہونے کا سن کر خانی کی دھڑکنیں ساکت ہو چکی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خدا بخش میرے پوتے کی حفاظت نہیں کر سکے نا تم. کیسے پہنچ گئے وہ لوگ میرے سیاہل کے قریب. "

بی بی سائیں ہاسپٹل کے پریئر روم میں جائے نماز بچھائے اللہ کے حضور جھولی پھیلائے اپنے عزیز از جان پوتے کی سلامتی کی دعا مانگ رہی تھیں. جب سیاہل خان کا خاص آدمی جسے سیاہل خان اپنا دائیاں بازو کہتا تھا وہ سر جھکائے اندر داخل ہوا تھا.

اُس کے چہرے کا پتھریلا پن بتارہا تھا کہ وہ اِس وقت کتنی تکلیف اور پچھتاوے میں ہے.

بی بی سائیں کے شکوے پر اُس کا سر مزید جھک گیا تھا.

" مجھے سخت سے سخت سزا دیں بی بی سائیں. میں زمہ دار ہوں سردار سائیں کی اِس حالت کا. اُنہیں شک تھا کہ اُن کے دشمن ضرور پھر کوئی سازش کرنے والے ہیں. مگر مجھے لگ رہا تھا ایسا کچھ نہیں ہے. اتنی جلدی وہ دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے.

اور ہوا وہی جس کا سردار سائیں کو اندازہ تھا. وہ لوگ شہر جانے والے راستے پر گھات لگائے بیٹھے تھے. وہ لوگ کافی زیادہ تعداد میں تھے. مگر میرے سائیں کو نقصان پہنچانے والوں میں سے کوئی بھی اُس جگہ سے زندہ سلامت واپس لوٹ کر نہیں گیا. ذوالفقار اب بیٹھا جشن منا رہا ہو گا. اپنے بندوں کی لاشوں پر. کاش کے اُن لاشوں میں کوئی ایک اُس کے خاندان کے کسی فرد کی ہوتی تو اُس کا جشن دوبالا ہو جاتا."

خدا بخش کے لہجے میں ذوالفقار کے لیے شدید نفرت تھی. جبکہ سیاہل خان کا ذکر کرتے کوشش کے باوجود بھی اپنے آنسو نہیں روک پایا تھا. جو شخص ہمیشہ اُن لوگوں کی ڈھال بن کر کھڑا رہا تھا. آج وہ اُن سب کو بے آسرا چھوڑ کر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا.

نہ صرف خان حویلی بلکہ اُن کا پورا قبیلہ اِس وقت غم و اذیت سے دوچار تھا. ہر دل بس سیاہل خان کی سلامتی کے لیے دعا گو تھا. سیاہل خان کو تین گولیاں لگی تھیں. اِس وقت وہ آپریشن تھیٹر میں تھا. اور ڈاکٹر ابھی تک اُس کے بارے میں کچھ نہیں بتا رہے تھے. سب کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی. ہر گزرتا لمحہ اُن کی اذیت میں اضافہ کر رہا تھا.

سیاہل کے کچھ خاص آدمی اور حویلی کے سارے مرد ہاسپٹل میں موجود تھے. عورتوں میں سے صرف بی بی سائیں اور حسنہ بیگم آئی تھیں. بی بی سائیں نے ہی باقی سب کو آنے سے منع کر دیا تھا.

" اِس خدابخش رومت۔ کچھ نہیں ہوگا میرے پوتے کو بہت بڑا جگرا ہے اُس کا۔ سے بھی کہیں زیادہ گولیاں اپنی چھاتی پر کھانے کی طاقت رکھتا ہے۔ یہ گیدڑ پیٹھ پیچھے وار کر کے میرے بہادر شیر کو کچھ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے میرے پوتے کا قیمتی خون بہا کر اپنی بربادی کو آواز دی ہے۔"

بی بی سائیں ایک بہت ہی مضبوط خاتون تھیں۔ سالوں پہلے اپنے شوہر اور جوان بیٹے کو اُنہی دشمنوں کی وجہ سے کھویا تھا۔ اب اپنے پوتے کو کھونے کا مزید حوصلہ نہیں تھا اُن میں۔

بی بی سائیں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگ رہی تھیں۔ جب عمیر عجلت میں اندر داخل ہوا تھا۔ بی بی سائیں نے آنکھیں زور سے میچتے خود کو ہر طرح کی خبر کے لیے تیار کر لیا تھا۔

" بی بی سائیں مبارک ہو بی بی سائیں۔ اداسائیں کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ڈاکٹرز نے بولا ہیں۔ اُنہیں کچھ دیر میں ہوش آجائے گا۔ اداسائیں خطرے سے باہر ہیں۔ "

عمیر کی آواز کان میں پڑتے ہی بی بی سائیں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوئی تھیں.
جس نے اِس بار اُنہیں نااُمید نہیں لُٹایا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"خانی بیٹا سردار سائیں کو ہوش آگیا ہے. ابھی خدابخش سے میری بات ہوئی ہے."

خانی پچھلے پندرہ گھنٹوں سے جائے نماز پر بیٹھی اپنے رب سے سیاہل خان کی زندگی, اُس کی سلامتی کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگ رہی تھی. انابی کی اتنی منتوں کے باوجود نہ اُس نے کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا. اُس کی ایک ہی ضد تھی. جب تک سیاہل کو دیکھ یا اُس سے بات نہ کرلے. وہ ایک گھونٹ بھی اپنے حلق سے نہیں اُتارے گی. انابی خانی کی ضد سے واقف تھیں. زندگی چاہے اِدھر سے اُدھر ہو جائے وہ اپنی ضد چھوڑنے والی نہیں تھی.

مگر اتنے گھنٹوں بعد انابی کی سنائی گئی خبر اُس کے لیے نئی زندگی کی نوید ثابت ہوئی تھی.

" انابی آپ سچ کہہ رہی ہیں نا. وہ ٹھیک ہے نا اب. "

خانی تشکر بھری نم آنکھیں انابی پر ٹکاتی دل کی تسلی کے لیے دوبارہ پوچھ گئی تھی.

" خانی وہ اب بلکل خطرے سے باہر ہیں. بس اب پروردگار سے دعا ہے کہ وہ اُنہیں جلد از جلد صحت یاب کر دیں. اِس وقت اُن کے گھر والے اُن کے پاس موجود ہیں. مگر خدا بخش نے کہا ہے وہ موقع دیکھ کر آپ سے بات ضرور کروائے گا. "

انابی خانی کی پیشانی پیار سے چومتے اُسے تسلی دیتے بولیں.

" تو کیا اُسے خود میرا خیال نہیں ہے. "

سیاہل خان کے ٹھیک ہوتے ہی خانی کے شکوے بھی شروع ہو چکے تھے. اُس کے منہ پھلا کر کہنے پر انابی بھیگی چہرے سے مسکرائی تھیں.

" .آپ جانتی ہیں خان سائیں نے ہوش میں آتے سب سے پہلے کس کا پوچھا "

.انابی خانی کی گیلی پلکیں صاف کرتے بولیں

" .کس کا "

.خانی کا دل زور سے دھڑکا تھا

آپ کا. خان سائیں کو آپ کی جذباتی طبیعت کا پتا ہے. اِس لیے شاید اُنہیں "
".اِس بات کا ڈر تھا کہ آپ نے کسی کے سامنے کچھ ظاہر نہ کر دیا ہو

.خانی کے ہونٹوں پر بہت پیاری سی مسکان پھیل گئی تھی

" .تو کیا وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگی ہوں "

خانی نے انابی سے سوال کرتے پہلی بار زبان سے اِس بات کا اعتراف کیا تھا. جس
.پر انابی نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا تھا

.اُس کی ذو معنی باتیں یاد کرتے خانی کی پلکیں لرز اُٹھی تھیں

خانی بیٹا اب آپ تھوڑا سا کھانا کھالو. اتنے ٹائم سے آپ نے کچھ نہیں کھایا. "
".اب تو خان سائیں ہوش میں آ گئے ہیں نا. اب تو کھالیں

.انابی نے خانی کو پچکارتے راضی کرنا چاہا تھا

نہیں انابی پلیز مجھے بار بار فورس مت کریں جب تک میں اُس سے بات نہیں کر "
" . لیتی تب تک کچھ نہیں کھاؤں گی

.خانی کو ابھی تک اپنی ضد پر اڑا دیکھ انابی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں

خانی اتنے ٹائم سے کمرے میں بند تھیں. باہر بھی اِس سب ہنگامے کی وجہ سے گھر والوں میں سے ابھی تک کوئی بھی اُس کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا. شاید سب یہی سمجھ رہے تھے کہ خانی کو اِس سب سے کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا. اور کہیں نہ کہیں آغا جان خوش تھے کہ وہ خانی کے دل میں سیاہل خان کی نفرت ڈالنے میں .کامیاب ہو چکے ہیں

.میران کے بارے میں نہ خانی نے کچھ پوچھا تھا. اور نہ ہی انابی نے کچھ بتایا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی سردار سائیں کا فون ہے. آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں. "

خالی پیٹ ہونے اور مسلسل رونے کی وجہ سے خانی کا سر اب درد سے پھٹ رہا تھا. مگر زرا سا بھی آرام نہ کرنے کی قسم کھاتے وہ کتنے وقت سے بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے میں مصروف تھی. ایک دو بار چکر آنے کی وجہ سے لڑکھڑائی بھی تھی. مگر اپنی ضد سے باز نہیں آئی تھی.

باہر انابی نے آغا جان کے پوچھنے پر اور باقی سب کو یہی بتایا تھا کہ خانی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ سو رہی ہے.

اب کافی دیر بعد موبائل لے کر اندر داخل ہوتے خانی کو پہلے والی حالت میں ہی کھڑا دیکھ وہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی تھیں.

انابی کی بات پر خانی کی سانسیں تیز ہوئی تھیں. اُس نے آگے بڑھتے لرزتے ہاتھوں سے موبائل تھام کر کان سے لگایا تھا.

انابی اُسے موبائل دے کر باہر نکل گئی تھیں.

" خانی... "

سیاہل کی پکار پر خانی کی ہر سانس جیسے سمت بن گئی تھی.

" کیسے ہو تم. "

خانی بہت مشکل سے اتنا ہی بول پائی تھی.

میں بلکل ٹھیک ہوں. تم کچھ کھا پی کیوں نہیں رہی. تم جانتی ہو. اِن گولیوں " نے مجھے اتنی اذیت نہیں دی جتنی انابی سے تمہارے بارے میں سن کر ہوئی ".

سیاہل خان کی آواز سن کر اُس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح ٹوٹ کر گالوں پر گرنے لگے تھے. جو آواز سننے کے لیے وہ پچھلے اتنے گھنٹوں سے اذیت میں تھی. اب وہ کانوں میں پڑتی اُسے زندگی کی نئ روح پھونک گئی تھی.

اناںبی کھانا لے کر آرہی ہیں. ابھی اور اِسی وقت جو کھانا بھی وہ تمہارے سامنے "
" .رکھیں گی. وہ تمہیں کھانا ہو گا

خانی اُس کی محبت پر دل و جان سے ایمان لے آئی تھی. جس کو اتنی تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی اُسی کا خیال تھا. خانی کو اُس کی آواز میں نقاہت محسوس ہوئی تھی. جو سیاہل خان بہت ہی مہارت سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا.

اُسی وقت اناںبی ہاتھ میں ٹرے اُٹھائے اندر داخل ہوئی تھیں. جس میں کھانے کے ساتھ ساتھ فروٹ اور جوس دیکھ خانی نے خفگی سے اناںبی کو دیکھا تھا. جو اُسے مسکراتی نظروں سے دیکھتیں باہر نکل گئی تھیں.

" .ہاسپٹل کے بیڈ پر لیٹ کر بھی تم دھمکیاں دینے سے باز نہیں آرہے "

خانی اِس وقت سیاہل سے صرف اُس کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی. جبکہ وہ پہلے اُسے کھانا کھلانے پر بضد تھا.

اور اگر تم نے ابھی میری بات نہ مانی تو اِس حالت میں بھی تمہیں. تمہاری اُس " حویلی سے اُٹھوانے کی طاقت رکھتا ہوں. اِس لیے تمہاری بہتری اِسی میں ہے کہ " .چپ چاپ کھانا کھاؤ

سیاہل خان اپنے درد پر قابو پاتے اپنی ضدی بیوی کو اُسی کے انداز میں سمجھاتے ہوئے بولا.

اِس بار سیاہل خان کی دھمکی کار گر ثابت ہوئی تھی. کھانی بہت مشکل سے کھانا کھا کر جوس حلق سے اتارنے لگی تھی. جانتی تھی وہ جب تک انابی سے اُس کے سارا کھانا کھانے کی تصدیق نہیں کرلے گا تب تک اُس سے سیدھے طریقے سے بات نہیں کرے گا.

اور ایسا ہی ہوا تھا. سیاہل نے فون بند نہیں کیا تھا. وہ آرام سے آنکھیں موندے فون کان سے لگائے لیٹا رہا تھا. اور جیسے ہی خانی نے کھانا کھا لینے کا بتایا. اگلے دو منٹ بعد انابی کے تصدیق کرنے پر ہی دوسری طرف جیسے سیاہل خان کو سکون ملا تھا.

کیا سردار سیاہل موسیٰ خان اب مجھے بتانا پسند کریں گے کہ اُن کی طبیعت کیسی "
" .ہے اب. یا پھر کوئی نیا حکم صادر کرنا چاہتے ہیں

خانی کی طنز یا چڑھے ہوئے مگر فکر مند انداز پر سیاہل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی.

طبیعت تو میری اُسی وقت ٹھیک ہو گئی تھی. جب ہوش میں آنے کے بعد مجھے "
" .پتا چلا کہ کسی نے میری فکر اور محبت میں رو رو کر آنسو کا دریا بہا ڈالا ہے

.سیاہل خان کا محبت کی لو دیتا لہجہ خانی کے چہرے پر مختلف رنگ بکھیر گیا تھا

تمہیں بہت درد ہو رہا ہو گا ہے نا. میرے اپنوں نے تم پر حملہ کروایا ہے. کیا "
تمہیں مجھ سے نفرت محسوس نہیں ہوتی. کہیں نہ کہیں تمہاری اِس تکلیف کی
".زمہ دار میں بھی تو ہوں نا

.خانی کا لہجہ ایک بار پھر بھیگ چکا تھا. جس پر سیاہل نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں

خانی تم اِس طرح رو رو کر مجھے مزید تکلیف دینا چاہتی ہو کیا. میری تمہارے "
. لیے محبت اتنی کمزور نہیں ہے کہ کسی اور کی وجہ سے میں تم سے نفرت کروں گا

اور درد پہلے کم تھا مگر تمہاری روتی آواز سن کر مزید بڑھ گیا ہے. تمہیں بیمار
بندے کی عیادت کرنی نہیں آتی کیا. اپنی پیاری سی آواز میں اگر محبت کا اظہار کر
" . دو تو تمہارا یہ مریض اپنا سارا درد بھول جائے گا

. سیاہل کے گھمبیر لہجے پر خانی کو اپنی ہتھیلیاں بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں

. سیاہل خان بہت ہی ہوشیاری سے اُس کی بات کا رُخ بدل گیا تھا

تم سے کس نے کہا میں محبت کرتی ہوں تم سے ایسا کچھ نہیں ہے. زیادہ خوش "
" . فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں ہے

خانی سیاہل کے فون پر ہونے کا خوب فائدہ اٹھا رہی تھی. جانتی تھی اگر وہ سامنے
ہوتا تو وہ اتنی دیدہ دلیری سے اب یہ سفید جھوٹ نہیں بول پاتی. جب وہ اُس کے
. جذبات کے بارے میں واقف ہو چکا تھا

سردارنی صاحبہ دور ہو اِس لیے جتنی اپنی مرضی چلانی ہے چلا لو. میرے " سامنے آؤ پھر دیکھنا محبت کا اظہار کیسے کرواتا ہوں. تمہاری زلفوں نے اُس دن ".کے بعد سے ویسے ہی مجھے بہت ڈسٹرب کیا ہوا ہے

.سیاہل خان کی محبت بھری دھمکی نے خانی کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا

واقعی گولیاں کھا کر اتنے بڑے آپریشن کے بعد بیڈ پر پڑے ہوئے سردار سیاہل " " .موسیٰ خان ہی ایسی باتیں کر سکتا ہے

خانی نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے تپ کر جواب دیا تھا. جس کے جواب میں سیاہل کے زوردار قہقہے کے ساتھ ساتھ ہلکی سی کراہ بھی نکل گئی تھی. اُس کے دائیں .کندھے پر بھی گولی لگی تھی. ہلنے کی وجہ سے زخم دکھ گیا تھا

کیا ہوا سیاہل. یہ کیا طریقہ ہے. مجھے میرے کھانا نہ کھانے پر ڈانٹ رہے " تھے. اور اب خود زرا سی بھی اپنی کیئر نہیں کر رہے. اب میں نے بھی اپنے جاسوس وہاں چھوڑ دیئے ہیں. اور اگر تم نے اپنا خیال نہ رکھا تو مجھ سے بُرا بھی ".کوئی نہیں ہو گا

خانی فکر مندی سے اُسے جھڑ کتے اُسی کی دھمکی واپس لُٹاتے ہوئے بولی. جبکہ سیاہل خانی کے انداز پر مسکرائے بنا نہ رہ پایا تھا.

اُس کی سر دارنی بھلا کہاں اُس سے پیچھے رہتی تھی.

"خانی اسجد بلوچ خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو. بہت جلد تم خانی سیاہل خان بن کر خان حویلی آنے والی ہو. "

سیاہل خان کی بہت سی کہانیاں لی گھمبیر سر گوشی خانی کی دل کی دنیا ہلا گئی تھی. وہ کتنی دیر کچھ بول ہی نہیں پائی تھی. وہ نہیں جانتی تھی. سیاہل خان کیا کرنے والا تھا. وہ کس طرف اشارہ کر رہا تھا. اُس کے بُری طرح دھڑ کتے دل نے اُس سے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لی تھیں.

جس شخص کی کچھ دیر کی قربت اُس کو پاگل کر دیتی تھی. ہمیشہ کے لیے اُس کے قریب رہنا خانی کو لرزا گیا تھا.

اِس سے پہلے سیاہل مزید کچھ کہتا کچھ لوگوں کے ملنے آنے کی وجہ سے اُس نے فون بند کر دیا تھا.

سیاہل بیٹا آپ کی خاموشی کا وہ ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے. کئی بار اپنی حد کر اس "
".کر چکے ہیں. میں چاہتی ہوں. اب اُن کو منہ توڑ جواب ملنا ہی چاہیے

بی بی سائیں سیاہل کے پاس کرسی پر بیٹھتے لہجے میں اپنے دشمنوں کے لیے حد درجہ
.نفرت بھرے مخاطب ہوئیں

آپ فکر مت کریں. اب میں ذوالفقار اور اُس کے خاندان پر ایسی ضرب "
" .لگاؤں گا کہ وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے

.سیاہل خان کی آنکھوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی

ذوالفقار کی پوتی کے بارے میں کیا ارادہ ہے. وہ جتنا اہم مہرہ اُن کے لیے ہے. "
" .اُس سے بھی کہیں زیادہ فائدہ مند ہمارے لیے ہے

.بی بی سائیں نے جانچتی نظروں سے سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا

جہاں وہ خانی اسجد بلوچ کے لیے نفرت دیکھنے کی خواہش مند تھیں. لیکن سیاہل
.خان کے بولے گئے الفاظ اُنہیں بُری طرح آگ لگا گئے تھے

وہ مہرہ نہیں ہے کسی کے لیے بھی۔ اور نہ ہی میں بننے دوں گا۔ وہ بیوی ہے "
". سردار سیاہل خان کی۔ اور کوئی اُس سے یہ مقام چھین نہیں سکتا

سیاہل نے اپنے لہجے اور الفاظ سے سامنے بیٹھی اپنی دادی کو باور کروایا تھا۔ کہ اُسے
.اُن کے خانی کے لیے استعمال کیے گئے الفاظ کس قدر بُرے لگے ہیں

تو میرا شک ٹھیک نکلا۔ تم اُن دشمنوں کی بیٹی کو اپنی بیوی تسلیم کر چکے ہو۔ تم "
اُن دھوکے بازوں کی بیٹی پر یقین کر کے دوبارہ کسی بڑے نقصان سے دوچار ہونا
چاہتے ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔ وہ اپنے دادا اور بھائی کے خلاف جا کر تمہاری وفادار
.رہے گی۔ کبھی نہیں ایسا کبھی نہیں کرے گی وہ

میں بہت کچھ کھو چکی ہوں۔ تمہیں کھونے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔ اگر تمہیں
" .کچھ ہوا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی

بی بی سائیں کے دل میں جہاں خانی کے لیے حد درجہ نفرت تھی وہیں سیاہل کے
.لیے اُن کا لہجہ ڈھیروں محبت اور فکر لیے ہوئے تھا

بی بی سائیں آپ جانتی ہیں نا اپنے پوتے کو۔ کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرے گا۔ "
وہ محبت ہے میری۔ دھوکہ کرے یا وفاداری۔ آنا تو اُسے میرے پاس ہی ہوگا۔
جب میں اُسے اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کر چکا ہوں۔ تو میں چاہتا ہوں آپ اور حویلی کے باقی لوگ بھی اُس کو پوری عزت اور اُس کے مقام سمیت قبول کرلیں۔

" اور ویسے بھی مجھے اب دھوکے برداشت کرنے کی عادت سی ہو چکی ہے۔

سیاہل خان بات کے اختتام پر اندر آتی اپنی ماں حسنہ بیگم کی جانب دیکھتے نا چاہتے ہوئے بھی طنز کر گیا تھا۔

جبکہ اپنے بیٹے کی حالت پر دکھ اور پریشانی سے ہلکان حسنہ بیگم اس کے طنز پر چہرا جھکا گئی تھیں۔

اُن کی پیاسی ممتا کی پیاس آج کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ وہ اُسے گلے سے لگانا چاہتی تھیں۔ اُس کے سہی سلامت ہونے کا یقین کرنا چاہتی تھیں۔ مگر اُن کا بیٹا اُن کی

جانب دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھا. جو اُن کا برسوں پہلے کیا قصور معاف کرنے کو آج بھی تیار نہیں تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" اپنے اُس سردار کا آرڈر مانو آپ لوگ. میں نے فیصلہ کر لیا ہے. مجھے اُسے دیکھنے جانا ہے تو جانا ہے. آپ دونوں بتاؤ میرا ساتھ دو گے. یا میں خود ہی کچھ کروں. "

خانی سینے پر ہاتھ باندھے اپنے سامنے کھڑے شہرام اور انابی سے مخاطب ہوئی تھی. شہرام سیاہل خان کے بارے میں سن کر نگار کو لیے اگلے دن ہی وہاں پہنچ گیا تھا. نگار سیاہل کے فارم ہاؤس پر ہی تھی. شہرام نے اُسے اِس حوالے سے کچھ نہیں بتایا تھا.

یہاں آکر خانی نے اُس کے لیے نئ آزمائش کھڑی کر دی تھی. وہ سیاہل سے ملنا چاہتی تھی. ہاسپٹل میں تو سیاہل کو ملنا مشکل تھا ہی مگر دو دن بعد ہی وہ ڈاکٹرز سے صلاح لے کر اور پوری میڈیکل کیئر کے ساتھ حویلی شفٹ ہو چکا تھا. جہاں جا کر ملنا تو ناممکن ہی تھا.

مگر خانی کی ضد تھی. اُسے ملنا ہے تو ملنا ہے. چاہے جو بھی ہو جائے. خانی کی اُس دن کے بعد سیاہل سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی. کیونکہ خانی نے انابی کے ذریعے سیاہل کو یہی کہلوایا تھا. کہ وہ اُسے دیکھنا چاہتی ہے. لیکن سیاہل مسلسل منع کر رہا تھا.

یہی بات خانی کے لیے زیادہ تشویش ناک تھی. اُس کا دل سکون میں نہیں آ رہا تھا. جب تک کہ وہ سیاہل خان کو اپنی آنکھوں کے سامنے صحیح سلامت نہ دیکھ لے.

" آپ تو اپنے سردار کی حکم عدولی کے بعد بچ جائیں گی. خیر ہم لوگوں کی نہیں ہو گی. خیر بولیں کیا کرنا ہو گا مجھے. "

شہرام آخر کار ہار مانتا ہاتھ کھڑے کر گیا تھا. خانی نے انابی کا فیصلہ سننے کے لیے اُن کی جانب دیکھا تھا.

" سردار سائیں بہت غصہ کریں گے. آپ ابھی اُن کے غصے سے واقف نہیں ہیں. "

انابی نے اُسے سمجھانا چاہا تھا.

" . تو آپ اپنے سردار سائیں کی خاطر میرا ساتھ نہیں دیں گی"

خانی اُنہیں ایموشنل بلیک میل کرتی ناراضگی سے بولی تھی.

جس پر بے حد لاچارگی کے عالم میں انابی نے ہار مان لی تھی. زندگی میں شاید پہلی بار وہ سیاہل خان کے خلاف جارہی تھیں. وہ بھی اُسی کی لاڈلی کی وجہ سے.

" ......خان حویلی میں قدم رکھنا آسان کام نہیں ہیں. اگر آپ پکڑی گئیں تو "

انابی نے اُسے روکنے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی تھی.

" .تو کیا پکڑی گئی تو آپ کا سردار سائیں وہی ہے. بچا لے گا "

.خانی مسکراتی آنکھوں اور پُر یقین لہجے سے بولی

.جس پر شہرام اور انابی بھی مسکرائے بنا نہ رہ سکے تھے

بہت زیادہ سوچنے کہ بعد بھی خانی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے خان حویلی میں داخل ہوا جائے. کیونکہ شہرام کے مطابق وہاں بہت زیادہ سیکیورٹی کے .انتظامات کیے گئے تھے. چھپ کر اندر گھسنا بلکل بھی ممکن نہیں تھا

شہرام کے کہنے پر کہ حویلی کے اندر سے کسی کے تعاون سے ہی خانی اندر داخل .ہو سکتی ہے

.خانی نے انابی کو خدا بخش سے بات کرنے کو کہا تھا

اور ساتھ ہی خاص ہدایت کی تھی کہ وہ اگر مدد کرنے کو تیار ہے تو ٹھیک ورنہ .سیاہل خان کو اِس سب کی بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے

انابی کے پوچھنے پر تو خدا بخش نے صاف انکار کر دیا تھا۔ جس پر خانی نے اُن سے موبائل لیتے خود خدا بخش سے بات کی تھی۔ بہت دیر کی کوششوں کے بعد جا کر کہیں خدا بخش نے حامی بھر لی تھی.

اُس نے خانی کو حویلی کے اندر داخل کروانے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اُس سے آگے کسی قسم کے تعاون سے انکار کر دیا تھا۔ خانی کے لیے اتنا ہی بہت تھا.

انابی کی مدد سے خانی نے مہرون کلر کے بلوچی لباس میں مکمل بلوچی خواتین والا گیٹ اپ اپناتے اپنا چہرا اُس کے بڑے سے دوپٹے سے ڈھانپ لیا تھا۔ خانی کو یاد تھا۔ وہاں ملازمین کا حلیہ ایسا ہی کچھ تھا.

خانی اُس حلیے میں بہت ہی منفرد اور حسین لگ رہی تھی۔ مہرون بھاری لباس میں سلور ماتھا پٹی لگائے۔ سیاہل خان کی بات کے بلکل اُلٹ لائٹ لپسٹک اور کس کر جوڑا باندھے خانی سیاہل کے دل پر بجلیاں گرانے کو بلکل تیار تھی۔انابی نے بے اختیار اُس کی نظر اُتار لی تھی۔ اور زیرِ لب بہت ہی سورتوں کا ورد کرتے خانی کو اللہ کی حفظ و امان میں بھیج دیا تھا.

شہرام خانی کو بہت ہی ہوشیاری سے پچھلے گیٹ سے گاڑی میں لانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کیونکہ خانی کے حلیہ کو دیکھ کر بہت سوال اُٹھ سکتے تھے. حویلی سے نکل کر اُس نے بشرا بیگم کو انفارم کر دیا تھا کہ خانی اُس کے ساتھ باہر جا رہی ہے. جس پر چاہنے کے باوجود بشرا بیگم کوئی اعتراض نہیں کر پائی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خدا بخش اپنے وعدے کے مطابق خانی کو حویلی کے اندر لے آیا تھا۔ جہاں بہت ساری ملازمین کے درمیان کوئی خانی کو پہچان ہی نہیں پایا تھا۔ گھونگھٹ میں سر ڈھکا ہونے کی وجہ سے کسی کا بھی دھیان خانی کی جانب نہیں. وہ سب خاموشی سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں. بنا یہ جانے کے اُن کی سردارنی بھی اِس وقت اُن کے درمیان موجود ہے.

بانو اداسائیں کے لیے سوپ ابھی تک تیار نہیں ہوا کیا. بی بی سائیں بہت غصہ " ہو رہی ہیں. "

خانی بڑے سے کچن میں ایک طرف کھڑی یہ سوچ رہی تھی. کہ سیاہل کے کمرے تک کیسے پہنچے. اُس دن ملازمین کے ساتھ جس کمرے میں وہ سیاہل سے ملنے گئی تھی. وہ تو اُسے بلکل بھول چکا تھا.

وہ اِسی کشمکش میں تھی کہ باہر جائے یا نہ جائے. جب سمن کی آواز نے اُس پر ابھی تھوڑی دیر پہلے چھا جانے والی مایوسی ختم کر دی تھی.

سمن جو آرڈر دے کر پلٹنے لگی تھی. خانی نے جلدی سے اُس کے سامنے آتے اُس کا راستہ روک دیا تھا.

" ......یہ کیا حرکت ہے. ہٹو آگے "

سمن جو ملازمہ کی حرکت پر بُرا مناتے اُسے جھڑکنے لگی تھی. خانی نے ارد گرد سب کو اپنے کاموں میں مصروف دیکھ ہلکا سا اپنا گھونگھٹ اُوپر اُٹھا دیا تھا. خانی پر نظر پڑتے سمن کی بولتی بند ہوئی تھی.

"......آپ "

سمن اِس سے پہلے کے حیرت و بے یقینی کے عالم میں چیخ پڑتی. خانی نے جلدی سے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اُس کی آواز دبا دی تھی. اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر سائیڈ پر لے جاتے اپنا دوپٹہ ہلکا سا چہرے سے پیچھے سرکا دیا تھا.

" .آپ یہاں کیسے. اور یہاں کچن میں کیا کر رہی ہیں "

.سمن کا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل چکا تھا

تمہارے اُس بھائی سے ملنا ہے مجھے. سرِ عام تو آ نہیں سکتی تھی. اِس لیے یہ " ".سب کرنا پڑا. اب مجھے اپنے بھائی کے کمرے تک پہنچاؤ

.خانی نے مختصر الفاظ میں اُسے ساری بات بتاتے آخر میں مدد مانگی تھی

اگر بی بی سائیں یا کسی اور کی نظر آپ پر پڑ گئی تو آپ جانتی ہیں کتنا بڑا ایشو بن سکتا " ہے. آپ جانتی ہیں لاسٹ ٹائم بھی بار بار ملازمہ کو دادا سائیں کے پاس بھیجنے پر اُن

سے مجھے کتنی ڈانٹ پڑی تھی. آپ پلیز واپس چلی جائیں ادا سائیں تک پہنچنا آسان نہیں ہے. آپ پکڑی جائیں گی. "

سمن پچھلی بار آنے والی اپنی شامت کی وجہ سے اِس بار خانی کی مدد کرنے کو بلکل بھی تیار نہیں تھی.

" تو تم میری مدد نہیں کرو گی. "

خانی نے خفگی بھرے تاثرات سے سمن کی جانب دیکھا تھا.

" آپ تو ادا سائیں سے بھی زیادہ ضدی ہیں. اچھا میں کرتی ہوں کچھ."

سمن کو اُس دن والی اُس کی ضد کا اندازہ تھا. اِس لیے اِس سے پہلے کہ یہاں کسی کو شک ہوتا سمن نے مدد کرنے کی حامی بھر لی تھی.

" آپ یہ سوپ لے کر آئیں میرے ساتھ. اور راستے میں اگر گھر کی کسی لیڈی یا بی بی سائیں نے کچھ پوچھا تو آپ کچھ مت بولیے گا. میں ہی جواب دوں گی. "

سمن خانی کو ٹرے تھماتے بولی. دونوں آگے پیچھے کچن سے باہر نکل آئی تھیں.

" .ایک منٹ رکو "

راہداری عبور کرتے وہ لوگ سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہی تھیں. جب بی بی سائیں کی آواز پر سمن کے ساتھ ساتھ خانی بھی اپنی جگہ رُک گئی تھی.

" یہ کون ہے. اور بانو کدھر ہے. سیاہل کے لیے میں نے اُس کی ڈیوٹی لگائی تھی. "

بی بی سائیں سمن کے پیچھے کھڑی خانی کو گھورتی. اُس سے مخاطب ہوئی تھیں

" وہ بانو شاید اداسائیں کے لیے کاڑھا بنانے میں مصروف تھی. اِس لیے میں اِس کو ساتھ لے آئی. "

سمن خود اپنی جگہ ڈر گئی تھی. جبکہ خانی کوفت زدہ سی وہیں کھڑی رہی تھی.

" اُف اِن دونوں اکڑو دادی پوتے کے ساتھ. یہ بچارے لوگ کیسے گزارا کرتے ہونگے. ہر باس بنے وقت آرڈر ہی چلاتے رہتے ہیں. "

خانی کو بی بی سائیں کا مزاج بلکل سیاہل جیسا ہی لگا تھا.

"اچھا چلو تم جاؤ۔ میں ساتھ جاتی ہوں۔ اپنے پوتے کو اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گی۔"

بی بی سائیں سمن کو وہاں سے جانے کا کہہ کر۔ خانی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتیں سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

"بی بی سائیں سرفراز سائیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ کوئی بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔"

اِس سے پہلے کہ بی بی سائیں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتیں۔ ملازمہ کے آکر بتانے پر بی بی سائیں خانی کو اندر جانے کا اشارہ کرتیں دوسری جانب بڑھ گئی تھی۔

خانی ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی نے روم میں داخل ہو کر ٹرے پاس پڑے ٹیبل پر رکھی تھی. اور بھاری دوپٹہ چہرے سے ہٹاتے کھل کر سکون کا سانس لیا تھا. صرف اُس شخص کو ایک نظر دیکھ کر دل کی تسلی کے لیے بہت سی مشکلات سے گزرتی آخر کار یہاں پہنچ ہی گئی تھی.

کچھ دیر بعد خود کو نارمل کرتے خانی کو ہوش آیا تھا کہ وہ کہا ہے اور کس لیے آئی ہے. اُس کی نظریں بے اختیار بیڈ کی جانب اُٹھی تھی. جہاں موجود دشمنِ جاں کو دیکھتے خانی کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں.

دروازہ اندر سے لاک کرتے دبے قدموں سے خانی سیاہل کی جانب بڑھی تھی.

ہمیشہ روایتی لباس قمیض شلوار میں رہنے والا سیاہل خان آج سیاہ ٹراوزر شرٹ میں ملبوس کمبل سینے تک اوڑھے ایک بازو سائیڈ پر جگہ دوسرا سینے پر رکھے وہ خانی کو گہری نیند میں معلوم ہوا تھا. شاید دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہا تھا.

خانی اُس کے سوئے ہونے کی مکمل تسلی کرتی اُس کے پاس بیڈ پر آ بیٹھی تھی.

چوڑی کشادہ پیشانی پر سیاہ بال بکھرے اُس کی شان میں مزید اضافہ کر رہے تھے. مغرور کھڑی ناک, گھنی مونچھوں تلے ایک دوسرے میں پیوست ہونٹ وہ خانی کو رف سے حلیے میں بھی مردانہ وجاہت کا شاہکار لگا تھا.

ہر وقت چہرے پر چھائی سختی اِس وقت بلکل مفقود تھی. خانی کو سیاہل خان سوتے ہوئے بہت ہی معصوم اور پیارا لگا تھا.

اُس کے سوئے ہونے کے باوجود اُس کے اتنے قریب بیٹھے ہونے کی وجہ سے خانی کی ہتھیلیاں اور پیشانی پسینے سے بھیگ چکی تھیں. وہ اِس شخص کی شدت پسندی کی جھلک دیکھ چکی تھی. اِس لیے اُس کی قربت خانی کا دل دھڑکائے جا رہی تھی.

ہاف سلیوز ہونے کی وجہ سے سیاہل کے ایک بازو سے اُس کے زخم پر لگائی گئی بینڈیج جھانک رہی تھی. جسے دیکھتے خانی کے دل کو کچھ ہوا تھا. سیاہل کی تکلیف کا سوچتے خانی کی پلکیں بھیگ گئی تھیں. وہ اُس سے کتنی محبت کرتا تھا. اتنی تکلیف میں ہونے کے باوجود اُسی کا خیال تھا.

خانی کی نظریں سیاہل خان کے خوبرو چہرے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں.

وہی اِس شخص کی دوسروں کو اپنے مقناطیسی شکنجے میں جکڑنے والی کشش خانی کو آہستہ آہستہ اپنے حصار میں لے رہی تھی۔ کتنا روئی تھی۔ وہ اِس شخص کی سلامتی کے لیے۔ شاید اتنے آنسو اُس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں بہائے تھے۔ جتنے اُس ایک رات سیاہل خان کی زندگی مانگتے گزار دیئے تھے.

یہ شخص اپنی ساحرانہ پرسنیلٹی اور ہمدردانہ دل رکھنے کی وجہ سے خانی کو خود سے محبت کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔ خانی چاہ کر بھی اپنے دل کو سیاہل خان کی محبت کے وار سے بچا نہیں پائی تھی.

خود کو اُس کے گہری نیند میں سوئے ہونے کی تسلی دیتے خانی نے دل کی آواز پر حامی بھرتے ہاتھ بڑھا کر سیاہل کی پیشانی پر بکھرے بال سمیٹ دیئے تھے۔ اور جھک کر وہاں اپنے نرم گرم ہونٹوں کا لمس چھوڑتے اُس کی بے خبری میں اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔ یہ سب کرتے خانی کا دل دھڑک دھڑک کر باہر آنے کو تیار ہو چکا تھا۔ خانی نے بے اختیار اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اُسے نارمل کرنا چاہا تھا.

کچھ دیر استحقاق بھری نظروں سے سیاہل کو دیکھتے خانی نے بے دلی سے اُٹھنا چاہا تھا. ابھی اُس کا بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا. یہاں سے اُٹھنے کو. مگر اُسے ڈر تھا. کسی بھی وقت کوئی بھی اندر آسکتا تھا. خانی ہولے سے سیاہل خان کے چہرے کو چھوتی اُس کے پاس سے اُٹھی تھی. جب اگلے ہی لمحے زوردار چیخ مارتے وہ سیاہل خان کے اُوپر آگری تھی.

کب سے آنکھیں بند کر کے سونے کا ناٹک کرتے سیاہل خان نے خانی کو اُٹھتے دیکھ اُس کی کلائی تھام کر ہلکا سا جھٹکا دیتے اُسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا.

خانی جو اِس افتاد کے لیے. بلکل بھی تیار نہیں تھی. سیدھی سیاہل خان کے چوڑے سینے پر آگری تھی.

اُس کی چیخ ڈرنے کے ساتھ ساتھ سیاہل خان کا زخم ہرٹ ہونے کی وجہ سے نکلی تھی.

"تم... تم جاگ رہے تھے. "

خانی نے اُس کے سینے سے اٹھنے کی کوشش کرتے بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جو محظوظ کن مسکراہٹ اور پر شوق نظروں سے خانی کے شرم اور خفت سے سُرخ پڑتے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا.

سیاہل کے بائیں کندھے پر گولی لگی تھی. جسے وہ زرا بھی حرکت نہیں دے سکتا تھا. مگر اُس نے دوسرے بازو سے خانی کے گرد حصار قائم کرتے اُس کی مزاحمت کے باوجود اُٹھنے کی اجازت نہیں دی تھی.

" تو تمہیں کیا لگا خانی اسجد بلوچ سیاہل خان کے اتنے قریب آئے اور وہ اِس بات سے بے خبر رہے گا. "

سیاہل خان کی نظریں خانی کے خوبصورت رُوپ کا طواف کر رہی تھیں. خانی سیاہل خان کے سینے پر جھکی اُس کے بے حد قریب تھی.

وہ مسلسل مزاحمت کرتے اُس کے حصار سے نکلنے کی جدوجہد کر رہی تھی.

" جب میں سویا ہوا تھا. تب تو بڑا پیار جتایا جا رہا تھا. اب میرے اُٹھتے ہی ساری بہادری غائب. اور مجھ سے بھاگنے کے چکروں میں ہو. "

.سیاہل کا اشارہ اُس کی مزاحمت کی طرف تھا

خانی جو سیاہل خان کو سرپرائز کرنے آئی تھی. سیاہل کی حرکت نے اُسے سرپرائز کر دیا تھا.

سیاہل نے خانی کی ٹھوڑی کو ہونٹوں سے چھوتے اُس کی غیر ہوتی حالت کی جانب دیکھتے آخرکار آزادی بخش دی تھی. جبکہ سیاہل خان کے اتنے سے لمس پر خانی کا دل پاگل ہو اُٹھا تھا.

.خانی اُس کے پاس سے اُٹھتی کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی ہوئی تھی

" سیاہل خان تم سے بڑا ڈرامے باز انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا. اگر تم جاگ رہے تھے تو پہلے کیوں نہیں بتایا. "

خانی اپنی خجالت چھپانے کی کوشش کرتے سیاہل کو گھورتے ہوئے بولی. مگر سیاہل خان کی شوخی بھری نظروں نے زیادہ دیر اُسے ایسا نہیں کرنے دیا تھا. وہ گھبرا کر فوراً نگاہیں موڑ گئی تھی.

"اگر جاگ جاتا تو یہ کیسے پتا چلتا. کوئی مجھ سے بہت محبت کرتا ہے. میری فکر میں کس قدر پاگل ہو رہا ہے. اور وہ یہاں پر جو....."

سیاہل خانی کو چھیڑتے ماتھے کی جانب اشارہ کرتے مزید کچھ بولنے ہی والا تھا. جب خانی نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے روک دیا تھا.

"سیاہل خان مجھے لگتا ہے. آپ بہت گہری نیند میں کوئی خواب دیکھ رہے تھے. ایسا کچھ نہیں ہوا."

خانی نے دل ہی دل میں اپنی بے اختیاری پر خود کو کوسا تھا. پہلے سیاہل خان سے سامنا کرنا کوئی آسان کام تھا. جو اب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہ حرکت بھی کر دی تھی.

"کیسا کچھ نہیں ہوا. میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں. کیا واقعی کچھ ہوا ہے."

سیاہل خان کی بات پر خانی نے تپ کر اُس کی طرف دیکھا تھا. بات گھمانہ تو کوئی سیاہل خان سے سیکھے.

" .جب میں نے منع کیا تھا تو یہاں کیوں آئی. اگر کوئی دیکھ لیتا تو "

سیاہل خان کی پر شوق نظریں خانی کے دلکش سراپے پر تھیں. جو دور کھڑی اُس کے جذبات کا اچھا خاصہ امتحان لے رہی تھی.

نازک پیشانی پر سجی بھاری ماتھا پٹی سیاہل خان کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی. پنز کی مدد سے سیٹ کیا گیا بھاری کامدار دوپٹہ خانی کے ہاتھوں سے بار بار پھسل کر کندھوں پر ڈھلک رہا تھا. جسے سنبھالنے میں وہ الگ ہلکان ہوتی خانی پر سیاہل خان کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا.

سیاہل خان سب کو بتانا چاہتا تھا کتنی اہم تھی یہ لڑکی اُس کے لیے. وہ اِس کے ساتھ اپنی زندگی کا ہر لمحہ گزارنا چاہتا تھا. یہ لڑکی اُس کی چاہت, محبت, دیوانگی, جنون اور دل کا سرور تھی. جس سے دور کرنے کے لیے نجانے کتنی بار اُسکا بھائی سیاہل پر قاتلانہ حملے کروا چکا تھا. سیاہل خان کے بہت سارے آدمی بلوچ حویلی

میں اُس کے لیے کام کر رہے تھے. اگر وہ چاہتا تو ایک ہی بار میں میران کو ختم کروا سکتا تھا. مگر یہاں بھی خانی سے اُس کے دل کا قریبی رشتہ چھیننے کا سوچتے سیاہل ہر بار بے بس ہو جاتا تھا.

"کیوں نہیں آسکتی میں یہاں. سیاہل خان کی حویلی پر میرا کوئی حق نہیں ہے کیا."

خانی نے خفگی بھرے تاثرات سے سیاہل کی جانب دیکھا تھا.

خانی کے دو آتشہ سادگی بھرے حُسن کے جال سے بہت مشکل سے باہر آتے سیاہل اُس کی باتوں کی جانب متوجہ ہوا تھا.

اُس کے الفاظ سیاہل کے ہونٹوں پر وہی مقابل کو اپنا آثیر کر دینے والی مسکراہٹ بکھیر گئے تھے.

اگر خانی کو پتا چل جاتا کہ اُس کا یوں استحقاق جتانا سیاہل کے پہلے سے بھڑکتے احساسات اور جذبات پر تیل چھڑکنے کا کام کر گیا ہے. تو وہ ایسا کبھی نا بولتی.

"ویری نائس تو مطلب تم دل سے تسلیم کر چکی ہو اِس رشتے کو۔ اگر مجھے اِس بات کا زرا بھی اندازہ ہوتا تو میں بہت پہلے ہی گولیاں کھالیتا۔"

سیاہل خان کے خوشی بھرے مسکراتے لہجے پر خانی نے تڑپ کر اُسکی جانب دیکھا تھا۔ جیسے اُسے سیاہل خان کی بات بلکل بھی پسند نہ آئی ہو۔

"یار اتنے دور کیوں کھڑی ہو۔ زرا پاس آکر اپنی موجودگی کا احساس تو دلاؤ۔ پہلے تو میں سو رہا تھا۔ کچھ محسوس ہی نہیں کر پایا۔"

سیاہل خان نے ہاتھ بڑھا کر خانی کو اپنے پاس بلایا تھا۔ سیاہل خان کی ذو معنی بات خانی کو سر سے پیر تک سرخ کر گئی تھی۔

"مجھے اب واپس جانا ہے۔ میں یہاں ایک ملازمہ بن کر آئی ہوں۔ اور ملازمہ کا زیادہ دیر یہاں رُکنا ٹھیک نہیں ہے۔"

خانی سے اُس کی شوخ نظریں برداشت کرنا انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔

سیاہل کی جذبے لُٹاتی نظروں پر خانی کا شرمایا گھبرایا رُوپ دیکھ اُس کے عنابی گداز لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگنے لگی تھی.

". اچھا تو وہ کام تو پورا کر کے جاؤ. جو ملازمہ کرنے آئی تھی "

سیاہل کی مسکراتی آنکھوں کی شوخی ابھی بھی برقرار تھی. مہرون رنگ میں خانی کی سفید رنگت مزید نکھری اور رُخسار سے چھلکتا گلال اُسے مزید دیوانہ بنا گیا تھا.

وہ اِس بلوچی لباس میں اتنی حسین لگ رہی تھی. کہ سیاہل کا اُس پر سے نظر ہٹانے کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا.

وہ جانتا تھا. خانی آرام سے تو اُس کے قریب آئے گی نہیں. اِس لیے اب اُسے اپنے طریقے سے ہی اُسے پاس بلانا تھا.

". کونسا کام "

خانی نے سیاہل خان کے انداز پر مشکوک نظروں سے اُسے گھورا تھا.

جس پر سیاہل قہقہ لگائے بغیر نہیں رہ پایا تھا.

" .سوپ پلانے والا کام. میری شکی سردانی "

.سیاہل نے اس کے ٹیبل کے پاس رکھے گئے سوپ کی جانب اشارہ کیا تھا

جسے یاد آتے ہی خانی جلدی سے اُس کی جانب بڑھی تھی. اور سوپ لے کر سیاہل کے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا تھا.

سردارنی صاحبہ میں مریض ہوں. خود نہیں اُٹھ سکتا نہ ہی ایک ہاتھ سے " " .سوپ پی سکتا ہوں

خانی کے سوپ پاس رکھ کر دور ہو جانے پر چوٹ کرتے سیاہل نے اُسے احساس دلایا تھا.

سیاہل بیڈ پر چت لیٹا تھا. اب سوپ پلانے کے لیے اُسے تکیوں کے سہارے سیدھا بیٹھانا تھا. جس کے لیے خانی کو اُس کے بہت قریب جانا پڑتا. اُس سے اتنی قربت کا سوچ کر ہی خانی کے پسینے چھوٹ چکے تھے.

میں کیسے اُٹھا سکتی ہوں۔ میں باہر سے بلاتی ہوں کسی کو۔ اُف میرے خدا میں "
" . بھلا باہر کیسے جا سکتی ہوں

خانی نے باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔ مگر پھر اپنے یہاں چھپ کر آنے کا خیال آنے پر وہ وہی رک گئی تھی۔ خانی اچھی خاصی بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکی تھی۔ وہ یہاں صرف سیاہل خان کو ایک نظر دیکھنے آئی تھی۔ مگر شاید آنے سے پہلے یہ بھول چکی تھی کہ آگے اُس کا پالا سیاہل خان سے پڑنا تھا۔ جو اُسے اتنی آسانی سے چھوڑنے والا بلکل بھی نہیں تھا .

سیاہل بڑے ہی سکون سے لیٹا اپنی سردارنی کی غیر ہوتی حالت سے مزے لے رہا تھا .

اِس لڑکی کی تھوڑی دیر کی قربت سیاہل خان کے دل کی راحت اور سکون کا باعث تھی۔ وہ خانی کے نزدیک ہوتے ہی ہر شے بھول جاتا تھا .

اگر اُسے آپشن دیا جاتا کہ ایک طرف پوری دنیا جبکہ دوسری طرف خانی اسجد بلوچ ہے کس کے ساتھ وہ پوری زندگی گزار سکتا ہے۔ تو بنا سوچے بنا کسی ڈاؤٹ کے وہ سیدھا خانی اسجد بلوچ کا انتخاب کرتا۔ جس کے بغیر شاید اب اُس کا گزارا نہیں تھا۔

وہ چاہتا تھا یہ خوشبو جیسی لڑکی ہر وقت اُس کے آس پاس مہکتی رہے۔

"دیکھو سیاہل خان میں تمہاری ہیلپ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر تم نے زرا سی بھی کوئی اُلٹی سیدھی حرکت کی تو میں تمہارے زخموں کی پرواہ کیے بغیر تمہیں وہیں چھوڑ دوں گی۔"

خانی نے اور کوئی راہ نہ ملتے آخر ہار مان لی تھی۔ مگر پھر بھی وہ سیاہل خان کو وارن کرنا نہیں بھولی تھی۔

جس انداز میں خانی سیاہل سے بات کرتی تھی۔ اِس انداز میں تو کبھی بی بی سائیں نے بھی نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی کسی اور کو اجازت تھی۔ سیاہل خان کے ساتھ زرا سے بھی تیز لہجے میں بات کرنے کی۔ مگر خانی اسجد بلوچ کو تو جیسے ہر حق حاصل تھا۔

اگر خانی ایک بار بھی سیاہل کا غصہ دیکھ لیتی تو جان پاتی کے سب لوگ اُس سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں. لیکن ابھی تک تو وہ اُس کے غصے کے ایک پرسنٹ سے بھی واقف نہیں تھی.

".اوکے ڈن "

سیاہل کے چہرے کے مصنوعی تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ اُس پر کس حد تک خانی کی بات کا اثر ہوا ہے.

خانی بے قابو ہوتے دل کے ساتھ سیاہل کے قریب آئی تھی.

سیاہل کی جانب بڑھتے اُس کے ہاتھ ہولے ہولے لرز رہے تھے. اُس کی سُرخی مائل رنگت سیاہل کے جذبات کو اچھا خاصہ چھیڑ گئی تھی. مگر اِس وقت خانی کی قابلِ رحم حالت کی وجہ سے اس نے بہت مشکل سے خود کو کوئی گستاخی کرنے سے روک رکھا تھا.

خانی نے ایک گز کا فاصلہ رکھتے دور سے ہی سیاہل کے بازو کو اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے تھامتے اُسے سہارا دے کر اُٹھانا چاہا تھا.

" سردارنی صاحبہ میرا یہ کندھا زخمی ہے۔ میں ہل نہیں سکتا۔ جتنی دور آپ کھڑی ہیں۔ وہاں سے تو یہ سب کرنا ناممکن ہے۔ "

خانی کے اِس قدر گھبرانے پر اُس نے ہونٹوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے اپنی بے ساختہ اُمڈ آنے والی ہنسی کو روکا تھا۔

ہر وقت بلکل کسی شیرنی کی طرح اُس سے لڑنے کو تیار اُس کی نزدیکی پر ایسے ہی بھیگی بلی بن جاتی تھی۔

" تم بعد میں پی لینا ناسوپ۔ "

خانی نے بیچارگی سے سیاہل کی جانب دیکھا تھا۔ یہ سب اُس کے لیے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔

" مجھے ابھی سوپ پی کر میڈیسن لینی ہے۔ اور اگر تم اِس طرح کھڑی سوچتی رہو گی۔ تو میری میڈیسن کا ٹائم لیٹ ہو جائے گا۔ "

سیاہل خانی کو تنگ کرنے کا اتنا اچھا موقع جانے نہیں دینا چاہتا تھا. اُسے خانی کا یہ گھبرایا شرمایا رُوپ مزا دے رہا تھا.

خانی سیاہل خان کی بولتی نگاہوں کی وجہ سے اِس قدر کنفیوز ہو رہی تھی. کہ اُس کی آنکھوں میں چمکتی شرارت نہیں دیکھ پائی تھی.

سیاہل کی میڈیسن کا سن کر خانی بہت مشکل سے تیز ہوتی سانسوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کے قریب آئی تھی.

وہ سیاہل کی جانب دیکھنے سے صاف گریز برت رہی تھی. خانی سمجھ گئی تھی جب تک وہ سیاہل کے قریب نہیں ہو گی. اُسے اُٹھانے میں سہی سے ہیلپ نہیں کر سکتی.

خانی نے مزید قریب ہوتے سیاہل کے کندھے کے گرد اپنی نازک بانہوں کو حصار بناتے اُسے سہارا دیا تھا. اِس چکر میں وہ سیاہل خان کے انتہائی قریب آچکی تھی. سیاہل کی خوشبو اُس کے نتھنوں میں گھستی اُسے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی.

خانی کی نازک بانہیں سیاہل خان جیسے باڈی بلڈر کو سہارا دینے کی کوشش کر رہی تھیں. سیاہل خان اس منظر پر بے ساختہ اُمڈ آنے والے قہقہے کو بہت مشکل سے دانتوں تلے دبا گیا تھا.

وہ سیاہل کے اُوپر تقریباً جھکی ہوئی تھی. سیاہل کی گرم سانسیں خانی کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں. خانی سیاہل کی جانب دیکھنے سے مکمل گریزاں تھی. مگر اُسکی پر تپیش لوح دیتی نظروں کا ارتکاز خانی کی سانسوں میں انتشار برپا کر رہا تھا. اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ یا وہ یہاں سے غائب ہو جائے یا سیاہل خان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دے.

" سیاہل خان یہ جو تم کر رہے ہو مجھے سب سمجھ آ رہا ہے. "

خانی کے لئے ایک پہاڑ جیسے شخص کو سہارا دینا آسان کام بلکل بھی نہیں تھا. اِس لیے اُس کا خیال کرتے سیاہل نے بہت کم وزن اُس پر ڈالا تھا. جس سے وہ سیاہل کو کافی حد تک سیدھا کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی. مگر اچانک سیاہل کو نجانے کیا

شرارت سوجھی اُس نے اپنا سارا وزن خانی کے ناتواں بازوؤں پر ڈالتے اُسے چلانے پر مجبور کر دیا تھا.

سیاہل خان تکیوں کے سہارے سیدھا ہو کر بیٹھ چکا تھا. اور اُس کی حرکت کی وجہ سے خانی کا سیاہل کے کندھے پر پھلایا بازو اُس کے پیچھے دب گیا تھا.

" سیاہل خان چھوڑو مجھے. "

اُس کی حرکتوں پر خانی اچھی خاصی زچ ہو چکی تھی. مگر سیاہل جیسے ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا.

" کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے. "

سیاہل کا ہر بار پوچھا جانے والا سوال ہنوز تھا. لیکن اب لفظ نفرت کی جگہ محبت کا ردوبدل ہو چکا تھا.

" سیاہل خان یہ کیا بدتمیزی ہے. ہٹو میرے بازو سے."

خانی کا چہرا سیاہل کے اِس قدر قریب جھکے ہونے کی وجہ سے لال اناری ہو چکا تھا.
اگر سیاہل تھوڑا سا بھی اپنا چہرہ آگے کرتا تو خانی کے ہونٹ سیاہل کی پیشانی سے ضرور ٹچ ہو جاتے.

" .پہلے میرے سوال کا جواب دو "

.سیاہل ڈھیٹ بنا وہی بیٹھا رہا تھا

نہیں کرتی محبت بلکل بھی نہیں کرتی. ہر بار دماغ گھاس چرنے چلا جاتا ہے جو " " .بے وقوف بنتے تمہارے پاس آجاتی ہوں

خانی مسلسل اپنا بازو نکالنے کی کوشش کر رہی تھی. اُس کی سانسوں کی تیز ہوتی رفتار سیاہل کو اچھے سے محسوس ہو رہی تھی. جو سیاہل کا کب سے خود پر کیا کنڑول ختم کر گئی تھیں.

سیاہل نے اب کی بار اپنے منہ زور جذبات کے آگے ہار مانتے خانی کی کلائی گرفت میں لیتے ایک ہی جھٹکے میں اپنے اُوپر گرا لیا تھا. وہ نازک سی ٹہنی کی طرح اُس کے

وجود کا حصہ بنی تھی. سیاہل نے اُس کے گرد اپنے بازو کا حصار باندھتے فرار کی راہیں مسدود کر دی تھیں.

خانی کا دل جو پہلے ہی آؤٹ آف کنڑول ہو چکا تھا. سیاہل خان کے اتنے قریب آجانے کی وجہ سے اُسے لگا تھا اُس کے دل کو کچھ ہو جائے گا.

"اب بھی کہوں محبت نہیں ہے تمہیں مجھ سے."

سیاہل کا چہرہ خانی کے چہرے کے بہت قریب تھا. اتنا کہ دونوں کی گرم سانسیں ایک دوسرے میں اُلجھ رہی تھیں. سیاہل کی خود میں جکڑتی آنکھیں خانی کو آج پھر جیسے ہپنوٹائز سا کر گئی تھی. وہ کچھ بول ہی نہیں پائی تھی.

اُسے محسوس ہوا تھا. شاید وہ اب کبھی یہاں سے ہل نہیں پائے گی. اِس مضبوط حصار سے اُس کا نکلنا جیسے اب ناممکن تھا.

"اگر محبت نہیں ہے تو تمہاری یہ نشیلی دلکش آنکھیں میرے زرا نگاہوں سے اوجھل ہونے پر مجھے کیوں بے قراری سے تلاشتی ہیں."

سیاہل نے جھک کر خانی کی لرزتی گھنیری پلکوں پر اپنے دہکتے لب رکھ دیئے تھے. اُسے اِن بڑے بڑے دلفریب نین کٹوروں میں اپنا عکس واضح نظر آیا تھا. اُس کی مونچھوں کی چبھن خانی کا دل بُری طرح گدگدا گئی تھی. سیاہل کی جسارتوں پر خانی کا تنفس تیز سے تیز تر ہوتا چلا گیا تھا.

خانی نے کچھ بولنا چاہا تھا. جب سیاہل نے اُس کے نرم گداز ہونٹوں پر اُنگلی پھیرتے اُسے خاموش کروا دیا تھا.

" اگر محبت نہیں ہے تو میرے قریب آنے پر اِس دل کی دھڑکنوں میں مجھے کیوں اپنے نام کی پکار سنائی دیتی ہیں. "

سیاہل نے خانی کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اُس کی دھڑکنوں کا محسوس کرنا چاہا تھا.

خانی کے دل نے اقرار کر لیا تھا. کہ یہ شخص ساحر تھا. اور بُری طرح اُسے اپنے سحر میں جکڑ چکا تھا. جس سے نکلنا اب خانی کے بس کی بات بلکل بھی نہیں تھی.

وہ بتانا چاہتی تھی. کہ وہ اُس سے کس قدر بے پناہ محبت کرتی ہے. کتنا چاہنے لگی ہے اُسے. اُس کے دل کی دھڑکنیں اُس کی سانسیں سیاہل خان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بندھ چکی تھیں. اُس کا تن من, ظاہر باتن صرف سیاہل خان کا طلب گار تھا. مگر خانی اِس وقت ایسا کوئی بھی اظہار کر کے اپنی جان مزید عذاب میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی.

سیاہل خان کی بڑھتی جسارتوں پر شرم و حیا سے خانی کا چہرہ مکمل سُرخ ہو چکا تھا. جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا.

"خانی اسجد بلوچ اپنی محبت کو تم اب مزید نہیں چھپا سکتی. میں اِن ہونٹوں پر, اِن سانسوں میں صرف اپنا نام چاہتا ہوں. اِن سب پر صرف میرا حق ہے. تم اب چاہ کر بھی اِس سب سے انکاری نہیں ہو سکتی میں ایسا ہونے ہی نہیں دوں گا. ہمت ہے تو کر لینا مقابلہ میری دیوانگی کا."

سیاہل نے جھک کر خانی کے کپکپاتے شنگرفی گلابی ہونٹوں پر ایک میٹھی سی کہانی رقم کرنی چاہی تھی. جب خانی نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اِس سے باز رکھا تھا.

.سیاہل خان کو اپنے ہونٹوں پر رکھا خانی کا ہاتھ بُری طرح لرزتا محسوس ہوا تھا

وہ پہلے ہی سیاہل کی اتنی قربت پر قیامت کے زیرِ اثر تھی۔ اگر سیاہل مزید کوئی جسارت کرتا تو اُس کو یقین تھا کہ اُس کا حواس کھونا لازمی تھا.

"....پلیز "

خانی نے لمحہ بہ لمحہ بڑھتی دھڑکنوں کے شور پر گھبرا کر سیاہل کو روکنا چاہا تھا۔ مگر سیاہل نے بہت ہی سہولت سے اُس کی ہتھیلی چوم کر اپنے ہونٹوں پر سے ہٹا دیا تھا. جیسے اِس وقت وہ اُس کی سانسوں کی مہک اپنے اندر اُتارنے پر بضد تھا۔ خانی اِس وقت سیاہل کی شدتیں سہنے کے لیے بلکل بھی تیار نہیں تھی۔ اُسے لگا تھا اگر یہ شخص مزید اُس کے قریب آیا تو اُس کی سانسیں رُک جائیں گی.

جس سیاہل سے ہی بچنے کے کوشش کرتے خانی نے اُسی کے کشادہ سینے میں سر چھپاتے اُس کی بڑھتی جسارتوں سے بچنا چاہا تھا۔ اُسے اِس وقت اِس سے زیادہ مضبوط پناہ گاہ کوئی نہیں لگی تھی.

خانی کی خود میں پناہ ڈھونڈنے والی اِس پیاری ادا پر قربان ہوتے سیاہل خان نے اُس کے گرد بازو کا گھیرا مزید تنگ کرتے خود میں بھینچ لیا تھا.

" خانی کبھی کسی کی بھی باتوں میں آکر مجھے دھوکہ مت دینا. بہت محبت کرتا ہوں تم سے. پوری دنیا کا دھوکہ برداشت کر سکتا ہوں. مگر تمہارا نہیں. "

سیاہل کو نجانے اچانک کیا ہوا تھا کہ خانی کے دور ہو جانے کے خوف کے زیرِ اثر وہ دل میں پنپتے ڈر کو زبان دے گیا تھا.

سیاہل کی بات پر خانی نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا. سارا فسوں جیسے ختم ہوا تھا.

" تو سیاہل خان کو اب بھی خانی اسجد بلوچ پر اعتبار نہیں ہے کیا. "

خانی کی آنکھوں میں شکوے ناراضگی واضح تھے.

" اعتبار ہے خود سے بھی زیادہ. اِسی لیے تو ڈرتا ہوں اگر یہ ٹوٹ گیا تو شاید سیاہل موسیٰ خان بھی ٹوٹ جائے. اگر ایسا ہوا تو میں چاہ کر بھی خود پر اختیار نہیں رکھ پاؤں گا. اور آنے والی بربادی کو روکنا مشکل ہو جائے گا. "

.سیاہل خانی کا گلابی گال چومتے بولا

.جبکہ سیاہل کی باتوں پر خانی کا دل لرز سا گیا تھا

" .کیا تم اِس حملے کا بدلا لینے والے ہو "

.خانی کی نظروں میں اپنے بھائی کو کھونے کا خوف تھا

" مجھے تمہارے بھائی اور دادا کی طرح پیٹھ پیچھے وار کرنے کی عادت نہیں ہے. اگر بدلہ لوں گا. تو سرعام لوں گا. مگر فلحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے. ابھی میں دیکھنا چاہتا ہوں. وہ لوگ کس حد تک گر سکتے ہیں. "

سیاہل خانی کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا. مگر اُس کے پوچھنے پر نا چاہتے ہوئے بھی یہ سب بول گیا تھا.

.مگر خانی کا بُجھا چہرا دیکھ اُسے بہت بُرا لگا تھا

ویسے آج جس طرح تم مجھ سے چھپ کر میری حویلی میں داخل ہو کر میرے "
ہی لوگوں کی مدد لے کر میرے کمرے تک پہنچی ہو. ماننا پڑے گا اتنی پاور اور
" .ٹیلنٹ سیاہل خان کی بیوی میں ہی ہو سکتا ہے

سیاہل کی بات پر اُس کا حصار توڑتی خانی جھٹکے سے اُس سے دور ہوئی تھی. سیاہل کی
.کوشش کامیاب رہی تھی. اُس کا دھیان پچھلی بات سے ہٹ چکا تھا

" .اِس کا مطلب تم جانتے تھے سب "

خانی نے بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا. جس پر سیاہل نے پیچھے لگی سکرین
کی طرف اشارہ کیا تھا. جہاں پر حویلی کے مختلف حصوں پر لگے سی سی ٹی وی کیمرہ
کی فوٹیج چل رہی تھی. سیاہل نے ریموٹ اُٹھاتے اُن پر پہلے سے ریکارڈ کی گئی
ویڈیوز اوپن کی تھیں. جن میں کہیں خانی سمن کے ساتھ کچن میں کھڑی نظر
.آ رہی تھی. اور کہیں بی بی سائیں کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے

.خانی نے خونخوار نظروں سے سیاہل کی جانب دیکھا تھا

یہ شخص اُس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا. اور اُس کے سامنے کیسے بے خبر بنا ہوا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" آپ کی چائے. "

شہرین نے فون پر مصروف میران کے سامنے چائے کا کپ رکھتے اُسے آگاہ کیا تھا.

جس پر بنا کچھ بولے سیاہل نے سر ہلا دیا تھا.

شہرین ہر وقت خود کو بڑی سی شال میں چھپائے رکھتی تھی جو اُس نے کمرے میں کبھی میران کے سامنے بھی نہیں اُتاری تھی.

میران نے تو شاید ابھی ٹھیک سے اُس کا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا. وہ گھر میں اور خاص کر اپنے کمرے میں کم ہی پایا جاتا تھا.

شہرین چائے رکھ کر اُس کے پاس سے ہٹی تھی. جب بے دھیانی میں میران کا پیر اُس کی فرش پر لٹکتی شال پر آ گیا تھا.

"....آؤچ "

شہرین دو قدم ہی چل پائی تھی. جب کھنچاؤ کی وجہ سے اُس کی گردن پر بہت زور دار قسم کا دباؤ آیا تھا. اور شال اُس کے سر سے ڈھلک کر کندھوں پر آ گئی تھی.

روکنے کی بہت کوشش کے باوجود بھی شہرین کی ہلکی سی چیخ نکل گئی تھی. اُسے محسوس ہوا تھا شاید میران نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے.

میران جو فون پر مصروف تھا. شہرین کی چیخ پر حیرانگی سے اُس کی جانب متوجہ ہوا تھا.

پہلے اُس کی شال اور پھر اپنے پاؤں کی جانب دیکھ کر سچویشن سمجھتے میران کو شدید قسم کی ندامت نے آن گھیرا تھا.

وہ جلدی سے اُٹھتے شہرین کے پاس آیا تھا.

" آئم ریلی سوری بے دھیانی میں ہو گیا یہ سب. میں نے دیکھا ہی نہیں. آپ ٹھیک ہیں. "

میران شہرین کے سامنے آتے تشویش کے عالم میں اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا.

مگر بے اختیاری میں اُٹھائی گئی اُس کی نظریں کچھ پل کے لیے شہرین کی گھٹاؤں جیسی سیاہ زلفوں سے اُلجھ گئی تھی. شاور لینے کے بعد اُسے بال باندھنے کا ٹائم ہی نہیں ملا تھا.

شہرین کے پر کشش نقوش پر نا چاہتے ہوئے بھی میران کی نظر ٹھہر سی گئی تھی. مگر اگلے ہی لمحے وہ بڑے محتاط انداز سے نظریں پھیر چکا تھا.

" نہیں کوئی بات نہیں میں ٹھیک ہوں. "

شہرین کو گردن پر شدید قسم کی جلن محسوس ہوئی تھی. مگر میران کے ساتھ اُس کا ایسا کوئی رشتہ نہیں تھا کہ وہ اپنی تکلیف اُس سے شیئر کرے. اِس لیے واپس

جلدی سے شال سے اپنی گردن کو کور کرتے شہرین نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تھا.

لیکن تب تک میران کی نظر اُس کی گردن پر پڑ چکی تھی. شال پر بنے موتیوں اور شیشوں کے بارڈر سے رگڑ آجانے کی وجہ سے اُس کی گردن وہاں سے اچھی خاصی چھل چکی تھی.

"مگر مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا. آپ کی گردن زخمی ہو چکی ہے. آپ کو بینڈیج کی ضرورت ہے."

میران کی اِس بے ضرر لڑکی سے کوئی دشمنی نہیں تھی. اِس لیے وہ انجانے میں دی جانے والی تکلیف پر اپنی شرمندگی کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا تھا.

میران شہرین کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے اُس کی جانب بڑھا. اُس کے اتنے نرم اور مہربان انداز پر شہرین کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی.

مگر میران کے حکم پر شہرین کو مجبوری کے عالم میں وہاں بیٹھنا پڑا تھا. اُسے یہاں سختی سے بتایا گیا تھا کہ اُسے کسی کی بھی حکم عدولی کی اجازت نہیں ہے. خاص کر میران کی تو بلکل بھی نہیں. اِس لیے وہ کسی روبوٹ کی طرح اُس کی ہر بات مانتی تھی. اور یہی بات میران کو عجیب سی محسوس ہوتی تھی.

اُس نے آج تک ایسی لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی.

" گردن سے شال ہٹائیں. "

شہرین واپس خود کو شال میں قید کر چکی تھی. اِس لیے میران کو اُسے بولنا پڑا تھا.

شہرین کی شکل سے صاف ظاہر تھا کہ وہ کس قدر بے دلی سے اِس طرح میران کے سامنے بیٹھی تھی. وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی. یہ شخص اتنا مہربان کیوں ہو رہا ہے.

" میرے پاس اِس کے علاوہ اور بھی بہت کام ہیں. "

میران نے شہرین کے زرا سا شال نیچے سرکانے پر ہاتھ آگے بڑھا کر شال اُس کی گردن سے بلکل پیچھے ہٹا دی تھی. اُس کے جارحانہ انداز پر شہرین کا چہرا ڈر اور حیا کے مارے لال ہوا تھا.

میران کریم ہاتھ پر لگا کر شہرین کی گردن پر زخم کی جگہ لگانے لگا تھا. شہرین نے اُس کے لمس پر گھبرا کر فوراً آنکھیں میچ لی تھیں. اور شال کو دونوں مٹھیوں میں سختی سے جکڑ رکھا تھا.

گردن پر کریم لگاتے میران کی ایک غیر ارادی نظر سامنے بیٹھی اُس ڈری سہمی لڑکی پر پڑی تھی.

قدمی رنگت, پر کشش کھڑے نقوش, بڑی بڑی آنکھیں جنہیں اِس وقت اُس نے سختی سے میچ رکھا تھا, نازک سراپا, لمبے گھنے بال. وہ مکمل حُسن کا پیکر تھی. مگر میران کو اِس سب سے کوئی انٹرسٹ نہیں تھا. اِس لیے وہ فوراً نظریں پھیر گیا تھا.

سارے زخم پر اچھے سے کریم لگاتے میران کی نظریں اُس کی گردن کے عین وسط میں بنے تل پر پڑی تھیں. بلاشبہ یہ لڑکی مقابل کو بہکانے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی. میران بھی کوشش کے باوجود اُس کی صراحی دار گردن پر چمکتے اُس مغرور دل سے نظریں نہیں ہٹا پایا تھا.

اُس کی نظروں کے ارتکاز سے گھبرا کر شہرین نے جلدی سے شال کو اپنے گرد دوبارہ سے لپیٹ لیا تھا.

" کمرے کے اندر اِس تھان کو لپیٹنا ضروری ہے کیا. "

اپنی بے اختیاری پر خفت مٹانے کے لیے وہ شہرین پر طنز کرتے بولا.

جب اچانک اُس کی نظر شہرین کی جلی کلائی پر پڑی تھی.

" یہ کیسے جلا تمہارا ہاتھ. "

تازہ تازہ زخم بتا رہا تھا کہ یہ کچھ دن پہلے ہی آیا ہے.

" وہ کچن میں کام کرتے غلطی سے جل گیا تھا. "

.شہرین نے مختصر جواب دیا تھا

.میران کو اُس کی بات پر کافی حیرت ہوئی تھی

."واٹ مگر تم کچن میں کام کیوں کر رہی تھی. اتنے سارے ملازم موجود تو ہیں "

یہ سوال پوچھتے وہ یہ بھول گیا تھا. کہ سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو وہ عزت سے
.رخصت کروا کر نہیں لایا تھا. بلکہ وہ خون بہا میں لائی گئی تھی

جبکہ اُس کے سوال پر شہرین کو لگا تھا کہ شاید وہ غلط بول گئی ہے. اگر میران نے
بشرا بیگم سے کچھ بول دیا تو شامت اُسی کی آنی تھی. شروع کے دنوں میں تو خانی
اُس کی ڈھال بنی رہی تھی. مگر اب نجانے وہ اپنے کن کاموں اور پریشانیوں میں
.بزی ہو گئی تھی کہ اُسے فراموش کر گئی تھی

جس پر بشرا بیگم کو لگا تھا شاید ہمدردی کا بھوت اُتر چکا ہے. وہ واپس شہرین سے اپنا
.ناروا سلوک اختیار کر چکی تھیں

شہرین دن رات کچن میں مصروف رہتی. اور میران کے آنے کے ٹائم پر بشرا بیگم اُسے کمرے میں بھیج دیتیں.

" نہیں وہ ایک دن ہی اپنے لیے چائے بنائی تھی. تب ہوا یہ. "

شہرین نے جلدی سے بات سنبھالنی چاہی تھی. کیونکہ وہ میران بلوچ کی زرا سی بھی ہمدردی افورڈ نہیں کر سکتی تھی.

" تمہارے ہاتھ پر ایک بار نہیں بہت بار جلنے کے نشانات ہیں. آئندہ مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرنا. "

میران اُس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر اُس کا جھوٹ پکڑتے سختی سے بولا تھا.

جس پر شہرین اپنی جگہ سہم سی گئی تھی.

" آرام کرو اب تم. باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے. دیکھ لیتا ہوں میں باقی سب کو بھی. "

میران بلوچ اچھے سے جانتا تھا اپنے سے منسلک لوگوں کا خیال کیسے رکھنا ہے.

جب وہ صرف اپنی بہن کو ایک ناپسندیدہ شخص سے بچانے کے لیے قتل تک کرنے کی کوشش کر سکتا تھا. تو اپنی بیوی چاہے وہ اَن چاہی ہی سہی اُس کے لیے تھوڑا سا سٹینڈ تو لے ہی سکتا تھا.

میران شہرین کو آرڈر دیتا روم سے نکل گیا تھا.

جبکہ شہرین کتنی ہی دیر ہل بھی نہیں پائی تھی.

اِس شخص کی اتنی عنایت اُس سے بلکل بھی ہضم نہیں ہو رہی تھی. جس کا خیال رکھنے کا انداز بھی اتنی سختی لیے ہوئے تھا.

کیا واقعی ہی اُس کی زندگی کا سفر اتنا کھٹن ہونے والا نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی.

شہرین نے بے اختیار اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا تھا. جہاں ابھی بھی میران بلوچ کا دہکتا لمس اُسے محسوس ہو رہا تھا.

جو شخص انجانے میں دیے جانے والے زخم پر اِس قدر شرمندہ ہوا. وہ جان بوجھ کر تو کوئی زخم کبھی نہیں دے گا.

شہرین میران بلوچ کے بارے میں سوچتی آپ ہی آپ مسکرا دی تھی.

اِس سے پہلے کے خود کے اتنے بے وقوف بنائے جانے پر خانی سیاہل سے لڑتی باہر دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی.

آواز پر خانی نے گھبرا کر سیاہل کی جانب دیکھا تھا.

" ضرور تمہاری بی بی سائیں ہو نگی. اگر اُنہوں نے مجھے یہاں. دیکھ لیا تو "

خانی کے چہرے پر پکڑے جانے کا خوف اُبھرا تھا.

" میرے خیال میں سیاہل خان کے قریب ہوتے خانی اسجد بلوچ کو اُس کے علاوہ کسی سے نہیں گھبرانا چاہیے. "

سیاہل کو خانی کے چہرے پر بکھرا خوف بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا.

" لیکن باہر والوں کو دروازہ لاک دیکھ شک تو ہو گیا ہو گا. اب میں جاؤں گی کیسے "

.خانی کا خوف کم نہیں ہو رہا تھا. کیونکہ دروازے پر ابھی دستک جاری تھی

.سیاہل نے خانی کا چہرا ٹھوڑی سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا

خانی اسجد بلوچ سیاہل خان پر اعتبار کرتے اِس حویلی میں داخل ہوئی ہے کہ " سیاہل وہاں موجود ہے اُسے کچھ نہیں ہونے دیگا. میں چاہتا ہوں. تم وہ اعتبار قائم ".رکھو

سیاہل کی بات پر خانی نے ہونقوں کی طرح اُسے گھورا تھا. اِس کا مطلب اُس کی ہر .بات پہنچائی جارہی تھی

باہر اور کوئی نہیں خدا بخش ہے. میں نے ہی بلایا ہے اُسے. وہ تمہیں یہاں " .سے بحفاظت شہرام تک پہنچا دے گا

اور ہاں سردارنی صاحبہ میں جانتا ہوں. آپ کے پاس بھی اِس نام کی وجہ سے بہت پاور ہے. مگر میرے لوگ چاہے کبھی بھی کچھ بھی ہو جائے. مجھ سے چھپا کر کچھ نہیں کرتے. چاہے وہ انابی ہوں. یا شہرام بلوچ یا پھر خدا بخش. اِس لیے

آئندہ ایسا کوئی پلان ہو تو چپکے سے مجھے بتا دینا. میں نہیں چاہتا میری بیوی اِس طرح باقیوں کے سامنے بے وقوف بنے. "

سیاہل خان نے بات کے اختتام پر خانی کے کان کی لو پر بوسہ دیتے اُس کا غصے و خجالت شرمندگی اور حیا سے لال ہوتا چہرا دیکھا تھا.

" سیاہل خان تم سے بڑا پلانر واقعی اِس مخلوق میں تو کوئی نہیں ہو سکتا. "

خانی غصے کے مارے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی. وہ سب کے ہاتھوں بے وقوف بنی تھی. وہ بھی اپنی وجہ سے. واقعی جو لوگ سیاہل خان کے لیے ہمہ وقت اپنی جان دینے کو تیار رہتے تھے. وہ بھلا خانی کے کہنے پر اتنی بڑی بات کیسے چھپا سکتے تھے.

خانی جتنی بے وقوف سیاہل خان کے سامنے یا اُس کے چکر میں بنی تھی. شاید ہی زندگی میں کبھی اتنی بنی ہو.

" مگر جو بھی ہے. آئی جسٹ لو اِیٹ. اتنی بہادری کا مظاہرہ صرف سیاہل خان کی بیوی ہی کر سکتی ہے. ورنہ میری حویلی میں میری اجازت کے بغیر داخل ہونا ناممکن ہے. "

سیاہل نے خانی کی آنکھوں میں جھانکتے کہا. سیاہل کو اِس وقت خانی کی نگاہوں میں اپنا عکس صاف نظر آیا تھا.

" کیا خانی اسجد بلوچ سیاہل خان سے کچھ کہنا چاہتی ہے. "

سیاہل نے خانی کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی.

" سیاہل خان پلیز ہمیشہ ایسے ہی رہنا. میں ظاہر نہیں کرتی مگر تمہارا ارووڈ بی ہیویئر مجھے بہت خوف زدہ کر دیتا ہے. اور تمہارا غصہ میں کبھی دیکھنا بھی نہیں چاہتی. باقی سب کے لیے سیاہل خان جیسا مرضی رہے مگر خانی اسجد بلوچ کے لیے ہمیشہ اُس کی نرم سائیڈ ہی رہنی چاہیے. "

خانی نے سیاہل خان کے چوڑے سینے پر سر رکھے شاید پہلی بار کھل کے اپنے دل کی بات اُس کے سامنے رکھی تھی.

اب بھی یہ بات سیاہل کی آنکھوں میں دیکھ کر کرنے کی ہمت نہیں تھی اُس میں.

سیاہل نے جھک کر اُس کے ماتھے پر لب رکھتے اُسے اُس کی بات کا اقرار بخشا تھا.

مگر وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ آنے والا وقت اُن کے ساتھ کیسا کھیل کھیلنے والا ہے۔ جس نے شاید اُن کی پوری زندگی بدل کر رکھ دینی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" آغا جان ایسا کچھ نہیں ہے۔ جیسا آپ سمجھ رہے ہیں۔ خانی کا سیاہل خان سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے. "

میران ذوالفقار بلوچ کی بات پر سختی سے انکاری ہوا تھا.

" تم ابھی نہیں جانتے میران سیاہل خان کو۔ بہت شاطر انسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے سالوں سے سرداری میں ٹکا ہوا ہے۔ اُس کی ہر جانب نظر ہوتی ہے۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں خانی کو اُس نے بہت ہی ہوشیاری سے اپنی باتوں میں ڈھال کر اپنی طرف کر لیا ہے. "

آغا جان کی بات میران کا دل کسی صورت ماننے کو راضی نہیں تھا.

آغا جان کے کمرے میں اِس وقت میران, ارباز, اسد اور ارشد بلوچ موجود تھے. ذوالفقار بلوچ کو پہلے دن سے ہی شک تھا کہ خانی سیاہل خان سے رابطے میں ہے. مگر کوئی خاص ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ یہ بات میران کے سامنے نہیں لا پائے تھے.

مگر کچھ دنوں پہلے اُنہیں خانی کے خان حویلی جانے کے حوالے سے خبر ملی تھی. جو اُنہوں نے پکے ثبوت کے ساتھ میران کے سامنے پیش کر دی تھی. جس پر ابھی بھی یقین کرنا میران کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا.

"نہیں اگر خانی سیاہل خان سے رابطے میں ہے تو وہ مجھ سے اتنی بڑی بات نہیں چھپا سکتی. وہ مجھے دھوکہ کبھی نہیں دے گی. "

میران کو اپنی بہن پر بہت بھروسہ تھا. خانی کی خوشی کی خاطر تو وہ اپنی جان بھی دینے کو تیار تھا. مگر سیاہل خان جیسے دشمن کے ہاتھوں اُسے کبھی نہیں سونپ سکتا تھا.

اگر رابطے میں ہے بھی سہی تو اِس میں دھوکے یا کسی اچنبھے کی بات تو بلکل بھی " نہیں ہے۔ آخر بیوی ہے اُس کی۔ ویسے بھی بھائی سے زیادہ شوہر کا حق ہوتا عورت پر۔ "

اسد جو کب سے یہ سب سن رہا تھا۔ میران کی غلط بات پر بول پڑا تھا۔ جس پر وہاں موجود تمام نفوس اُسے کڑے تیوروں سے گھور کر رہ گئے تھے۔

آغا جان مجھے کچھ وقت چاہئے اگر یہ سچ ہوا تو میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار " ہوں۔ "

میران کی بات پر ارباز کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

آغا جان بھی اُس کے فیصلے سے خوش ہوئے تھے۔ وہ جانتے تھے اگر وہ سب لوگ مل کر کام کرتے تو ضرور سیاہل خان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

اُنہوں نے میران کو خانی کے سامنے یہ ظاہر کرنے سے منع کیا تھا کہ اُسے اصل بات کا علم ہے۔

سیاہل خان دو مہینوں کے اندر اچھی طرح ریکور ہو چکا تھا. اُن لوگوں کی بہت کوششوں کے بعد بھی وہ سردار سیاہل موسیٰ خان کو اُس کی جگہ سے ہلانا تو دور اُس کے مقابل بھی نہیں پہنچ پائے تھے. یہی بات اُن میں سے کسی کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی. ارباز تو اپنے باپ اور دادا سے بھی زیادہ اُتاولہ ہو رہا تھا. وہ ہر قیمت پر شاہی جرگے کی سرداری سیاہل خان سے چھیننا چاہتا تھا. مگر اُس کا ہر حربہ ہر بار ناکام ہی جاتا تھا.

اِس بار وہ سب لوگ مل کر کوئی بڑا منصوبہ ہی بنانا چاہتے تھے. جس میں اُنہیں خانی کا ساتھ درکار تھا. اور اِس بات کی ذمہ داری اُنہوں نے میران کو ہی سونپی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی میں چاہتا ہوں تم اب سیاہل خان سے خلع لینے کے لیے کورٹ میں کیس "
".دائر کر دو. کیونکہ وہ شخص شرافت سے تو تمہیں چھوڑنے والا ہے نہیں

خانی جو پہلے سے ہی سیاہل خان پر ہوئے حملے کے بارے میں میران سے پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی. اور اتنے وقت سے ایسا کوئی موقع نہیں مل پایا تھا. آج میران کو .اپنے کمرے میں آتا دیکھ وہ بات کرنے کے بارے میں سوچ چکی تھی

.مگر میران کی اتنی غیر متوقع بات پر وہ کچھ دیر تو بول ہی نہیں پائی تھی

" .بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں "

.خانی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے

" .کیوں کیا تم ایسا نہیں چاہتی "

.میران جانچتی نظروں سے خانی کی جانب دیکھ رہا تھا

"نہیں میں ایسا بلکل بھی نہیں چاہتی. مگر آپ کے اِس اچانک فیصلے کی وجہ ضرور جاننا چاہتی ہوں. کیا یہ آپ کی مرضی ہے یا اِس حویلی کے باقی لوگ ایسا چاہتے ہیں. "

خانی نے بنا ڈرے میران کو اپنے دل کی بات بتا دی تھی.

خانی کا اقرار میران کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا. آغا جان کی ہر بات اُسے سچ ہوتی محسوس ہوئی تھی. اِس کا مطلب اُس کی بہن نے اُس کے سب سے بڑے دشمن کی وجہ سے اُس کا اعتبار توڑ دیا تھا. اُس شخص سے رابطے میں رہ کر اُس کا بھروسہ, مان سب چکنا چور کر دیا تھا.

میران کو اِس وقت سیاہل خان کے ساتھ ساتھ خانی پر بھی بہت غصہ آرہا تھا. لیکن غصے میں وہ یہ بات فراموش کر گیا تھا. کہ سیاہل خان خانی کے لیے کوئی غیر نہیں اُس کا شوہر تھا. جس سے ملنے سے اُسے کوئی بھی نہیں روک سکتا تھا.

"توکیا تم اپنی مرضی اپنی خواہش پر چلو گی. یا اپنے بھائی کا مان رکھتے اُس کے فیصلے کا احترام کرو گی. "

میران کی بات پر خانی کو جھٹکا لگا تھا. اُسے اِس وقت سامنے بیٹھا شخص ہمیشہ اُس پر جان لوٹانے والا اُس کی ہر خواہش پوری کرنے والا بھائی نہیں لگا تھا. بلکہ یہ تو کوئی روایتی سا اپنی مرضی تھوپنے والا انسان لگا تھا. جو اُس کا بھائی ہرگز نہیں ہو سکتا تھا.

"میں اِس بات کا جواب دینے سے پہلے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں. اور مجھے اِس کا جواب بلکل سچا چاہیئے. میرے سر کی قسم کھا کر بتائیں کیا سیاہل خان پر یہ قاتلانہ حملہ آپ نے کروایا تھا. "

خانی میران کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھتی سوالیہ نظریں اُس پر گاڑھتے بولی. اُس نے دل ہی دل میں دعا کی تھی کہ اللہ کرے میران نے ایسا نہ کیا ہو.

"نہیں تمہاری قسم اِس بار کا حملہ میں نے نہیں کروایا. مگر اِس سے پہلے میں دو بار حملہ کروا چکا ہوں. مجھے اُس شخص سے نہ ہی دشمنی رکھنی ہے نہ دوستی. میرا ریزن اِس کے پیچھے صرف یہی تھا کہ وہ تمہیں چھوڑ دے. اِس نام نہاد رشتے سے آزاد کر دے. میں جانتے بوجھتے اپنی بہن کو جہنم میں نہیں جھونک سکتا. وہ شخص بہت ظالم ہے. جیسا نظر آتا ہے ویسا بلکل بھی نہیں ہے. "

میران کے لفظ لفظ میں سیاہل خان کے لیے نفرت بول رہی تھی.

میران کے جواب پر جہاں خانی کو تسلی ہوئی. وہیں اُس کے آخری الفاظ خانی کو نئی ٹینشن میں مبتلا کر گئے تھے.

میران اتنی نفرت کیوں کرتا تھا آخر سیاہل خان سے. کیا یہ صرف شروع سے چلی آرہی دشمنی تھی. یا اِس کی وجہ کچھ اور تھی.

" آپ بھائی آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے. وہ ایسا بلکل بھی نہیں ہے. ایک بار اپنی آنکھوں سے اس دشمنی کی پٹی کو ہٹا کر تو دیکھیں. وہ بہت اچھا ہے بھائی. یہاں سب لوگ جان بوجھ کر اُسے ایسا بولتے ہیں.

میں اُس سے بہت پیار کرتی ہوں. اُس کے بغیر نہیں رہ سکتی. آپ پلیز میری خاطر سب بھلا کر ایک بار اُس سے دوستی کا ہاتھ بڑھا لیں. اگر اُس کے بعد اُس کی جانب سے کچھ بھی غلط ہوا تو آپ جو کہیں گے میں کروں گی. پلیز بھائی میری خاطر صرف ایک بار. "

خانی کے لیے یہ دونوں رشتے ہی بہت خاص اور پیارے تھے۔ وہ دونوں کو ہی کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی تھی۔ اِس لیے وہ میران کے ہاتھ تھامتی مان بھرے لہجے میں بولی۔ جیسے اُسے یقین ہو اُس کا بھائی اُس کی خوشی کی خاطر کچھ بھی کر سکتا ہے.

بات کے دوران روکنے کی بہت کوشش کے باوجود اُس کے آنسو دونوں گال بھگو گئے تھے.

میران جس نے بچپن سے لے کر اب تک اپنی بہن کی آنکھ میں ایک آنسو نہیں آنے دیا تھا۔ آج اُسے ایسے روتے دیکھ اُس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ یہ سب اُس سیاہل موسی خان کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ میران کا دل چاہا تھا ابھی وہ شخص اُس کے سامنے ہو اور وہ اُس کا اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے۔ جو اپنی دشمنی میں اُس کی بہن کو استعمال کر رہا تھا.

یہی وجہ تھی کہ وہ اتنے سالوں سے خانی کو یہاں نہیں لایا تھا۔ آغا جان کے مجبور کرنے پر وہ آ تو گیا تھا۔ مگر جس بات سے اتنے سالوں سے وہ ڈرتا آیا تھا آج وہ ہو گئی تھی.

وہ اپنی بہن کو اِس طرح روتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور نہ ہی کسی تکلیف میں.

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آخر کار حتمی فیصلے پر پہنچتے میران سوچ چکا تھا اب اُسے کیا کرنا ہے.

" تو تم چاہتی ہو میں ساری باتیں بھول کر سیاہل خان کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا کر اُس سے صلح کر لوں. "

اپنی لاڈلی بہن کے آنسو پونچھتے میران نے ایک گہری سانس ہوا میں خارج کی تھی.

" جی بھائی پلیز میری خاطر۔ آپ ایک بار اُس سے ملیں تو سہی وہ بہت اچھا ہے. "

خانی نے آنکھوں میں امید لیے اُس کی جانب دیکھا تھا۔ سیاہل خان سے جدائی یا قطع تعلقی وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتی تھی.

" ٹھیک ہے میں اُس کی جانب ہاتھ بڑھانے کو تیار ہوں. لیکن اگر واقعی وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے تو ایک قدم اُسے بھی آگے بڑھانا ہو گا. اُسے یہاں حویلی کے قریب ہمارے ڈیرے پر آنا ہو گا.

یہ میری طرف سے اُس کے لیے ایک آزمائش ہے. اگر وہ اِس پر پورا اُتر گیا تو تم جو کہوں گی میں کروں گا. "

میران نے بہت سوچ سمجھ کر خانی کے سامنے اپنی شرط رکھی تھی. آخر اُسے پتا تو چلے سیاہل خان اُس کی بہن کو بے وقوف بنا رہا تھا. یا اِس نہاد محبت کے جذبے کی بھینٹ چڑھ کر خود بننے والا تھا.

"اور ہاں اگر اُسے تم نے میرا نام کر کے بلایا تو وہ اِسے بھی میری کوئی سازش سمجھ کر آنے سے انکار کر دے گا. اگر ایسا ہوا تو میری طرف سے بھی صاف انکار ہے. ویسے بھی اگر تم اُس کی خاطر اُس کی حویلی کے اندر تک جا سکتی ہو تو وہ اپنی محبت ثابت کرنے کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہے. "

میران نے بہت ہی ہوشیاری سے خانی کے سامنے اپنے پتے پھینکے تھے. جن کے ٹریپ میں خانی آرام سے آگئی تھی. وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی اُس کا بھائی اُس سے کتنا بڑا کھیل کھیلنے والا تھا. جس بندے پر بچپن سے آنکھیں بند کر کے وہ یقین کرتی آئی تھی. اُس پر خانی کی طرف سے ایک پرسنٹ بھی شک کی گنجائش نہیں نکلتی تھی.

" کیا اگر وہ خود چل کر یہاں آگیا تو آپ میری بات مان لیں گے. اور یہ دشمنی ختم کر دیں گے. "

خانی نے اپنی تسلی کے لیے اپنی بات ایک بار پھر دوہرائی تھی.

" بلکل وعدہ ہے میرا ایسا ہی ہو گا. "

میران نے دل پر پتھر رکھتے حامی بھر لی تھی. وہ زندگی میں پہلی بار اپنی بہن کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والا تھا. وہ جانتا تھا اِس کے بعد خانی شاید اُس سے نفرت کرنے لگ جائے. مگر وہ اُس کی خوشی کی خاطر یہ بھی سہنے کو تیار تھا.

اُسے بس اپنی زندگی کے سب سے ناپسندیدہ انسان سے اپنی بہن کو چھٹکارا دلانا تھا. وہ بلکل بھی نہیں چاہتا تھا. اُس کی بہن پوری زندگی خان حویلی میں سیاہل خان کی باندی اُس کی ملازمہ بن کر گزار دے.

خانی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اُس کا بھائی اتنی جلدی مان جائے گا. مگر جو بھی تھا وہ بہت خوش تھی. اب بس دوسرا اور آخری مشکل مرحلہ جو اُسے سر کرنا تھا. وہ تھا سیاہل خان کو منانا.

لیکن اُسے پورا یقین تھا. سیاہل اُس کی بات کو نہیں ٹھکرائے گا. وہ اُسے کسی بھی قیمت پر منا لے گی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شہرین نے گھڑی کی جانب دیکھا تھا. گھنٹے سے اُوپر ہو چکا تھا میران بلوچ کو اضطراب کی کیفیت میں کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے. اُسے دیکھ دیکھ کر شہرین کو اپنی ٹانگوں میں درد ہونا شروع ہو چکا تھا.

اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر پتا نہیں ایسی کیا بات تھی کہ وہ اِس قدر پریشانی اور ٹینشن کا شکار تھا.

ڈارک گرے قمیض شلوار میں ملبوس بالوں کو نفاست سے ماتھے پر سیٹ کیے وہ چہرے پر فکر مندی اور پریشانی کے اِن گنت تاثرات سجائے شہرین کو بار بار اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا.

دو مہینے گزر چکے تھے اُسے اِس حویلی میں رہتے. اُس کا اِس روکھے پھیکے شخص کے ساتھ رشتہ ابھی بھی پہلے دن جیسا ہی تھا. شہرین کے ہونے نہ ہونے سے اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا. ضرورت کے تحت دن میں ایک آدھ بار میران اُسے مخاطب کر ہی لیتا تھا. زیادہ تر اپنے آفس کے کاموں کی وجہ سے اُس کا کراچی ہی

آنا جانا لگا رہتا تھا۔ شہرین کو تو اب لگنے لگا تھا کہ جیسے وہ دنیا کی سب سے بے کار انسان ہو۔ اور کسی بوجھ کی طرح میران بلوچ کے سر پر لاد دی گئی ہو.

نجانے میران نے کیا کیا تھا کہ اب تو بشرا بیگم بھی اُس کے ساتھ اتنا بُرا برتاؤ نہیں کرتی تھیں۔ میران کی یہی خوبیاں شہرین کو اپنی جانب کھینچ رہی تھیں۔ وہ اُس کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُس کے نکاح میں ہونے کے باوجود وہ کبھی اُس کی بیوی کا مقام حاصل نہیں کر سکتی تھی.

میران بلوچ نے اپنی بہن کے کہنے پر اُس پر احسان کر کے اپنا نام دے کر صرف ظلم سے بچایا تھا۔ اِس سے زیادہ شہرین کی اُس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی۔ وہ خود بھی کسی قسم کی خوش فہمی میں پڑنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ مگر اِس نادان دل کا کیا کرتی جو آہستہ آہستہ اِس مہربان شخص کو دیکھ کر اُس کی جانب ہمکنے لگتا تھا.

اِس وقت بھی اُسے پریشانی میں دیکھ شہرین کا دل پریشان ہو اُٹھا تھا.

اُس میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ خود کچھ پوچھتی۔ اُسے تو میران کے دھوپ چھاؤں جیسے مزاج کا ابھی سہی سے اندازہ نہیں ہو پایا تھا.

میران کو مسلسل پیشانی مسلتے دیکھ شہرین آخر کار تنگ آتے خود ہی اُٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گئی تھی. اور نیچے جا کر اُس کے لیے چائے بنالائی تھی.

بہت ہمت جمع کرتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی میران کے قریب آئی تھی.

" اگر آپ کے سر میں درد ہے تو میں دبا دوں. "

شہرین نے چائے اُس کی جانب بڑھاتے جھجھکتے بمشکل پوچھا تھا. وہ پہلی بار خود سے اُسے مخاطب ہوئی تھی.

" ہمم. "

میران نے چونک کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

اِس وقت اُسے واقعی اِن دونوں چیزوں کی اشد ضرورت تھی. اس کے دماغ میں غصے سے اُبال اُٹھ رہا تھا. جس کی وجہ سے اب اُس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا. اُس نے خاموشی سے کپ تھام لیا تھا. مگر اُس کی دوسری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا.

" . کیا کوئی پریشانی ہے آپ کو "

. شہرین نجانے کس بات کے زیرِ اثر سوال پوچھ بیٹھی تھی

. جس پر میران نے سرخ نظریں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا

شہرین کو لگا تھا شاید وہ اپنی اوقات سے بڑا سوال پوچھ کر بہت بڑی غلطی کر چکی

. ہے

میران بیڈ پر بیٹھ کر چائے ہونٹوں سے لگاتے خاموش نظر سے اُس کی جانب دیکھے

. گیا تھا

جو آج بھی اُسی لمبی سی شال میں خود کو مقید کیے کھڑی تھی. سیاہ لباس میں ملبوس جھکی نظریں, لرزتی پلکیں, گھبراہٹ کے عالم میں لب دانتوں تلے کچلتی, . ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی وہ کچھ دیر کے لیے میران کو اپنی جانب متوجہ کر گئی تھی

" . نام کیا ہے تمہارا "

میران کے اتنے غیر متوقع سوال پر خانی نے لمحہ بھر کے لیے پلکیں اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا۔ مگر اُسے اپنی جانب ہی متوجہ دیکھ وہ فوراً سے پہلے نظریں جھکا گئی تھی.

کیا کمال کی بات تھی آج دو مہینے بعد اُس کا شوہر اُس کا نام پوچھ رہا تھا.

" شہرین. "

اُسے کے لب ہولے سے ہلے تھے.

".ہممہ نائس نیم "

میران اپنی ہی رو میں بول گیا تھا۔ مگر پھر خیال آنے پر کہ اِس لڑکی کو کونسا انگلش کے یہ لفظ سمجھ آئے ہونگے۔ وہ مزید کچھ نہیں بولا تھا.

جب اُسی لمحے اُس کا موبائل بج اُٹھا تھا.

شہرین نے نوٹ کیا تھا سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھتے میران کے ہونٹوں پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

.چائے کا کپ میز پر رکھتے فون کان سے لگاتے وہ بیڈ پر دراز ہو گیا تھا

دوسری جانب اُس کے بزنس پارٹنر معین فاروقی کی بیٹی فاکیہ تھی. جو اُس کی کلاس فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ بہت کلوز فرینڈ بھی تھی. اور دونوں ایک دوسرے کو کافی حد تک لائک بھی کرتے تھے.

فاکیہ سے بات کرتے میران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی. جو شہرین نے شاید پہلی بار ہی دیکھی تھی.

.وہ خاموشی سے جا کر واپس صوفے پر بیٹھ گئی تھی

میران کو شہرین کی وہاں موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا. کیونکہ وہ فاکیہ سے انگلش میں بات کر رہا تھا. اور اُس کے مطابق یہ زبان شہرین کی سمجھ سے باہر تھی.

مگر بہت سی باتوں کی طرح وہ اِس بات سے بھی بے خبر تھا کہ اُس کی بیوی ایم فل انگلش تھی. اور اُس سے بھی کہیں زیادہ اچھے سے یہ زبان سمجھتی تھی.

میران کی گفتگو میں بہت حد تک محبت بھرے جملوں کا تبادلہ بھی ہو رہا تھا. جس پر شہرین الگ ہی اپنی جگہ شرم و خجالت کا شکار ہو رہی تھی.

میران بلوچ اِس بات سے بے خبر اپنی ہی باتوں میں مصروف تھا.

شہرین نے دل میں سوچ لیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ میران کو پتا نہیں لگنے دے گی کہ وہ انگلش کس حد تک اچھے سے سمجھتی ہے.

شہرین کو وہاں سے اُٹھنا ہی مناسب لگا تھا. مگر میران بلوچ کا کسی اور کے لیے اتنا پیار دیکھ شہرین کا دل بُری طرح اُداس ہو چکا تھا.

جرگہ کچھ ہی دیر میں بیٹھنے والا تھا. جس میں سیاہل نے کچھ بہت اہم کیس ڈسکس کرنے تھے. جب موبائل پر آتی خانی کی کال اُسے خوشگوار حیرت میں ڈال گئی تھی. خانی کم ہی خود سے اُسے کال کرتی تھی. زیادہ تر وہی پہل کرتا تھا.

" مجھے تم سے ملنا ہے سیاہل خان. "

کال ریسیو کرتے ہی سیاہل کے کان میں خانی کا یہ جملہ ٹکرایا تھا.

" . خیریت سب ٹھیک ہے نا "

آج سے پہلے خانی نے ڈائریکٹ ایسی کوئی بات نہیں کی تھی. اور خانی کی جانب سے تو سیاہل کو ویسے ہی دھڑکا لگا رہتا تھا. اِس لیے خانی کی بات سن کر وہ فکر مندی سے بولا.

کیا مطلب ہے سیاہل خان تمہارا میں خیریت میں تمہیں کال نہیں کر سکتی اور " ایسا نہیں بول سکتی. کیا خانی اسجد بلوچ کو سیاہل خان کبھی یاد نہیں آ سکتا."

خانی سیاہل کے یوں پوچھنے پر بُرا مانتے بولی.

جس پر دوسری طرف سے اُسے سیاہل کا زندگی سے بھرپور قہقہ سنائی دیا تھا. جو خانی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ لانے کے ساتھ ساتھ دل کی تار چھیڑ گیا تھا.

مگر سیاہل خان کو تم کبھی یاد نہیں آتی کیونکہ خانی اسجد بلوچ ہر وقت اُس کے "
ساتھ اُس کی سانسوں میں, دل کی دھڑکنوں میں رہتی ہے. اُس کی روح کا حصہ
ہے. "

سیاہل کی گھمبیر سرگوشی پر خانی کتنی ہی دیر اُس کے لفظوں کے سحر میں جکڑی کچھ
بول ہی نہیں پائی تھی.

" . مگر میں تمہیں مس کر رہی ہوں. اور ملنا چاہتی ہوں تم سے "

خانی واپس اپنی پہلی والی بات پر آئی تھی.

تو یہ کہنے والی بات تھوڑی ہے. کرنے والی ہے. آجاؤ ملنے میرے پاس. میں "
" . کہہ دیتا ہوں ڈرائیور کو

سیاہل نے فوراً سلوشن پیش کیا تھا.

" . نہیں. ہر بار میں تمہارے پاس آتی ہوں. اِس بار تم آؤ گے. مجھ سے ملنے "

خانی نے اِس بار اپنا آرڈر جاری کیا تھا. جس پر سیاہل کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

" کہیں تم آزمانا تو نہیں چاہتی ہو میری محبت کو. اگر ایسا ہے تو سیاہل خان ہر آزمائش کے لیے تیار ہے. میں تمہاری خاطر دشمنوں سے بھری تمہاری اُس حویلی میں بھی قدم رکھنے سے نہیں گھبراؤ گا. "

سیاہل کی بات پر خانی کا دل زور سے دھڑکا تھا. اُس کے اِس طرح بات کی طے تک پہنچنے پر گھبراہٹ کے مارے اتنی ٹھنڈ میں بھی پیشانی پسینے سے بھیگ تھی.

" میں نے ایسا کچھ نہیں کہا. میں کیوں آزماؤں گی تمہیں. آزمایا اُنہیں جاتا ہے. جن کی محبت پر شک ہو. اور خانی اسجد بلوچ سیاہل خان کی محبت پر دل سے ایمان لا چکی ہے. "

خانی نے بہت مشکل سے بات سنبھالی تھی.

" اگر تم مجھ سے ملنے نہیں آنا چاہتے تو کوئی بات نہیں. "

خانی نروٹھے پن سے بولی.

میں نے ایسا کب کہا میں نہیں آؤ گا. خانی بلائے سیاہل خان نہ جائے ایسا ہو سکتا " ہے بھلا. تم جگہ اور ٹائم بتاؤ مجھے. میں ضرور آؤں گا "

سیاہل خان خانی کی بات نہ مان کر اُسے کیسے ناراض کرتا اِس لیے وہ فوراً حامی بھر گیا تھا.

جس پر خانی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ خوش ہو یا پریشان. کیا وہ سیاہل کے حوالے سے اپنے بھائی پر بھروسہ کر کے ٹھیک کر رہی تھی یا نہیں.

اُس کا دل اُسے کسی انہونی کی طرف اشارہ کر رہا تھا. اِسی کشمکش میں وہ سیاہل سے مزید بات نہیں کر پائی تھی. کہ کہیں وہ اُس کے دل کا چور نہ پکڑ لے. ڈیرے کا ایڈریس اور کل رات کا ٹائم بتاتے خانی نے فون بند کر دیا تھا.

کتنی ہی دیر وہ ایک ہی جگہ ساکت بیٹھی سوچتی رہی تھی. کیا یہ سب کرنا ٹھیک تھا. یا اُسے سیاہل کو اصل بات سے آگاہ کرنا چاہیئے تھا. وہ انابی اور شہرام سے بھی اِس بارے میں کچھ بھی ڈسکس نہیں کر سکتی تھی. جانتی تھی وہ دونوں بنا ایک منٹ کی

بھی دیر کیسے سیاہل کو سب بتادیں گے. اور اگر واقعی میران جو کہہ رہا ہے. وہ سچ ہوا تو دشمنی ختم کروانے کا پہلا اور آخری اتنا اچھا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا.

خانی نے یہی سوچ کر دل کو تسلی دیتے نارمل ہونے کی کوشش کی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی بیٹا کیا بات ہے. کوئی مسئلہ ہے کیا. میں کل سے نوٹ کر رہی ہوں. آپ بہت پریشان ہیں. کوئی بات ہوئی ہے کیا. آپ مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں کیا پتا میں کوئی مدد کر سکوں. "

انابی کو کل سے خانی بے چین اور بوکھلائی سی لگ رہی تھی. اُنہوں نے اُسے ماں بن کر پالا تھا. اُس کے ہر مزاج سے واقف تھیں. اِس وقت بھی وہ خانی کی پریشانی بھانپ گئی تھیں.

.انابی کی بات پر خانی کچھ دیر خاموش نظروں سے اُن کی جانب دیکھتی رہی تھی

کچھ گھنٹے باقی رہ گئے تھے اُس مشکل گھڑی کے آنے سے۔ خانی کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ دل عجیب بوجھل ہو رکھا تھا۔ وہ کب سے یہی سوچ رہی تھی کہ انا بی سے بات کر لے کیا پتا اُس کی ذہنی ٹینشن کچھ کم ہو جائے.

"انابی وہ آپ کو کچھ بتانا ہے۔ پلیز آپ پرامس کریں اِس بارے میں سیاہل کو یا کسی کو کچھ نہیں بتائیں گی. "

خانی انابی کے پاس بیٹھتی اُن سے وعدہ لیتے بولی۔ جبکہ اُس کے کپکپاتے ہاتھوں اور لڑکھڑاتے لہجے نے انابی کو کچھ غلط ہونے کا سگنل دیا تھا.

خانی چہرا جھکائے میران کی ساری باتیں اور سیاہل کے یہاں آنے پر حامی بھرنے کے بارے میں سب بتا گئی تھی.

ساری بات سن کر انابی دھواں دھواں ہوتا چہرا لیے خانی کی جانب دیکھ رہی تھیں. وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ میران اپنی بہن کے ساتھ اتنا بڑا کھیل کھیل سکتا تھا.

".انابی کیا ہوا آپ کچھ بول کیوں نہیں رہیں "

.خانی کو اُن کے تاثرات اور خاموشی مزید ہولا گئی تھی

خانی بیٹا میران بلوچ اب پہلے جیسا نہیں رہا اِن دشمنیوں اور نفرتوں نے اُسے " بدل دیا ہے۔ وہ سردار سائیں کو نیک نیتی سے نہیں بلا رہا۔ وہ ذوالفقار سائیں کی باتوں میں آکر آپ کو دھوکہ دینے والا ہے۔ وہ لوگ سردار سائیں کو یہاں بلا کر .نقصان پہنچانے والے ہیں

.آپ کو سردار سائیں کو یہاں نہیں بلانا چاہیے تھا۔ بہت بڑی تباہی آنے والی ہے "

.انابی کا چہرا آنے والے وقت کے خوف سے زرد ہو چکا تھا

جبکہ خانی کو لگا تھا کسی نے اُس کے دل پر خنجر کھونپ دیا ہو۔ اُس کا بھائی اتنا بڑا دھوکہ کیسے کر سکتا ہے اُس سے۔ خانی کے بتانے کے باوجود کے وہ سیاہل خان سے محبت کرتی ہے۔ وہ پھر بھی اُس کی محبت اُس کے شوہر کو مروانے والا تھا۔ اور

کس ہوشیاری سے اُسے استعمال کیا تھا۔ انابی کی باتیں خانی کے دماغ کے پردے پر ہر بات واضح کر گئی تھیں.

" نہیں میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔ اِن لوگوں کی سازش بلکل بھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ ابھی بھی دیر نہیں ہوئی. "

خانی بھیگے چہرے کے ساتھ بڑبڑاتی سیاہل کو فون ملا چکی تھی۔ اُسے کسی بھی قیمت پر سیاہل کو یہاں آنے سے روکنا تھا.

مگر خانی کا چہرا سرد تب پڑا تھا۔ جب اُس کے کئی بار ٹرائے کرنے پر دوسری جانب سے کال اٹینڈ نہیں کی جا رہی تھی.

" انابی وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ وہ کال اٹینڈ نہیں کر رہا میں کیا کروں اب. "

خانی نے گھڑی کی جانب دیکھتے انابی سے پوچھا تھا۔ وہ خود پریشانی اور اضطراب کے عالم میں خدا بخش کا نمبر ملا رہی تھیں۔ جو اِس وقت بدقسمتی سے بند مل رہا تھا.

اِس کا مطلب سردار سائیں یہاں آ رہے ہیں. خانی دعا کرو. اُن کو اِس معاملے " کی بھنک پڑ جائے. اگر ایسا ہوا تو وہ سب سنبھال لیں گے. اور اگر وہ بے خبر " ہوئے تو

.اِس سے آگے انابی کچھ سوچ ہی نہیں پائیں تھیں. اور نہ وہ سوچنا چاہتی تھیں

مگر انابی اگر سیاہل کی جان وہاں خطرے میں ہے. تو میں ایسے یہاں سکون سے " " . نہیں بیٹھ سکتی. مجھے وہاں جانا ہے

خانی کا دل خوف کے مارے بیٹھا جا رہا تھا. وہ بے چینی کے عالم میں شال اوڑھتی .دروازے کی جانب بڑھی تھی

خانی بیٹا رکو. میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں. اور مین گیٹ سے اِس وقت " آپ کو کوئی اکیلا کہیں نہیں جانے دے گا. سردار سائیں کا ایک آدمی جو یہاں کا ڈرائیور ہے. میں اُسے کال کرتی ہوں. وہ ہمیں پچھلے گیٹ سے نکال کر ڈیرے " .تک پہنچا دے گا

انابی جلدی سے فون ملاتی ڈرائیور کو ہدایت دیتیں خانی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل آئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" انابی یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے. "

خانی ڈیرے پر بنے بڑے بڑے کمروں اور خالی ہال کو دیکھ حیرت سے انابی سے مخاطب ہوئی تھی.

وہ دونوں ایک قدرے چھوٹے کمرے میں آگئی تھیں.

یہاں سیاہل خان تو دور میران اور باقی کسی کا بھی کوئی نام ونشان نہیں تھا. چار دیواری کے باہر بہت سے لوگ اسلحہ لیے کھڑے تھے. لیکن گیٹ کے سامنے کوئی بھی موجود نہیں تھا. اِس لیے وہ آسانی سے اندر داخل ہوگئی تھیں.

خانی سیاہل کو بار بار کال کرنے کے ساتھ ساتھ ڈھیروں میسجز بھی بھیج چکی تھی. مگر ابھی تک اُسے سیاہل کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا تھا.

اُنہیں ابھی وہاں کمرے میں آئے کچھ وقت ہی گزرا تھا. جب باہر سے بہت سے لوگوں کے تیز تیز قدموں کی آوازیں آنے لگی تھیں.

" انابی یہ کیا ہو رہا ہے باہر. مجھے باہر جا کر دیکھنا ہے. "

خانی جلدی سے باہر کی جانب بڑھی تھی. جہاں میران اور ارباز اپنے سامنے بڑی تعداد میں کھڑے اسلحہ سے لیس آدمیوں کو جیسے کسی حملے کی ہدایت دے رہے تھے.

آگے بڑھنے پر اُن کی کچھ کچھ باتیں خانی کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں. جو اُس کا شک یقین میں بدل گئی تھیں.

میران اور ارباز جو ہدایت دینے میں مصروف تھے. اچانک تالی کی آواز پر پلٹ کر دوسری سمت دیکھا تھا. خانی کو وہاں کھڑا دیکھ میران ششدر ہوا تھا.

"واہ کیا زبردست پلاننگ کی ہے. میران بلوچ تمہیں زرا شرم نہیں آئی اپنی بہن کو دھوکہ دے کر اتنا گھناؤنا کھیل رچنے پر. آنکھ بند کر کے بھروسہ کیا ہے میں نے تم پر اور تم نے کیا کیا. اِن گھٹیا لوگوں کی باتوں میں آکر مجھے ہی مہرا بنا کر میرے ہی شوہر کے خلاف استعمال کیا. اگر اتنی ہی دشمنی نکالنی تھی. تو اپنے بل بوتے پر لڑتے اپنی بہن کو استعمال نہ کرتے. تھو ہے تمہاری مردانگی پر. شرم آرہی ہے مجھے تمہیں اپنا بھائی کہتے ہوئے. "

خانی آنکھوں میں غصہ اور نفرت بھرے میران سے مخاطب ہوئی تھی. میران کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ خانی یہاں پہنچ سکتی ہے.

ارباز خانی کی باتوں اور اُس کے یوں سب کے سامنے آکر تماشہ کرنے پر غصے سے بپھرا اُس کی جانب بڑھا تھا.

اِس سے پہلے کہ خانی یا میران کچھ سمجھ پاتے ارباز نے ایک زوردار تھپڑ خانی کی گال پر رسید کیا تھا.

" بے غیرت شرم نہیں آتی. اِس طرح منہ اُٹھا کر یہاں غیر مردوں کے سامنے آگئی ہے اور ہمارے سامنے زبان چلا رہی ہے.

ارباز اُس کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے واپس کمرے میں لے آیا تھا.

میران جو ساکت کھڑا تھا ارباز کی حرکت پر ہوش میں آتے انتہائی طیش اور غصے کے عالم میں بھاگتا اُن کے پیچھے گیا تھا.

ارباز نے خانی کو زوردار دھکا مارتے فرش پر پھینکا تھا. اِس سے پہلے کے خانی کا سر لگتا انابی نے جلدی سے آگے آتے خانی کو سنبھال لیا تھا.

جبکہ انابی کو وہاں دیکھ ارباز کے ساتھ ساتھ اندر آتا میران بھی ٹھٹھکا تھا.

ارباز تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ہاتھ اُٹھانے کی. میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا. "

میران خانی کا پھٹا ہونٹ اور چہرے پر انگلیوں کے نشان دیکھ ارباز پر غضبناک ہوا تھا. اور ایک زوردار تھپڑ ارباز کو رسید کر گیا تھا. جس پر ارباز غصے سے پیچ وتاب کھا کر رہ گیا تھا. وہ اِس وقت میران سے بگاڑ نہیں سکتا تھا.

" خبردار بہن بھائی کے پاکیزہ رشتے کی توہین مت کرو. اِس شخص کی تو میری نظر میں کوئی حیثیت ہے ہی نہیں. اِس سے تو میں اِس سے بھی زیادہ گھٹیا پن کی امید کر سکتی ہوں. مگر تمہیں میں کبھی معاف نہیں کروں گی. "

خانی کے نفرت میں ڈوبے زہرخند لہجے نے اُس کی جانب بڑھتے میران کے قدم وہیں جکڑ لیے تھے. اپنی بہن کی بھلائی سوچتے سوچتے وہ اُس کا اعتبار شاید ہمیشہ کے لیے کھو چکا تھا.

" تجھ سے تو میں بعد میں نبٹتا ہوں. اُس کمینے سردار کی وجہ سے بہت اُچھلنے لگی ہے تو. اُس کا خاتمہ تو آج یقینی ہے. مگر یہ نمک حرام کیا کر رہی ہے یہاں."

ارباز کا رُخ اب ماہناز بی بی کی جانب تھا. جو پہلے خانی پر ہاتھ اُٹھانے اور اب سیاہل خان کے بارے میں غلط لفظ سن کر نفرت بھری نظروں سے ارباز کو دیکھ رہی تھی.

" زبان سنبھال کر بات کرو. تم جیسے غنڈے میرے سردار سائیں کے پیروں کی دھول بھی نہیں بن سکتے. جو طاقت صرف عورتوں کے آگے دیکھانا جانتا ہے. اگر ہمت ہے تو سیاہل موسیٰ خان کا سامنا کر کے دیکھاؤ. "

ماہناز بی بی بناڈرے ارباز پر اُس کی اوقات واضح کر گئی تھیں. جس پر وہ مزید پاگل ہوا اُٹھا تھا.

" دیکھا میران دیکھ لی اِس کی اصلیت. مجھے شروع دن سے لگا تھا یہ کم ذات اُس گھٹیا شخص کے لیے کام کر رہی ہے. تم اور آغا جان اِس کے خلاف میری بات سننے کو تیار ہی نہیں تھے. اب اِسے مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا. "

ارباز غصے سے بے قابو ہوتا گن نکالتے ماہناز بی بی پر تان چکا تھا.

میران خود بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا انابی کا یہ نیا روپ دیکھ رہا تھا. اِس کا مطلب آغا جان کی اتنی برین واشنگ کے باوجود خانی کی سیاہل خان سے نفرت نہ کرنے کی وجہ اور یہ رابطے اور ملاقاتوں کے پیچھے ماہناز بی بی کا ہاتھ تھا. وہ اتنے سالوں سے اُن کو دھوکہ دیتی آئی تھیں.

"پاگل ہوگئے ہو تم نیچے کرو گن. انابی کا کسی بھی بات میں کوئی قصور نہیں ہے.

تم گولی نہیں چلا سکتے اُن پر. "

خانی انابی کو ارباز کے نشانے پر دیکھ اُن کے سامنے آئی تھی.

"ارباز کیا کر رہے ہو تم. یہ وقت اِن جذباتی باتوں کا نہیں ہے. انابی سے اِس

غداری کا حساب بعد میں لیں گے. نیچے کرو گن. "

میران بھی ارباز کو اِس عمل سے باز رکھنے کو چلایا تھا.

خانی انابی کے سامنے کھڑی ہوگئی تھی. ارباز نے میران کے منع کرنے کے باوجود

گولی چلادی تھی.

مگر انابی نے گولی چلنے سے پہلے ہی خانی کو اپنے آگے سے ہٹاتے دوسری جانب

کر دیا تھا. ارباز کی گن سے نکلنے والی گولیاں سیدھی ماہناز بی بی کے وجود میں

پیوست ہوئی تھیں.

"..... نہیں...... انابی "

خانی چیختی انابی کی جانب بھاگی تھی. اچانک باہر سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنا شروع ہو چکی تھیں. جس کا مطلب تھا سیاہل خان آچکا ہے.

خانی انابی کے بے سدھ پڑے وجود کو سیدھا کرتی اُن کا سر گود میں رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی.

" میران تمہاری بہن نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے. یہ اُس کو پہلے ہی آگاہ کر چکی ہے. وہ پوری تیاری کے ساتھ آیا ہے. میں اِسے چھوڑوں گا نہیں."

ارباز باہر سے آتی فائرنگ کی آوازیں سنتے صورتحال کا جائزہ لگاتے میران سے مخاطب ہوتا اب کی بار اپنا نشانہ خانی پر باندھ چکا تھا. میران کا دماغ تو اچانک اِس بدلتی صورتحال سے گھوم چکا تھا. اُس نے سوچا کیا تھا اور ہو کیا رہا تھا.

" ارباز رُک جاؤ. خانی کو کچھ مت کرنا ورنہ میں تم پر گولی چلا دوں گا "

میران نے ارباز پر بندوق تانتے اُسے وارن کیا تھا. جس پر خانی نے افسوس اور اذیت سے اُن دونوں کی جانب سے نظریں پھیر لی تھیں. اُس کا بھائی ابھی بھی ارباز کے اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی صرف اُسے وارن کر رہا تھا.

گولی چلنے کی آواز پر خانی نے خوف کے مارے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں. اُس کی موت اُس کے سر پر آن پہنچی تھی.

" ہتھیاروں کے زور پر عورتوں سے کیا مقابلہ کرتے ہو. ہمت ہے تو مجھ سے مقابلہ کر کے دیکھاؤ. "

سیاہل خان کی غصے اور نفرت کی شدت لیے غضبناک دھاڑ پر خانی نے جلدی سے آنکھیں کھولتے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا.

ارباز کے گولی چلانے سے پہلے ہی سیاہل نے اُس کے بازو پر وار کیا تھا. جس سے ارباز کی گن دور جا گری تھی. سیاہل کو اندر داخل ہوتا دیکھ میران نے گن کا رُخ اُس کی جانب موڑا تھا. مگر اُس سے پہلے ہی سیاہل کی بندوق سے نکلنے والی گولی میران کا بازو چھلنی کر گئی تھی.

سیاہل نے ایک سرد نظر خانی اور اُس کی گود میں بے سدھ پڑی انابی پر ڈالی تھی.

" خدا بخش ماہناز بی بی کو ابھی اور اِسی وقت ہاسپٹل پہنچاؤ. ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں ہونی چاہیے. "

سیاہل کی دہاڑ پر اُس کے پیچھے آتا خدا بخش جلدی سے ماہناز بی بی کی جانب بڑھا تھا. جن کا خون میں نہائے بے سدھ وجود کو دیکھ کر لگ رہا تھا. کہ اُن کی سانسیں ختم ہو چکی ہیں. خانی نے بُری طرح روتے انابی کو خدا بخش کے حوالے کیا تھا.

انابی کو اُس نے ماں مانا تھا. اُنہوں نے بھی ہر بار اِس رشتے کا حق بھی ادا کیا تھا. اور آج وہی حق ادا کرتے وہ اس کی خاطر خود کو قربان کر گئی تھیں. خانی کا دل دکھ سے پھٹ رہا تھا.

سیاہل نے ایک نظر خانی پر ڈالی تھی. مگر اُس کے ہونٹ اور گال پر آئے معمولی نشانات سیاہل خان کی شریانوں میں خون کا الاؤ مزید بھڑکا گئی تھیں. یہی وہ لمحہ تھا جو سیاہل کے اندر کا وحشی پن جگا گیا تھا.

اپنی جانب بڑھتے ارباز اور میران پر وہ بُری طرح ٹوٹ پڑا تھا. میران کے بازو پر گولی لگی تھی. مگر اُس کے باوجود وہ سیاہل خان پر حملہ آور ہوا تھا. وہ سیاہل خان کو ختم کرنے کا اتنا اچھا موقع جانے نہیں دینا چاہتا تھا. مگر سیاہل نے کچھ ہی لمحوں میں اُسے بے بس کر دیا تھا.

خانی اذیت کی انتہاؤں پر پہنچتے سامنے موجود اپنی زندگی کا سب سے بھیانک منظر دیکھ رہی تھی. جہاں اُس کا شوہر اور بھائی ایک دوسرے کو مارنے کے دم پر تھے.

اُس نے یہ سب تو بلکل بھی نہیں چاہا تھا. اُس نے تو یہ دشمنی ختم کرنی چاہی تھی. وہ نہیں جانتی تھی اپنے سگے بھائی پر اعتبار کرنا اُسے اتنا مہنگا پڑے گا.

ارباز کی اچھی خاصی درگت بنانے کے بعد بھی سیاہل کے دل میں لگی آگ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. اِس انسان سے اُس کے ویسے بھی بہت حساب نکلتے تھے. ارباز کا چہرا مکوں اور گھونسوں سے خون آلود ہو چکا تھا.

خانی کی بلکل بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی آگے جا کر سیاہل کو پیچھے ہٹانے کی. اُسے اِس لمحے سیاہل سے بہت خوف آرہا تھا. جو کسی بپھرے زخمی شیر کی طرح اُن کو ماری جا رہا تھا. سیاہل کا اپنا ہاتھ بھی بُری طرح زخمی ہو چکا تھا.

سیاہل نے اچھی خاصی دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد پاکٹ سے گن نکالتے ارباز پر تانی تھی.

" یہ گولی میری بیوی پر ہاتھ اُٹھانے کے لیے. "

.سیاہل نے ارباز کے بازو پر فائر کیا تھا

" .تم ٹھیک نہیں کر رہے یہ. میرے خاندان والے تمہیں چھوڑیں گے نہیں "

ارباز درد سے بلبلاتے چلایا تھا. وہ سمجھ چکا تھا کہ اب اُس کا سیاہل خان سے بچنا ناممکن تھا. اُس کی سیاہل خان کے خلاف کی گئی پچھلی ساری سازشوں کا جواب آج .وہ ایک ہی بار میں دینے کا ارادہ رکھتا تھا

".یہ گولی اُس پر بندوق تاننے کے لیے "

سیاہل کی چلائی گولی ارباز کی ٹانگ میں پیوست ہوئی تھی. خانی نے منہ پر ہاتھ .رکھتے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا تھا

میری بیوی کو ہماری دشمنی میں استعمال کر کے, اُس پر ہاتھ اُٹھا کر اور ماہناز بی بی " کو موت کے منہ میں پہنچا کر تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے. جس کی میرے نزدیک " .کوئی معافی نہیں ہے

.سیاہل نے یکے بعد دیگر بہت سی گولیاں ارباز کے وجود میں اُتار دی تھیں

ٹھیک کہا تھا انابی نے اُسے۔ سیاہل خان کا غصہ بہت بُرا تھا۔ آج وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔

سیاہل نے اب گن کا رُخ میران کی جانب کیا تھا۔ جس کے بازو سے خون بہہ کر اُس پر اچھی خاصی کمزوری طاری کر گیا تھا۔ اور باقی کی کسر سیاہل خان نے پوری کر دی تھی۔

سیاہل کو میران پر گولی چلاتے دیکھ خانی بھاگ کر میران کے آگے آئی تھی۔

جو بھی تھا جیسا بھی تھا۔ وہ اُس کا ماں جایا تھا۔ وہ اُس کو اِس طرح اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"پلیز سیاہل...... ایسا مت کرو۔"

خانی سیاہل خان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہچکیوں کے درمیان بولتی اُس کے غصے پر مزید تیل چھڑک گئی تھی۔

سیاہل نے جارحانہ انداز میں آگے بڑھتے خانی کی کلائی اپنی آہنی گرفت میں جکڑتے اُسے اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا.

سیاہل کی گرفت اِس قدر سخت تھی کہ خانی کو اپنی کلائی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی. وہ اِس گرفت سے ہی اندازہ لگا سکتی تھی کہ سیاہل اِس وقت اُس پر کس قدر غصے میں ہے. مگر وہ سیاہل کے ہر طرح کے رویے کے لیے تیار تھی. اُس نے سیاہل خان سے جھوٹ کر بہت بڑی غلطی کی تھی. جس کی سزا اُسے ملنی چاہی تھی.

" ایک بار پہلے بھی تمہیں اپنی بیوی کے صدقے معاف کیا تھا. آج بھی اُسی کی خاطر جان بخشی کر رہا ہوں. ورنہ تمہیں مارنا میرے لیے کبھی مشکل نہیں رہا.

خانی اسجد بلوچ سیاہل خان کی بیوی ہے. جسے وہ مر جائے گا مگر کبھی اپنی دشمنی میں استعمال نہیں کرے گا. آج تمہیں صرف خانی کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں. اِس بات سے تم میری زندگی میں خانی کی اہمیت کا اندازہ خود ہی لگا لینا. آج میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی بیوی کو خان حویلی لے جا رہا ہوں. تمہارے ہی علاقے سے تمہاری نظروں کے سامنے روک سکتے ہو تو روک لو. انفارم کر دو اپنے تایا اور دادا

کوڈنکے کی چوٹ پرلے کر جارہا ہوں. اگر ہمت ہے تو مجھے روک لیں. پھر بعد
" .میں یہ نہ کہیں چھپ کر لے کر گیا ہے سیاہل خان اُن کی بیٹی کو

سیاہل خان زہر خند لہجے میں بولتا میران پر بہت کچھ واضح کرتا خانی کو لیے وہاں سے
.نکل گیا تھا

سیاہل خان کا یہ رُوپ دیکھ خانی کا دل سوکھے پتے کی طرح پھڑ پھڑانے لگا تھا. وہ
خاموشی سے اُس کے ساتھ بندھی چلی جارہی تھی. اُس کی کلائی پر گرفت ابھی
.بھی ویسی ہی تھی. حد درجہ سخت اور بے رحم

خانی کے حلیے کے پیشِ نظر سیاہل اُسے سیدھا خان حویلی لے جانے سے پہلے حویلی
سے ایک گھنٹے کی دوری پر واقعہ اپنے ایک کاٹیج میں لے آیا تھا. اُسے کبھی بھی
دوسروں کی باتوں کی پرواہ نہیں رہی تھی. مگر وہ خانی پر کسی قسم کی اُنگلی اُٹھتی
برداشت نہیں کر سکتا تھا. اور نہ ہی کسی کو پتا لگنے دینا چاہتا تھا کہ خانی کسی بھی
.طرح اِس معاملے میں انوالو ہے. یا سیاہل کو جھوٹ بول کر وہاں بلوایا ہے

وہ کسی قیمت پر بھی اپنی بیوی کی عزت میں کمی آتے نہیں دیکھ سکتا تھا.

سیاہل نے گاڑی سے اُتر کر خانی کی سائیڈ پر آتے اُس کا دروازہ کھولا تھا. جو پورے سفر میں خود کو رو رو کر ہلکان کرتی سیاہل کا ضبط آزماتی آئی تھی.

سیاہل نے ہاتھ بڑھا کر خانی کو نیچے اُتارا تھا.

خانی حویلی سے تو پہلے سے کیے دوپٹے کے اُوپر شال لے کر نکلی تھی. مگر وہ شال کہیں گر چکی تھی. اب اُس کے گلے میں ایک دوپٹہ جھول رہا تھا. جس کا اپنے دکھ میں خانی کو کوئی ہوش نہیں تھا. انابی کو سنبھالتے اُس کے کپڑے خون آلود ہو چکے تھے. ہمیشہ کی طرح باندھے جوڑے میں سے بال نکل کر اُس کے چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے. گال پر اُنگلیوں کے ہلکے ہلکے نشان ابھی بھی واضح تھے. اور ہونٹ کے کنارے پر ننھا سا خون کا قطرہ جما ہوا تھا.

ایک نظر بغور اُس کے حلیے پر ڈالتے لب بھینچتے سیاہل نے اپنی بلیک گرم چادر خانی کے گرد اچھے سے اوڑھا دی تھی. اُسے کسی صورت گوارہ نہیں تھا اندر

موجود کسی بھی ملازم کی نظر اِس حلیے میں اُس کی بیوی پر پڑے. اِس بار قدرے نرمی سے اُس کا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا.

خانی بلکل خاموشی کے ساتھ اُس کے ساتھ چلی جارہی تھی. اُس نے ایک بار بھی نظر اُٹھا کر ارد گرد کے منظر کی جانب نہیں دیکھا تھا. اُس کی جھکی نظریں فرش پر ٹکی ہوئی تھیں. جب سیاہل اُسے لیے ایک کمرے میں داخل ہوا تھا. کمرے کے درمیان میں رکتے سیاہل نے ضبط کی انتہاؤں پر پہنچتے پلٹ کر خانی کی جانب دیکھا تھا. جس کی آنکھوں کا سیلاب ابھی تک نہیں تھما تھا. رو رو کر آنکھیں اور چہرا سوج چکے تھے.

" .خانی سٹاپ کرائنگ "

اُس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ جما کر سیاہل نے اُسے اپنے مقابل کھڑا کرتے سرد لہجے میں وارن کیا تھا.

جس پر خانی نے ایک لمحے کے لیے برستی آنکھیں اُٹھا کر سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا. اُس کا چہرا بلکل سرد اور سپاٹ تھا. خانی کو سیاہل کے پتھریلے تاثرات مزید خوفزدہ کر رہے تھے.

مگر ہمیشہ کی طرح بنا اُسکی بات مانے. اُس کی کہی بات کے آپوزٹ جاتے خانی کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی. وہ اور زور سے روتی سیاہل خان کے سینے سے آلگی تھی. سیاہل نے مٹھیاں بھینچتے خود کو کسی بھی کمزور لمحے میں جانے سے روکا تھا. مگر خانی کا نرم گرم ہچکیوں کی ذد میں ہلتا وجود سیاہل خان کو زیادہ دیر پتھر نہیں بنا پایا تھا.

سیاہل خان کی خانی اُس کے سینے سے لگی رو رہی ہو تو وہ کب تک خود کو بے حس رکھ سکتا تھا. سیاہل نے اُس کے گرد باہیں پھیلاتے خانی کو اپنے حصار میں قید کر لیا تھا. سیاہل خان کا سہارا ملتے ہی خانی کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی. مگر اِس بار سیاہل نے اُسے روکا نہیں تھا.

خانی کے آنسوؤں میں انابی کو کھونے کا دکھ تھا, اپنے جان چھڑکنے والے اکلوتے بھائی کے اتنے بڑے دھوکے کا دکھ تھا, اور اُس سے بھی زیادہ سیاہل خان کے ہر بار کسی پر اعتبار نہ کرنے کی نصیحتوں کو جھٹلا کر اُسے جھوٹ بول کر وہاں بلا کر اپنے خاندان والوں کی سازش کا شکار بنانے کا دکھ تھا.

یہ بات سوچ کر ہی خانی کے دل میں ہول اُٹھ رہے تھے کہ اگر سیاہل خان کو اِس بارے میں خبر نہ ہوتی اور وہ صرف خانی کی بات کا مان رکھ کر وہاں پہنچ جاتا تو کیا ہوتا آگے. خانی اِس سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پا رہی تھی.

اُس نے سیاہل خان کا بھروسہ, اُس کا مان اور اعتبار کو ٹھیس پہنچائی تھی. اگر سیاہل اُسے کچھ نہ بھی بولتا خانی تب بھی خود کو اُس سے نظریں ملانے کے قابل نہیں سمجھ رہی تھی. وہ سیاہل خان کی قصوروار تھی. اور خود کو اُس کی سزا کی مستحق مانتی تھی.

خانی کو مزید رونا اِس بات پر آ رہا تھا کہ اُس کی اتنی بڑی غلطی کے بعد بھی سیاہل نے اُسے دھتکارا نہیں تھا. یہ جانتے ہوئے بھی کہ خانی کی اِس غلطی کی وجہ اُس کی

جان جاسکتی تھی۔ وہ پھر بھی خانی کو سینے سے لگائے کھڑا تھا. یہی تو تھی اُس کی بے لوث محبت جس کے بارے میں وہ سینہ ٹھوک کر میران کو بول کر آیا تھا.

آدھے گھنٹے سے اُوپر ٹائم ہو چکا تھا. سیاہل اُسی طرح بنا کچھ بولے اُسے سینے سے لگائے کھڑا تھا. خانی کو شاید اِس وقت اُس کے اِسی لمس کی ضرورت تھی. خانی کے آنسوؤں میں کافی حد تک کمی آچکی تھی. کافی دیر بعد جب سیاہل کو یقین ہو گیا کہ اب خانی بلکل ریلیکس ہو چکی ہے تو اُس نے خانی کو خود سے جدا کیا تھا.

خانی کا آنسو سے بھیگا گلابی چہرا سیاہل کے اندر کے غصے اور اضطراب کو مزید ہوا دے گیا تھا. جو اُس نے کافی دیر سے بہت مشکل سے دبا رکھا تھا.

سیاہل نے ہاتھ بڑھا خانی کے آنسو پونچھے تھے. اور انگوٹھے سے اُس کے ہونٹ پر لگا خون بھی صاف کر دیا تھا. جس کے بہانے والے کو مارنے کے باوجود اُس کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا.

خانی کی حالت کے پیش نظر وہ اِس وقت بہت کنڑول کر کے کھڑا تھا. شاید ہی اتنا کنڑول اُس نے پوری زندگی میں کبھی کیا ہو.

خانی کا چہرا اچھی طرح خشک کرنے کے بعد سیاہل اُس سے مخاطب ہوا تھا.

" ہمیں ابھی تھوڑی دیر کے بعد خان حویلی کے لیے نکلنا ہے. اِس حلیے میں میں تمہیں وہاں بلکل بھی نہیں لے کر جا سکتا. ابھی ملازمہ کو بھیجتا ہوں وہ تیار ہونے میں تمہاری مدد کر دیں گی. اور اب مزید رونا مت ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا. "

سیاہل جو کب سے خانی کا رونا برداشت کر رہا تھا. اب کی بار سپاٹ سے لہجے میں وارن کرتا باہر نکل گیا تھا.

خانی اُس کے اتنے غصے اور ناراضگی میں بھی اپنے لیے چھپی فکر محسوس کر گئی تھی. جو اُس سے ناراض بھی تھا. مگر نہ ہی اُسے روتے دیکھ سکتا تھا. اور نہ ہی کسی بھی لحاظ سے اپنے خاندان والوں کے سامنے اُس کی عزت اور مقام میں کمی آنے دینا چاہتا تھا.

اِس سچویشن میں بھی سیاہل خان کی بے پناہ محبت پر خانی کے ہونٹوں پر کچھ دیر ہی سہی مگر ایک ہلکی سی مسکراہٹ کی جھلک دکھی تھی۔ جو اپنا دھوکہ یاد آتے ہی فوراً معدوم ہو گئی تھی.

ملازمین نے سیاہل کے آرڈر کے مطابق خانی کو تیار کر دیا تھا۔ مرجنڈا کلر کے شیفون کے ڈریس میں جس پر انتہائی نفیس سی ایمبرائیڈری کی گئی تھی خانی کے نازک وجود پر بہت جچ رہا تھا.

خانی کی دودھیا رنگت جس میں بہت زیادہ رونے کی وجہ سے گلابیاں سی گھلتیں اُس حسین مورتی کے حُسن کو مزید دوآتشہ کر گئی تھیں۔ میک اپ کے نام پر لائٹ سی لپسٹک لگائی گئی تھی۔ جو خانی نے ابھی سے ہی دانتوں کی مدد سے ہونٹ نوچتے بلکل ہی ہلکی کر دی تھی۔ سر پر دوپٹہ ایک سٹائل سے ٹکائے سیاہل کی ہی بلیک شال اپنے گرد اوڑھے وہ ہر طرح سے سردار سیاہل خان کی سردارنی ہی لگ رہی تھی۔ اُسے نیچے آتے دیکھ سیاہل کی نظریں ایک پل کے لیے خانی پر ٹھہر سی گئی تھیں.

سیاہل خان ابھی بھی اپنے پہلے والے حلیے میں موجود تھا. بلیک لباس پر کریم کلر کا کوٹ پہنے سپاٹ چہرے اور سرخ آنکھوں کے ساتھ. اِس حلیے میں بھی وہ ہمیشہ کی طرح شاندار لگ رہا تھا. سیاہ بالوں کو شاید اُس نے ہاتھ کی مدد دے سیٹ کیا تھا. کیونکہ اُن میں سے کچھ بال ابھی بھی کشادہ پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے.

خانی کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتے سیاہل باہر کی جانب بڑھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل کا ہاتھ تھامے خانی نے خان حویلی میں قدم رکھا تھا. جہاں کی چہل پہل بتا رہی تھی کہ شاید سیاہل خان پہلے ہی انفارم کر چکا ہے. گاڑی سے اُترنے سے لے کر حویلی کے ہال میں قدم رکھنے تک ملازمین اور گھر کی باقی خواتین نے پھول برسا کر خانی کا استقبال کیا تھا.

خانی ہر چیز کی اُمید کر رہی تھی مگر اِس سب کی بلکل بھی نہیں. لیکن اِس وقت اُسے لگ رہا تھا وہ یہ کیسے بھول سکتی ہے کہ اب وہ سیاہل موسیٰ خان کی پناہ میں خانی .سیاہل خان بن کر آچکی ہے. جو اُس کی عزت کرنا اور کروانا اچھے سے جانتا تھا

خانی کو دل میں آسودگی سی اُترتی محسوس ہوئی تھی. لیکن ساتھ انابی کا اِس وقت .اپنے ساتھ یہاں نہ ہونے کا دکھ بھی بڑھ گیا تھا

.خانی نے ایک نظر اپنے ارد گرد موجود مسکراتے خوشیاں مناتے لوگوں پر ڈالی تھی

اگر اِن سب لوگوں کو پتا چل جائے کہ اُس نے سیاہل خان کو وہاں دھوکے سے جھوٹ بول کر بلایا ہے تو یہ محبت دیکھانے کے بجائے وہ سب اُس پر نفرت بھری نظر ڈالنا بھی پسند نہ کریں. مگر یہاں بھی سیاہل اُس کی ڈھال بنتے بہت ہی صفائی سے اُسے سب کے سامنے معتبر کر گیا تھا. خانی کا سیاہل کی گرفت میں موجود ہاتھ لرز رہا تھا. جس پر سیاہل کی مزید مضبوط ہوتی گرفت پر خانی نے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا. مگر اُس کا چہرا پہلے کی طرح بلکل بے تاثر تھا. اور نہ ہی اُس

نے پلٹ کر خانی کی جانب دیکھا تھا. شاید وہ ہاتھ کی لرزش محسوس کرتے خاموش انداز میں اُسے تسلی دے گیا تھا.

سب کو اپنی جانب متوجہ دیکھ خانی نے فوراً نظریں پھیر لی تھیں.

بڑے سے ڈرائنگ روم میں اِس وقت خان حویلی کے ایک ایک فرد سے لے کر تمام ملازمین جمع تھے. بی بی سائیں کی نظریں ایک ساتھ ہاتھ پکڑ کر اندر آتے سیاہل خان اور خانی پر تھیں. جس بات کا اتنے وقت سے اُنہیں دھڑکا لگا ہوا تھا. آج وہ ہو گئی تھی. وہاں موجود کچھ لوگ خانی کے آنے پر جہاں بہت خوش تھے. وہیں بی بی سائیں کی طرح کچھ انتہائی ناپسندیدگی سے یہ سب دیکھ رہے تھے. مگر سیاہل خان کی وجہ سے چاہ کر بھی وہ کچھ نہیں بول سکتے تھے. جبکہ کچھ ایسے بھی تھے جو ملی جلی کیفیت کا شکار تھے. وہ سیاہل خان کی بیوی کو دیکھ کر خوش بھی تھے. مگر اُس کا ذوالفقار بلوچ جو اُن کے اپنوں کا قاتل تھا کی پوتی ہونے کی وجہ سے ناخوش بھی تھے.

بی بی سائیں ملیں میری بیوی خانی سیاہل موسیٰ خان سے۔ میں جانتا ہوں آپ "
" ۔کو یہ سب دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہو گی

سیاہل خانی کو لیے بی بی سائیں کے سامنے آ کھڑے ہوتے بولا۔ وہ خانی کے پورے نام کے ساتھ اپنے آخری جملے پر بھی زور دیتے اُن کو اور وہاں موجود اپنے خاندان کے باقی سب افراد کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

جس پر نا چاہتے ہوئے بھی بی بی سائیں نے آگے بڑھ کر خانی کا ماتھا چوم کر اُسے ساتھ لگایا تھا۔ سیاہل نے پہلے ہی فون کر کے اُنہیں بتا دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کر چکا ہے۔ جس کو اُس کی خوشی میں شریک ہونا ہے۔ وہ آسکتا ہے اور جس کو اعتراض ہے وہ بے شک شامل نہ ہو۔ جس پر بہت سے لوگ صرف سیاہل کی خاطر نا چاہتے ہوئے بھی موجود تھے۔ جن میں سرِ فہرست بی بی سائیں اور اُن کی چھوٹی بیٹی تانیہ بیگم تھیں۔

خانی کو بی بی سائیں کے انداز میں کسی قسم کی گرمجوشی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی آج سیاہل خان کی خاطر اُس نے جھک کر بی بی سائیں کا ہاتھ چوم لیا تھا۔ اگر

بی بی سائیں سیاہل کی خاطر نا چاہتے ہوئے بھی اُسے اِس حویلی میں قبول کر سکتی تھیں. تو اتنا تو وہ بھی کر ہی سکتی تھی.

بی بی سائیں کے بعد گھر کے مرد حضرات نے خانی کے سر پر ہاتھ رکھتے جبکہ خواتین نے اُسے گلے ملتے ویلکم کیا تھا.

خانی نے محسوس کیا تھا وہاں موجود ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ تھی. چاہے دیکھاوے کے لیے ہی سہی مگر سیاہل خان کے چہرے پر مسکراہٹ کا شائبہ تک نہیں تھا.

خانی کا دل اُس کی حد درجہ ناراضگی سوچ کر بے کل ہو رہا تھا.

کچھ دیر وہاں خواتین کی خواہش پر چند ایک رسمیں کی گئی تھیں. کیونکہ سب جانتے تھے سیاہل کو یہ سب نہیں پسند اس لیے اِسے زیادہ نہیں کھینچا گیا تھا.

" مجھے تم سے بات کرنی ہے. "

فیصل نے سیاہل کے پاس آتے اُسے سرگوشی کے انداز میں کچھ بتایا تھا. جس پر سیاہل کا وہاں سے اُٹھنے کا ارادہ دیکھ خانی دھیمی آواز میں اُس سے مخاطب ہوئی تھی.

وہ دونوں اِس وقت ایک ہی صوفے پر ساتھ بیٹھے تھے. سیاہل خان اُس کے ساتھ تو بیٹھا تھا. مگر اُس کی جانب بلکل بھی متوجہ نہیں تھا. اُس کا دھیان مسلسل اپنے موبائل کی جانب تھا.

"بی بی سائیں آپ باقی یہ سب جو بھی کرنا ہے کل کر لیجیئے گا. آج اب کافی دیر ہو چکی ہے."

خانی کی آواز پر چہرا موڑ کر اُس کی جانب دیکھتے سیاہل بنا اُسے کوئی جواب دیئے بی بی سائیں سے مخاطب ہوا تھا.

جس پر بی بی سائیں نے اُس کا اشارہ سمجھتے سب کچھ وہیں روک دیا تھا. بی بی سائیں نے شمسہ اور رومیسہ کو خانی کو کمرے میں لے جانے کا اشارہ کیا تھا. مگر اُن لوگوں کے آگے آنے سے پہلے ہی سیاہل خانی کا ہاتھ تھامے کمرے میں لے جانے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا تھا.

جسے دیکھ بی بی سائیں اور اُن کے ساتھ کھڑی تانیہ بیگم پیچ وتاب کھا کر رہ گئی تھیں.

سیاہل کا اپنے دشمنوں کی بیٹی کو اتنی پذیرائی دینا اُن کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا. وہ جس لڑکی کو پیروں کی نوک پر رکھنا چاہتی تھیں. سیاہل خان اُسے اُن کے سر پر بیٹھا رہا تھا. یہ بات ہضم کرنا اُن کے لیے بہت مشکل تھی. مگر اِس وقت وہ سیاہل کے تیور دیکھ کچھ نہیں بول پائی تھیں. لیکن اُس سے بعد میں اِس ٹاپک پر بات کرنے کا پورا ارادہ رکھتی تھیں.

خانی کا ہاتھ تھامے سیاہل روم میں داخل ہوا تھا.

" ریسٹ کرو تم کافی تھک گئی ہو گی. "

خانی کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرتے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے جا کر کھڑے ہوتے اپنے بال بنانے لگ گیا تھا.

خانی اُسے پھر کہیں جانے کے لیے تیار دیکھ بجھے دل کے ساتھ خاموش کھڑی دیکھتی رہی تھی. جس نے روم میں آنے کے بعد اُس پر ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی.

" .مجھے تم سے بات کرنی ہے "

.سیاہل کو اِس طرح خود سے ناراض دیکھ خانی کا دل بے چین ہوا تھا

مجھے کچھ ضروری کام ہے میں باہر جارہا ہوں. تم چینج کر کے ریسٹ کرو. اور "
".میرا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے. مجھے دیر ہو جائے گی

سیاہل خود پر پرفیوم سپرے کرتا اُس کی بات کو صاف اگنور کرتے بولا. اور ایک
.نظر خانی پر ڈالتے باہر کی جانب بڑھا تھا

" .سیاہل خان تم اِس طرح مجھے اگنور نہیں کر سکتے "

خانی اُس کے باہر نکلنے سے پہلے ہی آگے بڑھ کر اُس کا بازو اپنے ہاتھ میں جکڑتے
.اُسے روکتے ہوئے بولی

جب خانی سیاہل خان سے جھوٹ بول سکتی ہے. تو سیاہل خان بھی اُسے اگنور "
کر سکتا ہے. اِس وقت تمہیں اگنور کرنے میں بھلائی بھی تمہاری ہی ہے. کیونکہ
اِس وقت جس قدر غصے کی آگ میرے اندر بھڑک رہی ہے اگر میں اُس کی وجہ

سے تم سے کچھ مس بی ہیو کر گیا تو اُس کے لیے میں خود کو بلکل بھی معاف نہیں کر پاؤں گا. "

سیاہل مقابل کو جما دینے والے سرد ترین لہجے میں بولتا نرمی سے اُس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتے باہر نکل گیا تھا.

سیاہل خان جانتا تھا کہ اُس کا غصہ کس قدر بُرا ہے. اِس وقت اُسے خانی کے جھوٹ بولنے سے بھی زیادہ غصہ اِس بات پر تھا. کہ اگر اُسے زرا سی بھی دیر ہو جاتی تو ارباز خانی کو نقصان پہنچا چکا ہوتا. وہ منظر یاد آتے ہی سیاہل کے اندر لگی غصے اور اشتعال کی آگ مزید بھڑک اُٹھتی تھی. اِس لیے اِس وقت وہ خانی کے پاس مزید ایک پل بھی نہیں رُکنا چاہتا تھا.

جس کا خانی کوئی اور مطلب نکالتی آنکھوں میں نمی بھرے اُسے جاتے دیکھ رہی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

جہاں خان حویلی میں اِس وقت جشن اور خوشیوں کا سماں تھا. وہیں ارباز کی جوان موت پر بلوچ حویلی میں ماتم اور ایک قہرام سا مچا ہوا تھا.

ذوالفقار اور ارشد اپنی سازش خود پر ہی اُلٹ جانے پر گم صم سے سر جھکائے بیٹھے تھے. دوسرے کے لیے کھودے گڑھے میں وہ خود جا گرے تھے.

شہرام بلوچ جو کراچی گیا ہوا تھا. اِس ہولناک خبر پر رات کو ہی حویلی پہنچ چکا تھا. آدمیوں کے ذریعے ساری حقیقت جان کر وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا. وہ کس منہ سے اپنے بھائی کی موت کا حساب مانگتا سیاہل خان سے جب ساری سازش کی جڑ ہی اُس کے اپنے لوگ تھے.

میران اِس وقت ہاسپٹل میں ہی تھا اُس نے جنازے میں شریک ہونے یا کسی کا بھی سامنا کرنے سے انکار کر دیا تھا.

میران کی نظروں سے خانی کی نفرت چھلکاتی آنکھیں اور اُس کا سیاہل کے ساتھ اِس طرح منہ پھیر کر جانے والا منظر ہٹ ہی نہیں رہے تھے.

سیاہل خان کی آنکھوں میں وہ خانی کے لیے بے پناہ محبت دیکھ چکا تھا. مگر وہ کیا کرتا سیاہل خان کے حوالے سے جس حقیقت سے وہ واقف تھا وہ چاہ کر بھی اُس کے بارے میں کچھ اچھا نہیں سوچ سکتا تھا. اور یہی وہ مقام تھا جہاں پر آ کر وہ سیاہل خان سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا.

وہ جانتا تھا خانی ابھی اُس حقیقت سے واقف نہیں ہے مگر اُسے پورا یقین تھا کہ حقیقت جان کر وہ بھی سیاہل خان سے نفرت کرنے لگے گی. اِس لیے وہ ابھی ہی خانی کو سیاہل خان سے جدا کرنا چاہتا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا کہ بعد میں خانی کو زیادہ تکلیف اُٹھانی پڑے. مگر اُس کی جلد بازی نے سب کچھ خراب کر دیا تھا. ارباز جیسے شخص پر بھروسہ کر کے اپنی بہن کو خود سے بہت دور کر دیا تھا.

میران کے پاس اب اِن سب باتوں پر افسوس کرنے کے علاوہ کچھ نہیں تھا. اُسے حویلی سے مسلسل کالز آ رہی تھیں. آغا جان سیاہل خان کے خلاف جرگہ بیٹھانا چاہتے تھے کہ اُن کے علاقے میں آ کر سیاہل خان نہ صرف اُن کی پوتی کو زبردستی

یہاں سے لے کر گیا تھا. بلکہ ارباز کا قتل اور میران کو بُری طرح زخمی کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے بہت سارے آدمیوں کو بھی ہلاک کر گیا تھا.

وہ سیاہل خان کو پوری طرح پھنسانے کا ارادہ رکھتے تھے. مگر میران نے اِس وقت اُن کی بات سن کر سختی سے انکار کرتے پہلے ارباز کا جنازہ اُٹھانے کا کہا تھا. اُسے آغا جان کا اپنے پوتے کی جوان موت پر بھی سیاست کرنا اُن سے سخت بدگمان کر گیا تھا.

سیاہل خان کے جانے کے بعد خانی بے چینی سے اُس کا انتظار کرنے لگی تھی. اُس نے سوچ لیا تھا جب تک سیاہل نہیں آئے گا. وہ اُسے منا نہیں لے گی تب تک سوئے گی نہیں. اُسے ہلکا ہلکا بخار فیل ہو رہا تھا. اور سر بھی درد سے پھٹ رہا تھا. مگر اِس وقت اُسے بلکل بھی کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی.

خانی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب دروازے پر دستک ہوئی تھی. خانی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھتے باہر کھڑے نفوس کو اندر آنے کی اجازت دی تھی.

جب اُسے سمن ملازمہ کے ساتھ کھانا لیے اندر داخل ہوتی دکھائی دی تھی. سمن کی ہدایت پر ملازمہ کھانا ٹیبل پر رکھ کر جا چکی تھی. خانی نے بہت ہی سہولت سے سمن سے کھانا نہ کھانے کی معذرت کرلی تھی. مگر سمن کو شاید سیاہل کی جانب سے سختی سے آرڈر تھا کہ خانی کو کھانا کھلا کر ہی جانا ہے. جس پر وہ کافی دیر کی بحث کے بعد بنا خانی کی بات مانے اُسے تھوڑا سا کھانا کھلا کر اور آخر میں جوس پلانے میں کامیاب ہو کر ہی سکون سے بیٹھی تھی.

خانی اِس وقت کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی. اِس لیے اُس نے جان چھڑوانے کے کھانا کھا لیا تھا. مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی. کہ جوس میں نیند کی گولی تھی. جسے پینے کے تھوڑی دیر بعد ہی اُس کا سر نیند سے بھاری ہونے لگا تھا. سیاہل جانتا تھا اِس وقت خانی کیا کیا سوچ کر خود کو ہلکان کرتی رہے گی. اِسی لیے اُسی نے یہ سب کروایا تھا.

سمن خانی کو بیڈ پر نیم دراز ہوتا دیکھ اُس پر کمبل ڈالتی سیاہل کے آرڈر کے مطابق اپنی ڈیوٹی پوری کرتی روم سے نکل گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بی بی سائیں یہ سب کیا ہے. جب سیاہل نے آپ کو بتایا اِس لڑکی کو یہاں لانے کا تو آپ نے اُسے روکا کیوں نہیں. ایک آپ ہی تو روک سکتی ہیں اُسے. وہ اپنے ہی جانی دشمنوں کی بیٹی کو کیسے اتنی عزت دے سکتا ہے. وہ کیسے بھول گیا ابھی دو مہینے پہلے ہی تو کس بُری طرح سے اُنہوں نے حملہ کروایا تھا اُس پر. "

تانیہ بیگم غصے سے پیچ وتاب کھاتی بی بی سائیں سے مخاطب ہوئی تھیں. اُن کے سارے ارمانوں پر پانی جو پھر گیا تھا. اُنہیں تو یہی لگتا تھا کہ سیاہل کبھی بھی دشمنوں کی بیٹی کو اِس گھر میں نہیں لائے گا. اور اگر بدلہ لینے کی خاطر لے بھی آیا تو اُسے بیوی کا درجہ نہیں دے گا. اور وہ اپنی بیٹی شمسہ کی شادی سیاہل سے کروا کر اُسے خان حویلی کی سردانی بنا دیں گی مگر یہاں تو سب کچھ ہی اُلٹ ہو چکا تھا. نہ صرف

سیاہل اُس لڑکی کو گھر میں لے آیا تھا بلکہ اُس کے انداز صاف بتا رہے تھے کہ وہ لڑکی اُس کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے.

" تانیہ تم کیوں اتنی ہلکان ہو رہی ہو. تم سیاہل کو جانتی تو ہو اُس نے کچھ سوچ کر ہی فیصلہ کیا ہو گا نا. ابھی اِس وقت اُسے اُن لوگوں کی جانب سے کافی دباؤ برداشت کرنا ہے. میرا نہیں خیال کہ ہم گھر والے اِس وقت اُس کا ساتھ دینے کے بجائے اُس کے خلاف ہو جائیں. اور اُسے مزید پریشان کریں."

رضیہ بیگم جو بی بی سائیں کے بلاوے پر وہاں آئی ہوئی تھیں. اُنہیں اپنی بہن کی یہ باتیں بلکل بھی پسند نہیں آئی تھیں. اِس لیے فوراً ٹوک دیا تھا. جس پر تانیہ بیگم کے پاس اُنہیں گھورنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا.

وہاں موجود حسنٰہ بیگم اور حمیرا بیگم بھی رضیہ بیگم کی بات سے متفق تھیں. حسنہ بیگم کو تو اپنی پیاری اور نازک سی بہو بہت پسند آئی تھی. کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں اُس لڑکی کے لیے بے پناہ چاہت دیکھ چکی تھیں.

رضیہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے تانیہ. تم نے جو کچھ بولنا تھا بول دیا. اب اِس " کے بعد میں تمہارے منہ سے اِس ٹاپک پر کوئی بات نہیں سننا چاہتی. کافی رات ہو چکی ہے اب سب لوگ سو جاؤ. "

بی بی سائیں خانی کے جتنے بھی خلاف سہی مگر سیاہل کے بارے میں وہ گھر کے کسی فرد کے منہ سے کچھ غلط نہیں سن سکتی تھیں. اِس لیے وہ زرا سخت لہجے اور دو ٹوک انداز میں تانیہ بیگم کو اپنا فیصلہ سناتیں وہاں سے اُٹھ گئی تھیں.

مگر تانیہ بیگم اتنی آسانی سے اِس پر خاموش ہونے والی نہیں تھیں. وہ ابھی سے ہی خانی کو سیاہل کی نظروں میں گرانے اور اِس گھر سے نکالنے کے لیے کچھ نہ کچھ سوچنے لگی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صبح کے چار بجے سیاہل نے کمرے میں قدم رکھا تھا. بیڈ پر نظر جاتے ہی اپنے کمرے میں نئے وجود کے حسین اضافے پر شدید تھکاوٹ میں بھی اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی.

سیاہل کے قدم خود بخود ہی بیڈ کی جانب اُٹھے تھے.

خانی سینے تک کمبل اوڑھے لیٹی ہوئی تھی. جوڑا شاید ڈھیلا ہو چکا تھا. کیچڑ میں سے بال نکل کر خانی کے چہرے کے ارد گرد پھیلے ہوئے تھے. ایک بازو اُس نے سینے پر رکھا ہوا تھا. جبکہ دوسرا بیڈ سے نیچے ڈھلک رہا تھا. سیاہل نے بیڈ پر اُس کے پاس بیٹھتے جھک کر خانی کا بازو تھام کر اُوپر رکھنا چاہا تھا. جب اُس کی نظر خانی کی نازک سی دودھیا کلائی پر پڑے اُنگلیوں کے لال نشانات پر پڑی تھی.

جن پر پہلے تو وہ حیران ہوا تھا. مگر پھر یاد آتے کے خانی کے اِن نشانات کی وجہ تو وہ خود ہی تھا. شدید غصے میں انجانے میں وہ خانی کو تکلیف پہنچا گیا تھا. نشانات کو گھورتے سیاہل کے رگ وپے میں اپنے لیے غصے کی لہر دوڑ گئی تھی. بے دھیانی

میں بھی سیاہل اپنی خانی کو نقصان کیسے پہنچا سکتا تھا. سیاہل جھک کر اپنے لبوں سے خانی کی کلائی پر جا بجا پیار بھرا مرہم رکھنے لگا تھا.

سیاہل نے نوٹ کیا تھا کہ اُس کے اِس عمل سے گہری نیند میں بھی خانی کے چہرے پر سُرخیاں سی پھیل گئی تھیں. شاید وہ سیاہل کا شدت بھرا لمس محسوس کر پا رہی تھی.

اُس کی نیند خراب ہونے کے احساس سے سیاہل فوراً پیچھے ہٹا تھا. جب خانی نے نیند میں ہی سیاہل کا اپنی کلائی پر رکھا ہاتھ تھام کر اپنے چہرے کے نیچے رکھ لیا تھا. جیسے سیاہل کی قربت اُسے نیند میں بھی سکون دے رہی ہو.

خانی کی اِس معصومانہ حرکت پر سیاہل کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی.

سیاہل کتنی ہی دیر یک ٹک اُس کے چاندنی بکھیرتے حسین شفاف چہرے کو دیکھے گیا تھا.

اِس باراُس کی خانی نے جھوٹ بول کراُسے بُری طرح ہرٹ کیا تھا. خانی کا کال کر کے اِس طرح ملنے بلانا ہی سیاہل کو شک میں مبتلا کر گیا تھا. کیونکہ خانی نے پہلے کبھی ایسی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی. سیاہل خان نے اُسی وقت بلوچ حویلی میں موجود اپنے خاص آدمیوں کو اندر کی بات پتا کرنے کو کہا تھا. کہ کہیں پھر تو اُس کے دشمن اُس کے خلاف کوئی سازش تیار نہیں کر رہے. لیکن جو خبر اُسے پتا چلی تھی. وہ ایک بار تو سیاہل خان کو ہلا کر رکھ گئی تھی. اُسے کسی صورت یقین نہیں آرہا تھا کہ خانی اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر اُسے دھوکہ دے سکتی ہے.

سیاہل نے نجانے کتنی ہی بار اپنے آدمیوں کو خبر کنفرم کرنے کا حکم دیا تھا. اُسے لگ رہا تھا کہ شاید اُنہیں سننے میں غلطی ہوئی ہو. مگر ہر بار اُنہوں نے یہی بتایا تھا. کہ خانی اُسے خود ملنے کے لیے نہیں بلکہ اپنے دادا اور بھائی کے کہنے پر بلا رہی ہے.

سیاہل سارے ثبوت خانی کے خلاف ہونے کے باوجود اِس سب پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا. اُسے اِس بات پر شدید غصہ تھا کہ خانی نے اُس سے جھوٹ بولا ہے.

مگر خانی اُسے دھوکہ دے گی اِس بات پر اُسے کسی صورت یقین نہیں آرہا تھا. کیونکہ وہ اپنے دشمنوں کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتا تھا. اُسے یہی لگ رہا تھا کہ خانی کو وہ لوگ بلیک میل کر رہے ہیں. اِس لیے جب تک وہ خانی کی زبانی ساری باتیں نہ سن لیتا وہ اُسے دھوکے باز قرار نہیں دے سکتا تھا. اُس نے ایک بات توڈیسائیڈ کرلی تھی کہ وہ خانی کو اب وہاں مزید ایک دن بھی نہیں رہنے دے گا. چاہے اُسے حویلی کے اندر جانا پڑے وہ خانی کو اپنے ساتھ ضرور لائے گا.

بعد میں خانی کے میسجز دیکھ بہت حد تک اندر کا اشتعال کم ہونے کے ساتھ اُسے یقین تو ہو گیا تھا کہ اُس کی خانی دھوکے باز بلکل بھی نہیں ہے. میسج پڑھنے کے بعد اُس نے دوبارہ کال بیک کی تھی. مگر تب خانی نے ریسیو نہیں کی تھی. لیکن وہاں پہنچ کر خانی کو خطرے میں دیکھ سیاہل کا دماغ بہت بُری طرح سے گھوما تھا. وہ منظر یاد کرتے ابھی تک شدید اشتعال اور غصے کی وجہ سے جگہ پر نہیں آپایا تھا. خانی نے پہلے جھوٹ بول کر اور پھر جذباتی ہو کر اتنی خطرے والی جگہ پر پہنچ کر جو غلطی کی تھی. سیاہل اُس سے ناراض ہو کر تھوڑی سی سزا تو دینا ہی چاہتا تھا. اُس کے

لیے خانی بہت قیمتی تھی. وہ اُسے نقصان پہنچانے والے کو کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا تھا. چاہے وہ خانی خود ہی کیوں نہ ہو.

سیاہل جھک کر اُس کی پیشانی چومتے نرمی سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتے اُس کے پاس سے اُٹھ آیا تھا. سیاہل کا دل اِس وقت ہمک ہمک کر اُس سے خانی کی قربت کی خواہش کر رہا تھا. جس کو سیاہل سختی سے رد کرتے واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی کسمسا کر آنکھ کھولتے کچھ دیر اجنبی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگی تھی. مگر پھر یاد آتے کہ وہ کہاں ہے سیاہل کے بیڈ روم میں ہونے کی خیال سے وہ فوراً اُٹھ بیٹھی تھی. جب اُس کی نظر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے پھر سے کہیں جانے کے لیے تیار ہوتے سیاہل خان پر پڑی تھی.

خانی نے ایک نظر بیڈ کے باقی حصے پر ڈالی تھی۔ جو سلوٹوں سے پاک دیکھ وہ سمجھ گئی تھی کہ سیاہل کو روم میں آئے کچھ دیر ہی ہوئی ہے۔ خانی دوپٹہ اُٹھا کر کندھوں پر پھیلاتی کیچڑ سے آزاد کھلے بالوں کو بنا سمیٹے بیڈ سے اُترتی سیاہل کی جانب بڑھی تھی۔

جو بلکل اجنبی بنا کلائی پر گھڑی باندھنے میں مصروف تھا۔

خانی ابھی بھی اُس کا رات والا غصے اور نظر انداز کرنے والا موڈ دیکھ بنا کچھ بولے بڑے ہی سکون سے پیچھے سے اُسے ہگ کر گئی تھی۔

سیاہل کچھ دیر تو سمجھ ہی نہیں پایا تھا ہوا کیا ہے۔ وہ کسی صورت خانی سے اس استحقاق بھری حرکت کی اُمید نہیں کر سکتا تھا۔

خانی اپنا چہرا سیاہل کی بیک سے ٹکائے اپنی نازک بانہوں کا حصار سیاہل کے سینے کے گرد باندھ کر اُسے کچھ دیر کے لیے اپنی ذات کے سحر میں جکڑ گئی تھی۔

سیاہل نے تو ابھی کچھ وقت مزید خانی کو اگنور کرنے کا سوچ رکھا تھا۔ مگر خانی کے یہ خطرناک انداز دیکھ اُسے اپنے ارادے کمزور پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔

.سیاہل کے فرشتوں کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ خانی اِس طرح بھی منا سکتی ہے اُسے

خانی کی روئی جیسی نرم و نازک اُنگلیوں کا لمس سیاہل کو سینے پر محسوس ہوتا اُسے

.بھکنے پر مجبور کر رہا تھا

وہ بلکل سٹریٹ کھڑا تھا. اُس نے خانی کی اِس حرکت کا کوئی جواب نہیں دیا تھا.

.نہ قریب کیا تھا نہ ہی دور

".خانی مجھے ضروری کام سے باہر جانا ہے دیر ہو رہی ہے "

.سیاہل بہت مشکل سے اپنے جذبات پر بندھ باندھتا خانی سے مخاطب ہوا تھا

" .تو جاؤ میں نے کب روکا ہے "

خانی بنا ایک انچ ہلے بلکہ سیاہل کے گرد اپنا حصار مزید مضبوط کرتے نیند کی خمار زدہ

.آواز میں بولتی سیاہل کے ضبط کو اچھا خاصہ آزما گئی تھی

سیاہل ایک بہت ہی مضبوط اعصاب کا مالک تھا. مگر یہ لڑکی جو نہ صرف اُس کے

دل تک رسائی رکھتی تھی بلکہ پورے حق سے اُس کے دل کی سلطنت کی ملکہ بھی

تھی۔ جب بھی وہ پتھر بننے کی کوشش کرتا وہ قریب آکر ایسے ہی اُس کا امتحان لینے پر تل جاتی تھی۔ کیونکہ شاید اتنا اندازہ تو اُسے بھی ہو چکا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے سیاہل خان اُسے دھتکارے گا تو کبھی نہیں۔

"خانی لیومی۔ مجھے جانا ہے"

سیاہل اِس دفعہ قدرے سخت لہجے میں بولا تھا۔

مگر اِس بار بھی خانی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"میں کیوں چھوڑوں تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔ اور سیاہل خان یہ غصہ کسی اور کو دیکھنا میں نہیں ڈرتی تم سے۔"

خانی سیاہل کے چوڑے شانوں میں منہ چھپائے منمنائی تھی۔ جبکہ اُس کے آخری جملے پر سیاہل کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اُسے اچھے سے یاد تھا کل رات اُس کی شیرنی اُسے غصے میں دیکھ کیسے سہمی ہوئی ہرنی بن گئی تھی۔ یہ سب یاد آتے سیاہل کو کل کا سارا واقعہ ایک بار پھر یاد آگیا تھا۔ اور سیاہل کا خانی پر

غصہ پھر سے عود آیا تھا. جس پر سیاہل نے خانی کی اپنے گرد لپٹی بانہوں کو گرفت میں لیتے خود سے ہٹانا چاہا تھا.

"سیاہل خان اگر ابھی تم نے مجھے خود سے دور کیا تو یاد رکھنا میں بھی اِس کے بعد کبھی تمہارے پاس نہیں آؤں گی. "

سیاہل کے ہاتھوں کا لمس اپنے بازوؤں پر محسوس کرتے اُس کا مقصد سمجھتے خانی ناراضگی سے بولی تھی.

".تم مجھے دھمکی دے رہی ہو "

.سیاہل کا لہجہ اُس کی بات سن کر تیز ہوا تھا

" .ہاں دھمکی دے رہی ہوں "

.خانی بھی بنا ڈرے اُسی کے انداز میں جواب دیتے بولی

خانی کی بات پر سیاہل اُس کی بانہوں کا حصار توڑتے ایکدم پلٹا تھا. اور خانی کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اُسے اپنے بے حد قریب کیا تھا.

خانی کی سانسیں حلق میں اٹکی تھیں. اِس اچانک نازل ہونے والی افتاد کے لیے وہ بلکل بھی تیار نہیں تھی سیاہل کے سینے پر ہاتھ رکھتے اُس نے خود کو سنبھالا تھا.

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں. خانی سیاہل خان سمیت اِس دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو سیاہل خان کو اپنی بیوی سے دور کر سکے. جب تک میں نہ چاہوں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا. "

سیاہل کے اِس قدر جارحانہ انداز پر خانی کا دل بُری طرح دھڑک اُٹھا تھا. اُس کی گرم سانسوں سے خانی کو اپنا چہرا جھلستا ہوا محسوس ہوا تھا. اُس کی تھوڑی دیر پہلے کی ساری دلیری ہوا ہوئی تھی.

مگر سیاہل کے آخری جملے پر خانی نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا.

جب تک میں نہ چاہوں کا کیا مطلب تھا. کیا سیاہل خان اُسے خود سے دور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا. یہ بات سیدھی خانی کے دل میں چبھی تھی.

سیاہل بنا کہے ہی خانی کی شکوے بھری نظریں خود پر محسوس کرتے اُن کو مفہوم جان چکا تھا.

" اور چاہے یہ ساری دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے سیاہل خان مرتے دم تک ایسا کبھی نہیں چاہے گا. "

سیاہل نے اپنی بات مکمل کرتے اپنی ادھوری چھوڑی بات پر خانی کے چہرے کے ناراضگی سے تنے ہوئے نقوش ڈھیلے پڑتے دیکھے تھے.

یہ سارا منظر سیاہل کے دل میں آسودگی کے پھول کھلا گیا تھا. خانی بھی اُسے اُتنے ہی والہانہ انداز میں چاہتی تھی جتنا وہ.

مگر نہیں ابھی بھی وہ سیاہل خان کی محبت کے مقابل نہیں پہنچ پائی تھی. سیاہل نے فوراً ہی اپنی بات کی نفی کرتے اپنے بے حد قریب موجود اپنی دشمنِ جاں کو دیکھا تھا.

خانی کا چہرا سیاہل کی اِس قدر نزدیکی کی وجہ سے بلکل لال ہو چکا تھا. سیاہل خانی کو آزاد کرتے دور ہٹا تھا. کیونکہ اب اُس کے لیے اپنے جذبات پر بندھ باندھنا کافی مشکل ہو گیا تھا.

" مجھے سردار سیاہل موسیٰ خان سے کچھ دیر بات کرنی ہے کیا مجھے اپنی بات کہنے کی اجازت ملے گی. "

خانی سیاہل کو واپس پلٹتا دیکھ طنزیا لہجے میں بولی.

"مگر مجھے خانی سیاہل خان کی کوئی بات نہیں سننی."

سیاہل بھی اُسی کے انداز میں بولا.

"میں نے تمہیں دھوکا نہیں دیا. ہاں جھوٹ بولا ہے. مگر میری نیت غلط نہیں تھی. میں جانتی ہوں میرا قصور ہے. اُس کے بدلے میں تمہاری ہر سزا لینے کو تیار ہوں مگر پلیز بات تو کرو. مجھ سے تمہارا یوں اگنور کیے جانا برداشت نہیں ہو رہا. مجھے انابی کے بارے میں بھی تم کچھ نہیں بتا رہے. وہ ٹھیک ہیں نا. اور میرے خاندان والوں نے بھی تو تمہیں پھنسانے کے لیے کوئی ایکشن لیا ہو گا. مجھے سب جاننا ہے."

خانی سیاہل کو موبائل اور کیز اُٹھا کر باہر کی جانب بڑھتا دیکھ بھرائی ہوئی آواز میں بولی.

سیاہل تو پہلے ہی خانی کی اِن معصوم سی دل لوٹتی حرکتوں پر کافی حد تک نرم پڑ چکا تھا. مگر اِس وقت اُسے بہت ہی ضروری کام سے جانا تھا.

سیاہل گہری سانس بھرتے واپس پلٹا تھا. خانی کو روتا چھوڑ کر تو وہ کسی صورت نہیں جا سکتا تھا.

"خانی سب ٹھیک ہے. انابی کا آپریشن ہو چکا ہے. وہ اب خطرے سے باہر ہیں. باقی رہی میرے دشمنوں کی بات تو تم اُن کی ٹینشن مت لو میں اچھے سے ہینڈل کر لوں گا اُنہیں. اور رہی اگنور کرنے والی بات تو واپس آ کر اُس کا بھی بہت اچھا حل نکالنے کا ارادہ رکھتا ہوں میں. "

سیاہل خانی کا گال تھپتھپاتا آخری بات پر معنی خیزی سے اُس کی جانب دیکھتا باہر نکل گیا تھا.

"کتنا عجیب بندہ ہے. اتنا ایٹیٹیوڈ دیکھا گیا ہے. اب میں نے بھی نہیں منانا. رہو ناراض تم سردار سیاہل موسٰی خان. "

خانی بند دروازے کو گھورتی ناراضگی سے بولی.

انابی کا سنتے جہاں اُس کے دل میں ڈھیروں سکون اُتر گیا تھا. وہیں سیاہل کا روکنے کے باوجود یوں چلے جانا اُسے بہت بُرا لگا تھا. اپنے مزاج کے لحاظ سے اُس نے

سیاہل خان کو منانے کی بہت اچھی کوشش کی تھی. مگر اُس کا نتیجہ صفر دیکھ اب خانی کو دل ہی دل میں بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی.

اُس کے لیے ہمیشہ کسی کو بھی منانا بہت مشکل رہا تھا. ناراض ہونا تو اُسے بہت اچھے سے آتا تھا. مگر منانا بلکل بھی نہیں. لیکن اب سیاہل خان کے تیور دیکھ کر لگ رہا تھا کہ یہ کام بھی اُسے اب سیکھنا ہی پڑے گا. لیکن اِس وقت تو اُس نے خود ہی سیاہل سے ناراض ہونے کا ارادہ کر لیا تھا. جو نہ اُسے معافی مانگنے دے رہا تھا اور نہ ہی بات کر رہا تھا.

" ماشاءاللہ اللہ نظرِ بد سے بچائے میری بہو کو. اِس لباس میں بہت پیاری لگ رہی ہو آپ. "

حُسنہ بیگم خانی کی نظر اُتارتے محبت پاش نظروں سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولیں. جو اِس وقت خاندان کے رسموں رواج کے مطابق تیار ہوئی بہت حسین لگ رہی تھی.

بی بی سائیں کے آرڈر پر خانی کو مکمل بلوچی گیٹ اپ میں تیار کیا گیا تھا. فرش ریڈ بھاری بلوچی فراک جس کے گلے سے لے کر دامن تک اور بازوؤں پر گولڈن نگوں اور موتیوں سے فُل ایمبرائیڈری کی گئی تھی کے ساتھ فُل کا مدار کُھلے پائنچوں والی شلوار پہنے خانی عام روٹین سے ہٹ کر بہت پیاری لگ رہی تھی. اُس پر ٹوٹ کے رُوپ آیا تھا.

خاندانی زیورات اور ڈراک میک اپ میں ڈریس کا ہم رنگ بارڈر والا دوپٹہ کمر کے پیچھے سے گزار پر بازوؤں پر ڈالے خانی نازک سے سراپے کے ساتھ آج حوروں کے حُسن کو بھی مات دیتی دیکھنے والوں کو اپنا دیوانہ بنا رہی تھی. حُسنہ بیگم نے ریڈ کلر کی شال خانی کے سر پر دلہن کے سٹائل میں سیٹ کر دی تھی. جس کی وجہ سے وہ بلکل گڑیا سی لگ رہی تھی.

حویلی کے زنان خانے میں موجود تمام خواتین کی نظریں حُسنہ بیگم کے ساتھ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آتی خانی پر جم کر رہ گئی تھیں. وہاں موجود بہت سی حسد بھری آنکھیں بھی چاہنے کے باوجود خانی کے بے پناہ حُسن کو جھٹلا نہیں پائی تھیں.

اِسی حُسن کے جال میں سیاہل کو پھنسا کر یہ حویلی میں داخل ہوئی ہے. آخر ہے " نااُسی خاندان کی جو ہمیشہ اپنی دشمنی میں ایسی اوچھی حرکتیں کر کے ہی آگے بڑھے ہیں."

.خانی کے بے پناہ حُسن کو دیکھ تانیہ بیگم دل ہی دل میں جل کر خاک ہوئی تھیں

قبیلے کی تمام خواتین آج حویلی میں خانی کی منہ دکھائی کی رسم کے لیے موجود تھیں. حُسنہ بیگم نے خانی کو لا کر بی بی سائیں کے پاس صوفے پر بیٹھا دیا تھا.

خانی کا حُسن بی بی سائیں کو پہلے دن ہی بہت سارے خدشات میں مبتلا کر گیا تھا. جن میں سے کچھ تو حقیقت بن کر اُن کے سامنے آ چکے تھے.

رسم کافی دیر چلی تھی اتنی دیر بھاری بھر کم لباس کے ساتھ بلکل سیدھا بیٹھ کر خانی تھکن کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی اُکتاہٹ کا شکار بھی ہو چکی تھی. مگر مروتاً چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ سب سے مل رہی تھی.

یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہاں موجود بہت سی خواتین کے دل میں اُس کے لیے صرف اور صرف نفرت ہی تھی. جو چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ سجائے صرف

سیاہل خان کی خاطر اُس سے مل رہی تھیں. اُسے عزت دے رہی تھیں. تو پھر وہ بھی سیاہل کی خاطر یہ سب تو کر ہی سکتی تھی.

جیسے اُس کے شوہر کو اُس کی عزت و احترام عزیز تھا. ویسے ہی اب اُس کے لیے بھی سیاہل خان کی عزت اور مقام اپنی جان سے بڑھ کر تھے.

" پتا نہیں سیاہل نے کب تک آنا ہے. میں نے تو آج شام کے کھانے کا اہتمام سب گھر والوں کا ایک ہی جگہ پر کروانا تھا. اتنے دن ہوئے ایک ساتھ کھانا کھائے. "

سب مہمان خواتین رسم کے بعد جا چکی تھیں. جب ڈرائنگ روم میں بیٹھے بی بی سائیں اپنی خواہش کا اظہار کرتے بولی تھیں. اُن کا صبح سے سیاہل سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا. خدا بخش سے پوچھنے پر اُس نے بھی کوئی واضح جواب نہیں دیا تھا.

" بی بی سائیں اپنی بہو سے پوچھ لیں نا. سیاہل اپنی چہیتی بیوی کو تو لازمی بتا کر گیا ہو گا."

تانیہ بیگم نے کینہ توز نظروں سے سمن کے ساتھ باتوں میں مصروف خانی کو بیچ میں گھسیٹا تھا. خانی اُن کی بات پر چونک کر متوجہ ہوئی تھی.

" نہیں مجھے تو اُس نے کچھ نہیں بتایا اِس بارے میں. "

خانی تانیہ بیگم کے لہجے کی برہمی محسوس کرنے کے باوجود بہت ہی نرمی سے بولی.

مگر اُس کے سیاہل کو بلانے کے انداز پر وہاں موجود سب خواتین نے کافی اچنبھے سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

" یہ اُس نے کیا ہوتا ہے لڑکی. سرکار سائیں ہے تمہارا عزت سے مخاطب کیا کرو سردار ہے وہ یہاں کا. کوئی عام مرد نہیں. اور ویسے بھی شوہر عام مرد ہو یا سردار بیوی کا فرض بنتا ہے اُس کی عزت کرنا. تمہارے ہاں نہیں کرتی ہونگی عورتیں اپنے شوہروں کی عزت. مگر ہمارے ہاں بہت رتبہ ہے شوہر کا. سائیں اور آپ کہہ کر بلایا کرو اپنے شوہر کو جیسے یہاں کی باقی خواتین بلاتی ہیں. اگر خوش قسمتی سے اِس حویلی میں آ ہی گئی ہو تو یہاں کے طور طریقے بھی سیکھو. آئندہ میں اپنے پوتے کے لیے تمہارے منہ سے ایسے الفاظ نہ سنوں. "

بی بی سائیں کو سیاہل کے لیے خانی کا انداز بہت بُرا لگا تھا. اِس لیے وہ اُس بات کو بنیاد بنا کر خانی کو اچھی طرح جھاڑ تیں اپنی کل سے دل میں دبی بھڑاس نکال گئی تھیں.

ڈرائنگ روم میں بلکل سناٹا سا چھا گیا تھا. خانی اتنی انسلٹ پر آنکھوں میں نمی بھرے ہکا بکا سی اُن کی جانب دیکھ رہی تھی. اگر وہ غلط تھی تو اُسے یہ بات آرام سے بھی تو بتائی جا سکتی تھی. اتنا بے عزت کرنے کی کیا ضرورت تھی.

اگر وہ سیاہل خان سے محبت کرنے سے پہلے والی خانی ہوتی تو اب تک اُن کو بہت ہی عزت کے ساتھ اپنی اِس بے عزتی کا جواب دے دیتی. مگر اِس وقت وہ صرف اور صرف سیاہل کا خیال کرتے صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر رہ گئی تھی.

بی بی سائیں اپنی بات کہہ کر وہاں سے جا چکی تھیں. جبکہ خانی کی بے عزتی پر دل میں پھوٹتے لڈو کے ساتھ بے پناہ خوشی محسوس کرتے تانیہ بیگم بھی وہاں سے اُٹھ گئی تھیں. اُن کا تو جیسے مقصد پورا ہو چکا تھا.

"خانی بیٹابی بی سائیں کی باتوں کا بُرا مت منایئے گا. وہ ایسی ہی ہیں مزاج کی زرا تیز مگر اپنے بچوں سے بے حد محبت کرنے والیں. اُن کو آپ کا سیاہل کا نام عزت سے نہ لینا بہت غصہ دلا گیا اِس وجہ سے وہ تھوڑی ہائپر ہو گئیں. اپنے بیٹوں سے بھی کہیں زیادہ آگے اُنہیں سیاہل ہے. وہ سیاہل کے حوالے سے کچھ بھی غلط بات برداشت نہیں کر سکتیں.

سیاہل آپ کا شوہر ہے نا. اور بیوی اپنے شوہر کو عزت سے بلاتی ہی اچھی لگتی ہے."

خانی کا زرد پڑتا چہرا دیکھ حُسنہ بیگم خانی کو اپنے ساتھ لگا کر محبت سے سمجھاتے ہوئے بولیں.

"وہ مجھے یہ بات آرام سے بھی تو کہہ سکتی تھیں نا. اب اتنی سی بات میں میرے خاندان کو گھسیٹنے کی کیا ضرورت تھی. کیا یوں ملازمین کے سامنے مجھے اُن کا بے عزت کرنا ٹھیک تھا آپ کی نظر میں. پلیز آپ اُن کی بات کو جسٹیفائے مت کریں.

پہلے دن جب میری سیاہل خان سے ملاقات ہوئی تب ہمارے درمیان صرف دشمنی ہی تھی. تب سے میں اُسے تم کہہ کر ہی مخاطب کرتی آئی ہوں. نہ کبھی اُس نے مجھے ٹوکا نہ میں نے اِس بات پر دھیان دیا. مگر بی بی سائیں نے میرے ساتھ ٹھیک نہیں کیا."

خانی آنکھوں میں آنسو بھرے وہاں موجود باقی سب خواتین کے سامنے اپنی بات کہتی وہاں سے نکل گئی تھی.

"چلو جی اب اِس بورنگ سی حویلی میں تھوڑی سی تو ایکسائٹمنٹ بڑھی. کوئی تو آئی بی بی سائیں کی ٹکر کی. "

شمسہ سمن کے کان میں گھسی مزے لیتے ہوئے بولی.

" تم ہر وقت فضول ہی بولتی رہنا. "

سمن اُس کو گھورتی خانی کے پیچھے اُٹھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"بھابھی سائیں پلیز نیچے آجائیں کھانا کھانے. اداسائیں حویلی پہنچ چکے ہیں. وہ اور باقی سب بھی کھانے کے ٹیبل پر آنے والے ہیں. بی بی سائیں کا آرڈر ہے آپ بھی جلدی سے آجائیں. "

سمن دستک دے کر اندر داخل ہوتے بیڈ پر نیم دراز خانی سے مخاطب ہوئی تھی. جو جیولری تو کچھ حد تک اُتار چکی تھی. مگر میک اپ اور ڈریس ابھی تک وہی پہنا ہوا تھا. یہ بھی بی بی سائیں کا آرڈر تھا. ورنہ خانی نے تو دو منٹ بھی نہیں لگانے تھے چینج کرنے پے.

"مجھے ایک بات بتاؤ سمن. آپ لوگ کیسے رہ لیتے ہو یہاں. جہاں ہر کام کسی روبوٹ کی طرح کرنا پڑتا ہے. بی بی سائیں کے کہنے پر اُٹھو, بیٹھو, کھاؤ, پیو, پہنو, بولو, مت بولو. واٹ از دس. کیا تم لوگوں کا دل نہیں کرتا اپنی مرضی کرنے کا. "

خانی ایک دن میں ہی حویلی کے اِس عجیب و غریب ماحول سے عاجز آچکی تھی.

اِس لیے موقع ملتے ہی وہ سمن کے سامنے اپنی بھڑاس نکالنے لگی تھی. اور اب زیادہ غصہ تو اُسے یہ سن کر آرہا تھا. کہ سیاہل حویلی میں آچکا ہے. مگر وہ اُس سے ملنے نہیں آیا.

خانی کے چڑھے انداز پر سمن مسکرادی تھی.

ایسا کچھ نہیں ہے. آپ کو ایسا فیل ہورہا ہے. کیونکہ بی بی سائیں کی پوری توجہ " اِس وقت صرف اور صرف آپ کی جانب ہے. "

سمن کی بات پر خانی سر جھٹک کر رہ گئی تھی. وہ جانتی تھی یہاں ہر کوئی بی بی سائیں سے دبنے والا اُن کے گن گانے والا ہی تھا. چاہے وہ جو بھی کرتیں.

پرابلم تو خانی کو بھی اُن سے کوئی نہیں تھا. مگر وہ خود صبح سے خانی کو ٹارگٹ کیے اب کافی حد تک خود سے بدگمان کر چکی تھیں.

خانی مزید کچھ بھی بولے بغیر سمن کے ساتھ نیچے آگئی تھی.

"وہ اداسائیں کی کرسی ہے. آپ کو اُن کے ساتھ والی کرسی پر ہی بیٹھنا چاہیے.
"

سمن ڈائننگ ٹیبل کے ایک سرے پر موجود کرسی کی جانب اشارہ کرتے بولی.
جس کے ایک جانب بی بی سائیں بیٹھی تھیں. جبکہ دائیں جانب والی کرسی ابھی خالی پڑی تھی. ویسے تو اُن کے ہاں دستر خوان پر ہی کھانا کھانے کا دستور تھا. مگر کچھ دنوں سے بی بی سائیں کے لیے گھٹنوں میں درد ہونے کی وجہ سے نیچے بیٹھنا تکلیف دہ تھا. اِس لیے اُن کی خاطر آج سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر ہی موجود تھے.

خانی سمن کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے اُسی کرسی کی جانب بڑھی تھی. اِس سے پہلے کے خانی کرسی کے قریب پہنچ کر بیٹھتی تانیہ بیگم وہی کرسی گھسیٹ کر اُس پر بیٹھ چکی تھیں.

" اُن میں سے کسی پر بیٹھ جاؤ. ابھی یہاں بیٹھنے کی اوقات نہیں ہے تمہاری. "

زہر خند لہجے مگر دھیمی آواز میں بولتیں وہ ایک جتاتی نظر خانی پر ڈالتے رُخ موڑ گئی تھیں.

خانی اُن کی اِس بچکانا حرکت اور تلخی بھرے انداز پر کچھ دیر تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی. وہاں موجود باقی عورتیں بھی اُن کی جانب متوجہ تھیں. جبکہ بی بی سائیں سب سن کر بھی انجان بنی بیٹھی تھیں.

" خانی بیٹا آپ یہاں آجاؤ میرے پاس. "

حُسنہ بیگم یہ سب افسوس بھری نظروں سے دیکھتیں خانی کا اُترا چہرا دیکھ شفقت بھرے نرم لہجے میں خانی سے مخاطب ہوئی تھیں.

جس پر خانی بنا کچھ بولے ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کرتی اُن کی جانب بڑھ گئی تھی.

آج سے پہلے اُس نے کبھی ایسی کسی بھی بات پر تحمل کا مظاہرہ نہیں کیا تھا. خود کو بے عزت کرنے والوں کو وہ کسی قیمت پر نہیں چھوڑتی تھی. مگر پہلے ہی دن وہ کوئی بھی ڈرامہ نہیں بنانا چاہتی تھی. لیکن یہ خواتین اپنے ناروا سلوک سے مسلسل اُس کا صبر آزما رہی تھیں.

اُسے وہاں بیٹھے ابھی کچھ سیکنڈز ہی گزرے تھے۔ جب اُسے سیاہل گھر کے باقی مرد حضرات کے ساتھ اندر آتا دیکھائی دیا تھا۔ سیاہل کی بے تاب نظروں نے خانی کو ڈھونڈا تھا۔ جیسے ہی اُس کی نظر حُسنہ بیگم کے ساتھ اپنی جانب دیکھتی خانی پر پڑی۔ خانی فوراً نظریں پھیر گئی تھی.

جنہیں سیاہل کی زیرک نگاہوں نے نوٹ کر لیا تھا.

سیاہل کی نظریں خانی کے حسین رُوپ کا طواف کرنے لگی تھیں۔ آج وہ دوسری بار اُس کو اِس طرح تیار دیکھ رہا تھا۔ اور اِس بار بھی اُس کا یہ دلفریب پریوں جیسا رُوپ سیدھا سیاہل خان کے دل پر اٹیک کر گیا تھا.

سیاہل سب سے پہلے بی بی سائیں کی جانب بڑھا تھا۔ سیاہل سے ملتے بی بی سائیں نے جتاتی نظروں سے خانی کی جانب دیکھا تھا۔ جیسے اُسے سمجھانا چاہتی ہوں کہ سیاہل کی زندگی میں خانی اُن کے بعد تھی.

جبکہ خانی اُن خواتین کی ذہنیت پر افسوس کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھی. جو نجانے کیوں اِس احساس کمتری اور خوف کا شکار تھیں. کہ خانی سیاہل کو اُن سے چھین لے گی.

مگر بی بی سائیں کی مسکراہٹ غائب اُس وقت ہوئی تھی. جب سیاہل اُن سے ملنے کے بعد بجائے اُن کے پاس بیٹھنے کے خانی کی دوسری جانب پڑی خالی کرسی پر آ بیٹھا تھا.

اب کی بار خانی نے نظریں اُٹھا کر اُن کی جانب دیکھا تھا. جو کینہ توز نظروں سے خانی کو گھور رہی تھیں. خانی کو اچانک اِس سچویشن میں مزا آنے لگا تھا. بہت مشکلوں سے اُس نے اپنی بے ساختہ اُمڈ آنے والی مسکراہٹ روکی تھی. تانیہ بیگم نے سب کے سامنے اوقات کا بول کر اُسے وہاں نہیں بیٹھنے دیا تھا. سیاہل نے وہی کرسی چھوڑ کر خانی کے پاس آ کر بیٹھتے اُس کی اوقات اور مرتبہ بنا کچھ بولے ہی سب پر واضح کر دیا تھا.

" تم کھانا کیوں نہیں کھا رہی. "

.سیاہل خانی کو پلیٹ اور چمچ سے کھیلتا دیکھ ٹوکتے ہوئے بولا

" .بھوک نہیں ہے "

.خانی نے بنا اُس کی جانب دیکھے روکھے سے لہجے میں جواب دیا تھا

" .خانی کھانا کھاؤ "

.سیاہل نے دبے مگر زرا سخت لہجے میں کہا تھا

وہ دونوں بہت ہی آہستہ آواز میں بات کر رہے تھے. کہ چاہنے کے باوجود کوئی .سن نہیں سکتا تھا

" .نہیں کھاؤں گی. میری مرضی "

خانی جو صبح سے سیاہل کے خاندان والوں کے آرڈر چپ چاپ مان رہی تھی. اب اُسے سامنے دیکھ اپنی ساری بھڑاس اُسی بندے پر نکالنی چاہی تھی جس کی جانب .سے اُسے معلوم تھا اُس کی ہر گستاخی برداشت ہو سکتی تھی

خانی کے چڑھے ہوئے انداز پر سیاہل ایک نظر اُسے گھورتا خاموش ہو گیا تھا. اُسے اپنی بیوی کا موڈ کافی بگڑا ہوا لگا تھا.

خانی کی ٹینشن اور غصے میں کھانا نہ کھانے والی عادت سے وہ اچھی طرح واقف ہو چکا تھا. اُسے اب محسوس ہو رہا تھا کہ شاید آگے کی اُس کی پوری زندگی اپنی بیوی کو زبردستی کھانا کھلاتے ہی گزرنی تھی.

"بھابھی سائیں یہ ڈش زرا اداسائیں کو پاس کر دیں."

شمسہ نے تانیہ بیگم کے اشارے پر ایک ڈش خانی کی جانب بڑھائی تھی. خانی یہ سب دیکھتی اِس بات کے پیچھے چھپا ریزن بھانپ گئی تھی.

"یہ لیں سائیں قورمہ ٹیسٹ کریں."

خانی جانتی تھی تانیہ بیگم اُس کے منہ سے کیا سننا چاہتی تھیں. اِس لیے اُن کی دل کی تسلی کے لیے خانی چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتی لفظوں کو چبا چبا کر بولتی سیاہل سے مخاطب ہوئی تھی.

سیاہل جو پانی پی رہا تھا۔ اچانک خانی کی جانب سے اتنے عزت بھرے لفظوں کے حملے پر اُسے زور کا اچھو لگا تھا۔ اور اُس کو بُری طرح سے کھانسی کا دورہ شروع ہو چکا تھا۔ جس میں سیاہل کی واضح ہنسی بھی شامل تھی.

خانی حیران پریشان نظروں سے سیاہل کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جس کی سفید رنگت کھانسی کی وجہ سے لال ہو چکی تھی۔ اور کھانسی ختم ہوتے ہی سیاہل نے ایک جاندار قہقہ لگایا تھا.

" میڈم اِس طرح اچانک حملہ آور ہونے سے پہلے بندہ تھوڑا سا تو آگاہ کر ہی دیتا ہے۔ ویسے تمہیں یہ بولنے کو کہا کس نے. "

سیاہل کی ہنسی رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ جبکہ اپنی بات کا ایسا مذاق اُڑائے جانے پر خانی کا دماغ گھوم گیا تھا.

باقی سب ہونق بنے اُن دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ پوری زندگی میں اُنہوں نے سیاہل کا یہ انداز نہیں دیکھا تھا.

" میں نے کہا ہے کیونکہ بیوی شوہر کو عزت سے پکارتی ہی اچھی لگتی ہے. "

بی بی سائیں کو سیاہل کا خانی کو اتنا اہمیت دینا زہر لگ رہا تھا.

"کیوں شوہر میں ایسے کونسے سُرخاب کے پر لگے ہیں. اگر ایسا ہے تو صرف بیوی کو ہی شوہر کا عزت سے نہیں بلانا چاہیے بلکہ سلام کے دیئے گئے برابری کے حقوق کے مطابق شوہر کو بھی بدلے میں بیوی کو اُتنی عزت سے پکارنا چاہئے. یہ سائیں وغیرہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے خانی. تم جس چیز میں کمفرٹیبل ہو وہی بولو.

اور بی بی سائیں پلیز میں نہیں چاہتا میری بیوی پر ایسی کوئی بھی چیز انفورس کرنے کی کوشش کی جائے جس میں وہ کمفرٹیبل نہیں ہے. مجھے وہ ایسے ہی بہت پسند ہے."

سیاہل سنجیدہ سے لہجے میں وہاں موجود باقی مردوں کو بھی جتانے کے ساتھ ساتھ بی بی سائیں کو بہت ہی نرمی سے اپنی بات سمجھاتا آخر میں خانی کی جانب محبت پاش نظروں سے دیکھتے بولا.

جبکہ اُس کی بات پر شہزاد پہلو بدل کر رہ گیا تھا. جو وہاں موجود باقی کچھ مردوں کی طرح عورت کے منہ سے تو سائیں کہلوانا جانتے تھے. مگر جواب میں اُن کو ویسی عزت دینے کو بلکل بھی تیار نہیں تھے. کہیں ایسا کرنے سے اُن کی شان میں فرق نہ آجائے. جبکہ سیاہل کی بات پر خوش ہوتے فرمان صاحب نے تائید میں سر ہلایا تھا.

خانی نے سیاہل خان کی اتنی پیاری سوچ پر فخریہ نظروں سے اُس کی جانب دیکھا تھا. کچھ دیر کے لیے وہ سیاہل سے اپنی ساری ناراضگی بھولتی خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کرنے لگی تھی.

خانی جیسا سمجھ رہی تھی ویسا بلکل بھی نہیں تھا. سیاہل خان اُس کی جانب سے اتنا بھی بے خبر نہیں تھا.

باقی سب تو بالکل ٹھیک تھا. مگر خانی نے ایک بات نوٹ کی تھی. کہ سیاہل اُس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھا. جس سے خانی کو محسوس ہوا تھا کہ وہ اب بھی اُسے اگنور کر رہا ہے. خانی کا کِھلتا چہرا پھر سے مرجھانے لگا تھا.

سیاہل کی باتیں بی بی سائیں اور تانیہ بیگم کے تن بدن میں آگ لگا گئی تھیں. پہلے سیاہل کا اپنی کرسی چھوڑ کر خانی کے پاس بیٹھنا اور پھر سب کے سامنے اُن کی بات پر اعتراض جتانا بی بی سائیں کو شدید غصہ دلا گیا تھا. مگر مصلحت کے تحت وہ خاموش رہی تھیں.

لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پا رہی تھیں. جس طرح اُنہوں نے خانی کو سب کے سامنے بے عزت کیا تھا. سیاہل نے اُسی طرح سب کے سامنے اپنی بیوی کو ڈیفینڈ کرتے بہت ہی عزت سے اُنہیں اپنی بات سمجھائی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

روم میں داخل ہوتے شہرین کی نظر میران پر پڑی تھی. جو ایک ہاتھ سے کوٹ پہننے کی ناکام کوشش کر رہا تھا. گولی لگنے کی وجہ سے اُس کا ایک ہاتھ زخمی تھا. جس کو وہ زرا سی بھی موومنٹ نہیں دے سکتا تھا. اُسے ابھی ریسٹ کی شدید

ضرورت تھی. مگر میران بنا کسی کی سنے خود کو مزید تکلیف دینے پر تلا ہوا تھا. اور شہرین ابھی اتنی حیثیت نہیں رکھتی تھی کہ میران کو کچھ کہہ پاتی.

" میں مدد کر دوں آپ کی. "

شہرین جھجھکتے ہوئے آگے بڑھی تھی. میران جو عام حالات میں صاف انکار کر دیتا. مگر پہلے ہی اُسے کافی دیر ہو چکی تھی. گھڑی کی جانب دیکھتے اُس نے اثبات میں سر ہلاتے اجازت دی تھی.

شہرین دھڑکتے دل کے ساتھ آگے بڑھی تھی. اور میران کے ہاتھ سے کوٹ لے کر اُسے پہنانے لگی تھی. میران شہرین کی جانب بلکل بھی متوجہ نہیں تھا. اُس کا سارا دھیان ابھی تھوڑی دیر بعد پیدا ہونے والی سچویشن کی جانب تھا. وہ جانتا تھا اُس کا فیصلہ کتنا بڑا طوفان کھڑا کرنے والا تھا. مگر اِس وقت اپنی بہن کا دل اپنی جانب سے صاف کرنے کے لیے وہ ایک چھوٹی سی کوشش کرنا چاہتا تھا.

شہرین اچھے سے جانتی تھی. میران کی نظروں میں اُس کا کوئی مقام نہیں تھا. جتنا دن میں وہ اُس سے مخاطب ہوتا تھا اُس سے تو کئی زیادہ وہ اپنے ملازمین سے

بات کر لیتا تھا۔ مگر اتنے دن اِس شخص کے ساتھ رہتے اِسی کے بارے میں سوچتے شہرین کے دل میں میران کے لیے محبت بھرے جذبات سر اُٹھا رہے تھے۔ جنہیں دبانے کی بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ دبا نہیں پا رہی تھی۔

اب تو وہ اکثر اپنے آپ سے لڑنے لگی تھی کہ اپنی اوقات جانتے ہوئے بھی وہ میران بلوچ کے بارے میں بھلا ایسا کیسے سوچ سکتی تھی۔ مگر اِس دل کا کیا کرتی جس پر کبھی کسی کا زور نہیں چل پایا تھا۔ لیکن اُس نے سوچ لیا تھا کہ وہ مر جائے گی مگر اپنی فیلنگز کا پتا کبھی بھی میران کو نہیں لگنے دے گی۔ اور نہ کبھی اُس سے دور جائے گی۔ چاہے ساری زندگی اُس کی نوکرانی بن کر گزارنی پڑے۔

شہرین نظریں جھکائے اُس کے کوٹ کے بٹن بند کرتے پلٹی تھی۔ مگر اگلے ہی لمحے اُسے رُک جانا پڑا تھا۔ اُس کی چادر کو کھنچاؤ آیا تھا۔

پچھلی بار کی طرح اِس بار بھی اُس کا دل زور سے دھڑک گیا تھا۔ مگر پلٹنے پر اُس کی ساری خوش فہمی ہوا ہوئی تھی۔ میران نے روکا نہیں تھا بلکہ اُس کی شال کے

کنارے پر لگی ڈوریاں میران کی کلائی میں پہنی گھڑی میں بُری طرح اُلجھی ہوئی تھیں.

شہرین نے فوراً نظریں اُٹھا کر میران کی جانب دیکھا تھا. جو خونخوار نگاہوں سے اُسے ہی گھور رہا تھا.

" تمھیں میں نے اُس دن بھی کہا تھا. اِس تھان کو اِس کمرے کے اندر لپیٹ کر پھرنے کی کیا ضرورت ہے. پہلے ہی مجھے دیر ہو رہی ہے. اب اُوپر سے یہ سب فضول.... "

میران اپنی چادر نکالتی شہرین کو غصے ہوتے بولا.

شہرین جو ویسے ہی میران سے بہت گھبراتی تھی. اُس کے غصے کرنے پر چادر نکالنا تو دور شہرین کے ہاتھ ویسے ہی لرزنے لگے تھے. جو میران سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے.

" میری ایک بات کان کھول کر سن لو. اگر آج کے بعد میں نے کمرے کے اندر تمھیں اِس تھان میں لپٹا دیکھا تو میں اِسے آگ لگا دوں گا. "

میران اُس کی مسلسل ناکام کوششیں دیکھ بازو اُوپر کر کے اُسی ہاتھ سے گھڑی کھول کر اُتارتا شہرین کو قہر برساتی نظروں سے دیکھتا پلٹا تھا. مگر شاید وہ نہیں جانتا تھا. غصے میں کہی اُس کی یہ بات واپس اُسی پر پلٹنے والی تھی. وہ بہت زیادہ لیٹ ہو چکا تھا. جس کا غصہ بیچاری شہرین پر نکل رہا تھا.

میران کے نکلتے ہی خانی رُکی ہوئی سانسیں بحال کرتی صوفے پر آ بیٹھی تھی.

" اُف میرے خدا مجھے بھی کیا ہو جاتا ہے اُن کے سامنے. "

میران نے پہلے کبھی بھی اُس سے ایسے بات نہیں کی تھی. مگر اِس اچانک پیش آنے والے واقع کے بعد میران کافی چڑچڑا سا ہوا پڑا تھا. نارمل بات کا جواب بھی غصے سے دے رہا تھا.

صبح ہی حویلی والوں کے بہت اسرار پر وہ ہاسپٹل سے لوٹا تھا. ارباز کی ڈیتھ کی وجہ سے حویلی کا ماحول بہت ہی زیادہ سوگوار تھا. جوان بیٹے کی لاش دیکھنے کے بعد سے بشرا بیگم کو کسی بات کا ہوش رہا ہی نہیں تھا.

شہرین کو بھی سارے واقع کی خبر ہو چکی تھی. حویلی میں شاید وہ ہی واحد انسان تھی. جسے اِس سب سے بہت خوشی ہوئی تھی. وہ ار باز کے ظلم و ستم کی لمبی داستانیں سن اور دیکھ چکی تھی. اب ظالم کو اپنے انجام پر پہنچتے دیکھ اُس کا یقین اپنے غفور و رحیم رب کے انصاف پر مزید پختہ ہو گیا تھا.

میران کا اِس سب میں انوالو ہونے کا سن کر اُسے بہت دکھ پہنچا تھا. مگر وہ اتنا تو میران کو جان ہی گئی تھی. کہ وہ بُرا انسان نہیں تھا. ضرور کوئی نہ کوئی ایسی وجہ ہو گی جس کی وجہ سے اُس نے یہ سب کیا تھا. شہرین سب سے زیادہ خوش خانی کے اپنے شوہر سردار سیاہل خان کے پاس چلے جانے پر تھی. خانی اُس کی محسن تھی. اُس کے دل سے خانی کے لیے ہر وقت دعا نکلتی تھی. جس نے اُس کی زندگی عذاب سے بچالی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

".میران تم ہوش میں تو ہو. کیا بول رہے ہو تم "

میران کی بات سن کر آغا جان کے ساتھ ساتھ ارشد صاحب بھی بھڑک اُٹھے تھے. آج اُن لوگوں نے اپنے کچھ ساتھی دوستوں اور قبیلے کے معزز لوگوں کی بیٹھک رکھی تھی. جس میں اُنھوں نے سیاہل خان کے خلاف قتل اور اغوا کا کیس بنا کر اُسے اُس کی گدی سے اُتار وانے کے لیے اُٹھائے جانے والے بڑے قدم کے بارے میں فیصلہ کرنا تھا. اور سب لوگوں سے اِس معاملے میں سپورٹ لینی تھی. کیونکہ اِس محفل میں سیاہل خان کے سارے حاسدین ہی بیٹھے تھے.

ذوالفقار اور ارشد صاحب بہت خوش تھے کہ اُن کے پاس ثبوت کے طور پر وہاں کا چشمدید گواہ میران بلوچ موجود ہے. جس کی گواہی اچھا خاصا کام کر سکتی تھی. مگر میران کے اِس طرح انکاری ہونے پر اُنہیں شدید جھٹکا لگا تھا.

" جی آغا جان اور تایا سائیں میں ہوش میں ہی ہوں. میں نے حملہ آوروں کو نہیں پہچانا وہ نقاب میں تھے. میں بلکل بھی نہیں جانتا کہ وہ سیاہل خان تھا یا کوئی اور.

"

میران بہت ہی تحمل سے اپنی بات دوہراتے بولا.

جبکہ اُن لوگوں کے ساتھ ساتھ وہاں موجود شہرام بلوچ بھی حیران نظروں سے اُس کی جانب دیکھ رہا تھا.

وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ میران واقعی ہی سیاہل خان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لینا چاہتا یا اُس کے اندر کوئی نئ سازش پک رہی ہے.

" میران تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے. اس کا انجام اچھا نہیں ہو گا. "

ارشد بلوچ نے میران کو وارن کیا تھا. وہ اپنے جوان بیٹے کے قاتل کو ایسے نہیں جانے دے سکتے تھے.

" انجام سے اُنہیں ڈرنا چاہیے جو غلط ہوں. مگر میں جانتا ہوں میں کچھ غلط نہیں کر رہا. "

میران اُن کی دھمکی کا جواب بہت ہی رسانیت سے دیتے وہاں سے نکل گیا تھا.

جبکہ شہرام سمیت باقی سب میران کی اِس کایاپلٹ پر اپنی جگہ ساکت بیٹھے رہ گئے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بھابھی سائیں آپ کو اداسائیں بلارہے ہیں. پلیز چلی جائیں وہ غصے میں ہیں. "

سمن اپنے کمرے میں بیٹھی خانی کے پاس آتے منت بھرے لہجے میں بولی. سیاہل کے کہنے پر وہ اب دوسری بار خانی کو بلانے آچکی تھی. مگر خانی اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہونے کا نام بھی نہیں لے رہی تھی.

" جب سردار صاحب نے روم میں بلا کر بھی مجھے اگنور ہی کرنا ہے تو جانے کی ضرورت ہی کیا ہے. ابھی بھی پوراٹائم ایک بار بھی نظر بھر کر نہیں دیکھا. میں ہی پاگل ہوں جو صبح سے یہ وزن لیے پھر رہی ہوں. "

خانی دل ہی دل میں سیاہل سے لڑنے میں مصروف تھی.

"تم جاؤاور بولو میں سوگئی ہوں."

خانی نے سمن کو ٹالتے پھر سے واپس بھیج دیا تھا. سمن اِن دونوں میاں بیوی کے درمیان اپنا گھن چکر بنتا محسوس کر رہی تھی. خانی کی بات پر وہ چپ چاپ نکل گئی تھی.

خانی بیڈ سے اُٹھتی کپڑے چینج کرنے کی نیت سے دوپٹہ اُتار کر بیڈ پر رکھتی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی. جب اُسے پھر سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی.

"سمن پلیز اب کی بار اپنے اُس مغرور اور گھمنڈی بھائی کا پیغام مجھے سنانے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے."

خانی بنا پلٹے کلائیوں سے چوڑیاں اُتارتے بولی. یہ جانے بغیر کے اندر داخل ہونے والا انسان سمن نہیں بلکہ سیاہل موسیٰ خان ہے. خانی بے دھیانی میں ہی اپنی شامت کو آواز دے چکی تھی.

.سیاہل بنا کچھ بولے سینے پر دونوں بازو باندھے خانی سے کچھ فاصلے پر جا رُکا تھا

"......کیا ہوا سمن "

خانی سمن کی خاموشی محسوس کرتے جیسے ہی پلٹی اپنے بلکل پیچھے چند قدموں کے فاصلے پر خوشمگی نظروں سے خود کو گھورتے سیاہل خان کو دیکھ خانی کے الفاظ گم ہوئے تھے.

" .کچھ کہہ رہی تھی تم "

.سیاہل نے خانی کی جانب پیش قدمی کرتے آبرو اُٹھا کر استفسار کیا تھا

"....نن نہیں "

.خانی کا سر خود بخود نفی میں ہل گیا تھا

" .اچھا مجھے لگا یہاں کسی نے مجھے گھمنڈی اور مغرور بولا ہے "

سیاہل نے ایک قدم مزید آگے بڑھایا تھا. جس پر خانی فوراً پیچھے ہٹتی ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا لگی تھی. دونوں کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا.

سیاہل کی پر شوق نظریں پوری بے باکی سے خانی کے بنا دوپٹے کے حسین مہکتے سراپے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں. سیاہل کا یہ انداز خانی کی حالت خراب کر گیا تھا. چہرے کا رنگ کپڑوں کے رنگ سے زیادہ لال ہو چکا تھا.

مگر سیاہل کی شوخ نگاہیں اِس وقت اُسے بخشنے کے موڈ میں بلکل بھی نہیں تھیں.

" میرے اتنی بار بلانے کے باوجود روم میں کیوں نہیں آرہی تھی. "

سیاہل قدم اُٹھاتا درمیانی فاصلہ بلکل ختم کر چکا تھا. اور خانی کے ارد گرد ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ رکھتے اُسے اپنی قید میں لیا تھا.

خانی کی سانسیں بے قابو ہوئی تھیں.

" میرا موڈ نہیں تھا. "

خانی نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے مضبوط لہجے میں جواب دیا تھا.

" خانی سیاہل خان جب میں اپنے موڈ کی کرنے پر آیا تو پرابلم بھی آپ کو ہی ہونی ہے. "

سیاہل کی نظریں بار بار خانی کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں کی جانب اُٹھ رہی تھیں. جنھیں محسوس کرتے خانی بُری طرح پزل ہو رہی تھی.

" آپ مجھے اگنور کر رہے تھے مسلسل اِس لیے. "

خانی کے آپ کہہ کر پکارنے پر سیاہل کے ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

" امیزنگ سردارنی صاحبہ ایک تو آپ ہتھیاروں سے لیس ہو کر میرے سامنے آتی ہیں. اُوپر سے اگر میں خود کو بچانے کی کوشش کروں تو اُس میں بھی پرابلم ہے. اگنور کرنے کی وجہ کچھ اور نہیں اِن نازک پنکھڑیوں پر لگی یہ ڈارک لپسٹک ہے. اب اگر باہر یہ مجھ سے کوئی گستاخی سرزد کروا دیتے تو."

سیاہل نے بات کرنے کے دوران ہاتھ بڑھا کر خانی کے ہونٹوں کو چھوتے اُس کی لپسٹک اُنگلی پر لگا کر خانی کے سامنے کی تھی.

خانی کی دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوتا اُس کے کنڑول سے نکل گیا تھا. سیاہل کی قید سے فرار تو ناممکن تھا. خانی سر پیچھے کرتی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر ٹکا چکی تھی. سیاہل کی جسارت پر خانی کے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا.

" آپ ناراض تھے مجھ سے. "

سیاہل کے انداز دیکھ خانی کو اُس کا اگنور کرنا ہی بھلا لگا تھا.

" وہ تو میں اب بھی ہوں. اور شاید منانا تھا تم نے مجھے. "

سیاہل جیسے آج خانی کو تنگ کرنے کے فُل موڈ میں تھا.

خانی جو بلکل ڈریسنگ ٹیبل کے اُوپر گرنے والی پوزیشن میں ہو چکی تھی. سیاہل نے اُسے لڑکھڑاتے دیکھ جلدی سے بازو پھیلا کر اپنے حصار میں لیا تھا.

" مجھے لگتا ہے سمن کو اپنے روم میں آنا ہو گا. ہم اپنے روم میں جا کر یہیں سے کانٹینیو کرتے ہیں. "

سیاہل خانی کو اُٹھانے کے لیے جھکا تھا.

" .... نہیں میں خود چل لوں گی. پلیز باہر سب "

خانی کا احتجاج ادھورا ہی رہ گیا تھا. کیونکہ سیاہل آرام سے اُسے اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا.

خانی نے حیا کے مارے آنکھیں میچ لی تھیں. اِس شخص سے ضد لگا کر اِس کی بات نہ مان کر گھاٹا ہمیشہ اُس کا اپنا ہی ہوتا تھا. مگر پھر بھی ہر بار بھول کر وہ وہی غلطی کر جاتی تھی.

خانی نے معمولی سی آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا تھا. مگر سارا کوریڈور خالی پڑا تھا. وہاں کسی اور فرد کا نام و نشان بھی نہیں تھا. اِس کا مطلب سیاہل خان پہلے ہی پوری تیاری کر کے آیا تھا.

خانی نے اُسے گھورنا چاہا تھا. مگر اتنے نزدیک اُس کی بانہوں میں ہونے کی وجہ سے خانی ایسی جرأت نہیں کر پائی تھی.

" .اوہ میرا دوپٹہ "

روم میں آتے سیاہل نے خانی کو نیچے اُتار دیا تھا. جب خانی کو اپنے دوپٹے کا خیال آیا تھا. جو سیاہل کی زبردستی کی وجہ سے سمن کے روم میں ہی رہ گیا تھا.

"آئم ویٹنگ خانی سیاہل خان منائیں مجھے. "

سیاہل خانی کا بازو پکڑ کر دیوار سے ٹکاتے اُس کے گرد بازوؤں کا حصار بناتے فرار کی تمام راہیں مسدود کر گیا تھا.

خانی کی آنکھوں میں جھانکتے سیاہل نے اُسے اپنے سحر میں جکڑنا چاہا تھا.

"میں صبح منا چکی ہوں آپ کو. اب میں ناراض ہوں کیونکہ کل سے آپ مسلسل میری انسلٹ کر رہے ہیں."

اُس ساحر کے اثر سے بچنے کے لیے خانی نے جلدی سے نظریں پھیری تھیں.

جبکہ خانی کے الفاظ سیاہل کو اچھا خاصہ تپا گئے تھے.

"میں نے کب انسلٹ کی. "

سیاہل نے خانی کو تیز نظروں سے گھورا تھا.

".اگنور کرنا بات کا جواب نہ دینا انسلٹ کرنا ہی ہوتا ہے "

.خانی نے بنا گھبرائے جواب دیا تھا

" .تو تمہارا کہنا ہے تم ناراض ہو مجھ سے. مجھے منانا ہو گا تمہیں. آر یو شیور "

سیاہل نے اپنے لفظوں پر زور دیتے خانی سے پوچھا تھا. جس پر بنا اُس کی بات کا اصل مطلب جانے خانی اثبات میں سر ہلا گئی تھی.

" .میرا منانے کا انداز زرا ڈفرنٹ ہے. مگر بہت ہی امیزنگ ہے "

سیاہل خانی کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامتے بولا. اور خانی کے ہونٹوں کو فوکس کرتے اُس پر جھکا تھا.

" .نن نہیں میں ناراض نہیں ہوں "

.خانی نے سیاہل کے ہونٹوں پر ہاتھ ٹکاتے اُسے روکنا چاہا تھا

" .مگر میرا تو اب منانے کا موڈ بن چکا ہے "

.سیاہل خانی کا ہاتھ ہٹاتے شوخی سے بولا

" .ایسے کون مناتا ہے بھلا "

.سیاہل کو پھر خود پر جھکتے دیکھ خانی نے اسے روکنے کی ایک اور ٹرائے ماری تھی

" .میں مناتا ہوں "

.خانی کی سانسوں کی مہک سیاہل خان کو بہکانے لگی تھی

" .کیا آپ سب کو ایسے ہی مناتے ہیں "

.خانی سیاہل کو روکنے کی کوشش میں اچھا خاصہ بے تکا سوال کر گئی تھی

" .واٹ "

سیاہل نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔ مگر اپنے سوال کا مطلب سمجھتی خانی شرم سے پانی پانی ہوتی زور سے آنکھیں میچ گئی تھی.

سیاہل مبہوت سا یہ حسین اور دلفریب منظر دیکھ گیا تھا۔ سختی سے میچی آنکھیں لرزتے نازک گلابی ہونٹ۔ اب کی بار ضبط کے سارے بندھن توڑتے وہ خانی پر جھکتے اُس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں گم کر چکا تھا.

خانی نے سیاہل خان کی شدت پر گھبراتے اُس کا کالر بُری طرح سے دبوچ لیا تھا.

اِس لڑکی کی طلب وہ نجانے کتنے برسوں سے کرتا آیا تھا. آج جب وہ دسترس میں تھی. تو وہ اپنے جذبات پر بندھ نہیں باندھ سکا تھا. اور ایک شوخ سی گستاخی کر گیا تھا.

خانی کی گرفت اپنے کالر پر ڈھیلی پڑتے دیکھ سیاہل نے آخر کار ترس کھاتے اُسے آزادی بخش دی تھی.

خانی کا چہرا خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا. گہرے گہرے سانس لیتی وہ سیاہل کے ہی سینے میں منہ چھپا گئی تھی.

" .کیا ہوا میری سردانی اتنی جلدی گھبرا گئی. ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں "

خانی کے لرزتے وجود کو نرمی سے اپنے سینے میں بھینچتے سیاہل سرگوشی بھرے لہجے میں بولا.

خانی کی سانسیں اِس قدر تیز رفتار سے چل رہی تھیں. کہ وہ کوئی جواب ہی نہیں دے پائی تھی.

" لگتا ہے ابھی بھی ناراضگی برقرار ہے. دوبارہ کوشش کرنی پڑے گی منانے کی. "

خانی کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر سیاہل نے زرا سا جھکتے خانی کے کان کی لوح کو لبوں سے چھوا تھا.

جبکہ اُس کی بات کا مفہوم سمجھتے خانی نفی میں سر ہلاتے فوراً پیچھے ہٹی تھی.

" سیاہل خان آپ بہت بُرے ہیں. مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. دور رہیں مجھ سے. اگر اب دوبارہ میرے اتنے قریب آئے تو اچھا نہیں ہو گا. "

پہلے سیاہل کی جان لیوا حرکت اور اب اُس کی وارفتگی بھری چھیڑتی شوخ نگاہیں اُسے خود میں ہی سمٹنے پر مجبور کر رہی تھیں.

اِس لیے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کرتے وہ سیاہل کا دھیان بھٹکانے کے لیے تڑخ کر دھمکی آمیز لہجے میں بولی.

جس کا ہمیشہ کی طرح سیاہل خان پر اُلٹا اثر ہی ہوا تھا.

" تم مجھے دھمکی دے رہی ہو. "

سیاہل دیوار پر بازو ٹکاتے خانی کے مزید قریب ہوتے اُس کے اُوپر تقریباً جھک آیا تھا.

جس پر خانی کی نارمل ہوتی سانسوں میں ایک بار پر طوفان برپا ہو چکا تھا.

اب کی بار سیاہل کے ہونٹوں نے خانی کی چمکتی نوز پن کو چھوا تھا.

وہ آج لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی. کہ سیاہل کا دل مسلسل اُسے گستاخیاں کرنے پر اُکسا رہا تھا.

" .ساہل خان یہ غلط ہے. آپ اِس طرح مجھے کنفیوز نہیں کر سکتے "

.خانی ہولے سے منمنائی تھی

.ساہل کی اتنی قربت پر خانی کے حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے

" .کچھ غلط کہاں کر رہا ہوں. میں تو پیار کر رہا ہوں "

.ساہل نے محبت پاش نظروں سے خانی کی لرزتی پلکوں کا حسین رقص دیکھا تھا

وہ پہلے ہی اس لڑکی کے عشق میں پور پور ڈوب چکا تھا. جس میں سے جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی. وہ اب پوری ہو رہی تھی.

.ساہل خان اب لمحہ بہ لمحہ اُس کی حسین اداؤں پر مزید اُس کا دیوانہ ہو رہا تھا

" .مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے "

خانی نے اب کی بار رحم طلب نظروں سے ساہل خان کی جانب دیکھا تھا. جس پر ساہل آخر کار اُس کی حالت پر ترس کھاتے فاصلے پر ہوتا بیڈ پر جا بیٹھا تھا.

" .جی محترمہ بولیں کیا ضروری بات کرنا چاہتی ہیں آپ ہم سے "

سیاہل کے پیچھے ہٹنے پر خانی کی سانسیں کچھ حد تک بحال ہوئی تھیں. مگر آنکھوں کی شوخیاں دور سے بھی جاری تھیں. جن پر خانی کسی صورت بندھ نہیں باندھ سکتی تھی.

اپنی ساری ہمتیں اکھٹی کرتے خانی نے سامنے بیٹھے وجاہت اور خوبصورتی کے شاہکار اُس شاندار مرد کی جانب دیکھا تھا. جو صرف اور صرف اُس کا تھا. سیاہل خان کے دل پر صرف اُس کی حکمرانی تھی یہ بات خانی کو عرش پر پہنچا دیتی تھی. اُس کی خاطر یہ شخص کسی سے بھی لڑ جانے کو تیار رہتا تھا. مگر اُس کی عزت اُس کی ذات پر اک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا.

" سیاہل خان کیا آپ مجھے اتنے بڑے جھوٹ بولنے اور غلط فہمی کی بنیاد پر آپ کو اُس خطرناک جگہ پر بلا کر انجانے میں نقصان پہنچانے میں شریک ہو کر کی جانے والی غلطی پر معاف کر سکتے ہیں. میں جانتی ہوں میرا قصور بہت بڑا ہے. اِسی لیے میں اب تک اُس بات پر خود کو معاف نہیں کر پائی. "

خانی ندامت سے سر جھکائے سیاہل خان کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی. جسے دیکھتے سیاہل تڑپ کر آگے بڑھا تھا.

"پاگل ہو گئی ہو خانی. یہ کیا حرکت تھی. آئندہ کبھی یہ مت کرنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا. "

سیاہل نے خانی کے دونوں ہاتھ تھامتے اُسے غصے سے وارن کیا تھا.

اُسے خانی کا یوں اپنے سامنے جھکنا انتہائی بُرا لگا تھا.

" خانی میں تمہاری جھوٹ والی غلطی اُسی وقت ہی معاف کر گیا تھا. جب تم بنا ایک بھی سوال یا احتجاج کیے میر امان رکھتے اپنا سب کچھ چھوڑتے میرے ساتھ آگئی تھی.

غصہ مجھے صرف ایک بات پر تھا. کہ تم اتنی بڑی بے وقوفی کر کے خود کو کیسے خطرے میں ڈال سکتی ہو. تم جانتی ہو اُس دن تم پر اراز کو گن تانے دیکھ میں غصے سے کس قدر پاگل ہو اُٹھا تھا. آج بھی یہ سوچ کر مجھے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوتی ہے. کہ اگر پہنچنے میں تھوڑی سی دیر ہو جاتی تو کتنی بڑی انہونی ہو سکتی تھی.

تمہیں اگنور کر کے اُسی کی چھوٹی سی سزا دے رہا تھا. مگر تم نے تو اپنی اِن قاتلانہ اداؤں سے وہ بھی زیادہ دیر برقرار نہیں رہنے دی. "

سیاہل نے خانی کے دونوں ہاتھ تھامے اپنی والہانہ چاہت کا اظہار کرتے آخر میں اُسے خفگی سے گھورا تھا.

خانی مبہوت سی سیاہل خان کو دیکھے گئی تھی. کیا تھا یہ شخص ہر بار وہ اُسے پہلے سے کہیں زیادہ محبت کرنے پر مجبور کر جاتا تھا.

" ایسے کیا دیکھ رہی ہیں سردانی صاحبہ. اپنے سردار کو نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا. "

سیاہل نے اُس کی بے خود نظروں کا ارتکاز نوٹ کرتے چھیڑا تھا. جس پر خانی فوراً حواسوں میں آتے خفت سے سُرخ پڑی تھی.

" بالکل بھی نہیں. اب سردار سیاہل خان اتنا بھی کوئی حسین نہیں ہے کہ اُسے خانی کی نظر لگ جائے. "

خانی نے اپنے ہاتھ اُس کی گرفت سے آزاد کرواتے اُس کے مسلسل چھیڑنے کا بدلہ لیتے اُس کے پاس سے ہٹنا چاہا تھا.

" اچھا جی. فرار کہاں ہو رہی ہو. اپنی بات کا جواب تو لیتی جاؤ. "

سیاہل نے خانی کی کلائی پکڑتے اُسے روکا تھا.

" نہیں مجھے نہیں چاہئے کوئی جواب. "

خانی پھر سے سیاہل خان کے بدلتے تیور دیکھ اپنی کلائی چھڑواتے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

اِس بار سیاہل نے بھی اُسے جانے دیا تھا. اُسے ایک ضروری کال کرنی تھی. اِس لیے موبائل ہاتھ میں لیے وہ ٹیرس پر چلا گیا تھا.

خانی شاور لے کر فریش ہوتی کمرے میں آئی تھی. جہاں سیاہل خان کو نہ پا کر وہ تھوڑا ریلیکس ہوئی تھی. ورنہ سیاہل کی بولتی شوخ نگاہوں اور جان لیوا قربت کو سہنا اُس نازک جان کے لیے بہت مشکل تھا.

گیلے بالوں کو خشک کرتے سیاہل کے خیالوں میں ہی کھوئے خانی کے ہونٹوں پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی. وہ سیاہل کی سوچوں میں اِس قدر گم تھی کہ اپنے قریب آکر کھڑے ہوتے سیاہل خان کی آہٹ سن ہی نہیں پائی تھی.

ہوش تو اُسے تب آیا جب سیاہل نے اُسے پیچھے سے آکر اپنی بانہوں کے حصار میں جکڑا تھا.

" جب جیتا جاگتا انسان سامنے موجود ہے. تو اُس کے خیالوں میں جانے کی کیا ضرورت ہے. "

سیاہل نے خانی کے گال کے ساتھ اپنا گال رگڑتے اُس کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اُتارا تھا.

جبکہ سیاہل کی باریک داڑھی کی چبھن خانی کی سانسیں تیز کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کا گال لال کر گئی تھی. اُس کی زرا سی پیش قدمی پر خانی کا دل تو ویسے ہی دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا اُٹھتا تھا. مگر اِس وقت وہ عجیب گھبراہٹ کا شکار تھی. جسے سیاہل خان ایک نظر میں ہی بھانپ گیا تھا.

" .کیا خانی سیاہل خان مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے "

سامنے آئینے سے خانی کا گھبراہٹ سے زرد پڑتا چہرا دیکھ سیاہل جیسے اُس کے دل کی بات سمجھتا اُس کے بالوں میں چہرا چھپاتے محبت سے بولا.

" .... نہیں "

خانی نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا. کچھ بھی ایسا ویسا بول کر وہ سیاہل خان کو کسی صورت ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی. جس نے اُس کی خاطر بہت کچھ سہا تھا.

خانی کے انکار پر سیاہل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی.

سیاہل نے خانی کو دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا تھا.

تم ابھی تک مجھے پوری طرح سے نہیں جان پائی ہو. مگر سیاہل خان اپنی خانی کی " رگ رگ سے واقف ہے. "

سیاہل کی بات پر خانی نے حیرانی سے نظر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

"میری جان میں جانتا ہوں. یہ سب بہت جلدی اور اچانک ہوا ہے. اور تم خود کو ابھی ذہنی طور پر اِس رشتے کے لیے تیار نہیں کر پائی.

خانی ہمارا رشتہ جسم کا نہیں روح کا ہے. تم جتنا چاہے ٹائم لے سکتی ہو. تم میرے قریب ہو میری دسترس میں ہو. میرے لیے یہی بات سب سے زیادہ سکون کا باعث ہے."

سیاہل نے اپنی خانی کی مشکل آسان کرتے جھک کر اُس کی پیشانی چوم لی تھی.

جبکہ خانی کچھ دیر بعد اُس کی بات کا مفہوم سمجھتے محبت بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھتی اُس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی.

جو ہمیشہ کی طرح بن کہے ہی اُس کے دل کی بات سمجھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میران بہت زیادہ بھڑکا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا. اُس کی اسد سے اچھی خاصی لڑائی بھی ہو چکی تھی. جو اُسے اپنا بیان بدلنے اور سیاہل خان کے خلاف ایکشن لینے پر راضی کر رہا تھا.

شہرام کے علاوہ گھر کے تمام مرد حضرات اُس کی اِس بات کی وجہ سے اُس کے خلاف ہو چکے تھے.

مگر میران کو اِس وقت اپنی بہن کے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں تھی. جس کو وہ اِنہی سب لوگوں کی باتوں میں آ کر خود سے بدظن اور دور کر چکا تھا.

میران اِس وقت بہت ہی غصے اور تکلیف میں تھا. اُس کے بازو کا درد ریسٹ نہ کرنے اور مسلسل حرکت کرنے کی وجہ سے بڑھ چکا تھا.

بیڈ کے قریب آتے میران نے تکلیف کے باوجود کوٹ اُتار کر صوفے پر اُچھال دیا تھا. جب اچانک اُس کی نظر ٹو سیٹر صوفے پر بے خبر سوئی شہرین پر پڑی تھی

میران کی دھمکی کے زیرِ اثر وہ اِس وقت اپنے مخصوص تھان سے بالکل آزاد تھی. لائٹ گرین سٹائلش سی لانگ شرٹ اور ٹراؤزر کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ اچھے

سے اپنے گرد اوڑھے اپنے وجود کی رعنائیوں کو چھپانے کی ناکام سی کوشش کی گئی تھی۔ اُس کا نازک سراپا آج شاید پہلی بار اِس طرح میران کی نظروں کے سامنے آیا تھا.

اُس کا ڈریس دیکھ کر پتا چل رہا تھا یہ اُس نے یہاں سے نہیں لیا۔ ضرور اُسے خانی نے گفٹ کیا تھا.

میران کے قدم خود بخود ہی شہرین کی جانب اُٹھے تھے۔ اِس قدر پُرکشش نقوش اُس نے پہلے کبھی کسی کے نہیں دیکھے تھے۔ اُس کے چہرے کی معصومیت اور بھولپن نے میران کو پہلے دن ہی بہت اٹریکٹ کیا تھا۔ جسے وہ ہر بار آرام سے اگنور کر دیتا تھا۔ لیکن آج وہ چاہنے کے باوجود اپنی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا.

صوفے کی بیک سے سر ٹکائے نیم دراز حالت میں شاید میران کا ہی انتظار کرتے وہ گہری نیند میں جا چکی تھی.

میران بلوچ اِس وقت ذہنی سکون چاہتا تھا۔ اُسے شہرین کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ خود سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اُسے ہو کیا رہا ہے.

شہرین کے سلیقے سے کیے دوپٹہ کے ہالے میں لپٹا چہرا ایمان شکن تھا. شاید یہی وجہ تھی کہ وہ خود کو بڑی سی شال میں ہمیشہ چھپاتی آئی تھی. جیسے اپنے حُسن سے اچھے سے باخبر ہو.

میران نے غور کیا تھا کہ شہرین کی رنگت اتنی سفید نہیں تھی. بلکہ ہلکی گندمی سی تھی. مگر اپنے اندر ایک غیر معمولی سی کشش لیے ہوئے تھی.

" گولڈن بیوٹی. "

میران کے لب ہولے سے ہلے تھے.

شہرین کا سر ہلکا سا ڈھلکا ہوا تھا. جس کی وجہ سے سلکی بالوں کی کچھ لٹیں پھسل کر اُس کے چہرے کو چھو رہی تھیں.

میران بے خودی میں ہی چلتا شہرین کے پاس آ گیا تھا. اور ہاتھ بڑھا کر اُس کے چہرے سے بال ہٹانے چاہے تھے. اِس سے پہلے کے میران کا ہاتھ کوئی گستاخی کرتا وہ اچانک ہوش میں آیا تھا. پیشانی مسلتے وہ فوراً پیچھے ہٹا تھا.

"واٹس رانگ ودیو میران اسجد بلوچ تم پاگل تو نہیں ہو گئے. یہ کیا حرکت کرنے لگے تھے. اِس لڑکی کی مدد کر کے تم نے اِسے صرف سہارا دیا ہے. اِس سے زیادہ کچھ نہیں ہے یہ تمہارے لیے. "

میران اپنی بے اختیاری پر خود کو بُری طرح سرزنش کرتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا. تھوڑی دیر پہلے کا فسوں ٹوٹ چکا تھا. اب پھر سے دماغ پر پہلے جیسا غصہ سوار ہو چکا تھا.

میران نے پیشانی مسلتے دراز سے سگریٹ نکال کر جلاتے ہونٹوں میں دبایا تھا.

اب غصے کے ساتھ شہرین کے حوالے سے عجیب سی فرسٹیشن اُس کے سر پر طاری ہو چکی تھی. وہ اگنور کرنا چاہتا تھا. مگر نظریں بار بار بھٹک کر صوفے کی جانب اُٹھ رہی تھیں.

" اُف خدایا یہ مجھے کیا ہو رہا ہے. "

ایک کے بعد دوسرا سگریٹ پھونکنے کے باوجود بھی اُس کے دل و دماغ سکون میں نہیں آ پا رہے تھے. بلکہ جھنجھلاہٹ میں مزید اضافہ ہو رہا تھا.

میران نے آخرکار تنگ آکر فاکیہ کا نمبر ملا دیا تھا. مگر اُس سے بھی چند ایک باتیں کرنے کے بعد کال کاٹ دی تھی. وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا. کہ آخر اُس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے

اپنی اتنی عجیب کیفیت پر میران کا دل چاہ رہا تھا. کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر دے.

کچھ دیر آرام سے سوچتے اُسے محسوس ہوا تھا. کہ اُس کی کیفیت تب ہی ٹھیک ہو سکتی تھی. جب صوفے پر نظر آتا منظر اُس کی نظروں سے اوجھل ہوتا. میران یہی سوچ کر ٹیرس پر آگیا تھا. مگر یہاں آکر بھی اُس کا وہی حال تھا. اُسے اپنی صبح والی بات پر غصہ آنے لگا تھا. آخر بولا ہی کیوں اِس لڑکی کو چادر نہ کرنے کا.

کمرے کے حرارت زدہ ماحول نے اُسے زیادہ دیر ٹیرس کی یخ بستہ ہواؤں میں کھڑا نہیں رہنے دیا تھا.

میران کچھ سوچ کر گہرا سانس ہوا میں خارج کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا.

اندر آکر میران نے صوفے کی سائیڈ ٹیبل پر رکھے ڈیکوریشن پیس کو ہاتھ مار کر نیچے گرا دیا تھا. زوردار آواز پر شہرین نے گھبرا کر آنکھیں کھولتے نا سمجھی سے سامنے کا منظر دیکھا تھا.

"کک کیا ہوا.... "

ایک نظر ٹوٹے ہوئے ڈیکوریشن پیس اور دوسری غضبناک ہوئے میران بلوچ پر ڈالتے شہرین خوفزدہ سی اتنا ہی بول پائی تھی. میران بلوچ کے قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے وہ صوفے سے اُٹھ نہیں پائی تھی.

اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا. کہ اب اُس نے ایسا کیا کر دیا جو یہ صاحب اتنا غصہ کر رہے ہیں.

یہ لڑکی جو پچھلی اتنی دیر سے اُس کی جان کا عذاب بنی ہوئی تھی. اُس کا یہ نا سمجھ اور معصوم انداز میران کو مزید آگ لگا گیا تھا.

میران جارحانہ انداز میں شہرین کے قریب آتے اُس کے گرد صوفے پر ہاتھ رکھتے جھکا تھا.

جب ایک بار پھر اُس کی نظر شہرین کی گردن پر موجود اُس قاتل تِل کی جانب اُٹھی تھی. میران مٹھیاں بھینچتے بہت ضبط کرتے بمشکل اُس کے تل سے نظریں چرانے میں کامیاب ہوا تھا.

شہرین سرخ چہرے مگر ساکت نظروں سے میران کی جانب دیکھ رہی تھی.

" تھان کہاں ہے تمہارا وہ. جسے ہر وقت لپیٹے رکھتی ہو "

شہرین کی نیند کے خمار سے گلابی ڈورے لیے آنکھوں میں جھانکتے میران غصے سے بولا تھا.

میران کا چہرا اتنا قریب دیکھ شہرین کا اُوپر کا سانس اُوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا.

" الماری میں "

ایک ٹرانس کی کیفیت میں اُس کے لب ہلے تھے.

میران اُس کی بات پر وہاں سے ہٹتا الماری کی جانب بڑھا تھا.

اُس کی شال ہاتھ میں لے کر پلٹتے میران نے شہرین کی جانب اُچھالی تھی.

" .آئندہ اگر میرے سامنے تم اِس کے بغیر آئی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا "

.میران اُنگلی اُٹھا کر شہرین کو وارن کرتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا

شہرین ہونق بنی لائٹ آف کر کے خود پر کمبل اوڑھ کر سوتے میران کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اُس نے صرف یہی بات کہنے کے لیے اُسے نیند سے اُٹھایا تھا۔

شہرین نے کچھ نہ سمجھتے اُس کے آرڈر کے مطابق خاموشی سے شال اُٹھا کر اوڑھ لی تھی.

" عجیب انسان ہیں یہ بھی۔ ہر وقت اتنا غصہ کر کر کے لگتا ہے۔ دماغ کا کوئی سکریو ڈھیلا ہو گیا ہے۔ خود ہی پہلے بول کر گئے مت کرنا اب خود ہی نیند سے اُٹھا کر اتنے غصے سے آرڈر دے رہے. "

شہرین کمبل سینے تک اوڑھ کر آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹے میران کو گھورتے الماری سے کمبل نکال کر واپس صوفے پر نیم دراز ہو گئی تھی.

اِس بات سے انجان کے ابھی تھوڑی دیر پہلے کی اُس کی اپنے حلیے سے لاپرواہی میران بلوچ کے دل میں کیسا طوفان برپا کر گئی تھی. جو شاید اب بھی نہیں تھم سکا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی شاور لے کر نکلی تھی. جب ٹیبل پر پڑا اُس کا موبائل بجنے لگا تھا. جو سیاہل نے اُسے نیا لا کر دیا تھا. سیاہل کو کسی ارجنٹ کام سے کراچی گئے تین دن ہو چکے تھے. وہ فون پر ہی خانی سے رابطے میں تھا.

سکرین پر جگمگاتا انجان نمبر دیکھ خانی نے کچھ سوچتے کال اٹینڈ کی تھی. مگر سپیکر پر اُبھرتی میران بلوچ کی آواز پر اُس کے بھنوئے تن گئے تھے.

اُس نے فون بند کرنا چاہا تھا. مگر میران کے اپنی قسم دے کر روکنے پر وہ ضبط کیے بنا کچھ بولے خاموش کھڑی رہی تھی.

" خانی مجھے تمہیں سیاہل خان کے حوالے سے کچھ بتانا ہے. پلیز ایک آخری بار میری بات سن لو. "

میران خانی کے کوئی جواب نہ دینے پر جلدی سے بولا. اُسے ڈر تھا کہیں وہ فون نہ بند کر دے.

" آپ کو کیا لگتا ہے. میں اب اپنے شوہر کے خلاف آپ کی کوئی ایک بات بھی سنوں گی. آپ کا کھیل میرے سامنے آچکا ہے. اِس لیے خود کو مزید میری نظروں میں مت گرائیں. "

خانی میران کے پھر سے سیاہل کا نام لینے پر تلخی بھرے لہجے میں بولی.

" خانی میں جانتا ہوں. میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے. تم سے جھوٹ بول کر. تمہارا اعتبار توڑ کر. میں غلط ہوں مگر اِس کا یہ مطلب نہیں کہ سیاہل خان بالکل ٹھیک ہے. وہ تمہیں اپنی اچھی سائیڈ دیکھا کر بہت بڑا گیم کھیل رہا ہے.

میری ساری زندگی تمہاری آنکھوں کے سامنے گزاری ہے۔ اگر اِس واقع کو بھلا کر تم میری باقی پوری زندگی پر نظر ڈالو۔ کیا اِس سے پہلے میں نے کبھی تمہیں دھوکہ دیا یا جھوٹ بولا۔ کیا میری اِس ایک غلطی کی وجہ سے تمہارا مجھ سے سارے تعلق توڑنا ٹھیک ہے۔ تم ایک ایسے شخص جس سے ملے تمہیں ابھی کچھ مہینوں سے زیادہ نہیں ہوا۔ صرف اُس کی خاطر اپنے سگے بھائی سے نفرت کرنے لگی ہو۔

تم اُس شخص پر اندھا اعتماد کیسے کر سکتی ہو۔ جو ہمارے خاندان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔"

میران نے اپنی جانب سے اپنی بہن کا دل صاف کرنا چاہا تھا۔ جبکہ خانی سیاہل کے خلاف سن کر لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔

"سیاہل نے کبھی مجھے آپ کے خلاف اِس طرح بد ظن نہیں کیا جیسے آپ کر رہے ہیں۔ آپ سے رشتہ ختم کرنے اور دور ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ سیاہل نے مجھے آپ کے خلاف کچھ کہا ہے۔ اِس سب کی وجہ وہ ہے جو اُس دن میں نے

خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا. آپ نے مجھے استعمال کر کے میرے شوہر کو نقصان پہنچانا چاہا تھا. کیا آپ کی یہ غلطی چھوٹی ہے.

بے شک سیاہل سے ملے مجھے زیادہ وقت نہیں ہوا. مگر وہ شخص اتنے اچھے دل اور صاف نیت کا انسان ہے کہ اُس پر شک کرنا ہی گناہ کے مترادف ہے میرے لیے.

"

خانی کے لفظوں میں سیاہل خان کے لیے اُس کے دل میں موجود بے پناہ محبت بول رہی تھی.

مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ آگے آنے والے وقت میں وہ اپنی کہی اِن باتوں پر قائم رہنے والی تھی بھی یا نہیں.

خانی اعتبار کرنا اچھی بات ہے. مگر یہ اِس حد تک اندھا اعتبار بعد میں کہیں " تمہیں ہی تکلیف نہ پہنچائے. کیا تم جانتی بھی ہو اِس وقت سیاہل خان کہاں اور کس کے ساتھ ہے. "

میران کی پر اسرار انداز میں کہی آخری بات پر خانی چونکی تھی.

" . کیا مطلب ہے آپ کا میں سمجھی نہیں "

.خانی نے ابھی بھی اپنا لہجہ پہلے جیسا روکھا ہی رکھا تھا

" میرے بہت ہی خاص آدمیوں نے مجھے اطلاع دی ہے. سیاہل خان کو پچھلے ایک مہینے سے کسی لڑکی کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے. پہلے تو میں نے اِس بات کو سیریس نہیں لیا مگر آج خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین آگیا ہے. کہ سیاہل خان سے بڑا دھوکے باز اور فریبی کوئی نہیں ہے. اُس رات سیاہل خان کی آنکھوں میں تمہارے لیے جھوٹی محبت دیکھ میں بھی سچ سمجھ کر دھوکہ کھا گیا تھا.

.پھر تم تو بہت معصوم ہو تمہیں تو وہ شاطر انسان آرام سے اپنے جال میں پھنسا گیا

میں جانتا ہوں تمہیں میری بات پر یقین نہیں آئے گا. میں نے سیاہل خان کی تصویریں بھیجی ہیں تمہیں. دیکھ سکتی ہو تم. اور اگر پھر بھی یقین نہ آئے تو سیاہل خان کے چہیتے دوست شہرام بلوچ سے پوچھ لینا. جو تمہاری طرح اُس منجھے ہوئے کھلاڑی کے ہاتھوں بے وقوف بن چکا ہے. وہ بھی میرے ساتھ ہی تھا. اور اپنی .آنکھوں سے سیاہل خان کا دوسرا رُوپ دیکھ چکا ہے

ایک اور بہت اہم راز بتانا ہے تمہیں. مگر وہ میں تمہیں تمہارے شوہر کے سامنے
" .ہی بتاؤں گا. بہت جلد ملاقات ہو گی تمہارے اُس خان کی حویلی میں

میران اپنی ساری باتیں بہت ہی تفصیل سے بتاتے فون بند کر گیا تھا. خانی اُسے
.جھٹلانا چاہتی تھی. مگر بنا اُس کی کوئی بات سنے میران نے کال کاٹ دی تھی

میران کی ساری باتیں خانی کے دماغ میں گھومنے لگی تھیں. غائب دماغی سے
موبائل کی سکرین کو گھورتے خانی کی نظریں میران کے بھیجے نوٹیفیکیشن پر پڑی
تھیں. جسے نہ کھولنے کا سوچتے غیر ارادی طور پر خانی کی اُنگلی اُس نوٹیفکیشن کو ٹچ
.کر گئی تھیں

مگر سامنے آتی تصویریں دیکھ کر خانی کو لگا تھا. حویلی کی چھت اُس کے سر پر آن
.گری ہو

تصویروں میں سیاہل خان کے ساتھ کوئی اور لڑکی نہیں بلکہ اُس کی بیسٹ فرینڈ عینا
.تھی

ایک جگہ عینا ہاسپٹل کے بستر پر لیٹی تھی. اور سیاہل اُس کا ہاتھ تھامے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا تھا. ایک کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھی اُن کی تصویر تھی. اور اِسی طرح کی اور بھی بہت ساری تصویریں موجود تھیں. جنہیں بنا دیکھے ہی خانی موبائل بیڈ پر اُچھال چکی تھی.

اُس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا. وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل ہی نہیں پائی تھی. اُس پر جیسے کوئی سکتہ سا طاری ہو چکا تھا.

یہ سب کیا تھا. عینا اُس کی اکلوتی بیسٹ فرینڈ تھی. اگر وہ سیاہل خان کو پہلے سے جانتی ہوتی تو اُسے ضرور بتاتی. وہ اُس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ نہیں کر سکتی تھی. عینا کو خانی کچھ ٹائم پہلے اپنے اور سیاہل کے بارے میں سب بتا چکی تھی. پھر سب جانتے بوجھتے یہ سب کیا تھا.

اور سیاہل....

خانی کی سوچوں کو جیسے بریک لگی تھی.

" میں بھی کتنی پاگل ہوں. میں بھلا سیاہل کے بارے میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں. میران بھائی مجھے سیاہل سے دور کرنا چاہتے ہیں. اِسی وجہ سے کیا اُنہوں نے یہ سب. "

خانی نے اپنے دماغ کو ریلکیس کر کے ہر سوچ کو جھٹکتے سیاہل کا نمبر ملایا تھا. لیکن دو تین بار ٹرائے کرنے کے باوجود اُسے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا.

بہت نفی کرنے کے باوجود خانی کے دل میں خدشات نے سر اٹھایا تھا.

" نہیں سیاہل مجھ سے اتنا بڑا دھوکہ نہیں کر سکتے نہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا. میں شہرام سے پوچھتی ہوں وہ مجھے سیاہل کے خلاف کچھ غلط نہیں بتائے گا. "

خانی نے بے اختیار گال پر لڑھک آنے والے آنسو صاف کرتے شہرام کا نمبر ملایا تھا.

جس نے دوسری بیل پر ہی کال اٹینڈ کر لی تھی.

" شہرام مجھے ایک بہت ضروری بات پوچھنی ہے تم سے پلیز سچ بتانا. "

خانی نے شہرام کی آواز سنتے ہی بنا سلام دعا کے اپنی بات کہی تھی.

" خانی کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا. تم اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو. بولو کیا پوچھنا ہے. "

دوسری جانب شہرام خانی کی بھیگی آواز پر فکر مند ہوا تھا.

" تمہیں نگار کی قسم جھوٹ مت بولنا اور سیاہل کو بالکل نہیں بتاؤ گے میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے. کیا تم نے کل سیاہل کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا. جب تم میران بھائی کے ساتھ تھے. مجھے ہاں یا نہیں میں سیدھا اور صاف جواب چاہیئے. "

خانی کی بات پر شہرام ٹھٹھکا تھا. اُسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا.

" ہاں دیکھا تو تھا خانی مگر.... "

شہرام نے تصدیق کرتے ساتھ کچھ بولنا چاہا تھا. مگر بنا اُس کی سنے خانی فون بند کر گئی تھی.

خانی کے آنسو اُس کا چہرا بھگونے لگے تھے. وہ اِس سب پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی. مگر حالات اور ثبوت اِسی رُخ پر جاتے خانی کا سکون غارت کر گئے تھے.

خانی ہاتھوں میں سر گرائے بیڈ پر ڈھے سی گئی تھی. جب اچانک اُس کا موبائل بج پڑا تھا.

سیاہل کا نمبر دیکھ خانی نے فوراً کال ریسیو کی تھی.

" لگتا ہے مجھے بہت زیادہ مِس کیا جا رہا تھا. "

سیاہل خانی کی اتنی ساری مسڈ کال دیکھ کر مسکراتے لہجے میں بولا تھا.

" جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں. آپ کہاں ہیں اِس وقت. "

خانی نے اپنے لہجے کو حد درجہ نارمل رکھنا چاہا تھا.

" کیا ہوا سب ٹھیک ہے وہاں. میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ میں کراچی میں ہوں. "

سیاہل کو خانی کا انداز کچھ عجیب سا لگا تھا.

" ......کس کے "

ابھی خانی مزید کچھ پوچھنے ہی لگی تھی. جب اُسے سیاہل کے پیچھے سے عینا کی آواز سنائی دی تھی. جو شاید سیاہل سے ہی مخاطب تھی. خانی کے آنسوؤں میں تیزی آگئی تھی. وہ بھلا اپنی بیسٹ فرینڈ کی آواز کیسے نہ پہچانتی.

" .خانی کیا ہوا تم خاموش کیوں ہو گئی. کوئی پرابلم ہے کیا "

.سیاہل کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا

.نہیں کچھ نہیں. بس ویسے ہی کال کی تھی "

".مجھے شاید بی بی سائیں بلا رہی ہیں. اوکے خدا حافظ

.اِس سے پہلے کے خانی اپنا کنٹرول کھوتی اُس نے فون بند کر دیا تھا

موبائل دور اچھالتی وہ دونوں ہاتھوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی.

وہ سیاہل خان پر شک نہیں کرنا چاہتی تھی. مگر ابھی اُس کے قریب سے آتی عینا کی آواز یہی شو کر رہی تھی کہ سیاہل اُسی کے ساتھ ہے.

اِس کا مطلب تھا وہ تصویریں بالکل سچ تھیں. خانی کو لگ رہا تھا کہ شاید وہ اِس دنیا کی سب سے بڑی بے وقوف ہے. جسے پہلے سیاہل خان عینا کے ہاتھوں بے وقوف بنوا کر یہاں لایا تھا. اور اب کیسے اُسے ڈبل بے وقوف بنایا جا رہا تھا.

"تو کیا وہ محبت, عزت و مقام دینا سب جھوٹ تھا. یا میں ابھی بھی غلط ہوں. کہیں میں سیاہل پر شک کر کے غلط تو نہیں کر رہی.

سیاہل کی جنون کو چھوتی محبت بھلا جھوٹ کیسے ہو سکتی ہے. نہیں میں غلط سوچ رہی ہوں. سیاہل مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں. وہ میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں کر سکتے."

خانی نے اپنے آنسو پونچھتے ہر غلط بات کی نفی کی تھی.

"مگر پھر یہ سب ہے کیا. یہ تصویریں, سیاہل کا عینا کے پاس ہونا. اگر یہ سب ویسا نہیں ہے جیسا میں سوچ رہی ہوں. تو سیاہل نے مجھے کچھ بتایا کیوں نہیں اِس بارے میں. کیوں چھپایا کہ وہ عینا کو جانتے ہیں. اور اتنے ٹائم سے اُس سے مل رہے ہیں. لیکن یہ تصویریں بھی تو کسی عام ریلیشن کی جانب اشارہ نہیں کر رہی نا.

للہ جی پلیز ایسا کچھ نہ ہو جیسا میں سوچ رہی ہوں۔ ورنہ میں برداشت نہیں کر پاؤں گی۔"

خانی سوچ سوچ کر پاگل ہو چکی تھی۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ وہ اِس بارے میں سیاہل سے یوں فون پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اُسے اب صرف سیاہل کے آنے کا انتظار تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"تم لوگوں کو آخر کس بات کے اتنے پیسے دے رہا ہوں میں۔ ابھی تک تم لوگ یہ بھی پتا نہیں لگا پائے کہ سیاہل خان کا عینا سے کیا رشتہ ہے۔ اگر دو دنوں کے اندر ساری سچائی تم لوگوں نے میرے سامنے نہ لائی تو میری جانب سے فارغ ہو تم لوگ۔"

میران اپنی طرف سے شک کی بنیاد پر عینا اور سیاہل کی تصویریں تو بنوا کر خانی کو بھیج چکا تھا۔ لیکن ابھی تک اُسے اُن دونوں کے اصل رشتے کی خبر نہیں ہو پائی تھی۔ جس پر وہ اپنے آدمیوں پر کافی بھڑک رہا تھا۔ جنہیں اُس نے سیاہل خان کے پیچھے لگا رکھا تھا۔

میران اُنہیں سختی سے ہدایت دے کر موبائل آف کرتے واش کی جانب بڑھا تھا۔ جب عجلت میں بنا دھیان دیے وہ واش روم سے نکلتی شہرین سے بُری طرح ٹکرا گیا تھا۔

اِس سے پہلے کے شہرین اِس اچانک ہونے والے زوردار تصادم پر لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی میران نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے نرم و نازک گیلے وجود کو تھام لیا تھا۔ شہرین روم میں میران کی غیر موجودگی کی وجہ سے بنا کوئی دوپٹہ شال لیے صرف کپڑے اور ٹاول لے کر ہی اندر گئی تھی۔

لیکن اِس وقت اُس کے گیلے بالوں میں لپٹا اکلوتا ٹاول بھی شدید ٹکراؤ کی وجہ سے بالوں سے نکل کر نیچے گر چکا تھا۔ اور شہرین کے گیلے نرم و ملائم بال اُس کے

نازک وجود پر بکھرتے میران پر مزید بجلیاں گرا گئے تھے. جو پہلے ہی اُس کے اِس سادگی لیے حُسن کے سحر میں اچھا خاصہ جکڑا کھڑا تھا.

شہرین کے وجود سے اُٹھتی دلفریب خوشبو میران پر خمار سا طاری کر رہی تھی. وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا. آخر یہ کون سی کشش تھی جو اُسے اِس لڑکی کی جانب کھینچ رہی تھی.

میران کے بے خود انداز اور گرم نظروں کی تپش سے گھبراتے شہرین نے اُس کے حصار سے کسمسا کر نکلنا چاہا تھا.

"سائیں چھوڑیں مجھے....."

شہرین کی کپکپاتی آواز میران کے کانوں سے ٹکراتی اُسے ہوش کی دنیا میں لائی تھی.

ایک کمزور لمحے کے زیرِ اثر آنے پر وہ اپنی بے اختیاری پر خود کو جی بھر کر کوستے فوراً شہرین کو آزاد کرتا پیچھے ہٹا تھا.

وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک انسان تھا. اس نے اپنے آس پاس شہرین سے کہیں زیادہ حسین لڑکیوں کو دیکھا تھا. مگر ایسی حالت اُس کی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی. پتا نہیں اِس لڑکی کے قریب آتے اُس پر یہ خمار کیوں طاری ہو جاتا تھا.

" تم سے میں نے کیا کہا تھا اُس دن. میرے سامنے کیسے آنا ہے تمہیں. "

میران اپنی خفت مٹانے کے لیے پاس سے نکلتی شہرین کا واپس بازو دبوچتے غرایا تھا.

شہرین جس کی دھڑکنیں ابھی تک نارمل نہیں ہوئی تھیں. میران بلوچ کے اگلے حملے پر وہ سہم سی گئی تھی.

دوپٹہ پاس نہ ہونے کی وجہ سے میران کے سامنے جو تھوڑا بہت کانفیڈنس ہوتا تھا. وہ بھی اِس وقت غائب ہو چکا تھا.

وہ بچاری تو یہ سوچ کر کمرے میں بے فکر گھوم رہی تھی. کہ میران کراچی میں ہے. اُسے اِس ستم کا کہاں علم تھا.

".وہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ واپس آچکے ہیں "

.شہرین چہرا جھکائے ہولے سے منمنائی تھی

اُس کے اتنے معصوم اور سادہ سے انداز پر نا چاہتے ہوئے بھی میران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی. جسے چھپانے کے لیے وہ چہرا موڑ گیا تھا.

" .کل ہمیں کراچی جانا ہے. جو بھی اپنی پیکنگ کرنی ہے کر لو "

.میران چہرے پر سنجیدگی لاتے کہتا واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا

شہرین خاموش نظروں سے واش روم کے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی. یہ عجیب و غریب مزاج کا مالک شخص اُس کی سمجھ سے باہر تھا. کبھی اتنا نرم مزاج اور مہربان اور کبھی شدید غصے میں ایسے ہوتا تھا. جیسے ابھی اُسے کچا چھبا جائے گا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"سردارنی سائیں وہ سردار سائیں حویلی آچکے ہیں. اُن کے ساتھ کوئی لڑکی بھی ہے. وہ اُسے بی بی سائیں سے ملوا کر اب گیسٹ روم میں لے کر گئے ہیں."

خانی جو صبح سے ایک جان لیوا اذیت کے زیرِ اثر تھی. ملازمہ کی بات پر اُس کی اذیت مزید بھری تھی.

ملازمہ خانی کے حکم کے مطابق اپنا کام سرانجام دیتی کمرے سے نکل گئی تھی.

خانی بوجھل اور بے چین دل کے ساتھ کمرے سے نکل آئی تھی. اُس کا رُخ گیسٹ روم کی جانب تھا. سیاہل خان پورے تین دن بعد لوٹا تھا. اور بجائے اُس کے پاس آنے اُسے ملنے کے وہ اتنی دیر سے گیسٹ روم میں تھا. اور اُس لڑکی کو حویلی میں اپنے ساتھ بھی لے آیا تھا.

خانی کے دل کا درد بڑھا تھا. لمحہ بہ لمحہ اُس کی دھڑکنیں زور پکڑتی جا رہی تھیں.

گیسٹ روم کے سامنے پہنچتے خانی نے نظریں اُٹھائی تھیں. مگر آدھ کھلے دروازے سے نظر آتا سامنے کا منظر خانی کے دل کے لاکھوں ٹکرے کر گیا تھا.

عینا سیاہل کے سینے سے لگی کھڑی تھی. اور سیاہل اُس کا سر سہلاتا اُسے اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھا. خانی کی آنکھوں کے پردے آنسوؤں کی وجہ سے دھندلا گئے تھے. وہ ساکت سی اپنی جگہ کھڑی رہی تھی.

جب اچانک سیاہل کی غیر ارادی نظر دروازے کی جانب اُٹھی تھی. وہاں کھڑی خانی کو دیکھ سیاہل کو جھٹکا لگا تھا. جس کی وجہ خانی کا وہاں کھڑا ہونا نہیں. اُس کی سُرخ سوجی آنکھوں میں ہلکورے لیتی بے یقینی اور شک کی جھلک تھی. جس بے اعتباری سے نفی میں سر ہلاتے وہ اِس وقت بھی سیاہل کو دیکھ رہی تھی.

"خانی...... "

سیاہل نے عینا کو پیچھے کیا تھا. جب عینا بھی خانی کی جانب متوجہ ہوئی تھی. سیاہل خانی کی جانب بڑھا تھا. کیونکہ اُسے اپنی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا الارم دے رہی تھی.

"وہی رک جاؤ سردار سیاہل موسٰی خان. قریب مت آنا میرے. بہت بے وقوف بنالیا مجھے تم نے. بہت مذاق بنالیا میرے جذبات میری محبت کا. مگر اب

اور نہیں۔ مان گئی تمھیں میں بہت بڑے اور شاندار کھلاڑی ہو۔ بہت اچھے سے استعمال کرنا آتا ہے لوگوں کا تمھیں۔ اگر اپنی دشمنی ہی نکالنی تھی۔ تو محبت جیسا ".درد دے کر مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم کچھ اور بھی تو کر سکتے تھے نا

خانی بُری طرح آنسو بہاتی سیاہل خان کو اُنگلی اُٹھا کر وارن کرتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

.سیاہل خانی کی اتنی کڑواہٹ پر کتنی دیر اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا

.عینا اپنی جگہ الگ شاک سی کھڑی رہ گئی تھی

مجھے لگ رہا ہے۔ خانی کو آپ کے دشمن بہت بُری طرح سے مِس گائیڈ کر چکے ".ہیں "

عینا سیاہل کا دھواں دھواں ہوتا چہرا دیکھ دکھ اور شرمندگی کے زیرِ اثر بولی تھی۔ یہ جو کچھ بھی ہوا تھا۔ اُسی کی وجہ سے ہی تو ہوا تھا۔ اُسے خانی کی پوزیسو اور جذباتی .نیچر کا اچھے سے اندازہ تھا۔ وہ اِس وقت اُس کی کنڈیشن سمجھ پا رہی تھی

تو کیا میری محبت اتنی کمزور تھی اُس کی نظر میں کہ وہ اتنی جلدی کسی کی بھی "
" . باتوں میں آگئی

.سیاہل کا چہرا غصے اور ضبط سے لال ہو چکا تھا

.وہ لب بھینچتے کمرے سے نکل گیا تھا

جبکہ عینا پہلے خانی اور اب سیاہل کو اتنے غصے میں دیکھ فکر مندی سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی. اب پتا نہیں اِن دونوں کا غصہ کیا تباہی لانے والا تھا. یہ دونوں لوگ ہی اُس کے دل کے بہت قریب تھے. اپنی وجہ سے اُن دونوں کا رشتہ خراب ہوتا دیکھ عینا کو بہت تکلیف ہو رہی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل خان طیش کے عالم میں روم میں داخل ہوتے بیڈ پر اوندھے منہ گری سسکی خانی کی جانب بڑھا تھا. اور جارحانہ انداز میں اُسے بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا.

" کیا بکواس کر کے آئی ہو تم ابھی وہاں. "

سیاہل پتھریلے تاثرات کے ساتھ شعلہ بار نظروں سے خانی کو گھورتے بولا.

" وہی جو سچ ہے سیاہل خان. جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے. تم اب مزید مجھے دھوکہ دے کر بے وقوف نہیں بنا سکتے. "

خانی سیاہل خان سے بھی ڈبل غصے سے چلائی تھی. اُس کا دل بُری طرح ٹوٹا تھا. وہ کسی زخمی شیرنی کی طرح سیاہل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھی.

" تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے. میری محبت, میرا تمہارے لیے وہ جنون اور عشق کی حدوں کو چھوتا پیار وہ سب جھوٹ تھا ناٹک تھا. سیاہل خان خانی کو صرف بدلے کے لیے استعمال کر رہا تھا. "

.سیاہل نے بھی اذیت کی انتہا پر پہنچتے سوالیہ نظروں سے خانی کی جانب دیکھا تھا

ہاں اور یہی سچ ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے "
".بعد بھی میں تمہاری جھوٹی محبت پر یقین کروں

کسی اور کو سیاہل کی بانہوں میں دیکھ خانی پاگل ہو چکی تھی۔ سیاہل خان پر صرف اُس کا حق تھا۔ کوئی اور لڑکی کیسے سیاہل کے اتنے قریب آسکتی تھی۔ اور سیاہل کیسے کسی کو بھی اپنے اتنے قریب کر سکتا تھا۔ بار بار وہ منظر آنکھوں کے سامنے آتے .خانی کو پاگل کر رہا تھا۔ غصے کی زیادتی سے اُس کا دماغ پھٹنے لگا تھا

اُس نے جو سوچ رکھا تھا کہ کچھ بھی کہنے سے پہلے وہ سیاہل کی ساری بات سنے گی۔ اُس سے اصل حقیقت جانے گی۔ کیا پتا اُس کے خاندان والے اُسے سیاہل سے دور .کرنے کے لیے کوئی چال چل رہے ہوں

مگر پہلے سیاہل کے فون سے عینا کی آواز سن کر اور اب اُسے سیاہل کے اتنے قریب .دیکھنا خانی کی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتں چھین گیا تھا

.سیاہل نے غصے کی انتہا پر پہنچتے خانی کو کھینچ کر اپنے قریب کیا تھا

"خانی اتنی بڑی بڑی باتیں مت بولو. جن پر بعد میں تمہارے پاس پچھتانے کے علاوہ کچھ نہ بچے."

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے بہت قریب تھے. سیاہل کی گرم سانسیں خانی کا چہرا جھلسا رہی تھیں. مگر اِس وقت خانی بھی بنا اُس سے دور ہونے کی کوشش کیے. غصے اور اشتعال انگیز نظروں سے سیاہل کو گھور رہی تھی.

سیاہل کی بات پر خانی نے زخمی نظروں سے اُسے دیکھتے اُس کا کالر اپنی مُٹھی میں دبوچتے سیاہل کو چہرا اپنے مزید قریب کرتے اُس کی سحر انگیز آنکھوں میں جھانکا تھا. جو اِس وقت خانی کو سب سے بڑی فریبی لگی تھیں. اتنے ٹائم سے وہ اِنہی سے ہی تو دھوکہ کھاتی آئی تھی.

"تو اگر یہ سب جھوٹ ہے تو بولوں کیا ہے سچ. کیسے اور کب سے جانتے ہو عینا کو. کیا رشتہ ہے تمہارا اُس سے. جو بھی ہے تم لوگوں کے درمیان مجھے کیوں نہیں بتایا. مجھ سے کیوں چھپایا یہ سب. کیا عینا کی دوستی بھی دھوکہ تھی. وہ بھی

. کیا تمہارے کہنے پر میرے پاس آئی تھی. کیا وہ بھی تمہاری پلاننگ کا کوئی حصہ تھا
"

خانی جس قدر تکلیف میں تھی. اُس کے الفاظ اُس سے کہیں زیادہ تکلیف سیاہل خان کو پہنچا گئے تھے.

سیاہل نے خانی کے بالوں کی گدی پر ہاتھ رکھتے اُس کا چہرا اپنے قریب تر کر لیا تھا. اتنا کہ سیاہل کے بولنے پر اُس کے لب خانی کے چہرے سے ٹچ ہونے تھے.

" بہت غلط کر رہی ہو خانی تم. سیاہل خان پر شک کر کے. تمھیں میرے بارے میں جو لگ رہا ہے ٹھیک ہے سمجھو وہی. اگر تم یوں بنا شک کیے مجھ سے آرام سے پوچھتی تو میں سب کچھ بتا دیتا تمہیں. جو کہ آج میں تمہیں بتانے بھی والا تھا بھی. لیکن یہ سب کر کے تم نے اپنے اور میرے دونوں کے ساتھ بہت غلط کیا ہے.

میں سیاہل خان جس نے کبھی اپنے کیے پر کسی کو جسٹیفیکیشن نہیں دی. صرف تمہیں وہ حق دیا تھا. سیاہل خان خانی کو ہر سوال ہر وضاحت مانگنے کا حق دے چکا تھا. مگر اِس خانی کو نہیں اپنی پہلے والی خانی کو جسے مجھ پر بھروسہ تھا. تمہیں جو

میرے بارے میں سوچنا ہے سوچو. اب میں تمہیں کسی قسم کی کوئی وضاحت نہیں دوں گا. جن کی بات پر یقین کر کے تم نے مجھ پر شک کیا ہے نا. اب اِس بات کے سچ یا جھوٹ ہونے کی تصدیق بھی اُنہی سے مانگنا. "

اپنی بات کہہ کر سیاہل خانی کو جھٹکے سے خود سے جدا کرتا روم سے باہر نکلتا چلا گیا تھا. خانی توازن برقرار نہ رکھ پاتے پیچھے موجود بیڈ پر جا گری تھی.

اُس کے جذبات اور احساسات بلکل منجمند ہو چکے تھے. اُسے لگ رہا تھا اِس قدر اذیت پر اُس کا دل پھٹ جائے گا.

سیاہل کو شدید بپھرے ہوئے انداز میں باہر نکلتا دیکھ عینا جلدی سے اُس کے سامنے آئی تھی.

".عینا میں اِس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا "

سیاہل نے ہاتھ اُٹھا کر عینا کو روک دیا تھا.

"مگر بھائی آپ نے خانی کو کلیئر کیوں نہیں کیا کہ جیسا وہ سمجھ رہی ہے ویسا کچھ نہیں ہے۔ ہم نے اُسے دھوکہ نہیں دیا بے وقوف نہیں بنایا. اُسے مِس گائیڈ کیا جا رہا ہے. "

عینا سے اپنے دو سب سے عزیز لوگوں کا اپنی وجہ سے اذیت میں ہونا کسی صورت برداشت نہیں ہو رہا تھا.

"اُسے جتنا غلط سوچنا ہے. مجھ پر جتنا شک کرنا ہے کرنے دو. نہ تم اور نہ گھر والوں میں سے کوئی اور اُس کے آگے ہمارا رشتہ کلیئر کرے گا. میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں. خانی کس حد تک دوسروں کی باتیں سن کر مجھ سے نفرت کر سکتی ہے اور میرے خلاف جا سکتی ہے. "

سیاہل سُرخ ہوتی آنکھوں سے عینا کو اپنا فیصلہ سناتا وہاں سے نکل گیا تھا. جبکہ عینا بے بسی سے وہی کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی.

اُس کا دل چاہا تھا خود کو ہی ختم کر لے جو سیاہل اور خانی کے درمیان دوریاں لانے کی اصل وجہ تھی.

" دیکھا سامنے آ گئی نا اُس لڑکی کی اصلیت۔ سیاہل کی دی ہوئی اتنی عزت راس نہیں آئی اُسے وقت آنے پر دکھا دی اپنی فطرت۔ اب سیاہل کو بھی سمجھ آ جانا چاہیئے۔ کتنا غلط کیا ہے اُس نے اِس لڑکی پر اعتبار کر کے "

تانیہ بیگم کو کچھ دیر پہلے ہی ساری بات کا پتا چلا تھا۔ تب سے اُن کے دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے۔ وہ یہی تو چاہتی تھیں کہ خانی کسی طرح سیاہل کی نظروں سے گر جائے۔ اور آج وہی ہوا تھا۔ اُن کے بنا کچھ کیے ہی اُن دونوں کے درمیان بہت بڑی دیوار کھڑی ہو چکی تھی۔

" کیا ہوا بی بی سائیں آپ اتنی خاموش کیوں ہیں۔ آپ کو خوشی نہیں ہو رہی یہ سب دیکھ کر۔"

تانیہ بیگم نے ایک نظر گم صم سی بیٹھی بی بی سائیں پر ڈالتے پوچھا تھا۔

کس بات پر خوش ہوں. کہ میرا سیاہل تکلیف میں ہے. مجھے اُس لڑکی سے " مسئلہ تھا. لیکن سیاہل کی اُس کے لیے اتنی محبت دیکھ میں کہیں نہ کہیں اُسے قبول کرنے لگی تھی. اتنے عرصے بعد تو میں نے اپنے پوتے کی آنکھوں میں خوشی کی چمک دیکھی تھی. اُس کی ویران زندگی میں اِسی لڑکی کی وجہ سے بہار آئی تھی.

.سیاہل کو اتنا خوش دیکھ کر اب میں نہیں چاہتی تھی وہ جدا ہو اِس لڑکی سے

مگر لگتا ہے میری اپنی ہی نظر لگ گئی میرے بیٹے کی خوشیوں کو. پہلے دن مجھے یہی لگا تھا. ذوالفقار بلوچ کی پوتی اُسی کی طرح شاطر اور چالباز ہے. وہ کہیں ہمارے سیاہل کو نقصان نہ پہنچائے. اُسے ہم سے دور نہ کر دے. لیکن کچھ دن اُس کو جانچنے کے بعد میں اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ وہ خون تو اُنہیں کا ہے. مگر اُس میں اُن جیسی کوئی خصلت نہیں.

" .میرا سیاہل بھلا کبھی کسی کو پہچاننے میں غلطی کر بھی کیسے سکتا ہے

بی بی سائیں اداسی بھرے لہجے میں بولی تھیں. اُن کے لیے سیاہل خان کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا. اُسی کی خاطر اُنہوں نے خانی کو پہلے اپنی حویلی اور کہیں

نہ کہیں اب اپنے دل میں بھی جگہ دے دی تھی۔ وہ بس اپنے پوتے کو خوش دیکھنا چاہتی تھیں.

لیکن آج سیاہل کی سُرخ آنکھیں اور اذیت بھرے تاثرات سے سجا چہرا اُنہیں تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا. وہ سیاہل کو اُس لڑکی سے جدا کرنے کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی تھیں. جس کی صرف زرا سی بے رخی اور بے اعتباری اُن کے مضبوط اعصاب کے مالک پوتے کو بکھیر گئی تھی.

" آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بی بی سائیں. آپ دشمنوں کی بیٹی کو کیسے بہو کے روپ میں قبول کر سکتی ہیں. جس نے آتے ساتھ ہی ہمارے سیاہل کو دکھ دینا شروع کر دیا ہے. اُس لڑکی کی اوقات ہی نہیں ہے خان حویلی کی بہو اور یہاں کی سردارنی بننے کی. میں تو کہتی ہوں سیاہل کو اُسے نکال باہر کرنا چاہیے. "

تانیہ بیگم کو بی بی سائیں کی خانی کے لیے کی گئی حمایت ایک آنکھ نہیں بھائی تھی. اِس لیے اُنہوں نے فوراََ بی بی سائیں کو خانی کے حوالے سے بدظن کرنا چاہا تھا.

بس تانیہ خاموش ہو جاؤ اب تم. اب میں مزید سیاہل کی بیوی کے خلاف کچھ " نہیں سننا چاہتی. جو لڑکی میرے سیاہل کے دل میں موجود ہے اُس کی اوقات سب سے اُوپر ہے. اُس لڑکی کی اہمیت کا اِسی بات سے اندازہ لگالو. آج جو الفاظ اُس نے سیاہل کو بولے ہیں. اگر یہی کسی اور نے بولے ہوتے تو اب تک وہ اپنے ".انجام کو پہنچ چکا ہوتا

بی بی سائیں کو بار بار تانیہ بیگم کی ایک ہی بات دوہرانا اور خانی کی توہین کرنا پسند نہیں آیا تھا. اِس لیے وہ فوراً اُسے ٹوک گئی تھیں.

جس پر تانیہ بیگم اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتی رہ گئی تھیں.

جادو گرنی نہ ہو تو. ہر ایک کو کیسے اپنے جال میں پھنسا رہی ہے. اچھی بھلی " خوشی غارت ہو کر رہ گئی ہے. "

تانیہ بیگم جو اپنی خوشی کا اظہار کرنے بی بی سائیں کے پاس آئی تھیں. یہاں کی اِس کایا پلٹ نے اُن کے خانی کے خلاف حسد کو مزید بڑھا دیا تھا. وہ جتنا اِس لڑکی کو

یہاں سے نکالنے کی خواہش مند تھیں اُس کے قدم اُتنے ہی مضبوط ہو رہے تھے.

وہ دل ہی دل میں خود سے بڑبڑاتیں باہر نکل گئی تھیں.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل رات کے وقت یخ ٹھٹھرتی جما دینے والی سردی میں باہر لان میں سیمنٹ کے سنگی بینچ پر بیٹھا آسمان کو تکی جا رہا تھا. جہاں شاید آج چاند بھی اُس سے ناراض بادلوں میں چھپا سامنے آنے سے انکاری تھا. جب اُس کے کانوں سے حسنہ بیگم کی آواز ٹکرائی تھی.

" سیاہل بیٹا باہر بہت ٹھنڈ ہے آپ کی صحت خراب ہو جائے گی. پلیز اندر آجاؤ."

حسنہ بیگم سے کسی صورت اپنے بیٹے کو اذیت میں نہیں دیکھا جا رہا تھا. اِس لیے دل کے ہاتھوں مجبور وہ کتنی دیر دور سے کھڑے ہو کر دیکھتیں آخر کار اُس کے پاس آتے مخاطب کر گئی تھیں.

" کچھ نہیں ہوتا مجھے. اتنے دھوکہ برداشت کر کے کافی سخت جان ہو چکا ہوں میں. آپ اندر جا سکتی ہیں. "

سیاہل نے ایک تلخی بھری نگاہ اپنی ماں پر ڈالتے نظریں واپس پھیر لی تھیں.

" میں نے دھوکہ نہیں دیا تھا بیٹا. میں اُس وقت مجبور تھی. "

حسنہ بیگم نے ہر بار کی کہی اپنی بات دوہرائی تھی.

" غلطیوں کو بعد میں مجبوریوں کا نام دینا بھی اچھا ہنر ہے. "

اُن کی بات پر سیاہل اذیت سے مسکراتے زیرِ لب بڑبڑایا تھا.

حسنہ بیگم اپنے بیٹے کو اذیت میں دیکھ وہاں آتو گئی تھیں. مگر جانتی تھیں سیاہل اُن کی بات نہیں سنے گا. اِس لیے کچھ دیر مزید وہاں کھڑے رہنے کے بعد وہاں سے

ہٹ گئی تھیں. شاید اُنہیں محسوس ہو گیا تھا کہ اُن کا یہاں ہونا اُن کے بیٹے لیے زیادہ تکلیف کا باعث تھا.

سیاہل نے پلٹ کر دور جاتی اپنی ماں کو دیکھا تھا. وہ اتنے سالوں بعد بھی چاہنے کے باوجود انہیں معاف نہیں کر پایا تھا. جو اُس کی زندگی کی عزیز ترین ہستی اُس کے دادا کے قاتلوں میں سے ایک تھیں.

اُسے جس دن سے اِس بات کا علم ہوا تھا. تب سے وہ اپنی ماں سے دور ہو گیا تھا. وہ اُنہیں کوئی اور سنگین سزا تو نہیں دے سکتا تھا. اِس لیے اپنے طور پر تجویز کی گئی سزا کے مطابق خود کو ہمیشہ کے لیے اُن سے دور کر کے وہ اُن کے لیے مکمل اجنبی بن گیا تھا.

حسنہ بیگم کے مخاطب کرنے پر وہ تلخ حقیقت ذہن کے پردوں پر اُبھرتی اُس کی اذیت میں اضافہ کر گئی تھی.

جس دن ذوالفقار بلوچ نے سازش کے تحت اُس کے دادا کو زہر دی تھی. وہ اور حسنہ بیگم ہی ساتھ تھے. سیاہل خان تب بہت کم عمر تھا. اور اِس سب واقع سے

لاعلم بھی. مگر حسنہ بیگم نے چھپ کر اُن کی باتیں سن لی تھیں. وہ اپنے سسر عباس خان کو بتانا چاہتی تھیں. لیکن اُس سے پہلے ہی ذوالفقار اور اسجد کی نظر اُن پر پڑ چکی تھی. اُنہوں نے حُسنہ بیگم کو سیاہل کو ختم کرنے کی دھمکی دیتے کسی کو بھی کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا. اُنہوں نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ اُن کے بہت سے لوگ ہر وقت خان حویلی میں کسی نہ کسی بھیس میں موجود رہتے ہیں. اگر اُن لوگوں کو حسنہ بیگم کی جانب سے زرا سا بھی شک ہوا تو وہ سیاہل خان کو اُسی لمحے ختم کر دیں گے.

حسنہ بیگم جوان ساری دشمنیوں سے آگاہ تھیں. وہ کسی صورت بھی اپنے بیٹے کو اِن میں لا کر قربان نہیں کرنا چاہتی تھیں. اِس لیے اُنہوں نے اپنے سسر پر بیٹے کو فوقیت دیتے اُنہیں قربان کر دیا تھا. وہ اگر پہلے دن ہی کسی کو زہر دیئے جانے کے بارے میں بتا دیتیں تو عباس خان اتنی اذیت ناک موت سے بچ سکتے تھے. مگر اُن لوگوں کی دھمکی کے زیرِ اثر وہ خان حویلی واپس آکر بھی خاموش ہی رہی تھیں. اور عباس خان کو اپنے سامنے تڑپ تڑپ کر مرنے دیا تھا.

سیاہل کو آج بھی یاد تھا. کیسی حالت ہو گئی تھی آخری وقتوں میں اُس کے دادا کی. کتنی اذیت میں تھے وہ. مگر اُس کی ماں کو رحم نہیں آیا تھا. سیاہل کو بعد میں ایک ملاقات کے دوران اسجد بلوچ سے اِس سچ کا پتا چلا تھا. جس کو بہت سارے رازوں کی طرح اُس نے اپنی ماں کی عزت کی خاطر دل میں چھپا لیا تھا.

اپنی ماں کے اتنے بڑے دھوکے اور یہ سوچ کر کہ صرف اُس کی وجہ سے اُس کے دادا کو اتنی اذیت برداشت کرنی پڑی سیاہل کا دل چاہتا تھا. خود کو ختم کر لے. جو بھی تھا مگر اب تک سیاہل اپنی ماں کی اتنی بڑی غلطی معاف کرنے کے لیے دل بڑا نہیں کر پایا تھا. جب بھی وہ ایسا سوچتا تھا تو اُس کے دادا کا آخری وقت اُس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا.

اذیت ناک سوچوں کو جھٹکتے سیاہل کی غیر ارادی نظر اپنے روم کے ٹیرس کی جانب اُٹھی تھی. جس کی لائٹ ابھی تک جل رہی تھی.

سیاہل نے فوراً نظریں گھما لی تھیں.

خانی نے آج جذبات میں آکر اُسے بُری طرح ہرٹ کر دیا تھا. وہ اپنی غلطی مانتا تھا کہ اُسے خانی کو پہلے ہی سب بتا دینا چاہیئے تھا. مگر خانی نے جو آج کیا تھا. خانی کے الفاظ اُسے بُری طرح غصہ دلا گئے تھے. سیاہل خان مر سکتا تھا مگر خانی کو کبھی اپنی دشمنی میں استعمال نہیں کر سکتا تھا.

خانی کی غصے میں کہی ساری باتیں سیاہل کا دل چیر گئی تھیں.

خانی اُس کی اولین چاہت تھی. اُس کی زندگی کی سب سے بڑی اور حسین حقیقت تھی. وہ ہر ملاقات ہر بات میں خانی پر اُس کا مقام واضح کر چکا تھا. پھر بھی وہ یہ سوچ بھی کیسے سکتی تھی کہ سیاہل اُس کی جگہ کسی کو بھی دے سکتا تھا.

عینا کوئی غیر نہیں سیاہل کی بہن تھی. سیاہل کو اپنے بابا کی وفات کے کافی عرصے بعد فرمان خان کے ذریعے پتا چلا تھا کہ موسٰی خان نے شہر میں خفیہ شادی کر رکھی تھی. جس میں سے اُس کی ایک بہن بھی تھی عینا. جن کے حالات کافی خراب تھے.

سیاہل کو جیسے ہی اِس حقیقت کا علم ہوا تھا. وہ فوراً اُن کے پاس پہنچ گیا تھا. اُس نے نہ صرف اُن کے سارے اخراجات برداشت کرتے اُن کو ایک شاندار لائف سیٹ کر کے دی تھی. بلکہ اُن کی ہر بات کا خیال بھی رکھتا آیا تھا.

حویلی میں بی بی سائیں اور حسنہ بیگم اور باقی کچھ اہم لوگوں کو وہ اِس حقیقت کے بارے میں بتا چکا تھا. لیکن عینا اور اُس کی مدر کو اُس نے اپنے حوالے سے کسی سے بھی کچھ بتانے سے منع کیا تھا. وہ نہیں چاہتا تھا. اُس کے دشمنوں کو اِس بارے میں ذرا سی بھی بھنک پڑے. سیاہل سے وعدے کے مطابق عینا نے یہ بات کسی کو بھی نہیں بتائی تھی. اپنی بیسٹ فرینڈ خانی کو بھی نہیں.

سیاہل کو پہلے بالکل بھی علم نہیں تھا کہ عینا خانی کی دوست ہے. وہ تو ایک دن خانی کو دیکھنے کی خاطر وہ ایک ریسٹورنٹ میں اُس کے پیچھے گیا تھا. وہاں عینا کو دیکھ کر اُسے اِس بات کا پتا چلا تھا.

سیاہل نے بعد میں سرسری سا خانی کا پوچھا تھا. جس پر عینا نے چونکتے اُسے بتایا تھا کہ خانی کے منہ سے بھی اُس نے ایک بار سیاہل خان کا نام سنا ہے کیا وہ اُسے جانتا

ہے۔ سیاہل نے اُس وقت تو عینا کو ٹال دیا تھا۔ لیکن بعد میں اُس کے بہت اسرار پر خانی اور اپنا رشتہ بتا دیا تھا۔ عینا یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی تھی۔ اُس کی بیسٹ فرینڈ اُس کی بھابھی تھی.

وہ خانی سے اِس بارے میں بات کرنا چاہتی تھی۔ لیکن سیاہل کے سختی سے منع کرنے پر خانی کے سامنے بلکل انجان بننے پر مان گئی تھی.

جنید عینا کو پسند تھا۔ سیاہل نے ویسے بھی کبھی کسی بات پر اعتراض نہیں کیا تھا. جنید اچھا انسان لگا تھا اُسے اِس لیے وہ عینا کی منگنی پر آرام سے راضی ہو گیا تھا.

عینا اکثر اُس سے بلوچستان آنے کی ضد کرتی تھی۔ اور اُسی پر عمل کرتے خانی کے دماغ میں بھی یہ بات ڈالتے وہ خانی کو لیے آخر کار بلوچستان پہنچ گئی تھی.

جہاں سیاہل کے آرڈر کے مطابق وہ سیاہل کے حوالے سے خانی کے سامنے بلکل ہی انجان بنی رہی تھی۔ جس سے خانی کو زرا سا بھی اُس پر ایسا کوئی شک نہیں ہو پایا تھا۔ سیاہل عینا کی سیکیورٹی کی خاطر ہی نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات خانی کو پتا چلے اور

کسی بھی طرح اُس کے دشمنوں تک پہنچ سکے. کیونکہ تب خانی اپنی فیملی والوں کی حقیقت سے واقف نہیں تھی.

سیاہل کے کہنے پر ہی شہرام نے میران کو راضی کیا تھا کہ کسی انجان لڑکی کو حویلی لے کر جانا مناسب نہیں تھا. اِس لیے میران نے عینا کو واپس بھیجوا دیا تھا. سیاہل بالکل بھی نہیں چاہتا تھا. اُس کی بہن دشمنوں کی حویلی میں ایک قدم بھی رکھے.

بعد میں خانی کے ساتھ ریلیشن ٹھیک ہونے کے بعد سیاہل اِس حوالے سے بتانا چاہتا تھا. مگر عینا کی لائف میں آنے والے بھیانک واقع کی وجہ سے سیاہل خانی کی پریشانی کے خیال سے اُسے کچھ نہیں بتا پایا تھا.

یہ اُن دنوں کی بات تھی جب سیاہل پر حملہ ہوا تھا.

جنید کچھ غلط کاموں میں پڑ چکا تھا. اُس نے اپنے گھر والوں کے سامنے عینا سے شادی سے انکار کر دیا تھا. مگر اُنہوں نے اُس سے زبردستی کرتے شادی کرنے پر راضی کیا تھا. اور شادی میں جلدی مچا دی تھی. جس کا یہ نتیجہ نکلا تھا. کہ وہ

بارات والے دن عین رخصتی کے ٹائم عینا کو طلاق دیتے اُس معصوم بے قصور لڑکی کے دامن کو داغدار کرتے جاچکا تھا.

اتنے بڑے دکھ اور بدنامی کو نہ سہہ پاتے عینا نے خودکشی کی کوشش کی تھی. مگر ابھی زندگی باقی ہونے کی وجہ سے اُس کی جان بچ گئی تھی. جس کے بعد سیاہل نے اپنی بہن کو پوری طرح اپنی شفقت کے سائے میں لیتے سنبھالا تھا. جسے دشمنوں نے کچھ اور نام دیتے خانی کو سیاہل سے بدظن کر دیا تھا.

سیاہل کے کانوں میں بار بار خانی کی روتی چیختی آواز میں کہے الفاظ گونجتے اُسے نئے سرے سے اذیت میں مبتلا کر رہے تھے.

لان میں چلتی سرد ہوائیں سیاہل خان کے وجود سے ٹکرانے کے باوجود اُس کے دل میں لگی آگ بجھانے میں ناکام تھیں.

"سائیں میں نے بہت کوشش کی مگر سردارنی جی کھانا کھانے پر بالکل بھی راضی نہیں ہو رہی. وہ مسلسل رو رو کر اپنی طبیعت خراب کر چکی ہیں."

سیاہل کے حکم پر پچھلے تین گھنٹوں سے خانی کو کھانا کھلانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی اُس کی خاص ملازمہ آخرکار ہمت ہارتی سیاہل کے پاس آئی تھی. اُس کی بات سنتے سیاہل نے گہری سانس بھرتے اُسے واپس بھیج دیا تھا.

خانی کے شک کرنے اور اتنی اذیت پہنچانے کے باوجود سیاہل خانی کو تکلیف میں نہیں دیکھ پا رہا تھا. اُس جیسے مضبوط اور سنگدل انسان کا دل خانی اسجد بلوچ کے معاملے میں حد سے زیادہ نرم تھا.

وہ غصے میں اُس کی بدگمانی دور کرنے کے بجائے مزید بدظن کرتا اُس کے پاس سے تو ہٹ آیا تھا. مگر اب غصے کے ساتھ ساتھ خانی کے اذیت میں ہونے کا سنتے سیاہل خان کی تکلیف مزید بڑھ گئی تھی.

وہ خانی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا. اُس کے سامنے کچھ بھی کلیئر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا. اِس بار وہ اُس کی جانب سے سنگدل ہونا چاہتا تھا مگر اپنی جان سے عزیز ہستی کو وہ ایسے اذیت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا. چاہے اُس کے لیے سیاہل خان کو اپنی سب سے قیمتی چیز اپنی انا بھی مارنی پڑتی تب بھی.

سیاہل جو خود سے عہد کر چکا تھا کہ جب تک خانی اسجد بلوچ خود چل کر اُس کے پاس نہیں آئے گی۔ وہ اُس کی جانب کوئی پیش قدمی نہیں کرے گا۔ مگر جیسے پہلے خانی کے حوالے سے کیے اپنے عہد وہ قائم نہیں رکھ پایا تھا۔ اُن سے بھی کہیں زیادہ جلدی اُس کا یہ عہد ٹوٹ گیا تھا۔

آج یہ بات اُس پر مکمل واضح ہو چکی تھی۔ کہ خانی سے دور رہنے سے زیادہ اُس کے لیے مرنا آسان تھا۔

سیاہل دل اور دماغ کی جنگ میں دل سے ہار مانتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بڑے سے بڑا فیصلہ آرام سے کر جانے والا سردار سیاہل موسیٰ خان خانی اسجد بلوچ کے معاملے میں دنیا کا سب سے کمزور دل انسان تھا۔

سیاہل کے قدم جس تیزی سے روم کی جانب بڑھ رہے تھے۔ یہ خانی کے حوالے سے اُس کی بے قراری کا واضح ثبوت تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

روم میں داخل ہوتے سیاہل کی نظر نیچے کارپٹ پر بیٹھی ساتھ پڑے صوفے پر بازوؤں میں چہرا چھپائے ارد گرد سے بیگانہ خانی پر پڑی تھی.

خانی کا ایک طرف ڈھلکا وجود یہی ظاہر کر رہا تھا کہ خانی ہوش سے بیگانہ ہے.

آج کا واقعہ چاہے جتنا بھی بُرا تھا. مگر سیاہل خان پر یہ بات تو اچھے سے واضح کر گیا تھا کہ خانی اُس سے دیوانگی کی حدوں کو چھوتی بے پناہ محبت کرتی تھی.

ساتھ ٹیبل پر جوں کے توں رکھے کھانے کو دیکھتے سیاہل خانی کی جانب بڑھا تھا. کھانا اُس نے بھی نہیں کھایا تھا. مگر اپنی پرواہ تھی ہی کہاں اُسے. اُس کے لیے تو اُس سے بھی پہلے اُس کی خانی تھی. چاہے وہ خانی سے جتنا بھی ناراض ہوتا, جتنی بھی بڑی بدگمانی یا غلط فہمی اُن کے درمیان آجاتی سیاہل خان اپنی خانی کو کبھی خود سے جدا نہیں کر سکتا تھا.

وہ اُس سے بات بھی نہ کرتا مگر اُس کا اپنے سامنے ہونا, اُس کی موجودگی اُس کی خوشبو ہی سیاہل خان کی سانسوں کی ضمانت تھی.

یہی تو تھی سیاہل خان کی بے لوث محبت جو اتنے برسوں سے وہ خانی سے کرتا آیا تھا.

سیاہل کے کہنے پر ملازمہ جوس کا گلاس رکھ کر جا چکی تھی.

سیاہل آگے بڑھا تھا. اور بنا ایک لفظ بھی بولے اُس نے جھک کر خانی کو اپنی بانہوں میں بھرتے اُٹھا لیا تھا.

خانی کا جسم ہلکا ہلکا تپ رہا تھا. وہ غنودگی میں تھی. سیاہل کے اُٹھانے پر اُس کا سر ایک جانب لڑھک گیا تھا.

سیاہل بہت ہی نرمی سے اُسے اُٹھا کر لاتے بیڈ پر. لیٹا چکا تھا. جب اُس کی نظروں کے سامنے خانی کا سرخ چہرا اور گریہ زاری کی وجہ سے سوجی آنکھیں تھیں.

سیاہل نے لب بھینچتے ٹیبل سے جوس کا گلاس اُٹھاتے خانی کے گرد بازو پھیلا کر اُسے اپنے سہارے اُٹھایا تھا.

".خانی تھوڑا سا جوس پی لو "

سیاہل خانی کا گال تھپتھپاتے اُسے ہوش میں لاتے بولا. جس پر خانی نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تھی.

خانی کی اُسی سوئی جاگی کیفیت میں سیاہل نے بہت مشکل سے اُسے جوس پلایا تھا.

خانی جتنی دھان پان سی تھی. سیاہل کو ویسے ہی اُس کے کھانے کی فکر رہتی تھی. کیونکہ وہ اُس کی چڑیوں جیسی خوراک سے واقف تھا. اور اِس حالت میں تو وہ کسی صورت بھی خانی کو بھوکا نہیں سونے دے سکتا تھا.

جوس کا گلاس سائیڈ پر رکھتے سیاہل نے خانی کو واپس بیڈ پر لٹاتے اُٹھنا چاہا تھا. جب خانی نے اُس کے گلے میں بازو ڈالتے اُسے روک لیا تھا.

" .سیاہل خان تم صرف میرے ہو. تم مجھ سے دھوکہ کیسے کر سکتے ہو "

خانی غنودگی میں بڑبڑائی تھی. جو بہت مدھم تھی مگر اس پر جھکے ہونے کی وجہ سے سیاہل واضح الفاظ سن پایا تھا.

سیاہل جو پلٹنے کا ارادہ رکھتا تھا. خانی کی یہ بے خود حرکت اُسے خور سے باندھ گئی تھی.

شایداِس اذیت بھرے تھکا دینے والے دن کے بعد اب سیاہل خان بھی کچھ سکون کا طلبگار تھا.

آج بھی وہ خانی کے اپنی جانب بڑھے ہاتھ جھٹک نہیں پایا تھا.

سیاہل دل کی آواز پر ایمان لاتے خانی کے قریب نیم دراز ہوتے اُسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے گیا تھا. سیاہل خان جو اتنی دیر ٹھنڈ میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے بلکل سرد تھا. خانی کا نرم گرم وجود اُس کو حرارت بخشتا دل کے کسی بے چین گوشے کو سکون دے گیا تھا.

خانی غنودگی میں بھی سیاہل کو اپنے قریب محسوس کرتی اُس کے مزید قریب ہوتی چوڑے سینے میں سر چھپا گئی تھی.

دونوں ایک دوسرے سے بے حد ناراض, بدگمان اور غصے کی انتہاؤں پر تھے. مگر اس وقت بھی سکون اُنہیں ایک دوسرے کی موجودگی میں, ایک دوسرے کے لمس میں ہی محسوس ہو رہا تھا.

خانی کے قریب ہونے پر سیاہل اُسے مزید خود میں بھینچتا اُس کی کھلے بالوں سے ڈھکی گردن میں چہرا چھپا گیا تھا.

ایک بجے کے قریب کسی احساس کے تحت خانی کی آنکھ کھلی تھی. روم میں زیرو پاور بلب کی ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی. خانی نے اُٹھنا چاہا تھا مگر وہ ہل بھی نہیں پائی تھی. خود کو کسی مضبوط حصار میں جکڑا محسوس کرتے اُس کا دل دھک سے رہ گیا تھا. گرم سانسوں کی تپیش سے اُسے اپنی گردن جھلستی ہوئی محسوس ہوئی تھی. خانی کا بازو سیاہل خان کے کشادہ سینے کے گرد لپٹا ہوا تھا. اور وہ خود پوری طرح سے اِس وقت اُس کے کسرتی مضبوط بازوؤں کے حصار میں جکڑی ہوئی تھی.

خانی نے ناسمجھی کی کیفیت میں چہرا موڑ کر سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا. جب آہستہ آہستہ اُس کا ذہن نیند سے بیدار ہوتے گزرے دن کی ساری کہانی اُس کو دوبارہ سے یاد کروا گیا تھا.

خانی نے فوراً غصے سے اپنا بازو سیاہل خان کے سینے سے کھینچ لیا تھا. اور جھٹکے سے اُس کا حصار توڑنا چاہا تھا. لیکن شاید اُس کا حصار اتنا کمزور نہیں تھا جو اتنی آسانی سے ٹوٹ جاتا.

"سیاہل خان چھوڑیں مجھے. آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی"

خانی زہر خند لہجے میں چلائی تھی. مگر سیاہل نے اُس کی بات پر کوئی رسپانس نہیں کیا تھا. اور نہ ہی آنکھیں کھولیں تھیں. یا تو وہ واقعی ہی نیند میں تھا یا پھر صرف خانی کو زچ کر رہا تھا.

خانی نے سیاہل کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے اُوپر سے اُس کا بازو ہٹانا چاہا تھا. مگر ہاتھ کو چھوتے ہی خانی کو زور کا جھٹکا لگا تھا. سیاہل خان کا ہاتھ

بُری طرح تپ رہا تھا. شاید اِسی گرمائش کے احساس کی وجہ سے اُس کی آنکھ کھلی تھی.

خانی نے ساری ناراضگی بھلاتے اُس کے حصار کے اندر ہی سے کہنی کے بل زرا سا اُوپر اُٹھتے سیاہل خان کے چہرے کو چھوا تھا. جس کی ہاتھ سے کہیں زیادہ گرمائش پر خانی کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا. سیاہل خان کو بہت تیز بخار تھا. وہ خانی کی مزاحمت پر جان بوجھ کر خاموش نہیں تھا بلکہ وہ واقعی غنودگی میں تھا.

سیاہل کو اِس قدر شدید بخار میں پھنکتا دیکھ خانی کا دل پاگل ہو اُٹھا تھا. وہ چاہے اُس سے جتنی بھی ناراض یا بدگمان ہو. مگر اُس کی سیاہل خان کے لیے بے پناہ محبت کبھی کم نہیں ہو سکتی تھی. بلکہ اِسی واقعہ سے ہی تو اُس پر ادراک ہوا تھا کہ وہ دیوانوں کی طرح چاہنے لگی تھی اِس ساحر کو. جس کی محبت میں وہ کسی کی شراکت برداشت نہیں کر سکتی تھی.

اُسی غصے میں ہی تو اُسے نجانے کیا کچھ بول گئی تھی. مگر چھوڑ جانے کی بات ایک بار بھی نہیں کی تھی. اور نہ اب وہ سیاہل خان کے بغیر ایک پل بھی رہ سکتی تھی.

" .سیاہل آنکھیں کھولے پلیز کیا ہوا ہے آپ کو "

خانی فکر مندی سے سیاہل کے چہرے پر ہاتھ پھیرتی اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی. مگر شدید بخار کی شدت نے اُس پر غنودگی طاری کر رکھی تھی. وہ کوشش کے باوجود آنکھیں نہیں کھول پا رہا تھا. جس کا مطلب تھا. اُس کے بخار کی شدت خطرناک حد تک زیادہ تھی. جس نے اُس جیسے انسان کو بھی بے سدھ کر کے رکھ دیا تھا.

خانی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے اگر رات کے اِس وقت وہ کسی کو ڈاکٹر بلانے کو کہتی تو سیاہل کی طبیعت خرابی کا سن کر ویسے ہی حویلی میں بھگدڑ مچ جانی تھی.

خانی نرمی سے سیاہل خان کا وزنی بازو بہت ہمت جمع کرنے کے بعد اپنے اُوپر سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئی تھی. مگر اُسے بازو کی مزاحمت سے محسوس ہوا تھا کہ جیسے سیاہل خان غنودگی میں بھی خانی کا دور جانا برداشت نہیں کر پایا تھا.

خانی نے فون اُٹھا کر خدا بخش کو ڈاکٹر بلوانے کے لیے کال کرنی چاہی تھی. مگر رات کے اِس پہر کسی کو بھی یوں ڈسٹرب کرنا اُسے نامناسب لگا تھا.

اِسی کشمکش میں انتہائی فکر مندی سے سوچتے خانی کو یاد آیا تھا کہ جب اُسے بخار ہوتا تھا تو انابی دوائی دینے کے ساتھ اُس پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتی تھیں. جس سے جلد ہی اُس کے بخار کا زور ٹوٹ جاتا تھا.

خانی اِسی پر عمل پیرا ہوتی جلدی سے کچن سے جا کر ٹھنڈے پانی سے بھرا باؤل لے آئی تھی.

سیاہل کے قریب بیڈ پر بیٹھتے خانی نے کروٹ لے کر سوئے سیاہل خان کو سیدھا کرنا چاہا تھا. مگر جس کا ایک بازو اپنے اُوپر سے ہٹاتے اُسے دانتوں تلے پسینا آگیا تھا. اُس پورے بندے کو ہلانا تو کئی گنا زیادہ مشقت بھرا کام تھا.

مگر سیاہل کو تکلیف میں دیکھ خانی کا دل بے کل ہوا پڑا تھا. اُسے اِس وقت صرف اِس شخص کی صحت عزیز تھی. چاہے اُن کے درمیان اِس سے بھی کہیں بڑی غلطی فہمی اور لڑائی ہوتی. اپنی سانسوں میں بستے اِس شخص کو وہ تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی.

خانی بیڈ پر سیاہل کے قریب بیٹھتے اُس پر جھک کر اُس کو دونوں کندھوں سے تھام کر سیدھا کرنے لگی تھی. اِس عمل میں اُس کی پوری جان صرف ہوئی تھی.

پوری قوت سے سیاہل خان کو سیدھا کرتے خانی کا ہاتھ پھسلا تھا. جس پر وہ سیدھی سیاہل خان کے اُوپر جا گری تھی. خانی کے نرم ہونٹ سیدھے سیاہل کے گال سے ٹچ ہوئے تھے.

خانی فوراً سے پہلے سیدھی ہوئی تھی. اُس کا دل بُری طرح دھڑکنے لگا تھا. اُسے اچھے سے پتا تھا کہ اگر اِس وقت سیاہل خان مکمل ہوش و حواس میں ہوتا تو اُس کی خیر نہیں تھی.

خانی ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر پٹیاں سیاہل کے ماتھے, گردن اور بازو پر رکھتے دل ہی دل میں کچھ سورتوں کا ورد کرتے اُس پر پھونکتی اُس کے بخار کی شدت کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی. جب کافی بار پانی چینج کرنے اور دو گھنٹوں کی مسلسل کوششوں کے بعد سیاہل کے بخار کا زور ٹوٹ چکا تھا. سیاہل پر طاری غنودگی بھی کسی حد تک کم ہو چکی تھی.

خانی کتنے ہی لمحے سیاہل کا خوبرو اور مغرور نقوش سے سجا چہرا دیکھتی رہی تھی.

کس قدر ٹیڑھا اور مشکل انسان تھا وہ. جس نے آج تک کبھی اُسے کوئی بھی بات سیدھے طریقے سے نہیں بتائی تھی. اور اگر کہیں اور سے سن کر وہ بد گمان ہو جاتی تھی. تو پھر غصہ بھی یہ جناب ہی اُس پر کرتے تھے.

بے قراری سے سیاہل خان کے ایک ایک نقوش کو اُنگلی کی پوروں سے چھوتے خانی کا دل سیاہل خان کے حق میں اُس سے بغاوت کرنے لگا تھا. کہیں نہ کہیں اب اُسے لگنے لگا تھا کہ اتنی جلدی ری ایکٹ کرنا اور سیاہل کو صفائی کا ایک بھی موقع دیے بغیر الزام لگا دینا شاید بہت غلط تھا. جس شخص نے اُسے اتنی محبت دی تھی. اُسے کچھ ثبوتوں کی بنا پر یوں بے اعتبار کرنا بھی تو غلط تھا نا.

خانی کو لگ رہا تھا کہ اُس نے سیاہل خان کے ساتھ ساتھ عینا پر بھی شک کر کے کچھ غلط تو ضرور کیا تھا. عینا شروع سے اُس کے ساتھ تھی. وہ جان چھڑکتی تھی خانی پر. بھلا وہ اُس کے شوہر کو چھیننے کی کوشش کر بھی کیسے سکتی تھی. خانی کو لگ رہا تھا کہ جو وہ سوچ رہی ہے. اگر ایسا کچھ نہ ہوا تو وہ اپنی نظروں میں ہی گر جائے گی.

تصویر کا دوسرا رُخ ابھی تک اُس سے پوشیدہ تھا۔ اُسے نے صرف وہی دیکھا تھا۔

جو میران نے اُسے دیکھانا چاہا تھا۔

ضرور ابھی بھی کوئی ایسا راز تھا۔ جس سے وہ لاعلم تھی۔ جواب اُسے ہر حال میں جاننا تھا۔ وہ مزید کسی بھی لاعلمی میں رہ کر دوسروں کی باتوں میں آکر اپنا رشتہ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مگر بعد میں سیاہل نے بھی تو غلط کیا تھا۔ اُسے کچھ نہ بتا کر۔ اگر وہ بدگمان ہو رہی تھی تو سیاہل خان کو اُس کی بدگمانی دور بھی تو کرنی چاہی تھی نا۔ یوں فیصلہ سنا کر نہیں چلے جانا چاہیئے تھا۔

"اکڑو انسان..... ہر وقت ایٹیٹیوڈ ہی ختم نہیں ہوتا اِس بندے کا۔"

سیاہل خان کی یہ حالت دیکھ خانی کا دل اُسے اندر ہی اندر ملامت کر رہا تھا کہ وہ مضبوط ترین شخص اُس کی بے اعتباری پر اگر اِس حد تک تکلیف میں پہنچ سکتا تھا۔ تو اُس کی محبت خانی کے لیے کس قدر بے لوث اور اُونچے مقام پر ہو سکتی تھی۔ خانی کی اُس کی محبت اور رشتے پر بے اعتباری نے سیاہل خان کو کتنا ہرٹ کیا تھا۔

شاید یہ بات سیاہل خان اُسے زبان سے نہ بولتا مگر اُس کی یہ حالت اور خانی کی اتنی بدتمیزی کے باوجود اُس کا خانی کی فکر اُس کی کیئر کرنا اور یوں بانہوں میں لے کر سونا خانی کا آدھے سے زیادہ غصہ کم کر گیا تھا.

اُسے محسوس ہو رہا تھا اِس شخص کی محبت پر شک کر کے شاید اُس نے بہت بڑا گناہ کر دیا تھا. نجانے کتنی ہی دیر وہ اپنی سوچوں سے اُلجھتی خود سے لڑ لڑ کر تھک چکی تھی.

اچانک اُسے نجانے کیا ہوا تھا. کہ سیاہل خان کی جانب دیکھتے خانی ہر بات پس پشت ڈالتی جھکی تھی. اور اپنے نرم ہونٹوں کا لمس سیاہل خان کی پیشانی پر چھوڑتے جیسے اپنی جذباتی حرکت کا ازالہ کرنا چاہا تھا. جب اِس سے بھی دل مطمئن نہ ہوا تو خانی نے ایک بار پھر سیاہل خان پر جھکتے اُس کی مغرور کھڑی ناک جس پر ہر وقت غصہ ہی سوار رہتا تھا کو چوم لیا تھا. اِس بات پر دھیان دیے بغیر کے سیاہل خان کے بخار کا زور ٹوٹ چکا ہے. اور اب اُس پر پہلی سی غنودگی باقی

نہیں رہی۔ وہ خانی کی ہر حرکت نہ صرف محسوس کر پا رہا ہے۔ بلکہ پوری طرح باخبر بھی ہے۔

خانی تو یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید اب سیاہل خان گہری نیند میں ہے۔ اِس لیے اُس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ خانی سیاہل خان کے قریب نیم دراز کہنی تکیے پر ٹکا کر اُس کے چہرے کے قریب جھکی محبت سے اُسے دیکھتی۔ اُس کا ایک ایک نقش آنکھوں کے راستے دل میں اُتارنے لگی تھی۔

"آئی ہیٹ یو سیاہل موسیٰ خان۔ آپ صرف میرے ہو۔ آپ سے محبت، نفرت، شک، لڑائی جھگڑا اور پیار کرنے کا حق صرف میرا ہے۔ میں کسی کو بھی ہمارے درمیان آنے ہی نہیں دوں گی۔ اور اگر آپ نے کسی کو لانے کی کوشش کی بھی تو نہ میں اُسے چھوڑوں گی نہ آپ کو۔ یہ سردار بن کر غصہ باقیوں پر چلایا کریں مجھے ڈرانے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے۔"

خانی جو باتیں سیاہل کے سامنے نہیں کہہ سکتی تھی. اُس کی بے خبری میں بہت مدھم سرگوشی کے سے انداز میں بولتی اِس بات سے انجان تھی کہ اُس کی ہر بات آرام سے سیاہل خان کی سماعتوں تک پہنچ رہی ہے.

سیاہل خان کی بند آنکھوں پر باری باری اپنے لبوں کا محبت بھرا نرم گرم لمس چھوڑتے خانی اُس کے پاس سے اُٹھی تھی.

مگر اِس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے اُتر پاتی اُس نے اپنی کلائی کو سیاہل کی آہنی گرفت میں جکڑا پایا تھا. خانی کا سانس اٹک چکا تھا.

سیاہل نے خانی کو ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا تھا. جس پر کسی ٹوٹی پتنگ کی طرح وہ سیاہل خان کے سینے پر جا گری تھی. خانی کا دل بے قابو اور سانسیں بے ترتیب ہوئی تھیں. وہ جو اتنی دیر سے بولے اور کیے جا رہی تھی. کیا سیاہل خان وہ سب سن رہا تھا. یہ سوچ ہی خانی کے ٹھنڈے پسینے چھڑا گئی تھی.

سیاہل خان کروٹ بدل کر خانی کو بیڈ پر ٹکاتے خود مکمل طور پر اُس کے اُوپر جھک آیا تھا. اِس طرح کے خانی اُس کے چوڑے وجود تلے چھپ سی گئی تھی.

خانی پہلے تو آنکھیں پھاڑے سکتے کے عالم میں یہ سب دیکھ رہی تھی. مگر پھر جیسے اپنی چوری پکڑی جانے اور جو والہانہ محبت وہ ابھی سیاہل خان کی بے خبری میں کر چکی تھی کا خیال آتے ہی خانی نے خفت اور شرمندگی کے مارے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں.

" کیا بول رہی تھی ابھی تم. "

سیاہل کی گھمبیر نیند کے خمار سے بھاری اور پُرسوز آواز خانی کے کانوں سے ٹکراتی اُس کا حلق تک خشک کر گئی تھی. آخری امید بھی ختم ہوئی تھی. مطلب وہ سب سن چکا تھا.

" سیاہل خان ہٹیں میرے آگے سے. میں نے کچھ نہیں بولا. کوئی خواب دیکھا ہو گا آپ نے. "

خانی بنا اُس کی جانب دیکھتے نظریں جھکائے بولی. اور سیاہل کے سینے پر دونوں ہاتھ جمائے اُسے اپنے اُوپر سے ہٹانا چاہا تھا.

جس پر سیاہل نے خانی کی دونوں کلائیاں پکڑ کر تکیے سے لگاتے اُس کی مزاحمت ختم کر دی تھی.

" پہلے بولو کیا کہہ رہی تھی ابھی. "

سیاہل خانی کی باتیں دوبارہ کھلی آنکھوں سے سننے پر بضد تھا.

ابھی بھی بخار سے اُس کا جسم ٹوٹ رہا تھا. مگر خانی کے استحقاق بھرے الفاظ اور اُس کی والہانہ محبت نچھاور کرتا انداز سیاہل خان کے دل پر مرہم رکھ گیا تھا.

وہ ناراضگی کے باوجود کچھ دیر محبت پاش نظروں سے اپنی دیوانی کو دیکھ رہا تھا. جو اُس کے معاملے میں واقعی پاگل تھی.

سیاہل خان کی معنی خیز کچھ کہتی چھیڑتی شوخ نظریں خانی کی جان مشکل میں ڈال گئی تھیں. اُسے اپنی بے اختیاری اور لاپرواہی پر غصہ آیا تھا. وہ اُس کو نیند میں سمجھنے کی غلطی کیسے کر سکتی تھی.

پہلے زخم دیتی ہو. پھر اتنی محبت سے مرہم رکھ کر میرے دل کو واپس اپنا اسیر "
بنا لیتی ہو. کہیں کا نہیں چھوڑا خانی اسجد بلوچ تم نے سیاہل موسیٰ خان کو. اِسی لیے
" .دور رکھنا چاہتا تھا. تمہیں خود سے

سیاہل خان نے بانہوں کے حصار میں قید اپنی معصوم سی جادو گرنی کو دیکھا تھا. جو
اُس کی آنکھیں کھولنے سے پہلے جتنی شیرنی بنی ہوئی اُس پر اپنا حق جتا رہی تھی.
.اُس کے آنکھیں کھولتے ہی خطرناک تیور دیکھ واپس اپنے خول میں سمٹ چکی تھی

سیاہل نے جھک کر خانی کی نوز پن پر ہونٹ رکھ دیے تھے. جو اِس وقت اُس کا
رہا سہا چین و قرار لوٹ رہی تھی. سیاہل خان کی جسارت پر خانی کا چہرا لال
.ہو چکا تھا. اُوپر سے سیاہل کی کہی بات اُسے بُری لگی تھی

" .سیاہل خان مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی. پلیز چھوڑیں مجھے "

خانی اپنی کلائیاں اُس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے شدید ناراضگی
سے بولی. جو ابھی بھی اُس کی غلط فہمی دور کرنے کے بجائے مزید اُسے ظالم کہہ رہا
.تھا

" . کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے "

مدھم روشنی میں جگمگاتا سیاہ کالی زلفوں میں چھپا خانی کا معصومیت بھرا چہرا سیاہل خان کو اپنی جانب بلا رہا تھا. سیاہل نے خانی کی آنکھوں میں موجود غصہ دیکھ اپنا .بہت بار کا پوچھا سوال دوہرایا تھا

" .بہت زیادہ. جتنی کبھی کسی نے کسی سے نہ کی ہو "

خانی نے سیاہل خان سے ناراضگی بھرے لہجے میں بولتے آنکھوں میں غصہ لیے اُس کی جانب دیکھا تھا. مگر اُس کا چہرا بہت قریب ہونے کی وجہ سے خانی فوراً . نظریں جھکا گئی تھی

اگر اتنی ہی نفرت کرتی ہو تو اتنی دیر سے میرے قریب کیا کر رہی تھی. کیوں " مجھے بخار میں دیکھ خانی اسجد بلوچ کی سانسیں اٹکنے لگی تھیں. مرنے دیتی مجھے. تمہارا اور تمہارے خاندان والوں کی اپنے سب سے بڑے دشمن سے جان تو " . چھوٹ جاتی

خانی نے جو الفاظ اُسے شام کو بولے تھے. وہ اب تک اُس کے کانوں میں گونج رہے تھے.

خانی نے سیاہل خان کی اِس سنگدلی پر تڑپ کر اُس کی جانب دیکھا تھا. وہ کیسے اتنی آسانی سے اپنے مرنے کی بات بول سکتا تھا.

" سیاہل خان آپ بہت ظالم اور سنگدل ہو. "

خانی کی آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا.

" نہیں یہ غلط ہے. خانی اسجد بلوچ مجھ سے زیادہ ظالم اور سنگدل ہے. "

سیاہل نے ہاتھ بڑھا کر خانی کا آنسو گر کر بے مول ہونے سے پہلے ہی اپنے ہونٹوں سے چن لیا تھا. جس پر خانی کے گال دھک اُٹھے تھے. سیاہل خان کا لمس اِس قدر شدت بھرا تھا کہ اُس کی مونچھوں کی سختی نے خانی کا گال ایک جگہ سے لال کر دیا تھا.

" مجھے سچ جاننا ہے. "

خانی نے سوالیہ نظریں اُٹھائی تھیں.

" اب میں نہیں بتاؤں گا. "

سیاہل نے فوراً انکار کیا تھا.

" سیاہل خان آپ ظالم اور سنگدل ہونے کے ساتھ ایک بہت ہی ضدی اور گھمنڈی انسان بھی ہو. "

خانی نے اُس کے دوٹوک انکار پر دانت پیستے اُس کو مزد خوبیاں گنوائی تھیں.

" اِسی لیے تمہیں اتنا اچھا لگتا ہوں کیا. جو میری بے خبری میں مجھ پر اتنی کرم نوازیاں کی جارہی تھیں. "

سیایل نے بھی فوراً بدلا پورا کیا تھا. جبکہ اُس کے انداز اور بات پر خانی کا دل چاہا تھا زمین پھٹکے اور وہ اِس میں سما جائے. آخر ضروت ہی کیا تھی. اتنا بے خود ہو کر پیار جتانے کی. وہ بھی اِس بے مہر شخص پر.

خانی مزید ناراض ہوئی تھی.

مجھ پر اعتبار کیوں نہیں کیا خانی. کیا میری محبت اتنی کمزور اور سطحی لگی تھی "
" . تمہیں

. سیاہل نے آنکھوں میں درد بھرے شکوہ کیا تھا

خانی نے نظریں اُٹھا کر سیاہل کی جانب دیکھا تھا. اُس کے الفاظ اور انداز خانی کا دل
. چیر گئے تھے

سیاہل خان کی آنکھیں بتا رہی تھیں. کہ وہ خانی کی بے اعتباری پر کس قدر تکلیف
میں ہے. مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور اِس وقت بھی خود کو درد دینے کی ذمہ دار
. اپنی بیوی کے قریب تھا

خانی سیاہل کا لال چہرا دیکھتے اور انگارے کی طرح دہکتے ہاتھوں کا لمس اپنی کلائیوں پر
. محسوس کرتے مزید فکر مند ہوئی تھی

" . سیاہل آپ کو آرام کی ضرورت ہے. آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے "

. سیاہل خان کی حالت پر خانی کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا

میرا آرام سکون اور قرار صرف میری خانی میں ہے. کیا تم مجھے میرا سکون " دے سکتی ہو. "

سیاہل آج خانی کی قربت کا طلبگار تھا. سیاہل کی بات پر خانی کی پلکیں لرز سی گئی تھیں. وہ اُسے اِس وقت کوئی ضدی بچہ معلوم ہوا تھا.

جب سیاہل خان نے ہمیشہ خانی کی ہر خواہش ہر بات کا مان رکھا تھا تو خانی کیسے اپنے محبوب شوہر کو انکار کر سکتی تھی. وہ جانتی تھی سیاہل اِس وقت بخار کی وجہ سے مکمل طور پر اپنے حواسوں میں نہیں تھا.

اگر وہ ہوش میں ہوتا اور اُس کے اعصاب اپنے کنڑول میں ہوتے تو شاید وہ یہ طلب نہ کرتا کیونکہ اُس نے اِس رشتے کو شروع کرنے کے لیے خانی کو ٹائم دے رکھا تھا. مگر اِس وقت نجانے اُس کے دماغ میں کیسی اِن سیکیورٹی تھی یا اُس کے دل کی طلب تھی. کہ وہ خانی سے سکون کی خواہش کر بیٹھا تھا.

خانی کی خاموشی پر اُس کی کلائیاں آزاد کرتے سیاہل پیچھے ہٹا تھا.

خانی جو لاکھ سیاہل خان سے بدگمان اور ناراض تھی. مگر اپنے خان کی بات کا مان رکھنا چاہتی تھی. وہ اب اپنی جانب سے مزید سیاہل خان کو کوئی درد نہیں دینا چاہتی تھی.

اِس لیے اُسے دور ہوتا دیکھ خانی نے سیاہل خان کے گلے میں بازو ڈالتے اُس کے سینے سے لگتے اپنا آپ سونپ دیا تھا.

خانی کی اِس خود سپردگی کے عمل نے سیاہل خان کی جیسے ساری ناراضگی دور کر دی تھی. خانی کو کسی قیمتی متاعِ حیات کی طرح اپنی بانہوں میں سمیٹتے سیاہل خان کے رگ و پے میں سکون اُترتا چلا گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میران کی ایک بہت امپیور ٹینٹ میٹنگ تھی. اِس لیے وہ شہرین کو لیے صبح ہی نکل آیا تھا. اب اُس کا ارادہ واپس کراچی رہنے کا ہی تھا. اِس لیے وہ شہرین کو بھی ساتھ لے کر جا رہا تھا.

شہرین جو نیند کی کافی بُری تھی. کل رات بھی لیٹ سونے اور اب جلدی اُٹھنے کی وجہ سے اُس کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں. اُسے جب نیند آتی تھی تو وہ چھوٹے بچوں کی طرح کہیں بھی آنکھیں موند لیتی تھی.

اِس وقت بھی اُس نے ایسا ہی کیا تھا. اتنی دیر میران کے ڈر سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے کے باوجود آخر کار وہ نیند سے ہار مان کر آنکھیں موندتے خوابوں کی حسین وادیوں میں پہنچ چکی تھی.

میران جو خاموشی سے بنا شہرین کی جانب دھیان دیے ڈرائیونگ میں مصروف تھا. موڑ موڑتے اچانک اُسے اپنے کندھے پر نرم و ملائم سا لمس محسوس ہوا تھا.

میران نے جیسے ہی چہرا روڈ سے ہٹاتے اپنے کندھے کی جانب موڑا وہاں کا دلفریب منظر اُس کے دل کا چین و قرار لوٹ گیا تھا. شہرین اُس کے کندھے پر سر

ٹکائے دنیا و مافیہا سے بے خبر، سیاہ چادر کے ہالے میں معصوم چہرا لیے ہوئے اردگرد سے بیگانہ تھی. چہرے پر اُس کی شال سے بالوں کی شریر لٹیں نکل کر بکھری اُس کو مزید دلکش بنا رہے تھے. میران نے نوٹ کیا تھا شہرین کے ہونٹوں پر سوتے میں بھی ایک الوہی مسکان بکھری ہوئی تھی. جیسے اِس وقت وہ کسی بہت ہی حسین سپنے کے زیر اثر ہو.

میران سے اِس منظر سے نظریں ہٹا کر روڈ کی جانب مرکوز کرنا کافی مشکل ہو گیا تھا.

میران نے اپنی سوچوں کو آج پھر کسی اور طرف پہنچنے سے پہلے ہی شہرین کو جگانا چاہا تھا.

مگر پھر اپنا بڑھا ہاتھ راستے میں ہی روک لیا تھا. وہ آج چاہ کر بھی صرف اپنی وجہ سے شہرین کو بے آرام نہیں کر پایا تھا

میران گہری سانس ہوا میں خارج کرتے دوبارہ ڈرائیونگ کی جانب متوجہ ہوا تھا. مگر شہرین کی مدھم سانسوں کی آواز بہت قریب سے محسوس ہوتی میران کو بُری طرح ڈسٹرب کر رہی تھیں.

میران کی سوچیں شہرین کی طرف اِس قدر بھٹک چکی تھیں کہ وہ بے دھیانی میں ڈرائیونگ کرتے غلط لائن سے نکل کر آتی گاڑی کو نہیں دیکھ پایا تھا. جو سیدھی اُنہیں کی جانب آ رہی تھی.

ہوش تو اُسے تب آیا جب گاڑی اُس کے سر پر پہنچ چکی تھی. میران نے اِس اچانک نازل ہوتی آفت پر ہڑبڑاتے گاڑی کا اسٹیرنگ جلدی سے گھما کر تصادم سے بچنے کے لیے گاڑی کو دوسری جانب موڑتے کچی سڑک پر ڈال دیا تھا. جس کی وجہ سے میران کی گاڑی تیز سپیڈ میں ہونے پر بے قابو ہوتی سائیڈ پر بنے درخت سے جا ٹکرائی تھی. میران نے جلدی سے شہرین کو تو تھام لیا تھا. مگر اپنا سر ڈیش بورڈ پر ٹکرانے سے نہیں بچا پایا تھا.

شہرین کی آنکھ تو پہلے جھٹکے پر ہی کھل چکی تھی. ایک تو اچانک کچی نیند سے جاگنے اُوپر سے ایسا منظر نے شہرین کو اچھا خاصہ سہما گیا تھا.

میران نے اپنے خون آلود ماتھے کی پرواہ کیے بغیر گاڑی کا دروازہ کھول کر پلٹ کر اُس گاڑی کا نمبر نوٹ کیا تھا. وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ یہ گاڑی غلطی سے نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اُسے نقصان پہنچانے کے لیے بھیجی گئی تھی.

" واہ تو شروع کر دی سیاہل خان تم نے بھی اپنی دشمنی. باتیں تو بڑی بڑی کرتے تھے پیٹھ پیچھے وار نہیں کروں گا. آج میرے ساتھ میری بیوی کے ہوتے تم نے یہ جو گھٹیا حرکت کروائی ہے. چھوڑو گا نہیں میں تمہیں. "

میران دل ہی دل سیاہل خان کو مخاطب کر کے غصے اور طیش کے عالم میں سوچتا شہرین کی جانب متوجہ ہوا تھا.

مگر وہ غصے میں ہونے کی وجہ سے اِس بات پر دھیان نہیں دے پایا تھا کہ جانے انجانے میں وہ شہرین کو اپنی بیوی بول گیا ہے.

".سائیں آپ کے ماتھے سے بہت خون بہہ رہا ہے "

شہرین میران کا ماتھا دیکھتی فکر مندی سے اپنی شال کا پلو لے کر اُس زخم پر رکھ کر اُس کا خون روکنے کے لیے آگے ہوئی تھی.

"نہیں بس ٹھیک ہے. اتنا بھی کچھ خاص زخمی نہیں ہوا میں تھوڑا سا سفر رہ گیا ہے. شہر پہنچ کر بینڈیج کروالوں گا."

میران جو پہلے ہی اِس لڑکی کی قربت پر اچھا خاصہ اُلجھا ہوا تھا. اُس کا مزید قریب آنا میران کے لیے اور ہی قیامت خیز ہو سکتا تھا. اِس لیے وہ شہرین کو دور رہنے کا کہتا ٹوک گیا تھا.

"مگر سائیں اُتنی دیر تک تو آپ کا بہت خون بہہ جائے گا. آپ کے پاس گاڑی میں کوئی میڈیکل کٹ ہے کیا. میں ہی آپ کی بینڈیج کر دیتی ہوں."

میران کے ماتھے سے گرتا قطرہ قطرہ خون شہرین کو بے چین کر رہا تھا. وہ اپنی آنکھوں کے سامنے یہ سب نہیں دیکھ سکتی تھی. چاہے وہ اظہار نہ بھی کرتی تب بھی اُس کے دل میں میران بلوچ پوری آب وتاب کے ساتھ گھر کر چکا تھا. وہ اُس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھی. شاید یہی وجہ تھی کہ آج پہلی بار

معمول کے مطابق میران کی ہر بات ماننے کے بجائے شہرین اُس کی بات نہ مانتی اسرار کر گئی تھی.

میران نے بھی محسوس کیا تھا کہ اُس کے خون کے بہاؤ میں کمی آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. اِس لیے شہرین کے اسرار پر اُس نے گاڑی روڈ سائیڈ پر لگاتے کسی ریک سے میڈیکل کٹ نکالتے شہرین کی جانب بڑھائی تھی.

اُسے شہرین کے اتنے سینس ِیبل الفاظ کافی حیران کر گئے تھے.

شہرین کو لگا تھا اُس کی بات پر میران اُسے سختی سے جھڑک دے گا. مگر اُس کے آرام سے مان جانے پر شہرین نے سکھ کا سانس بھرا تھا.

میران تھوڑا سا شہرین کی جانب ٹرن کرتا آگے ہوا تھا. اُس کی ہائٹ شہرین سے اچھی خاصی تھی. اِس لیے وہ اُس کی پہنچ تک آنے کیلئے تھوڑا سا جھکا ہوا تھا.

شہرین سیٹ پر ٹانگ موڑ کر تھوڑا اونچا ہو کر بیٹھی ڈیٹول کی مدد سے اُس کا زخم صاف کرنے لگی تھی. میران بلوچ کے اتنے قریب ہونے کی وجہ سے اُس کی سانسیں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں. جو میران اپنے چہرے پر باآسانی

محسوس کر پا رہا تھا. کم حالت خراب اُس کی بھی نہیں تھی. شہرین کے نازک وجود اور شاید تازہ تازہ شاور کیے گیلے بالوں سے اُٹھتی مہک میران بلوچ کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی.

آخر ایسا کیوں تھا. یہ لڑکی اُس پر حاوی کیوں ہو رہی تھی.

شہرین اپنا کام کر کے پیچھے ہٹ گئی تھی. مگر حقیقت میں وہ میران بلوچ کے دل کا کام تمام کر گئی تھی.

پہلے جب وہ کافی حد تک سٹیبل تھا. تب بھی چاہے دوسرے کی غلطی سے ہی مگر ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا. مگر اب تو یہ لڑکی مکمل اُس کے حواسوں پر چھا چکی تھی. اب آگے اللہ ہی خیر کرتا.

" آئندہ کبھی اِس لڑکی کے ساتھ بیٹھ کر تو ڈرائیونگ بلکل بھی نہیں کرنی. پتا نہیں یہ انسان بھی ہے یا چڑیل. ایسے میری سوچوں پر قابو کرتی ہے کہ میں کسی کام کا نہیں رہتا. "

میران نے اپنی کیفیت سے ہی تنگ آ کر زچ ہوتے سوچا تھا.

" .سائیں آپ ٹھیک ہیں. آپ کو زیادہ درد تو نہیں ہو رہا "

.شہرین میران کو گم صم دیکھ فکر مندی سے بولی تھی

جس کا میران نے اُکتا کر غصے سے جواب دینا چاہا تھا. مگر نجانے کیوں کچھ سخت بول نہیں پایا تھا. اور غصے سے لب بھینچتے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا.

شہرین اِس سب کی عادی تھی. اِس لیے اپنے اگنور کیے جانے پر بغیر بُرا منائے رُخ موڑ گئی تھی. اُس نے پہلے دن سے ہی میران کی زندگی میں اپنی حیثیت کا اندازہ لگا لیا تھا. وہ میران بلوچ کے گلے میں زبردستی کی باندھی گئی کوئی انتہائی فالتو شے تھی. جسے میران بلوچ کبھی بھی اُتار کر پھینک سکتا تھا. اور شاید ایسا کرنے میں اُسے زرا سی بھی مشکل یا پریشانی نہ ہوتی.

شہرین نے کن اکھیوں سے میران کی طرف دیکھتے ایک حسرت بھری نظر اُس پر ڈالتے رُخ واپس موڑ لیا تھا. وہ اِس شاندار انسان کی صرف خواہش ہی کر سکتی تھی. نہ اُسے حاصل کرنے کی کوشش کر سکتی تھی نہ دعا. کیونکہ فاکیہ سے بات

کرتے سن کر شہرین کو اُس کی میران کی زندگی میں اہمیت کا اندازہ تو ہو ہی چکا تھا.

شہرین کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو گرتا اُس کی چادر میں جذب ہو چکا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل کی آنکھ فون کی بیل پر کھلی تھی. ایک نظر باہوں میں سوئی اپنی حسین بیوی پر ڈالتے اُس کی نیند خراب ہونے کے خیال سے سیاہل نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اُٹھاتے کال ریسیو کی تھی. اور جلدی جلدی دھیمی آواز میں خدا بخش سے کوئی ضروری بات کرتے اور ہدایت دیتے فون بند کر گیا تھا. وہ اِس وقت اِن حسین لمحوں کو جینا چاہتا تھا.

خانی اُس کے سینے سے لگی چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ سجائے گہری نیند میں تھی.

سیاہل بنا پلکیں جھپکائے کتنی ہی دیر اُس کی منموہنی صورت آنکھوں میں جذب کرنے لگا تھا.

وہ خانی پر جس قدر غصہ اور جتنی اذیت میں تھا. خانی کی کل رات کی خود سپردگی کے عمل نے سب کچھ سیاہل کے دل سے مٹا دیا تھا. خانی بنا کچھ بولے ہی سیاہل خان پر واضح کر گئی تھی کہ وہ اُس کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتا تھا. وہ چاہے زبان سے اقرار نہ بھی کرتی مگر رات کو سیاہل کو بخار میں تپتا دیکھ خانی کی بے قراری سب واضح کر گئی تھی. سیاہل خان اِس وقت بے انتہا خوش تھا. اُس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اور دل کا سکون اُس کی خانی اُس کی بانہوں میں تھی. اِس سے زیادہ اُسے زندگی سے کچھ نہیں چاہا تھا.

انسان اگر زندگی میں اپنے ارد گرد ہونے والے واقعات کو منفی رُخ پر موڑنے کے بجائے اُن میں سے مثبت باتیں تلاش کرے تو اُس کی زندگی تباہی سے بچ کر پر سکون اور خوشگوار ہو سکتی ہے.

جیسے سیاہل خان نے کیا تھا. اگر وہ کل خانی کی بے اعتباری کو انا کا مسئلہ بنا کر غصے میں کوئی غلط فیصلہ کرلیتا تو اُس کی زندگی میں ویرانیوں کے سوا کچھ نہ بچتا. مگر اُس نے بہت ہی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے اُس بے اعتباری کو اپنی بیوی کی بے پناہ محبت اور جذباتیت میں کی گئی نادانی مانتے اپنی مردانگی بھری انا کو سائیڈ پر رکھتے اُس کی جانب پیش قدمی کرلی تھی. ایسی ہی تو ہوتی ہے سچی محبت جس میں محبوب کی نادانیوں پر اُس کو سزا دے کر خود سے جدا نہیں کیا جاتا. بلکہ درگزر سے کام لیتے اُس کی اصلاح کر کے عزت بخشی جاتی ہے.

سیاہل نے جھک کر خانی کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھ دیئے تھے. اُس کا دل کوئی شوخ سی شرارت کرنے پر مچل رہا تھا. مگر خانی کی نیند خراب نہ کرنے کے خیال سے خود کو بہت مشکل سے باز رکھے ہوئے تھا.

سیاہل نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا. جہاں دس بج چکے تھے. اُسے جرگے کے کسی بہت اہم فیصلے کے لیے نکلنا تھا. اِس لیے جانے سے پہلے وہ خانی کو ایک بار جگا کر اُس کی آنکھوں کے حسین رنگ دیکھنے کا خواہش مند تھا.

سیاہل جانتا تھا خانی کو کیسے جگانا ہے. سیاہل نے جھک کر اپنے انداز میں خانی کی گال پر ہونٹوں کا پر شدت لمس چھوڑا تھا.

خانی کے چہرے کی سرخ و سفید رنگت اِس قدر نرم و نازک سی تھی. کہ وہاں سیاہل کے استحقاق بھرے عمل سے اُس کی مونچھوں کی رگڑ خانی کی گال پر کافی گہرا نشان چھوڑ گئی تھی.

خانی نظروں کی تپش اور اِس لمس پر کسمساتے بیدار ہوئی تھی. اُس کو آنکھیں کھولتا دیکھ سیاہل فوراً سوتا بن گیا تھا. اب اُسے خانی کا خود کو بے خبر سمجھ کر اظہار کرنا بہت مزا دیتا تھا.

خانی کچھ دیر تو غائب دماغی سے اپنے بے حد قریب موجود سیاہل خان کا چہرا دیکھتی رہی تھی. مگر پھر جیسے جیسے اُس کا ذہن بیدار ہوا رات کے سارے مناظر یاد آتے خانی کے چہرے پر شرمیگی خوبصورت مسکراہٹ بکھیر گئے تھے.

سیاہل خان کی شدتیں یاد آتیں اُسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گئی تھیں.

سیاہل خان نے اُس کی ہر بد تمیزی کو در گزر کرتے جس محبت سے خود میں سمیٹا تھا. خانی خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی تصور کرنے لگی تھی.

خانی ہمیشہ کی طرح اِس بات سے انجان کہ سیاہل خان اُس کی ہر ایک موومنٹ پر نظر رکھے ہوئے ہے. خانی نے تھوڑا سا اُوپر کو اُٹھتے سیاہل کی ٹھوڑی پر لب رکھتے سیاہل خان کے جاگنے سے پہلے ہی اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا.

مگر کتنی کوششوں کے بعد بھی وہ اُس کا حصار توڑ نہیں پائی تھی. خانی کے اتنے زور لگانے کے بعد بھی سیاہل کا ہاتھ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا. خانی نے پلٹ کر مشکوک نظروں سے سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا. سیاہل کی بند آنکھوں مگر ہونٹوں کی شوخ مسکراہٹ دیکھ خانی سمجھ گئی تھی وہ ایک بار پھر اِس شخص کے ہاتھوں بے وقوف بن چکی ہے.

".سیاہل خان آپ سے بڑا چیٹر اِس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے "

خانی سیاہل کے سینے پر دونوں ہتھیلیاں جما کر اُس سے فاصلہ بنانے کی کوشش کرتے ناراضگی سے چلائی تھی.

جس کے جواب میں سیاہل خان کا ایک زوردار قہقہہ گونجا تھا.

" نہیں یہ سراسر مجھ پر الزام ہے. میں چیٹر نہیں ہوں میری بیوی بہت معصوم ہے. "

سیاہل نے خانی کا غصے اور شرم سے لال پڑتا چہرا دیکھ شوخ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا.

" چھوڑیں مجھے. مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی. "

خانی اپنی خفت مٹانے کی ناکام سی کوشش کرتے سیاہل سے دور ہونے لگی تھی.

مگر اُس کی ہر مزاحمت کے جواب میں سیاہل اُسے مزید اپنے قریب کرلیتا تھا.

" مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ سردار سائیں. اب مزید مجھ سے کیا چاہتے ہیں آپ. "

خانی نے تپ کر باقی سب لوگوں جیسے طرز سے سیاہل کو مخاطب کیا تھا.

خانی کا ہر انداز سیاہل خان کے دل پر بجلیاں سی گراجاتا تھا.

".جو ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں کی ہے۔ وہ یہاں چاہئے "

.سیاہل نے پہلے ٹھوڑی پر اُنگلی رکھتے پھر ہونٹوں کی جانب اشارہ کیا تھا

.جبکہ اُس کے اتنے واضح انداز میں کہنے پر خانی شرم سے پانی پانی ہوئی تھی

" .سیاہل پلیز "

سیاہل خان کی لوح دیتی نظریں اب خانی کی برداشت سے باہر تھیں۔ خانی سیاہل کی بانہوں کا حصار کمزور پڑتے دیکھ جلدی سے نکلی تھی.

" .مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے خانی "

.سیاہل نے اب کے زرا سنجیدگی اختیار کرتے خانی کا بازو تھام کر روکا تھا

خانی نے اب بھی اِسے سیاہل کی کوئی شرارت سمجھ کر انکار کرنا چاہا تھا۔ مگر سیاہل کی آنکھوں کی سنجیدگی دیکھ وہ خاموشی سے اُس کے پاس ٹک گئی تھی.

.خانی کا سر اپنے بازو پر رکھتے سیاہل نے اُسے قریب کر لیا تھا

خانی بہت بار کی کہی میں اپنی بات ایک بار پھر دوہرا رہا ہوں. کہ تم سیاہل خان "
کی زندگی کی سب سے قیمتی ہستی ہو. تمہاری زندگی میں میں اب آیا ہوں. مگر تم
بہت پہلے سے اِس دل میں بستی ہو. تم سے سیاہل خان محبت نہیں عشق کرتا ہے.
یہی وجہ ہے کہ تمہاری اپنے خلاف سنی اتنی باتوں اور بدگمانیوں کے باوجود میں تم
سے دور نہیں رہ پایا. اور نہ آگے ایسا کبھی کروں گا. خانی تمہاری بے اعتباری نے
مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے. سیاہل خان چاہے پوری دنیا کے لیے بُرا اور ظالم ہو. مگر
خانی کے خلاف یا اُسے کسی بھی چیز میں استعمال کرنے سے پہلے وہ مرنا پسند کرے
گا. "

سیاہل خانی کا ہاتھ اپنی ہتھیلی میں جکڑے اُسے اپنی بے پناہ چاہت کا مان بخشتے عینا
اور اپنے رشتے کی ہر سچائی بتاتا چلا گیا تھا.

جسے سن کر خانی کی نظریں شرم سے جھک گئی تھیں. اپنے الفاظ یاد آتے اُس کا دل
شرم سے ڈوب مرنے کو چاہ رہا تھا. اپنی اکلوتی عزیز دوست کا دکھ اُس کا دل چیر گیا
تھا.

جس وقت میں اُسے خانی کی سب سے زیادہ ضرورت تھی. خانی اُسے دلاسہ دینے کے بجائے مزید دکھ دے گئی تھی.

اُسے سیاہل سے معافی مانگنے کے لیے الفاظ تک

نہیں مل رہے تھے. جسے سمجھتے سیاہل خود بول پڑا تھا.

" میری جان میں اپنی سردارنی کو کسی صورت شرمندہ اور اپنے آگے جھکتے نہیں دیکھ سکتا. تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے. میرے لیے یہی کافی ہے. اور شرمندہ تو مجھے بھی ہونا چاہیے غلطی تو میری بھی ہے. تمہیں پہلے ہی اگر ساری سچائی بتا دیتا تو یہ سب نہ ہوتا. "

سیاہل خان اپنی خانی کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا تھا. اِس لیے بہت ہی رسانیت سے بولتا خانی کا گلٹ بہت حد تک کم کر گیا تھا.

خانی کے دل میں سیاہل خان کی عزت کئی گناہ بڑھ گئی تھی. اُس نے سوچ لیا تھا. اب چاہے کچھ بھی ہو جائے. وہ اِس پیارے سے انسان کو کبھی ہرٹ نہیں کرے

گی. لیکن وہ اِس بات سے بے خبر تھی کہ آنے والا وقت اُس کی محبت کو ایک بار پھر سے آزمانے والا تھا.

"خانی اب دوبارہ مجھے کبھی یوں بے اعتبار مت کرنا. میرے لیے وہ لمحہ بہت تکلیف دہ تھا. جب میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے شک دیکھا تھا. سیاہل خان دوسروں کے لئے جس قدر مضبوط, سنگدل اور اصول پسند ہے. خانی سیاہل خان کے معاملے میں اُتنا ہی کمزور, نرم دل اور اُس سے دور رہنے کے لیے خود سے کیے ہر عہد کو توڑنے والا انسان ہے. اور تم ہمیشہ میری انہی کمزوریوں کا فائدہ اٹھاتی ہو. "

سیاہل نے آخری جملہ کہتے خانی کی بالوں کی چند لٹوں کو اُنگلی پر لپیٹتے ہلکا سا کھینچا تھا.

خانی جو بہت ہی دھیان اور توجہ سے اُس کی بات سن رہی تھی سیاہل کی آخری بات اور حرکت پر بھنوئے اُچکا کر گھورا تھا.

خانی ایسا کرتے سیاہل کو بہت کیوٹ لگی تھی.

" ویسے سردارنی صاحبہ آپ کو اپنے سردار پر پیار صرف اُس کو سوتا دیکھ کر ہی آتا ہے کیا."

سیاہل کو ایک بار پھر پٹڑی سے ہٹتے دیکھ خانی کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی.

" نہیں اِس وقت بھی آ رہا ہے. "

اب کی بار خانی کو بھی شرارت سوجی تھی. وہ سیاہل کے بازو سے سر اُٹھا کر اُٹھ کر بیٹھتے اُس کے سینے پر کہنی جماتے ہلکا سا جھکی تھی.

سیاہل خان بہت ہی دلچسپی سے اُس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا.

" مجھے کچھ کہنا ہے. مگر آپ کو آنکھیں بند کرنی ہونگی. "

خانی سے سیاہل کی بولتی نظروں کا سامنا مشکل ترین ہو رہا تھا. جسے دیکھتے سیاہل نے شرافت سے آنکھیں بند کرلی تھیں.

وہ خانی کی رگ رگ سے واقف تھا. جانتا تھا وہ کیا کرنے والی ہے. مگر جان بوجھ کر بہت ہی فرمانبرداری سے اُس کی بات مان رہا تھا.

" آنکھیں کھولیے گا مت اگر اِس بار چیٹنگ کی تو میں آپ سے بالکل بات نہیں کروں گی. "

خانی نے سیاہل کے مزید قریب ہوتے اُسے وارن کیا تھا.

" سیاہل موسٰی خان آئی رئیلی ہیٹ یو. "

خانی سیاہل خان کے کان میں سرگوشی بھرے انداز میں کہتی کھلکھلا کر ایک ہی جست میں بیڈ سے اُتری تھی. سیاہل نے اُسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا مگر تب تک وہ اُسکی پہنچ سے دور جا چکی تھی.

" خانی یہ چیٹنگ ہے. "

سیاہل نے خانی کی کھلکھلاہٹوں پر دل سے خوش ہوتے اُسے مصنوعی گھوری سے نوازا تھا.

" .آپ ہی سے سیکھی ہے سردار سائیں "

خانی واش روم کے دروازے کے قریب پہنچتے بہادر بنے بولی جو سیاہل کے نزدیک آتے کہیں غائب ہو جاتی تھی.

" ویسے ایک اور بات کہنی تھی. میں سیاہل موسیٰ خان سے تو ہیٹ کرتی ہوں. مگر مجھے اپنے سردار سائیں سے بہت پیار ہے. کبھی کبھی تو وہ اتنے پیارے لگتے ہیں کہ دل چاہتا ہے..... "

خانی کی شرارت ابھی بھی برقرار تھی.

جبکہ اُس کا کھلکھلاتا مسکراتا یہ حسین روپ سیاہل خان کو مزید اپنا دیوانہ بنا رہا تھا. وہ بیڈ سے اُٹھ کر خانی کی جانب قدم بڑھا چکا تھا.

".کیا چاہتا ہے دل "

سیاہل نے پر تجسس لہجے میں پوچھا تھا.

" .وہ میں کبھی نہیں بتاؤں گی "

سیاہل خان کو دبے قدموں اپنے قریب آتا دیکھ خانی اُسے چڑھاتی واش روم میں گھس چکی تھی. جبکہ سیاہل خان اُس کے ایک بار پھر ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس کر کے رہ گیا تھا.

" . سردارنی صاحبہ اِس چیٹنگ کا حساب میں سود سمیت لوں گا تیار رہنا "

خانی واش روم کے دروازے پر کھڑی اپنی دھڑکنوں کو شمار کرتی اُس کی محبت بھری دھمکی پر حیا سے خود میں ہی سمٹ کر رہ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

صبح ساڑھے نو بجے کے قریب وہ لوگ کراچی اپنے گھر پہنچے تھے. جہاں میران خانی اور انابی کے ساتھ رہتا تھا. جو دونوں ہی اِس وقت اُس کے ساتھ نہیں تھیں. میران کا دل بوجھل سا ہوا تھا.

ملازم کو سامان اُوپر کمرے میں پہنچانے کا آرڈر دیتے جیسے ہی میران نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا۔ نظر سامنے صوفے پر تھکن زدہ سی بیٹھی شہرین پر پڑی تھی۔ جو سفر کی وجہ سے شاید بہت زیادہ تھک گئی تھی۔ اوراب میران کی موجودگی کی وجہ سے ریلیکس ہو کر بیٹھ بھی نہیں پا رہی تھی۔

"یہاں کا ماحول حویلی سے مختلف ہے۔ تم اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکتی ہو۔ ملازمین نے تمہارا کمرہ سیٹ کر دیا ہے۔ تم جا کر ریسٹ کر لو۔ تھک گئی ہو گی۔"

میران خلافِ معمول بہت ہی نرمی سے بولتا شہرین کو اچھا خاصہ حیران کر گیا تھا۔ اُس نے اتنے مہربان انداز پر اچھنبے سے میران کی جانب دیکھا تھا۔ مگر اُسے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ فوراً نظریں جھکا گئی تھی۔ اور سامنے رکھا پانی کا گلاس اُٹھا کر لبوں سے لگا لیا تھا۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے ملازمہ رکھ کر گئی تھی۔

"فرزانہ بیگم صاحبہ کو اُن کا کمرہ دیکھا دو۔"

میران نے پاس آتی ملازمہ کو خانی کی جانب اشارہ کرتے آرڈر دیا تھا۔

جبکہ میران کے طرزِ تخاطب پر خانی کو اب کی بار حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا. اُسی بے دھیانی میں ہاتھ میں پکڑے گلاس سے پانی چھلکتا کپڑوں کو بھیگو گیا تھا.

" کیا ہوا تم ٹھیک ہو. "

میران نے سوالیہ نظریں اُس پر گاڑھی تھیں.

" کک کچھ نہیں. "

شہرین نے فوراً گھبرا کر نفی میں سر ہلایا تھا.

اور خاموشی سے ملازمہ کی معیت میں اُس کے پیچھے چل دی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شہرین نیند کی دیوانی ایسی سوئی تھی کہ شام کے چار بجے جا کر کہیں اُس کی آنکھ کھلی تھی.

" اُف اللہ جی میں اتنا کیسے سوتی رہی. میران سائیں بھی باہر کیا سوچ رہے ہونگے. "

شہرین جلدی سے پیروں میں سلیپرز اڑستے بیڈ سے اُتری تھی. مگر پھر اپنی جگہ پر ہی رکتی اپنی خوش فہمی پر خود ہی مُسکرا دی تھی. آخر اُس کی اتنی حیثیت ہی کہاں تھی کہ میران بلوچ اُس کے بارے میں سوچتا یا اُس کی غیر موجودگی محسوس کرتا.

شہرین گہرا سانس بھرتی فریش ہونے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی تھی.

سیڑھیوں سے نیچے قدم رکھتے ہی شہرین کو نسوانی زندگی سے بھرپور ہنسی سنائی دی تھی. جو شاید ڈرائنگ روم سے ہی آرہی تھی. جسے سنتے شہرین عجیب سی کشمکش کا شکار ہوئی تھی. تھی. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا. اندر جانا چاہیئے یا نہیں.

جب کافی دیر کی سوچ و بچار کے بعد آخر کار اندر جانے کا فیصلہ کرتے شہرین نے قدم اُس جانب بڑھا دیئے تھے.

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے شہرین کی نظر میران کے ساتھ ہی صوفے پر پورے استحقاق سے براجمان ایک انتہائی خوبصورت اور سٹائلش سی لڑکی پر پڑی

تھی. جو میران کا بازو تھام کر اُس کے موبائل پر جھک کر کچھ دیکھتی مسلسل کھکھلائے جا رہی تھی. جس میں میران بھی اُس کا پورا ساتھ دے رہا تھا.

شہرین نے اُس لڑکی کو دیکھتے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی تھی. وہ کسی طرح بھی اِس لڑکی کے لیول کی نہیں تھی. شہرین نجانے کتنی ہی دیر اپنا مقابلہ اُس لڑکی سے کرتی مزید احساسِ کمتری کا شکار ہوتی جب میران کی نظر اُس پر پڑی تھی.

" وہاں کیوں کھڑی ہو. آؤ اندر آؤ "

میران نے فوراً اُسے اندر آنے کا اشارہ کیا تھا. جس پر عمل کرتے شہرین چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُن کی جانب بڑھی تھی.

" فاکیہ یہ شہرین ہے تمہیں یاد ہو گا میں نے تمہیں بتایا تھا اِس کے بارے میں "

میران نے وہیں بیٹھے بیٹھے جس انداز میں اُس لڑکی کے سامنے شہرین کا تعارف کروایا تھا. اُسے سنتے شہرین کا دل کئی حصوں میں بٹا تھا.

کاش کے وہ اُسے بیوی کہہ کر متعارف کروا دیتا. ایسا کرنے سے اُس کی شان میں بھلا کیا فرق آ جانا تھا.

مگر ایک طرح سے شہرین کو یہ ٹھیک بھی لگا تھا. جب وہ دل سے اُسے بیوی مانتا ہی نہیں تھا تو منافقت کیوں کرتا.

"ہممہ اچھے سے یاد ہے بھلا میں کیسے بھول سکتی ہوں اِس لڑکی کو. جیسا تم نے بتایا تھا اُس سے بھی کافی زیادہ گوار لگتی ہے یہ تو. "

فاکیہ بنا شہرین سے مخاطب ہوئے ناگواری سے اُس کی جانب دیکھتے میران سے بولی تھی. یہ چادر میں چھپی دبو سی مگر پر کشش حُسن کی مالک لڑکی اُسے زہر سے بھی بُری لگی تھی. کیونکہ جو مقام میران کی زندگی میں وہ حاصل کرنا چاہتی تھی. وہ اُس سے بھی پہلے یہ لڑکی اپنے نام لگوا چکی تھی.

فاکیہ میران کی بات کے جواب میں اپنی طرف سے انگلش میں بولتے یہی سمجھی تھی. کہ شہرین کو اُس کی کوئی بات سمجھ نہیں آئی.

شہرین نے بھی بے تاثر چہرے سے یہی ظاہر کیا تھا کہ واقعی وہ اِس زبان سے انجان ہے۔ وہ بس اِس بات کے جواب میں میران کا جواب سننا چاہتی تھی.

" فاکیہ یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔ اور وہ گوار تو بالکل بھی نہیں ہے اُسے بس خود کو ڈھانپ کر رکھنے کا شوق ہے. "

میران کو اس طرح شہرین کو گوار کہا جانا بُرا لگا تھا۔ اِس لیے وہ بنا فاکیہ کی ناراضگی کی پرواہ کیے شہرین کے حق میں بول گیا تھا.

شہرین کا دل میران کی بات پر جیسے خوشی سے جھوم اُٹھا تھا.

" میران پلیز اب تم تو ایسا مت بولو۔ وہ بہت ہی کمزور مرد ہوتے ہیں جو ایسی مڈل کلاس لڑکیوں کی اِن چیپ اداؤں میں پھنس جاتے ہیں۔ اور میں تم سے تو بالکل بھی ایسی کسی بات کی امید نہیں رکھتی. "

فاکیہ کچھ فاصلے پر بیٹھی شہرین کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی. جو خاموشی سے چائے کا کپ ہاتھ میں لیے بظاہر بالکل اجنبی بنی بیٹھی تھی. جیسے اِن لوگوں کی گفتگو کا مین کریکٹر وہ ہو ہی نہ.

" فاکیہ واٹس رانگ ودیو. تم کیا بولے جا رہی ہو. میں جانتا ہوں ہمارا ریلیشن کیا ہے. اور میرے لیے وہ بہت امپورٹنٹ بھی ہے. مگر یہ بھی میری بیوی ہے. اگر یہ مجھے ادائیں دیکھائے یا جو بھی کرے. اُس میں چیپ کیا ہے. "

میران جس کے لیے شہرین کوئی امپورٹنس نہیں رکھتی تھی. نہ ہی کبھی اُسے بیوی جیسا مقام دیا تھا. مگر فاکیہ کا اِس طرح اپنے جائز رشتے کے بارے میں غلط لفظ سننا اُسے نجانے کیوں اچھا خاصہ تپا گئے تھے.

" اوکے اوکے آئم سوری تمہیں بُرا لگا مگر میرا وہ مطلب بلکل بھی نہیں تھا. تم جانتے ہو تمہارے معاملے میں, میں کتنی پوزیسیو ہوں. مجھ سے اِس سب کو قبول کرنا کافی مشکل ہو رہا ہے. "

میران کو غصے میں دیکھ فاکیہ نے جلدی سے بات کو سنبھالا تھا.

" .ہممہ اٹس اوکے "

میران اُس کے فوراً غلطی مان کر ایکسکیوز کرنے پر مسکرا کر سر ہلاتے بجتا فون آن کر کے کان سے لگاتا باہر نکل گیا تھا.

ہاں بولو ابھی تک پتا نہیں چلا وہ گاڑی کس کی تھی. اور کس نے کی وہ گھٹیا "
".حرکت

میران کو یقین تو تھا ہی کہ یہ حرکت سیاہل خان نے ہی اُس سے بدلہ لینے کے لیے کی ہے. مگر پھر بھی اُس نے ایک بار اِس بات کی مکمل تصدیق کروا کر ثبوت حاصل کرنے چاہے تھے. جنہیں خانی کے سامنے رکھتے اُسے مکمل طور پر سیاہل سے بدگمان کر دے. وہ بہت جلد خان حویلی جانے کا ارادہ رکھتا تھا. جس سے پہلے وہ خانی کو سیاہل خان کے خلاف شک میں ڈال کر ہلکی سی چنگاری تو لگا ہی چکا تھا.

میران کے کال سننے کے لیے باہر جانے پر فاکیہ کی ساری توجہ اب شہرین کی جانب مبذول ہوئی تھی.

سنو لڑکی میران بلوچ سے دور رہنا۔ وہ صرف میرا ہے۔ اور اپنے حق پر ڈاکا "
ڈالنے والوں کو میں چھوڑتی نہیں ہوں۔ تمہیں اُس نے صرف سہارا دیا ہے۔ اِس
" .سے زیادہ نہ وہ تمہیں کوئی مقام دے گا اور نہ ہی تم ڈیزرو کرتی ہو

.فاکیہ کی نفرت اور جیلسی اُس کے الفاظ اور آنکھوں سے ٹپک رہی تھی

جو جس مقام کے لائق ہوتا ہے میرا رب اُسے وہی بخشتا ہے۔ جیسے مجھے میران "
بلوچ کی بیوی اور آپ کو صرف ایک دوست کا مقام دیا ہے۔ ہم دونوں کو ہی اپنی
" .اپنی جگہ یہ اچھے سے نبھانا چاہیئے

شہرین جو کب سے فاکیہ کی بکواس سن رہی تھی۔ چہرے پر نرم سی مسکراہٹ
.سجائے بنا کسی بدتمیزی اور غلط لفظ استعمال کیے فاکیہ کو اُس کی اوقات بتا گئی تھی

تم...تم بہت شاطر ہو۔ یہ سب بول کر تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ میران کے "
سامنے کیسی میسنی بن کر بیٹھی تھی تم۔ مجھے میری اوقات بتا رہی ہو۔ اب دیکھو
میں تمہارے ساتھ کرتی کیا ہوں۔ چند دنوں میں ہی میران کی زندگی سے اُٹھا کر
" .باہر نہ پھینکوا دیا تو میرا نام بھی فاکیہ نہیں

شہرین کے الفاظ فاکیہ کے سر پر لگے اور تلوں پر بجھے تھے. وہ جس لڑکی کو گوار اور دبو سی سمجھ رہی تھی. اُس کے منہ میں زبان اور اُس کا ایٹیٹیوڈ دیکھ فاکیہ کا دل چاہا تھا. ابھی اِس کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے اور میران کی زندگی سے نکال باہر پھینکے.

فاکیہ کی دھمکی پر شہرین بنا کچھ بولے ویسی ہی مسکراہٹ سے اُسے دیکھتی رہی تھی. وہ اُسے کیا بتاتی کہ باہر تو تم تب نکالو گی. جب میں میران بلوچ کی زندگی میں ہونگی. میں تو اُس کے لیے کسی بیکار سی شے سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی. شہرین حسرت بھرے انداز میں سوچتی ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی تھی.

تبھی میران کو اندر داخل ہوتا دیکھ فاکیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی.

"میران آج کی پارٹی میں تم نے لازمی شرکت کرنی ہے. اِس لڑکی کو بھی لانا یہ بھی ہماری پارٹیز دیکھ لے گی. اور ویسے بھی تم دونوں تو خاص مہمان ہو آج کی ہماری پارٹی کے."

فاکیہ تیز نظروں سے شہرین کو گھورتی میران کے ساتھ باہر نکل گئی تھی.

شہرین نے اُن دونوں کو ایک ساتھ چلتے دیکھ خود کو میران کے ساتھ کافی مِس فٹ محسوس کیا تھا.

مگر جو بھی تھا آج میران کا یوں اُس کے لیے اپنی بہت خاص دوست سے سے الجھنا, شہرین کی انسلٹ برداشت نہ کرنا اُسے بہت مزا دے گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی اِس ڈریس میں تم بہت پیاری لگو گی یہی لے لو. "

عینا خانی کے سر پر مہرون رنگ کا دوپٹہ ڈالتی ستائشی انداز میں بولی.

خانی نے عینا سے معافی مانگ کر منالیا تھا. ناراض تو عینا پہلے بھی نہیں تھی اُس سے. مگر اُس سے اتنے ٹائم یہ سچائی چھپانے پر شرمندہ تھی. جس پر خانی نے اُسے اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہونے کا کہتے پچھلی بات بھول جانے کو بولا تھا. وہ پہلے

ہی اپنی زندگی میں ملنے والے گہرے صدمے کی وجہ سے کافی خاموش ہوگئی تھی.
اِس لیے خانی اُسے اپنی اور سیاہل کی لڑائیوں کا بتاتی ہنساتے کافی حد تک بہلانے
.میں کامیاب ہوگئی تھی

فیصل اور سمن کی شادی تھی. جس کی تیاریاں پوری حویلی میں زور و شور سے
شروع ہوچکی تھیں. وہ دونوں بھی اِس وقت گھر کی باقی خواتین کے ساتھ بیٹھ کر
نئے فینسی ڈریسز دیکھ رہی تھیں. جو مارکیٹ سے بڑی تعداد میں ہر طرح کے
.ڈیزائن اور رنگوں کے منگوائے گئے تھے

" ہممہ بہت پیارا ڈریس ہے یہ. مگر مجھے اِس شادی کے تمام ڈریسز سیاہل خان کی
".پسند کے پہننے ہیں. یہ خصوصی آرڈر ہے آپ کے بھائی کا

سیاہل کا ذکر کرتے خانی کی آنکھوں میں اُس کے لیے محبت اور چاہت کے بے شمار
.رنگ نمایاں تھے. جنہیں عینا نے ہمیشہ ایسے ہی قائم رہنے کی دعا کی تھی

" اُس دن سسی پنوں کے مزار پر میں نے کہا تھا نا. میں چاہتی ہوں تمہاری بھی
سسی پنوں جیسی محبت کی لازوال داستان ہو. تو وہ میں نے بلاوجہ نہیں بلکہ صرف

اِس لیے کہا تھا کہ میں سیاہل بھائی کی آنکھوں میں تمہارے لیے جنون کی حد تک محبت دیکھ چکی تھی. اور آپ دونوں کے درمیان کے مضبوط رشتے سے مجھے یہی لگا تھا کہ بہت سی دشمنیوں کے باوجود اُن سے ملنے کے بعد, اُن کی محبت دیکھنے کے بعد تم خود کو اُن سے محبت کرنے سے روک نہیں پاؤ گی. اور ایسا ہی ہوا. میرے بھائی ہیں ہی اتنے شاندار اور ہینڈسم سے کوئی اُن سے محبت کیے بغیر رہ ہی نہیں سکتا. تم جانتی ہو. جب وہ مجھے ملنے آتے تھے. اور کبھی میری خواہش پر مجھے اپنے ساتھ باہر ریسٹورنٹ یا کہیں گھومنے پھیرانے لے کر جاتے. وہاں موجود لڑکیاں اُنہیں کس قدر ستائش اور حسرت بھری نظروں سے دیکھتی تھیں میں بتا نہیں سکتی. مجھے تو لگتا ہے تم جتنی اُن کے معاملے میں پوزیسیو ہوا گر وہ سب تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوتا تو تم نے لڑائی شروع کر دینی تھی اُن لڑکیوں کے ساتھ. "

عینا نے تفصیل سے اپنے بھائی کی شان میں قصیدہ گوئی کرتے اپنی بات مکمل کی تھی.

تم نے ٹھیک کہا تھا عینا محبت کا جذبہ واقعی دنیا کا سب سے حسین اور خوبصورت " جذبہ ہے۔ اِس کے بغیر تو زندگی میں کوئی خوبصورتی ہی نہیں۔ مجھے تو ایسا فیل ہوتا ہے جیسے پہلے تو میں بہت ہی سادہ بے رنگ سی زندگی گزار رہی تھی۔ زندگی کی اصل ایکسائٹمنٹ اور اِس میں حسین رنگ تو ابھی بھرنا شروع ہوئے ہیں.

اور یہ بات بھی سچ ہے کہ جو محبت سچی ہوتی ہے اُس میں بہت ساری مشکلات آتی ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ہمیں بہت بار علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر مشکلات سے گزرتے اپنی محبت کو ثابت کرتے ہم آج بھی ایک ہیں اور " . آگے بھی ہمیشہ ساتھ ہی رہیں گے

خانی کے انداز میں سیاہل خان کا ذکر کرتے عقیدت اور بے پناہ محبت بھری تھی. جس شخص نے اُس کی اتنی غلطیوں کو اگنور کرتے اُسے ہمیشہ سینے سے لگاتے عزت اور محبت بخشی تھی.

اور رہی بات سیاہل خان کی تو وہ تو صرف میرے ہیں۔ جن کو دیکھنا ہے وہ " ".دیکھتی رہیں۔ مگر قریب آنے کی کوشش کی تو میں چھوڑوں گی نہیں اُنہیں

خانی بولی ایسے تھی جیسے تصور میں اِس وقت وہ لڑکیاں اُس کے سامنے ہوں.

عینا اُس کے انداز پر کھلکھلا کر رہ گئی تھی.

تبھی خانی کی خاص ملازمہ نے اُسے کوئی ضروری بات کرنے کے لیے کچن کی طرف بلایا تھا. خانی کچھ حیران ہوتی مگر خاموشی سے اُس سائیڈ پر آگئی تھی.

" کیا ہوا ہے نسیمہ سب ٹھیک ہے نا. "

خانی نسیمہ کی خاموشی پر فکر مندی سے بولی.

" جی سردارنی سائیں ایک دکھوں کی ماری بہت ہی مجبور اور لاچار ماں آپ سے ملنا چاہتی ہے. یوں سب کے سامنے اُسے اگر کسی نے آپ سے ملتے دیکھ لیا تو اُس کی خیر نہیں ہوگی. اِس لیے وہ کچن کے سٹور روم میں چھپ کر کھڑی ہے. آپ مہربانی کر کے ایک بار اُس کی فریاد سن لیں. بہت دعائیں دے گی آپ کو. "

نسیمہ خانی کے ساتھ ایک سائیڈ پر رکتی اُسے تفصیل بتانے لگی تھی. اور امید بھری نظروں سے خانی کی جانب دیکھا تھا. جیسے یقین ہو وہ انکار نہیں کرے گی.

" .اوکے شیور چلو. میں سننا چاہتی ہوں اُس عورت کی بات"

.خانی نے فوراً حامی بھرلی تھی

کچن میں داخل ہوتے لمبا فاصلہ عبور کرتے خانی ملازمہ کے ساتھ ایک قدرے نیم تاریک سٹور میں داخل ہوئی تھی. جہاں سبزیوں کے ڈھیر کے ساتھ ساتھ دالوں .اور مسالوں کے ڈبے رکھے گئے تھے

اُنہیں کے درمیان کونے میں ایک درمیانی کمر کی خاتون چھپ کر کھڑی تھی. جو .مکمل چادر میں لپٹی تھیں. بس چہرے کا آدھا حصہ باہر تھا

خانی کو دیکھ وہ عقیدت سے آگے بڑھی تھی. اور سلام دیتے اُس کا ہاتھ تھام کر .چوم لیا تھا

" .جی بولیں آپ کی کیا پریشانی ہے "

خانی بھی بہت عزت سے اُن سے سلام دعا کرنے کے بعد اصل بات کی طرف آئی .تھی. اُسے یہاں کھڑا ہونا عجیب سا لگ رہا تھا

"سردانی سائیں میں پہلے ہی معذرت کرنا چاہتی ہوں اگر آپ کو میری کہی کوئی بات بُری لگے تو. میں جانتی ہوں بہت بڑے انسان کا نام لینے والی ہوں. مگر میں اپنے اللہ کو حاضر ناظر جان کر بلکل سچ بولوں گی. سردار سائیں کے چچا کے بیٹے شہزاد خان سائیں کی عادتیں شروع سے ہی بہت خراب رہی ہیں. بلاوجہ دھنگا فساد کرنا, لڑائیاں کرنا لوگوں کا پیٹنا یہ سب کرتے تھے. تب یہ بات جیسے ہی سردار سائیں کے علم میں آئی اُنہوں نے فوراً شہزاد سائیں کو سزا دیتے آگے ایسا کچھ بھی کرنے سے باز رکھا. جس پر شہزاد سائیں شاید سردار سائیں کے بہت خلاف بھی ہوگئے. مگر اُن کے رعب اور ڈر کی وجہ سے دوبارہ ویسا کچھ نہیں کیا. لیکن وہ بات تو پھر بھی قابلِ قبول تھی. پر اب تو وہ مزید گندگی پر اُتر آئے ہیں. وہ ہماری گاؤں کی لڑکیوں کو سکول آتے جاتے بہت حراسہ اور تنگ کرتا ہے. ایک بار تو اُس نے میری بیٹی کا ہاتھ بھی پکڑ لیا. اور اُسی لمحے بدقسمتی سے میرا بیٹا وہاں پہنچ گیا. سامنے چلتا منظر اُس کا خون کھولا گیا تھا. اُس نے بنا سوچے سمجھے شہزاد سائیں کے منہ پر سب کے سامنے تھپڑ مارتے آئندہ ایسی کوئی بھی حرکت کرنے سے باز رکھا. اُس وقت تو شہزاد سائیں خاموش ہوگئے مگر اُس واقعہ کے اگلے دن سے

میرا بیٹا غائب ہے. اُس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے. سرادر سائیں تک جیسے ہی یہ بات پہنچی اُنہوں نے سارے واقع کو خود ہینڈل کرتے نہ صرف شہزاد سائیں کو دو تھپڑ لگاتے سب کے سامنے بُری طرح بے عزت کیا بلکہ ایک مہینے کے لیے حویلی میں ہی نظر بند کر دیا. جس پر میرے سمیت گاؤں کا ہر فرد اُن کا مشکور ہے. جنہوں نے ہمیشہ ہم لوگوں کا خیال کرتے ہمارے حق میں انصاف کرتے کبھی اپنے گھر والوں کی غلطیوں پر پردہ نہیں ڈالا.

مگر سردارنی سائیں میرا بیٹا خود گھر سے غائب نہیں ہوا اُس کو شہزاد سائیں نے اُٹھوایا ہے. اور اب روز مجھے اور میری بیٹی کو دھمکیاں مل رہی ہیں کہ ہمیں بھی وہ اغوا کر لے گا. ہم دونوں کا واحد سہارا میرا بیٹا ہی تھا. اب ہم دونوں کا گھر سے نکلنا دوبھر ہو گیا ہے. شہزاد سائیں کا کہنا ہے کہ اگر ہم نے یہ بات سردار سائیں تک پہنچائی تو وہ ہمیں تو نقصان پہنچائیں گے ہی سہی ساتھ ساتھ ہمارے سردار سائیں سے بھی اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے اُنہیں مروا دیں گے. میں نے بہت کوشش کی سردار سائیں تک پہنچنے کی مگر مجھے نہیں معلوم تھا اُن کے آدمیوں

میں سے کون مخلص ہے اور کون شہزاد سائیں کے ساتھ ملا ہوا ہے. اِس لیے بہت مشکل سے نسیمہ کی مدد سے میں آپ تک پہنچی ہوں. بیٹے کی جدائی تو برداشت کر رہی ہوں. مگر بیٹی کی عزت پر لگا دھبہ برداشت نہیں کر پاؤں گی. آپ میری مدد کریں گی نا."

اُس عورت نے بات کا اختتام کرتے بھیگے چہرے اور آس بھری نظروں سے خانی کو دیکھا تھا. خانی اُن کی دکھ بھری داستان سن کر اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی. اُس نے آگے بڑھتے اُن کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے.

" آپ فکر مت کریں. میں بات کرتی ہوں سردار سائیں سے. وہ آپ کی مدد ضرور کریں گے. اور بہت جلدی آپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ اِس عذاب سے بھی چھٹکارا مل جائے گا. "

خانی کی بات پر اُس عورت کی ویران آنکھوں میں ہلکی سی چمک اُبھری تھی. لیکن ساتھ ہی شہزاد خان کی دھمکی کا خوف بھی.

"..... مگر وہ کہیں سردار سائیں کو "

وہ عورت اپنا خوف زبان پر لائی تھی.

"کچھ نہیں ہو گا سردار سائیں کو. یہ عورتوں پر وار کرنے والے, اُنہیں ڈرانے دھمکانے والے کمزور مرد سردار سیاہل موسی خان جیسے شیر کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت بھی نہیں رکھتے."

خانی کے لہجے میں اپنے شوہر کے لیے فخر اور مان تھا. جو صرف اپنے رشتوں کا نہیں بلکہ اپنی رعایا کا بھی خیال رکھنا جانتا تھا.

"سردارنی سائیں جتنا آپ کے حُسن کے بارے میں سن رکھا ہے. آپ اُس سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہیں. اللہ آپ دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے. آپ کو دنیا کی بُری نظروں سے محفوظ رکھے. اور بہت جلدی آپ کو اولاد جیسی نعمت سے نوازے."

وہ عورت ایک بار پھر خانی کا ہاتھ چومتی اُسے بہت ساری دعائیں دیتی رخصت ہو گئی تھی. جبکہ اُس کی آخری بات پر خانی کے چہرے پر شرمیگی سی پیاری مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

" . سردار سائیں آئی مِس یو سو مچ "

خانی کو اُس عورت کی باتیں سن کر جہاں بہت دکھ اور تکلیف محسوس ہوئی تھی.

وہیں سیاہل کے لیے اُس کی محبت میں مزید اضافہ ہو چکا تھا. وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اُس شخص کی مزید دیوانی ہوتی جارہی تھی.

یہ جانتے ہوئے کہ سیاہل خان نے آج جرگے کے بعد کراچی جانا ہے وہ نکل چکا ہوگا. اِس لیے جان بوجھ کر اُسے چھیڑنے کے لیے محبت بھری ایموجیز والا میسج سینڈ کر دیا تھا.

میسج سینڈ کر کے وہ کچن سے نکلی ہی تھی. جب ایک ملازمہ سر جھکائے اُس کے قریب آئی تھی.

" . سردارنی سائیں آپ کو سردار سائیں باہر بلا رہے ہیں "

ملازمہ کی غیر متوقع بات پر خانی کے ہاتھ سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا.

" کیا مطلب اُنہوں نے تو کراچی نہیں جانا تھا آج..... اچھا تم جاؤ.....اُف للہ جی مجھے آخر ضروت ہی کیا تھی اِس بندے کو چھیڑنے کی. اب سیاہل خان جب تمہیں اپنے انداز میں اِس مِس یو اور اُن ایموجیز کا جواب دے گا تو تمہاری عقل ٹھکانے آہی جائے گی. "

خانی سیاہل خان کی شوخیوں اور شدتوں سے اچھے سے واقف تھی. اُوپر سے اگر چھیڑ بھی اُسی نے دیا تھا. تواب خیر بلکل بھی نہیں تھی.

خانی ابھی خود کو ہی کوس رہی تھی. جب اُس کا فون بج اُٹھا تھا.

" کیا ہوا سردارنی صاحبہ آپ تو مجھے بہت مِس کر رہی تھیں. تواب میرے پاس آنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہی ہیں. "

سیاہل خان کی آواز سے خانی صاف اندازہ کر پا رہی تھی کہ وہ اِس وقت اُس کی کیفیت سے کس قدر حظ اُٹھا رہا تھا.

" میں نے ایسا کوئی میسج نہیں کیا. آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے سردار سائیں. اور نہ ہی میں آپ کو مِس کر رہی ہوں. مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا. مجھے حویلی میں بہت کام ہیں. "

خانی دھڑکتے دل کے ساتھ سیاہل کو انکار کرتے بولی.

" مگر میں نے تو کسی میسج کا نام ہی نہیں لیا. مجھ تک تو میری سردانی کے دل کی بات پہنچی ہے. "

سیاہل خان سے پہلے کہاں وہ باتوں میں جیت پائی تھی جواب جیتتی. اُس کی گھمبیر آواز پر اپنی دھڑکنوں کا شمار لگاتی خانی خاموشی سے کھڑی رہی تھی.

" سردانی صاحبہ اگلے دس منٹ میں آپ میرے پاس ہونی چاہیئے ورنہ وہاں سب کے سامنے سے بانہوں میں اُٹھا کر لانے میں مجھے تو بالکل کوئی مسئلہ نہیں ہو گا. "

سیاہل بہت ہی نرمی و محبت بھرے لہجے میں خانی کو دھمکی دیتا فون بند کر گیا تھا.

سیاہل موسیٰ خان جس انداز میں آپ اگلے کو دھمکی دے کر اپنی بات منانے پر " مجبور کرتے ہیں. تب آپ سردار نہیں بلکہ کوئی ایکسپرٹ قسم کے کڈنیپر معلوم ہوتے ہیں. "

خانی موبائل سکرین پر جگمگاتی سیاہل خان کی تصویر دیکھ چڑ کر بولتی سمن لوگوں کی جانب بڑھ گئی تھی. وہ سمجھ گئی تھی اُسے اب کیا کرنا ہے.

بھابھی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ہم لوگ کیسے جا سکتی ہیں. اداسائیں نے تو صرف " آپ کو بلایا ہے نا. اُنہیں اگر بُرا لگ گیا اور غصہ آگیا تو. "

خانی بھی سیاہل خان کو تنگ کرنے کے لیے سمن, عینا اور شمسہ کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ کرتی اُن کے پاس آئی تھی. مگر اُس کی بات سنتے وہ تینوں سرے سے ہی انکاری ہو گئی تھیں.

" کچھ نہیں ہوتا میں ہوں نا. میں نہیں ڈرتی اُن کے غصے سے. "

خانی نے جس بہادری سے یہ بات بولی تھی. اگر سیاہل خان سامنے ہوتا تو اپنا قہقہ نہ روک پاتا. جو اُس کے زرا سے قریب آنے پر ہرنی کی طرح سہم جاتی تھی.

" .... مگر خانی اگر واقعی ڈانٹ پڑ گئی تو "

.عینا بھی انکاری تھی. لیکن خانی کی ضد پر آخر کار اُن کو ماننے ہی بنی تھی

سیاہل خان جو گاڑی سے کچھ فاصلے پر کھڑا فون پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ خانی کا انتظار کر رہا تھا. باقی تینوں کو بھی خانی کے ساتھ باہر آتے دیکھ وہ پہلے تو حیران .ہوا تھا

مگر پھر خانی کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دیکھ ساری بات سمجھتے سیاہل اپنی بے ساختہ اُمڈ آنے والی ہنسی روکنے کے لیے رُخ موڑ گیا تھا. اُس کی لاڈلی معصوم بیوی .اُس سے بچنے کے لیے اپنے ساتھ تین تین باڈی گارڈز لا رہی تھی

" .... میری پاگل سردارنی "

سیاہل فون بند کر کے ہونٹوں پر آئی مسکراہٹ کو چھپا کر سنجیدگی اختیار کرتے اُن .کی جانب بڑھا تھا

میں نے سوچا یہ لوگ گھر میں بور ہی ہوتی رہتی ہیں. اِن کا بھی باہر نکل کر "
" . تھوڑا موڈ فریش ہو جائے گا

سیاہل کو خاموشی سے گاڑی میں بیٹھتے دیکھ خانی نے خود ہی بہت خوشی سے بتایا تھا.
خانی فرنٹ سیٹ پر اور باقی تینوں پیچھے براجمان تھیں. گاڑی سیاہل خود ہی ڈرائیو
کرنے والا تھا. جبکہ پیچھے گارڈز کی دو گاڑیاں موجود تھیں. سیاہل خان کے دشمن
ہر علاقے میں بڑی تعداد میں پائے جاتے تھے. اِس لیے احتیاطاً اُسے یہ سب کرنا
.پڑتا تھا

جی بالکل آپ نے بہت اچھا سوچا. مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے اِن کو ساتھ دیکھ "
" . کر

سیاہل نے واقعی یہ بات دل سے کہی تھی. جسے سن کر وہ تینوں جو تھوڑی ٹینشن
.میں تھیں. اب کافی حد تک ریلیکس ہو چکی تھیں

ادا سائیں آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں. پہلے میری جب بھی بھابھی سے "
آپ کے بارے میں بات ہوتی تھی. اِن کو آپ کی تعریف سننا بہت بُرا لگتا تھا.
" . مگر اب تو آپ کی تعریفوں کے علاوہ اِن کے پاس کوئی بات ہی نہیں ہے

آج شاید سیاہل خان کا موڈ بہت اچھا تھا. اِس لیے معمول سے ہٹ کر آج وہ اپنی سنجیدگی کی چادر ہٹائے اُن سب سے بہت ہی بے تکلفی سے بات کر رہا تھا. جس کی وجہ سے وہ لوگ بھی بہت خوش ہوتیں کھل کر باتیں کرتیں سفر کو بہت انجوائے کر رہی تھیں.

خانی جو کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی اُن کی باتیں سن رہی تھی. سمن نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ سیاہل کو بتاتے اُس کا پول کھول دیا تھا. جبکہ خانی اِس اچانک حملے پر اچھی خاصی بوکھلا گئی تھی.

کیا واقعی ایسا ہے. کیا تعریفیں کرتیں ہیں یہ میری مجھے بھی تو پتا چلے. میرے "
" . سامنے تو آج تک کبھی نہیں کیں

سیاہل کو تو جیسے موقع مل گیا تھا خانی کو چھیڑنے کا. ایک گہری بھرپور نظر اورنج سوٹ میں ملبوس نکھری نکھری سی اپنے بالکل قریب بیٹھی بیوی پر ڈالتے سیاہل اُسے اچھا خاصہ پزل کر گیا تھا.

" سمن فضول باتیں مت کرو. میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا. "

خانی جن کو اپنی فیور کے لیے ساتھ لائی تھی. وہ اب اُلٹا سیاہل کے ساتھ مل کر اُس کی کھنچائی کر رہی تھیں.

خانی نے پلٹ کر سمن کو باز رکھنے کی کوشش کرتے تنبیہی نظروں سے گھورا تھا.

یہ عمل سیاہل خان سے بلکل بھی پوشیدہ نہیں رہ سکا تھا.

سمن کا بات کرنے کے لیے کھلا منہ خانی کی گھوری پر واپس بند ہو گیا تھا.

" ہاں تو سمن کیا کہہ رہی تھی تم. "

سیاہل نے اپنی ظالم بیوی کی گھوری کی وجہ سے سہم جانے والی اپنی بہن کا حوصلہ بڑھایا تھا.

.اسے خانی کا یہ رُوپ دیکھنے میں بہت مزا آرہا تھا

سمن سیاہل کی شے دینے پر بالکل رٹو طوطے کی طرح شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ سیاہل کی پرسنیلٹی سے لے کر اُس کے مضبوط کردار, اُس کے کیئرنگ انداز اور نجانے کیا کچھ جو بھی خانی نے اُن کے سامنے سیاہل کے بارے میں بولا تھا۔ وہ لوگ سب بتاتی چلی گئیں تھیں۔ خانی نے سیاہل کی جذبے لُٹاتی شوخ نظروں پر چہرا ونڈو کی جانب موڑ لیا تھا۔ جبکہ وہ لوگ جیسے اُس کا لفظ بالفظ حفظ کیے بیٹھی تھیں۔ کوئی ایک بات جو چھوڑی ہو۔ خانی کا دل چاہا تھا یا تو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لے یا پھر پیچھے بیٹھی تینوں کے منہ پر کچھ لگا کر اُنہیں خاموش کروادے۔

لیکن وہ اِن دونوں میں سے کچھ بھی نہیں کر پائی تھی۔ سیاہل خان کے بدلتے تیور اُسے اچھا خاصہ خوفزدہ کر رہے تھے۔ صبح سے وہ جو حرکتیں کرتی پھر رہی تھی۔ اور اب جو گوہر افشانی کی جا رہی تھی۔ اِس سب کے بعد اُس کی خیر بالکل بھی نہیں تھی۔ یہی سوچتے خانی کی دھڑکنیں سینے میں دوہری ہوئی جا رہی تھیں۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" بات سنو. میں ابھی ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں. آج رات تمہیں میرے ساتھ ایک پارٹی میں آنا ہے. بہت منع کرنے کے باوجود فاکیہ نے میرے سوشل سرکل میں سب کو ہماری شادی کے بارے میں بتا دیا ہے. اور آج تمہیں میں نے سب کے سامنے اپنی بیوی کے طور پر انٹروڈیوس کروانا ہے. اِس لیے تمہیں بالکل میری بیوی کے معیار کے مطابق تیار ہونا ہو گا. میرے فرینڈ کی وائف بیوٹیشن ہے. میں نے اُسے کال کر دی ہے وہ پہنچنے والی ہو گی. جیسے وہ کہیں اُن کی ہدایت کے مطابق تیار ہو جانا . "

میران موبائل پر مصروف بنا شہرین کی جانب دیکھے اپنا حکم صادر کرتا باہر نکل گیا تھا. جبکہ شہرین کے دل میں اُس کا لفظ معیار کھب کر رہ گیا تھا.

میران بلوچ اُسے کوئی بہت ہی اَن پڑھ گوار اور گئی گزری لڑکی سمجھ رہا تھا. جبکہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ شہرین نہ صرف پڑھی لکھی تھی. بلکہ چار سال کراچی میں

پڑھائی کے سلسلے میں ہاسٹل میں رہ چکی تھی. اور ہائی سوسائٹ سے موو کرتی اپنی کلاس فیلوز کی وجہ سے اُن کے طور طریقوں سے واقف بھی تھی.

شہرین اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی. اُس کی ماں کی اُس کے بچپن میں ہی ڈیتھ ہو گئی تھی. اُسے اُس کے بابا نے بہت ہی لاڈ پیار سے پالا تھا. اُس کی خواہش پر خاندان والوں سے مخالفت کر کے اُسے شہر اکیلا پڑھنے بھیج دیا تھا. گاؤں کی سب لڑکیاں اُس کی قسمت پر رشک کرتی تھیں. لیکن اچانک اُس کی قسمت نے ایسا پلٹا کھایا تھا. کہ اُسے عرش سے فرش پر لا پٹخا تھا. اُس کی دنیا اندھیر تب ہوئی جب ایک دن اچانک دل کا دورہ پڑنے پر اُس کے بابا ہمیشہ کے لیے اُسے چھوڑ کر چلے گئے تھے. وہ اپنے روایتی سوچ رکھنے والے چچا اور چچی کے رحم و کرم پر آ گئی تھی. اور یہاں تک بھی اُنہیں کے بیٹے کے کیے قتل کے خون بہا کے طور پر پہنچی تھی. جہاں اُس کا اپنا شوہر ہی اُسے دنیا کی سب سے فالتو شے سمجھ کر بالکل سائیڈ پر کر چکا تھا. آج اگر اُسے بیوی کے طور پر متعارف کروانے والا بھی تھا تو وہ بھی اپنی محبوبہ کی خوشی کی وجہ سے.

شہرین اپنی اذیت بھری سوچوں کو جھٹکتی خاموشی سے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی. اُسے اپنے شوہر کی جانب سے ملے حکم کی ہر حال میں تکمیل کرنی تھی.

" یہ ڈریس میں نے پہننا ہے. "

سامنے پڑی انتہائی سٹائلش سی مہرون ساڑھی جس کے کناروں پر مہرون اور بلیک نگوں سے بہت ہی نفیس کام کیا گیا تھا جو دیکھ شہرین کے چہرے کا رنگ زرد پڑا تھا. اُس نے آج تک نہ ہی یہ لباس پہنا تھا. اور نہ ہی اِسے کیری کرنا آتا تھا. مہرون کلر کا ہی فل کام سے مزین ہاف سلیوز بلاوزر اور ساتھ رکھی ہائی ہیلز کو دیکھ شہرین اپنا متوقع حشر سوچ کانپ کر رہ گئی تھی.

اُسے ہائی ہیلز بلکل بھی پسند تھیں اور نہ ہی اُس نے کبھی پہنی تھیں.

" جی آپ نے کیوں آپ کو اچھا نہیں لگا. "

فریحہ کو یہ سادہ اور معصوم سی لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔ وہ کہیں نہ کہیں اُس کی مشکل سمجھ گئی تھی.

" نہیں اچھا ہے مگر.... میں نے ایسا ڈریس پہلے کبھی پہنا ہی نہیں. مجھے لگ رہا ہے اِن ہیلز کے ساتھ ساڑھی پہن کر ایک قدم بھی چل نہیں پاؤں گی. کیا کوئی اور ڈریس ارینج نہیں ہو سکتا."

شہرین نے مدد طلب نظروں سے فریحہ کی جانب دیکھا تھا.

" ڈریس تو اور بھی ارینج ہو سکتا ہے. مگر پہلے میران سے بات کرنی پڑے گی. کیونکہ یہ اُس کے سپیشل آرڈر پر لائی ہوں میں. "

فریحہ کی بات پر شہرین کی رہی سہی امید بھی ختم ہوئی تھی. میران بلوچ کی حکم عدولی کرنے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی.

اِس لیے بنا مزید کوئی بحث کیے خود کو فریحہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا.

" آپ کے بال بہت پیارے ہیں. میران کو ضرور یہ بہت پسند ہونگے. "

شہرین کے بقول میران کے خود پر لپٹے تھان اُتارنے پر فریحہ کی ستائشی نظریں اُس کے کمر سے نیچے تک آتے لمبے دراز سلکی بالوں پر اُٹھی تھیں. جبکہ اُس کے سوال پر شہرین کچھ بول بھی نہیں پائی تھی. کیا بتاتی کے پسند کرنا تو دور کی بات ہے میرے شوہر نے تو ایک بار نظر بھر کر میری جانب دیکھا بھی کبھی نہیں.

اُس کے بعد فریحہ جو کہتی گئی شہرین خاموشی سے اُس کی بات مانتی رہی. کافی دیر کی فریحہ کی محنت کے بعد وہ شہرین کا مکمل میک اوور کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی.

شہرین نے جیسے ہی نظریں اُٹھا کر مرر کی جانب دیکھا اپنا اِس قدر حسین رُوپ دیکھ وہ خود ہی ساکت ہوئی تھی.

ساڑھی میں اُس کے نازک سراپے کے حسین نشیبوں فراز نمایاں تھے. ماتھے سے بالوں کا سٹائلش سایف کاٹ کر جو چہرے کو بہت ہی خوبصورت لک دے رہا تھا. اُس کے لمبے سیاہ بالوں کو سٹریٹ کر کے کندھوں اور نازک سی تراشی ہوئی کمر پر ڈال رکھا تھا.

ہاف سلیوز سے جھانکتی نازک کلائیاں اور نیل پینٹ سے سجے ناخنوں والی مخروطی اُنگلیاں ساری توجہ اپنی جانب کھینچ رہی تھیں.

چہرے پر بھی معمول سے ہٹ کر فل میک اپ کے ساتھ لائٹ سے آئی شیڈو, مسکارے اور آئی لائنر کے بوجھ سے جھکی دلفریب آنکھیں جن میں اگر ایک بار بھی میران بلوچ جھانک لیتا تو اُس کا ڈوبنا لازم تھا. ریڈ لپسٹک سے سجے نازک پنکھڑیوں جیسے حسین لب ایمان شکن ثابت ہو رہے تھے. رنگ شیپ کے بنے ہیوی سے ائیر رنگز اور صراحی دار گردن سے چپکا نازک سا نیکلس اپنی ایک الگ ہی رعنائیاں بکھیر رہے تھے.

فریحہ نے اُسے ساڑھی اور ہیل میں چلنے کی اچھی خاصی پریکٹس کروادی تھی. جس کی وجہ سے شہرین کچھ حد تک کمفرٹیبل ہوگئی تھی. مگر دل کی پکڑ دھکڑ ابھی بھی جاری تھی.

شہرین نے فریحہ کو تو نہیں بولا تھا. مگر وہ خود اِس طرح غیر لوگوں کے سامنے جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی. اُس نے اپنی ایک شال فولڈ کر کے اپنے پاس رکھ

لی تھی۔ جو اُس نے پارٹی میں جانے سے پہلے اپنے بازوؤں اور بلاوز کا پچھلا گلا کافی گہرا ہونے کی وجہ سے اوڑھنی تھی.

اُس کی سلیوز نیٹ کی تھیں۔ اور پچھلا گلا نہ صرف گہرا تھا۔ بلکہ اُسے بند کرنے کے لیے صرف ایک نازک سی ڈوری موجود تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شام ڈھلتے وہ لوگ سو نمیانی ساحل پر پہنچے تھے۔ خانی نے خوشگوار حیرت سے سیاہل کی جانب دیکھا تھا۔ سیاہل نے پورے راستے اُنہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں.

مگر اب وہ جگہ دیکھ جہاں وہ پہلی بار سیاہل سے ٹکرائی تھی اُسے بے پناہ خوشی ہو رہی تھی۔ اُس دن تو اِسی مسٹر کی دھمکیوں کے خوف سے وہ اور عینا یہاں زرا

بھی انجوائے نہیں کر پائی تھیں. مگر آج وہ اُسی شخص کے ساتھ ہر فکر سے آزاد اِس جگہ کی خوبصورتی سے لُطف اُٹھانے کا پورا ارادہ رکھتی تھی.

ساہل کچھ دیر اُن کے ساتھ وہاں کھڑے ہونے کے بعد کسی امپورٹنٹ کال کا کہتا دوسری جانب بڑھ گیا تھا. جب کہ ساہل خان کا یوں جانا خانی کو غصہ دلا گیا تھا.

خانی آف موڈ کے ساتھ ساہل کا غصہ لہروں کو گھور گھور کر اُن پر نکالتی کھڑی تھی. جب ایک بچے نے اُس کی اُنگلی تھام کر اپنی جانب متوجہ کیا تھا.

" یہ آپ کے لیے. "

وہ خانی کے ہاتھ میں ایک گلاب کی آدھ کھلی کلی اور چھوٹی سی چٹ تھما کر بھاگ گیا تھا.

" یہ آدھ کھلی کلی میرے کھلتے گلاب کے لیے. اگر اتنا ہی مِس کر رہی ہو مجھے تو اِسی شفاف پانی پر چلتی آجاؤ میرے پاس. تمہارا سردار سائیں تمہارا منتظر ہے. "

چٹ پڑتے خانی کا چہرا کھل اُٹھا تھا۔ اُس نے ارد گرد دیکھا تھا۔ مگر وہاں اُسے سیاہل کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔ وہ جس ڈائریکشن میں کھڑی تھی اُسی کی سیدھ میں چلتی نیلے پانیوں سے گزرتے آگے بڑھنے لگی تھی.

کافی دور چلتے خانی کو محسوس ہوا تھا وہ بہت دور آگئی ہے۔ وہاں اِکا دکا لوگ ہی موجود تھے۔ وہ بھی اب واپس کی جانب بڑھ رہے تھے۔ خانی پلٹنے لگی تھی۔ جب اچانک پیچھے سے کسی نے اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھتے اُسے اپنے حصار میں لیا تھا.

" .کک کون ہے چھوڑو مجھے "

.خانی بُری طرح گھبراتے لرزتی آواز میں بولی

" .سیاہل خان کے علاوہ کسی کی جرأت نہیں ہے تمہارے قریب بھٹکنے کی بھی "

خانی کو اپنے حصار میں جکڑتے سیاہل سرگوشی بھرے لہجے میں بولا۔ جب کہ سیاہل کی آواز سن کر جہاں خانی کا ڈر و خوف ختم ہوا تھا۔ وہیں اُس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ گئی تھی.

" . سیاہل یہ سب کیا ہے "

خانی نے اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹانا چاہی تھی. جب سیاہل اُسے ایسا کوئی بھی موقع دیئے بغیر بانہوں میں اُٹھاتے چلنے لگا تھا.

" . سیاہل یہ آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں مجھے "

خانی اپنی دھڑکنوں کا شمار لگاتی بہت مشکل سے بولی تھی.

" . اپنی آنکھوں سے دیکھ لو "

سیاہل نے ایک جگہ رکتے خانی کو نیچے اُتار دیا تھا اور اُس کی آنکھوں کی پٹی کھول دی تھی.

خانی نے آنکھیں ملتے جیسے ہی سامنے دیکھا وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی تھی.

وہ پہلے بھی یہاں آئی تھی مگر یہ حسین حصہ اُس نے پہلے بالکل بھی نہیں دیکھا تھا.

سفید پہاڑوں کے پیچھے سے ڈھلتا سورج اِس قدر حسین منظر پیش کر رہا تھا کہ خانی مبہوت سی ہوتی خاموشی سے تکے گئی تھی. وہاں سے نظریں ہٹاتے خانی نے

سامنے کی جانب دیکھا تھا۔ سفید اور بے بی پنک پھولوں سے سجے چاروں پلرز کے اُوپر پھولوں کی ہی چھت بنائی گئی تھی۔ جس کے بلکل وسط میں ٹیبل کے گرد آمنے سامنے دو چیئرز رکھی گئی تھیں۔ پہاڑوں اور شور مچاتی نیلے پانیوں والی لہروں کے درمیان کیا گیا یہ انتہائی دلکش اریجنمنٹ اُس جگہ کی دلکشی کو مزید بڑھا گیا تھا.

" واؤ یہ سب کتنا خوبصورت ہے۔ آئی سویئر اتنا حسین منظر میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ اور اِس طرف کوئی اور لوگ موجود کیوں نہیں ہیں۔ کہیں سیاہل موسٰی اِس جگہ کو بھی خرید تو نہیں چکے تھے. "

خانی سیاہل خان کی آنکھوں کی شوخیاں صاف اگنور کرتی جلدی سے بولتی آگے بڑھی تھی۔ مگر وہ دو قدم بھی نہیں لے پائی تھی۔ جب اُسے اپنی کلائی سیاہل خان کی گرفت میں جکڑتی محسوس ہوئی تھی.

" میڈم جگہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔ مگر اِس کی خوبصورتی کو خراج تحسین بعد میں پیش کریں گے۔ پہلے مجھے اپنے کچھ حساب وصول کرنے ہیں۔ تم سے وہ بھی سود سمیت. "

سیاہل نے ہلکا سا خانی کی کلائی کو جھٹکا دیتے اُسے اپنے قریب کیا تھا. جبکہ اُس کو ابھی بھی پہلے والے رُوپ میں دیکھ خانی کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سی بجتی محسوس ہوئی تھیں.

".کک کیا مطلب... کونسا حساب "

.خانی فوراً پریشان ہوئی تھی

جو باتیں ابھی وہ تینوں کر رہی تھیں. وہ میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں. "

".ہمیشہ میں نے اظہار کیا ہے مگر آج میں اظہار سننے کا خواہش مند ہوں

سیاہل نے خانی کے گال پر دانتوں سے ہلکی سی چٹکی کاٹتے اُسے اپنی بات سمجھائی تھی. جب کہ اُس کی شدت پر خانی اپنا گال پکڑتے اُسے گھور کر رہ گئی تھی.

" .سیاہل خان کبھی کبھی آپ بلکل جنگلیوں کی طرح بی ہیو کرتے ہیں "

.خانی کا گال بلکل لال ہو چکا تھا. جبکہ اُس کی بات پر سیاہل نے زوردار قہقہہ لگایا تھا

نہیں ابھی تک تم نے میرے اندر کا جنگلی ٹھیک سے نہیں دیکھا. بہت جلد "
".ملاقات کرواؤں گا

.سیاہل خانی کو اُسی کی بات پھنسا گیا تھا

" .اگر تم نے ابھی میری بات نہیں مانی تو یہی حال یہاں بھی ہو گا "

سیاہل نے اُس کی بات کا کوئی خاص اثر نہ لیتے اُس کے دوسرے گال کی جانب
.اشارہ کیا تھا

.جس پر ایک نظر اُس کے تیور دیکھ خانی کو بمشکل مانتے ہی بنی تھی

".اوکے مگر آپ کو میری بات ماننی ہو گی "

خانی سیاہل کا ہاتھ تھامے کرسی کی جانب بڑھتے اُسے وہاں بیٹھانے کو بولا تھا.

.جس پر خانی کی بات مانتے سیاہل بہت ہی فرنمابرداری سے وہاں ٹک گیا تھا

خانی پیچھے سے آکر اُس کے دونوں کندھوں پر اپنی ہتھیلیاں ٹکاتے آنکھوں میں
.شرارت لیے اُس کے کان کے قریب جھکی تھی

سیاہل موسیٰ خان آئی لو یو سو مچ. آپ میری سانسوں میں بستے ہو. اب آپ " کے بغیر ایک پل بھی جینا مشکل ہے. آپ کا وجود ہی میری آتی جاتی سانسوں کی ضمانت ہے. مجھے کبھی خود سے جدا مت کیجئے گا.

" .اور باقی آپ سے بڑا چیٹر میں نے اِس دنیا میں نہیں دیکھا

خانی نے سیاہل کو اظہار کرتے جلدی سے وہاں سے بھاگنا چاہا تھا مگر سیاہل خان جو پہلے ہی اُس کا ارادہ بھانپ چکا تھا. اُس کی کلائی اپنے حصار میں جکڑتے واپس اپنی گود میں گرا گیا تھا.

سیاہل چھوڑیں مجھے یہ چیٹنگ ہے میں آپ کے کہے کے مطابق اظہار کر چکی " " .ہوں

خانی نے مزاحمت کرنی چاہی تھی. جب سیاہل اُس کی دونوں کلائیاں قابو کرتے ایک بار پھر اُس کی جانب جھکا تھا.

اتنے پیارے اظہار کا تھوڑا سا انعام تو ملتا ہے نا. اور ویسے بھی میں تو ہوں ہی " " .چیٹر. تھوڑی سی چیٹنگ اور کر لوں

سیاہل اپنی بات مکمل کرتا خانی کی دوسری گال پر اپنی دیوانگی کی داستان رقم کر گیا تھا.

یہ لڑکی صبح سے اپنی اداؤں سے اُسے اچھا خاصہ گھائل کر چکی تھی. جس کا بدلہ لینے کی باری آب سیاہل کی تھی. جو وہ سود سمیت وصول بھی رہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

فریحہ اُس کی بہت ساری تعریفیں کرتی جا چکی تھی. اب شہرین کو میران کا انتظار تھا. مگر اُس نے یہ بھی سوچ لیا تھا کہ اُس کی گاڑی کی آواز سنتے ہی وہ چادر لپیٹ لے گی کہی پھر نہ اُسے چادر نہ کرنے کی وجہ سے ڈانٹ پر جائے.

شہرین چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھا کر چلتی صوفے پر آ بیٹھی تھی. اور پاؤں کو ہیلز سے آزاد کرتے ریلیکس ہوئی تھی. تھوڑی سی دیر میں ہی اُس کے پیر درد کرنے لگے تھے.

شہرین جھک کر پیروں کا ہلکا ہلکا مساج کرنے میں مصروف تھی. جب اچانک دروازہ کھول کر میران عجلت میں اندر آیا تھا. شہرین بوکھلا کر سیدھی ہوئی تھی. اُسے میران کی اِس طوفانی آمد کا اندازہ بلکل بھی نہیں تھا.

میران جو فون کان سے لگائے باتوں میں مصروف شہرین کو اُس کے روم سے بلانے آیا تھا. شہرین پر نظر پڑتے ہی وہ مبہوت سا ہوتے اپنی جگہ ساکت ہوا تھا. وہ نہ فون پر کچھ بول پایا تھا اور نہ ہی اپنی جگہ سے ایک قدم بھی آگے بڑھا پایا تھا. اُسے لگا تھا وہ اپنی جگہ پر جکڑا جا چکا ہے.

اُسے یہی لگ رہا تھا سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکی اُس کی وہ دبو سی چادر میں لپٹی بیوی نہیں بلکہ کوئی اپسرا تھی. جو راستہ بھول کر یہاں آ نکلی تھی.

میران کی اِن گہری بدلتی نظروں پر شہرین کے پسینے چھوٹ چکے تھے.

میران کی توجہ ہٹانے کے لیے شہرین جھک کر ہیلز پیروں میں ڈالنے لگی تھی. مگر یہ بھول گئی تھی کہ اُس کے بلاوز سے جھانکتی شفاف کمر میران بلوچ پر کیا بجلیاں

گرا گئی ہے. میران کی حالت تو پہلے ہی خراب تھی رہی سہی کسر اُس کے جھکنے نے پوری کر دی تھی.

میران کو فوراً رُخ موڑ لینا ہی مناسب لگا تھا. کیونکہ شہرین کا یہ دلنشیں رُوپ دیکھ اپنا بہکا بہکا انداز اُسے خطرے کی گھنٹی بجاتا محسوس ہو رہا تھا.

اُس کے رُخ پھیرنے پر شہرین نے سُکھ کا سانس بھرتے جلدی جلدی ہیلز پہنتے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی.

" ... تیار ہو تم "

میران فون پر بات کرتے اپنے اعصاب کو نارمل کرتا پلٹا تھا. مگر اب کی بار شہرین کا مکمل حُسن اُس کے سامنے آتے اُس پر عجیب سا سحر طاری کر گیا تھا. وہ آدھی بات ہی بول پایا تھا باقی کے الفاظ اُس کے منہ میں ہی اٹک گئے تھے.

وہ خود بھی اِس وقت بلیک کلر کے فل تھری پیس سوٹ میں ہمیشہ کی طرح بہت ہی شاندار لگ رہا تھا. یہ شخص تو ویسے ہی چپکے سے شہرین کے دل میں بسنے لگا تھا.

اُس کے تن من کا مالک تھا. لیکن شہرین کے مطابق مالک کو ہی اپنی چیز میں انٹرسٹ نہیں تھا.

اُسے اچانک ابھی کچھ دیر پہلے کی فریحہ کی کہی بات یاد آئی تھی. جو میران کے ہی فرینڈز سرکل میں ہونے کی وجہ سے اُس کے اور فاکیہ کے ریلیشن سے واقف تھی.

"فاکیہ اچھی لڑکی ہے اور بہت ٹائم سے میران کے ساتھ ہے. اگر یہ سب نہ ہوا ہوتا تو شاید وہ دونوں اب تک شادی بھی کر چکے ہوتے. مگر ہوتا وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا. اور میران بلوچ کی قسمت میں تم لکھی تھی. اُس کی بیوی کا درجہ تمہیں ملا ہے فاکیہ کو نہیں. نہ اِس سب میں تمہارا کوئی قصور ہے نہ کسی اور کا. تم خوبصورت ہو, حسین ہو اور ابھی مجھے یہ سن کر بہت اچھا لگا کہ تم اتنی پڑھی لکھی بھی ہو. تو پھر کیوں جانے دے رہی ہو اپنے شوہر کو اپنے ہاتھ سے. اپنی خوبصورتی اور اداؤں سے اپنے شوہر کو اپنی مٹھی میں قید کر لو. اُسے اپنی زلفوں کے جال میں ایسا پھنساؤ کہ وہ کہیں دیکھنے کے قابل نہ رہے. جو رنگ میران کے

نام پر تمہاری آنکھوں میں آتے ہیں. وہ یہی بتا رہے کہ تمہیں اپنے شوہر سے بہت محبت ہے. مجھے پورا یقین ہے تم آسانی سے اُسے اپنا اسیر بنا سکتی ہو. "

فریحہ کی باتیں کانوں میں گونجتی اُس کی دھڑکنے بے قابو کر گئی تھیں. وہ چاہ کر بھی میران کے سامنے زرا سا بولنے کی ہمت نہیں لا سکتی تھی. ادائیں دیکھانا تو دور کی بات تھی.

اِس وقت تو وہ الگ ہی پریشانی کا شکار تھی. جہاں میران کھڑا تھا وہاں بلکل ساتھ ہی کرسی پر اُس کی شال پڑی تھی. جسے اُٹھانے کے لیے اِسی حلیے میں اُسے میران کے پاس سے گزرنا تھا.

شہرین ہمت اکٹھی کرتے جلدی سے آگے بڑھی تھی. مگر جلد بازی میں لڑکھڑا گئی تھی. میران جو باہر جانے کے لیے پلٹ رہا تھا. شہرین کو گرتے دیکھ جلدی سے آگے ہوتے بانہوں میں بھر لیا تھا.

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ دونوں ہی کچھ سمجھ نہیں پائے تھے. اور ایک دوسرے کے کافی قریب آ گئے تھے. میران کا بازو شہرین کو تھامے اُس کی کمر

کے گرد لپٹا ہوا تھا. اِسی طرح بے دھیانی میں شہرین نے بھی ایک ہاتھ سے میران کا کوٹ سینے سے دبوچ رکھا تھا. جبکہ دوسرا ہاتھ اُس کی گردن کے پاس سے کندھے کو جکڑ ہوا تھا.

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے بہت قریب تھے اور وہ ساکت سے ایک دوسرے کی خوشبو اور سحر میں جکڑے کھڑے تھے. محبت کے رنگ اُن کے آس پاس بکھرے ہوئے تھے. مگر فلحال اُن خوشنمار نگوں سے وہ انجان تھے.

اُن دونوں کے کتنے ہی لمحے ایک دوسرے میں گم ہوئے گزر گئے تھے.

شہرین تو تھی ہی میران بلوچ کی اسیر وہ تو چاہ کر بھی خود کو اُس کی شخصیت کے سحر سے نکال نہیں پارہی تھی. مگر آج کچھ کم دیوانوں والی حالت میران بلوچ کی بھی نہیں تھی.

میران کی نظریں بار بار بھٹک کر شہرین کی شفاف نیکلس سے سجی گردن پر اُٹھ رہی تھیں. جس کے عین وسط میں بنا تل اُسے اپنی جانب بلا رہا تھا. میران جو ہر

بار خود پر ضبط کر جاتا تھا. آج قیامت بنی اپنی اِس بیوی کے سامنے وہ جیسے بے بس سا ہو رہا تھا.

میران ہر بات ہر گریز کو سائیڈ پر رکھے اپنے دل کی خواہش کی تکمیل کرتے شہرین کی گردن پر جھک گیا تھا. اور ہمیشہ جذبات بھڑکانے والے اُس سیاہ تل پر حملہ آور ہوا تھا.

شہرین جس کی دھڑکنیں ویسے ہی دھڑک دھڑک اُسے پاگل کر رہی تھیں. میران کی یہ حرکت اُسے مزید آدھ موا کر گئی تھی.

میران اُس کے تل پر ہونٹوں کا پر تپش لمس چھوڑتا جیسے مزید بہک گیا تھا. شہرین کو لگ رہا تھا اگر کچھ دیر مزید وہ ایسے ہی کھڑی رہی تو ضرور ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جائے گی. اُس نے میران کے سینے پر گرفت میں مزید سختی لاتے اُس کے کندھے پر دباؤ ڈالتے اُسے پیچھے دھکیلنا چاہا تھا. میران جو اسی کیفیت کے زیرِ اثر مزید کوئی گستاخی سرزد کرنے والا تھا. شہرین کے کمزور سے احتجاج پر جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا. اُس نے شہرین کو فوراً خود سے دور کیا تھا. جس پر تیز ہوتی

سانسوں پر بے حال ہوتے شہرین نے واپس لڑکھڑانے سے بچنے کے لیے میران کا بازو پکڑا تھا. جب میران کی نظر شہرین کی سُرخ ہوئی گردن پر پڑتی اُسے شرمندگی کے سمندر میں دھکیل گئی تھی.

" آئم سوری... تم تیار ہو کر باہر آجاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں. "

میران نے شاید آج پہلی بار شہرین سے نظریں چرائی تھیں کیونکہ کہیں نہ کہیں شہرین کے حوالے سے اُس کے دل میں چور آچکا تھا.

وہ جلدی سے کہتا باہر نکل گیا تھا. جبکہ شہرین دل پر ہاتھ رکھتی پاس رکھی چیئر پر ٹک گئی تھی. میران بلوچ کی کچھ دیر کی قربت اُس کی جان نکال گئی تھی. اُس کا پورا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا. اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا. آخر میران کو ہوا کیا تھا. کیا وہ واقعی اُسے اپنی بیوی تسلیم کرنے لگا تھا یا یہ صرف وقتی طور پر کمزور لمحے کے زیرِاثر آئے اُٹھایا کوئی بے اختیاری عمل تھا. جس کی میران بلوچ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی.

شہرین بہت مشکل سے اپنی سانسوں کو اعتدال پر لاتی چادر اچھے سے اپنی کمر اور بازوؤں کے گرد اوڑھتی روم سے نکل آئی تھی

عینا سمن اور شمسہ کو باتیں کرتا چھوڑ دوسری جانب نکل آئی تھی۔ وہ کچھ دیر کے لیے خاموشی اور سکون چاہتی تھی.

کافی دیر اکیلے وہاں چہل قدمی کرتے ٹھنڈے پیر میں پیر ڈالنا عینا کو بہت مزا دے رہا تھا۔ یہاں آکر اُس کے اندر کا بوجھل پن کافی حد تک ختم ہو چکا تھا.

وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھی۔ جب اُسے خود پر کسی کی نظروں کی تپیش محسوس ہوئی تھی۔ عینا نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا تھا۔ مگر اُسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ اپنا وہم سمجھتی وہ پھر خود میں مشغول ہو گئی تھی.

"ایکسکیوز می مس.... آپ آگے مت جائیں اُس طرف پانی گہرا ہے۔"

احمر بلوچ جو کب سے اِس دیوانی لڑکی کو آگے سے آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ آخر کار قریب آتے بول پڑا تھا.

" .آپ سے مشورہ مانگا کیا میں نے۔ اپنے کام سے کام رکھیں زیادہ بہتر ہو گا "

عینا اِس طرح اچانک ڈسٹرب کیے جانے پر اُس پر چڑھ دوڑی تھی۔ جبکہ احمر اتنے روڈ لہجے پر کچھ بول ہی نہیں پایا تھا.

" .اوکے آئم سوری۔ آپ کو بُرا۔ میں تو جسٹ کنسرن میں بول رہا تھا "

احمر کندھے اُچکاتے پلٹا تھا۔ عینا کو اُس کے سوری کرنے پر اپنی روڈ نیس کا اندازہ ہوا تھا۔ اِس سے پہلے کہ وہ اُسے کچھ کہتی ایک زوردار لہر آتی عینا کے پیروں تلے سے ریت کھسکا گئی تھی.

وہ لڑکھڑائی تھی جسے دیکھتے احمر اُسے تھامنے کے لیے آگے بڑھا تھا۔ مگر اُس سے بھی پہلے سیاہل خان نے آگے بڑھتے اپنی بہن کو تھام لیا تھا۔ جہاں سیاہل کی آنکھوں میں احمر کو دیکھ کر نفرت کی لہر ابھری تھی۔ وہیں احمر بھی عینا کے ساتھ سیاہل کو دیکھ بہت حیران ہوا تھا.

احمر بلوچ میری بہن کے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ ورنہ تمہیں ختم " کرنے میں میرا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہو گا۔ "

سیاہل چبا چبا کر بولتا احمر کو اُس کی حد باور کروا گیا تھا۔

" مگر سردار صاحب میری..... "

احمر نے کچھ بولنا چاہا تھا۔ مگر سیاہل اُس کی کوئی بھی بات سنیں عینا کو لیے وہاں سے نکل گیا تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

پارٹی بہت ہی شاندار پیمانے پر ارینج کی گئی تھی۔ شہرین میران کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہال کے اندر داخل ہوئی تھا۔ جہاں بڑی تعداد میں بہت سارے کپلز موجود تھے۔ بہت ہی اچھے انداز میں اُن کا ویلکم کیا گیا تھا۔

میران نے وہاں سب کو یہی بتایا ہوا تھا کہ شہرین اُس کی کزن تھی. اور کسی بہت اہم ریزن کی وجہ سے اُنہیں ایمرجنسی میں شادی کرنی پڑی تھی. کیونکہ وہاں موجود سب لوگ ہی اُس کا اور فاکیہ کا ریلیشن جانتے تھے. سب کو اچانک فاکیہ کی زبانی میران کی شادی کا سن کر بہت عجیب لگا تھا. لیکن میران کے ریزن پر وہ خاموش ہو گئے تھے. اُنہیں لگا تھا میران کی گاؤں میں رہنے والی بیوی کوئی عام سی شرمیلی لڑکی ہو گی. مگر شہرین کی ایک جھلک ہی سب کے منہ بند کروا گئی تھی. میران کی ساتھ کھڑی اُس کے معیار پر پورا اترتی وہ اِس وقت کہیں سے بھی کوئی پینڈو گوار نہیں لگ رہی تھی. جہاں اُس کی لک بدلی ہوئی تھی. وہیں اُس کے چہرے پر موجود کانفیڈنس اُس کو مزید حسین بنا رہا تھا. ناچاہتے ہوئے بھی میران کی اپنی نظریں بھٹک کر اُس کے دلکش سراپے سے اُلجھ رہی تھیں.

فاکیہ اُن کے آنے کے تھوڑی دیر بعد پہنچی تھی. مگر آتے ہی بہت استحقاق سے میران کا بازو تھامے اُسے اپنے ساتھ شہرین سے دور لے گئی تھی. شہرین جو

میران کے ساتھ کھڑی اُس کی بیوی کے طور پر ملنے والا پروٹوکول انجوائے کر رہی تھی. میران کے دور جانے پر اُس کا چہرا مانند پڑا تھا.

جب فریحہ اُسے اپنی جانب آتی دکھائی دی تھی.

".شال کیوں اوڑھ لی تم نے. یہاں تو اُتار دیتی "

فریحہ اُسے کندھوں کے گرد شال اوڑھ کر اپنا آدھا حُسن چھپائے دیکھ ٹوکتے ہوئے بولی.

اگر میران سائیں کی جانب سے حکم نہ ہوتا تو میں یہ لباس بھی کبھی نہیں پہنتی. "
" .مجھے یہ سب نہیں پسند

شہرین کی نظریں فاکیہ کے ساتھ اپنے دوستوں کے درمیان کھڑے میران بلوچ پر تھیں. جس نے کسی بار پر ہنستے اُس کی جانب دیکھا تھا. یوں اچانک نگاہوں کے تصادم پر شہرین نے گھبراتے فوراً نظروں کا زاویہ بدلہ تھا.

مگر میران ایسا نہیں کر پایا تھا. ایک بات جو میران کو اِس وقت شہرین کی سب سے اچھی لگی تھی وہ تھا خود کو ڈھانپنا. وہاں موجود سب خواتین ہی بہت ہی سٹائلش سے ڈریسز میں ملبوس تھیں. جو اُن کے وجود کی رعنائیوں کو مزید اُجاگر کر رہی تھیں. اور وہاں موجود مردوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر رہی تھیں.

میران نے فریحہ کو کوئی بھی سٹائلش سا ڈریس شہرین کے لیے لے جانے کو کہا تھا. اُسے ایسے ڈریس کا آئیڈیا ہی نہیں تھا. شہرین کا لباس بھی ایسا ہی تھا مگر اُس نے جس اچھے طریقے سے چادر سے خود کو کور کر رکھا تھا. وہ باقی مردوں سے تو خود کو ڈھانپ گئی تھی. لیکن اپنے اِس عمل سے میران بلوچ کے دل میں جگہ بناتی اُسے بار بار اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی.

کھڑا وہ فاکیہ کے ساتھ تھا. مگر نگاہیں اُس کی شہرین پر جمی ہوئی تھیں. جو بات فاکیہ بھی محسوس کرتی اندر ہی اندر جل بھن رہی تھی.

اُسے تو لگا تھا. یہاں پارٹی میں بلوا کر اُس چادر میں لپٹی پینڈو سی لڑکی کا سب کے سامنے بہت مذاق بنوائے گی. لیکن میران نے اُس کا اتنا اچھا لک چینج کروا کر بالکل بدل دیا تھا.

قہر برساتی نظروں سے شہرین کی جانب دیکھتے اچانک فاکیہ کی آنکھیں کسی شیطانی خیال کے تحت چمکی تھیں.

" میران اِس پینڈو سی لڑکی کو بظاہر تو چینج کروا سکتا ہے. مگر اِس گوار کو جادو کی چھڑی گھما کر ایجوکیٹڈ تو نہیں بنا سکتا نا. ابھی میں پول کھولتی ہوں سب کے سامنے اِس لڑکی کا. پھر دیکھتی ہوں سب کے سامنے اِس لڑکی کی وجہ سے ہونے والی انسلٹ پر کیسے میران کو یہ اچھی لگتی ہے. "

فاکیہ اپنی پلاننگ پر دل ہی دل میں مسکراتی آگے بڑھی تھی. ڈی جے کو میوزک سلو کرنے کا کہتی وہ مائیک ہاتھ میں لیے شہرین سے کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی.

" گڈ ایوننگ لیڈیز اینڈ جینٹل مین."

فاکیہ گلا کھنکھارتی سب کو اپنی جانب متوجہ کرتی معنی خیز مسکراہٹ دور کھڑے میران پر ڈالتی انگلش میں بولنا شروع ہوئی تھی.

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ہماری یہ پارٹی ہمارے بہت خاص دوست میران بلوچ اور اُن کی وائف شہرین کے لیے رکھی گئی ہے۔ میران بلوچ کو تو ہم سب بہت اچھے سے جانتے ہیں تو کیوں نا۔ آج تھوڑا بہت اُن کی وائف کو بھی جان لیا جائے۔ آفٹر آل وہ بھی اب ہمارے سرکل کا بہت خوبصورت حصہ ہیں."

فاکیہ یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ شہرین ایک اِن پڑھ لڑکی ہے۔ جو انگلش میں تو کیا ویسے ہی اتنے سارے لوگوں کے سامنے بات کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی ہو گی۔ ابھی یہ سب کر کے وہ سب کے سامنے شہرین کو بُری طرح بے عزت کروانا چاہتی تھی۔ تاکہ وہاں موجود سب لوگ اُس پر ہنسیں اور آئندہ وہ کبھی بھی میران کے ساتھ کسی پارٹی میں جانے کی جرأت نہ کر پائے.

میران نے دور سے ہی فاکیہ کو ایسی کوئی بھی حرکت کرنے سے باز رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ جسے وہ صاف نظر انداز کر گئی تھی.

جی تو مسز شہرین بلوچ اپنے بارے میں کچھ بتائیں آپ ہمیں. اور کیسا لگا یہاں "
ہم سب کے بیچ آکر آپ کو. اور سب سے خاص بات میران بلوچ وہ کیسے لگتے ہیں
" .آپ کو. محبت بھی ہے یا بس دونوں ارینج میرج میں پھنس گئے

.فاکیہ روانی سے انگلش بولتی شہرین کی جانب مائیک بڑھا گئی تھی

میران غصے بھری نظروں سے فاکیہ کی جانب دیکھتے چہرا جھکا گیا تھا. کیونکہ جانتا تھا
ابھی کچھ دیر بعد اُس کا کتنا مذاق بننے والا تھا. جب اُس کی بیوی انگلش بولنا تو دور
.فاکیہ کی کوئی بات سمجھ بھی نہیں پائی ہو گی

ہیلو ایوری ون. سب سے پہلے تو میرے لیے اتنی شاندار پارٹی ارینج کرنے اور "
" .اتنا پیار دینے کے لیے بہت بہت شکریہ

میران جو کچھ اور ہی سوچ کر چہرا جھکائے کھڑا تھا. شہرین کے اتنے کانفیڈنس انداز
اور خوبصورت انگلش ایکسنٹ پر اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا. جیسے کچھ غلط سن
.لیا ہو

.مگر سامنے کا منظر دیکھتے اُسے اپنی آنکھوں پر بھی بھروسہ نہیں رہا تھا

وہ متانت اور خود اعتمادی سے اتنے سارے انجان لوگوں کے بیچ و بیچ کھڑی. جس روانی اور خوبصورت انداز میں انگلش بول رہی تھی وہ میران کے ساتھ ساتھ فاکیہ کو بھی ہونق بنا گیا تھا. اُن کے لیے یہ جھٹکا بہت بڑا تھا. کہ جس کو وہ اَن پڑھ اور گوار سمجھ کر اُس کے سامنے کچھ بھی بولتے رہے تھے. وہ نہ صرف انگلش سمجھ سکتی تھی. بلکہ اُن سے بھی کہیں زیادہ اچھی اور خوبصورت انداز میں بول سکتی تھی. اُس کا انگلش بولنے کا ایکسنٹ بہت ہی منفرد تھا.

میران کافی دیر بعد سنبھلتے چہرے پر دلچسپ اور پر شوق تاثرات سجائے چند قدم آگے بڑھتا اپنی بیوی کی باتیں سننے لگا تھا.

"میرا نام شہرین میران بلوچ ہے. میں نے ایم فل انگلش کیا ہے کراچی یونیورسٹی سے. میران بلوچ کی زندگی میں کیسے آئی میں. یہ تو آپ سب جانتے ہی ہیں. جہاں تک رہی محبت کی بات تو نکاح کی طاقت ہوتی ہی اتنی ہے کہ نکاح کے بول ادا کرتے ہی آپ کے دل میں آپکے جیون ساتھی کے لیے نرم محبت بھرے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں. میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے. میں

اپنی میریڈ لائف سے بہت خوش ہوں. کیونکہ میرے ہزبینڈ ایک بہت ہی کیئرنگ اور محبت دینے والے خوبصورت دل کے مالک انسان ہیں. میں بہت لکی ہوں کہ وہ میری لائف میں آئے. "

بات کے اختتام پر شہرین نے ایک نظر دھواں دھواں ہوتا چہرا لیے کھڑے میران کی جانب دیکھا تھا.

آخری جملے بولتے شہرین کی اپنی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے. وہ منافق اور جھوٹی بالکل بھی نہیں تھی. مگر اپنے شوہر کی عزت رکھنے کے لیے وہ یہ بھی بن گئی تھی. میوزک ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا. شہرین خاموشی سے ایک کونے میں رکھی چیئر پر جا بیٹھی تھی. اُس کا دل عجیب سا بوجھل ہو رہا تھا. اور ساتھ ہی اُسے میران کی خود پر مرکوز گہری نظریں الگ پزل کر رہی تھیں. اب اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا. کہ اُن نظروں میں اُس کے لیے غصہ تھا یا کچھ اور.

مگر وہ جو خود سے وعدہ کیے ہوئے تھی کہ مر جائے گی مگر کبھی میران بلوچ کے سامنے اپنی تعلیم اور اُس کے لیے دل میں موجود جذبات کا پتا نہیں لگنے دے گی.

.لیکن آج کی بنی صورتحال نے اُس کا سارا کام خراب کر دیا تھا

فاکیہ کی گیم تو اُسی پر اُلٹ چکی تھی. وہ جتنا اِس لڑکی کو گرانے کی کوشش کر رہی تھی. یہ اُتنا ہی میران کی نظروں میں اپنا مقام اونچا کیے جا رہی تھی.

فاکیہ کا اب تو دل چاہ رہا تھا اِس لڑکی کا یہ حسین روپ بگاڑ کر رکھ دے. مگر اتنی جلدی وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی. اُسے اِس لڑکی کو بے عزت کرنے کے لیے کچھ بڑا کرنا تھا. جو اِسے میران سمیت یہاں موجود ہر فرد کی نظروں میں گرا دے.

میران فاکیہ پر بُری طرح غصہ تھا. اور اُسے اچھی خاصی سنانے کا ارادہ بھی رکھتا تھا. مگر اُس کے بات گھمانے پر کہ وہ شہرین کی تعلیم سے پہلے ہی واقف تھی.

.اِس لیے اُس نے یہ سب کیا یہ سن کر میران کا غصہ ختم ہو چکا تھا

مگر ایک ایک کر کے وہ سب واقعات یاد کرتے جب وہ شہرین کے سامنے انگلش میں فاکیہ سے کافی بے تکلفی سے باتیں کر تا رہا تھا میران کو اچھی خاصی شرمندگی میں دھکیل رہے تھے.

چاہے اُس نے شہرین کو ایسا کوئی حق نہیں دیا تھا. مگر بیوی کے سامنے وہ بھی وہ جو آپ کے لیے دل میں محبت بھرے جذبات رکھتی ہو. اُس کے سامنے اپنی کسی فرینڈ سے محبت بھری باتیں کرنا حد سے زیادہ غیر مہذب اور نامناسب تھا. یہی بات اگر میران کو کچھ وقت پہلے پتا چلتی تو اتنا فرق نہیں پڑتا. مگر اب جب اُس کے حوالے سے جذبات اور احساسات چینج ہو رہے تھے. اب یہ سب سوچیں اُسے اچھا خاصہ بے چین کر رہی تھیں.

سب سے بڑی بات جو میران کی بے چینی اور بوجھل پن کا باعث تھی. وہ تھے شہرین کے بولے گئے آخری جملے جس میں اُس نے سب کے سامنے تو میران کی عزت رکھی تھی. مگر درپردہ وہ الفاظ میران کو اپنے منہ پر پڑنے والے تمانچے سے

کم نہیں لگے تھے. اگر اُس نے شہرین کو اپنے نکاح میں لیا تھا تو اُس کے سارے حقوق پورے کرنا بھی اُس کا فرض تھا.

میران کو آج شدت سے اپنی غلطیوں کا احساس ہو رہا تھا.

میران ابھی اپنی سوچوں میں ہی اُلجھا ہوا تھا. جب فاکیہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی کچھ فاصلے پر ڈانس کرتے جوڑوں کی جانب لے گئی تھی. جس پر میران کو ناچاہتے ہوئے بھی اُس کے ساتھ ڈانس کرنا پڑا تھا. مگر اُس کا سارا دھیان الگ تھلگ اداس سی بیٹھی اُس گم صم سی لڑکی کی جانب تھا. جو اچانک سے اُسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہونے لگی تھی.

میران کی نظریں شہرین پر ہی ٹکی ہوئی تھیں. جب اُس نے اپنے بزنس حریف حمزہ صدیقی کو شہرین کے پاس کھڑے ہوتے دیکھا تھا.

" ہائے بیوٹی فل لیڈی. "

شہرین جس کا دل اب اِس پارٹی سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ وہ سب کی نظروں سے بچنے خاص کر میران بلوچ سے جو اُسے آج معمول سے ہٹ کر مختلف انداز میں دیکھتا خوفزدہ کرنے کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکنیں بُری طرح منتشر کر رہا تھا.

اچانک اجنبی آواز پر شہرین نے سر اٹھایا تھا۔ سامنے کھڑے غیر شناسا شخص کے بے تکلف انداز پر شہرین نے ناگواری سے اُس کی جانب دیکھا تھا.

"اوہ لگتا ہے میرا تعریف کرنا آپ کو بُرا لگا۔ دراصل میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں۔ میران بلوچ اپنی اتنی حسین بیوی کے ہوتے کسی اور کے ساتھ موجود ہے. تو کیوں نہ اِس معصوم بیوٹی کو میں کمپنی دے دوں۔ کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کرنا پسند کریں گی. "

حمزہ صدیقی نے شہرین کے دلکش سراپے کو دیکھتے ہاتھ اُس کی جانب بڑھاتے آفر کی تھی.

شہرین جو ناپسندیدگی سے اُس کی باتیں سنتے کوئی سخت جواب دینے ہی والی تھی. اُس سے پہلے ہی میران غصے سے بھناتا اُن کے سر پر آن پہنچا تھا.

حمزہ کو شہرین سے بات کرتے اور اُس کی جانب ہاتھ بڑھاتے دیکھ وہ فاکیہ کو وہیں چھوڑتا اُن کی جانب آگیا تھا۔ اپنی بیوی کو چند پل بھی کسی اور کے قریب کھڑا دیکھ اُس کا خون کھول اُٹھا تھا۔ اور ساتھ ہی شدت سے شہرین کی اُس تکلیف کا احساس بھی ہوا تھا جو وہ اُسے فاکیہ کے ساتھ دیکھ کر اتنے وقت سے برداشت کر رہی تھی۔

"کیا پرابلم ہے تمہاری۔ خبردار جو میری بیوی پر اپنی گندی نظریں ڈالنے کی کوشش کی تو آنکھیں نکال لوں گا تمہاری۔"

میران شعلہ بار نظروں سے حمزہ صدیقی کو گھورتا شہرین کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ شہرین نے میران کے الفاظ پر بے یقینی سے اُس کی جانب دیکھا تھا۔ ایسا مان اور عزت پہلے بھلا کہاں بخشی گئی تھی اُسے۔

میران وارن کرتی نظروں سے اُسے گھورتا شہرین کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں جکڑتے وہاں سے لے گیا تھا۔

شہرین کسی بے جان گڑیا کی طرح اُس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی تھی. میران ڈانس فلور پر آکر رکتے شہرین کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے اپنے قریب کر گیا تھا. وہاں اور بھی بہت سارے جوڑے کپل ڈانس میں مصروف تھے.

مدھم لائٹنگ اور رومینٹک میوزک سے وہاں کا ماحول بہت ہی رومانوی ہو چکا تھا. خانی جو پہلے حملے سے نہ سنبھلی تھی. میران کے قریب کرنے پر سیدھی اُس کے سینے سے جا لگی تھی.

اُسے ڈانس کرنا بلکل بھی نہیں آتا تھا. اُوپر سے میران کی اتنی قربت اُسے الگ سے حواس باختہ کر رہی تھی.

" تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا اپنی تعلیم کے بارے میں. "

میران کا ایک ہاتھ اُس کی کمر پر ٹکا تھا جبکہ دوسرے سے اُس کے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنی اُنگلیوں میں جکڑے وہ اُسے بالکل کانچ کی گڑیا کی طرح اپنے حصار میں لیے ہولے ہولے ڈانس کے سٹیپس لے رہا تھا. شہرین کو اُس کے حصار میں ایک تحفظ کا انوکھا سا دل کو چھوتا احساس محسوس ہوا تھا. ہیل اور ساڑھی میں اٹک کر

گرنے کا خوف ختم ہو چکا تھا. شاید میران کے اتنے مہربان انداز پر اُسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اُسے گرنے نہیں دے گا.

میران نے جھک کر اُس کے بالوں کی دلفریب مہک اپنی سانسوں میں اُتارتے سوال کیا تھا. جبکہ میران کی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی شہرین اُس کے حصار میں لرز اُٹھی تھی.

" آپ نے کبھی پوچھا ہی نہیں. "

شہرین نے بہت دقت سے مختصر سا جواب دیا تھا. میران بلوچ اُس پر بُری طرح حاوی ہو رہا تھا.

" کب سے محبت کرتی ہو مجھ سے. "

میران نے اگلا سوال پوچھتے ہلکا سا جھٹکا دیے کر اُسے مزید اپنے قریب کیا تھا. میران کا چہرا بلکل سپاٹ اور سنجیدہ تھا. مگر اُس کی گہری بولتی نگاہیں شہرین کی نازک جان پر قیامت برپا کی ہوئی تھیں.

".میں نے وہ سب ویسے ہی سب کے سامنے بولا تھا. ایسا کچھ نہیں ہے "

شہرین اپنے پاکیزہ بے لوث جذبات کو اِس بے مروت اور بے مہر شخص کے سامنے بتا کر اُنہیں بے مول نہیں کرنا تھا. اِس لیے فوراً جھوٹ بول گئی تھی.

لیکن شہرین کا یہ جھوٹ اُس پر بہت بھاری پڑا تھا.

میران جھک کر شہرین کے لپسٹک سے سجے سُرخ ہونٹوں پر چند سیکنڈز کے لیے اپنا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا تھا. میران جانتا تھا وہ دونوں اِس وقت قدرے تاریکی میں کھڑے ہیں. جہاں لائٹ کچھ زیادہ ہی مدھم تھی. اِس لیے اُس کی نہایت پھرتی سے کی گئی یہ حرکت کوئی نہیں دیکھ پایا تھا.

شہرین کب سے اُس کا ضبط آزماتی اُس کے حواسوں پر سوار اپنے حسین رُوپ سے ایک نشہ سا طاری کر رہی تھی. اُوپر سے شہرین کا سب کے سامنے اتنے خوبصورت انداز میں کیے گئے محبت کے اظہار نے تو ویسے ہی میران بلوچ کے جذبات بدل ڈالے تھے.

شہرین میران بلوچ کی اِس جان لیوا حرکت پر اُس کے حصار میں لرز گئی تھی. اُسے ایسی عنایتوں کی عادت تھی ہی کہاں. شہرین کو لگ رہا تھا. اگر اِن مہربانیوں کا سلسلہ جاری رہا تو اُس کی روح کا آج جسم سے پرواز کر جانا ممکن تھا.

" آئندہ میرے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرنا ورنہ اُس کا جواب اِس سے کہیں بڑھ کر ملے گا. "

میران کا اشارہ شہرین کے جھوٹ کی طرف تھا. شہرین کے چہرے پر بکھرتے شرم وحیا کے رنگ میران بلوچ کی توجہ اپنی جانب سے ہٹنے ہی نہیں دے رہے تھے.

میران کو لگ رہا تھا کہ اگر وہ اِسی پوزیشن میں شہرین کے سامنے رہا تو اُس سے ضرور کوئی سنگین گستاخی سرزد ہو جائے گی. اِس لیے وہ شہرین کا ہاتھ تھامے وہاں سے ہٹ آیا تھا.

کب سے اُن کو ایک ساتھ ایک دوسرے میں گم دیکھتے فاکیہ اپنی جگہ پاگل ہو چکی تھی.

میران کو فون سننے کے لیے شہرین سے دور جاتا دیکھ فاکیہ کے ہونٹوں پر پُراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

دائیں طرف کھڑا ویٹر اُس کے اشارے پر ہاتھ میں پکڑی ٹرے لیے شہرین کی جانب بڑھا تھا.

شہرین کو بھی جیسے اِس وقت اپنے اعصاب نارمل کرنے کے لیے جوس کی سخت ضرورت تھی. جوس کا گلاس تھامتے وہ ایک ہی سانس میں اپنے حلق کے اندر اُنڈیل گئی تھی.

اپنا پلان اتنی آسانی سے کامیاب ہوتا دیکھ فاکیہ کا دل خوشی سے جھوم اُٹھا تھا. اب اُس کی ہر بات کا بدلہ شہرین خود کو ہی بے عزت کر کے اُسے سود سمیت لوٹانے والی تھی.

"تمہارا کام ہو چکا ہے. لے جا سکتے ہو تم اُسے. میران کو میں سنبھال لوں گی."

فاکیہ حمزہ صدیقی کے قریب آتی مکروہ ہنسی ہنستے اپنا چکراتا سر پکڑ کر بمشکل کھڑے ہونے کی کوشش کرتی شہرین کی جانب دیکھتے بولی.

".بہت مہربانی. دل کو بہت بھا گئی ہے میران بلوچ کی یہ معصوم سی بیوی "

.حمزہ صدیقی کو یقین نہیں آرہا تھا. یہ لڑکی اتنی آسانی سے اُسے مل جائے گی

فاکیہ اُسے بیرونی جانب جانے کا اشارہ کرتی خود شہرین کی جانب بڑھ گئی تھی. جو .بہت کوشش کے باوجود اپنے ساتھ چھوڑتے حواسوں پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی

فاکیہ اُس کی حالت سے دل ہی دل میں بے انتہا خوش ہوتی اُسے حمزہ صدیقی کے پاس لے آئی تھی. یہ سوچے بنا کہ انتقام میں اندھے ہو کر وہ ایک لڑکی ہو کر دوسری لڑکی کی عزت داؤ پر لگانے جا رہی تھی. لیکن شاید یہ بھول چکی تھی کہ .اُس کا محافظ یہی موجود ہے

فاکیہ نے جیسے ہی ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی شہرین کو حمزہ کے حوالے کرنا چاہا تھا. حمزہ کے شہرین کو چھونے سے پہلے ہی منہ پر پڑتا ایک زوردار پنچ اُسے کئی قدم دور

گرا گیا تھا. وہ اِس حملے کے لیے بالکل تیار نہیں تھا. اِس لیے سید ھا زمین بوس ہوا تھا.

" میران تم یہاں. "

میران کو وہاں دیکھ فاکیہ کے پیروں تلے سے زمین کھسک چکی تھی.

" گھٹیا عورت تمہیں زرا شرم نہیں آئی ایسا گندا کھیل رچاتے. گھن آرہی ہے مجھے خود سے کہ میں نے تم جیسی لڑکی کو اپنا دوست مانا. ایک لڑکی کے ساتھ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو. "

شہرین کا بے ہوش وجود اپنی باہوں میں بھرتے میران ایک ہاتھ سے فاکیہ کا گلا دبوچ چکا تھا. جسے میران کو فاکیہ کی بات سن کر یہاں لائی فریحہ نے آگے بڑھ کر چھڑوایا تھا.

وہ فاکیہ اور حمزہ کی ساری پلاننگ سن چکی تھی. اور میران کو سب کچھ بتا کر اُن کی گھٹیا پلاننگ ناکام بنوا گئی تھی.

بُری طرح کھانستی فاکیہ کا گلا چھوڑتے میران شہرین کے نازک وجود کو نرمی سے فریحہ کے حوالے کرتے حمزہ پر ٹوٹ پڑا تھا. وہ لوگ بیرونی جانب گیٹ کے قریب ہی کھڑے تھے. جب گارڈز یہ ہنگامہ سنتے اُس طرف آئے تھے. اور بہت مشکل سے میران کی گرفت سے حمزہ صدیقی کو آزاد کروایا تھا.

اپنی بیوی کے لیے اُس کی غلط نیت میران بلوچ کو انگاروں پر لوٹا گئی تھی. جس کو کم کرنے کے لیے میران نے حمزہ کا حشر بگاڑ دیا تھا. فاکیہ میران کا جلاد صفت رُوپ دیکھ کر ہی وہاں سے پہلے ہی نکل گئی تھی.

میران فریحہ کا شکریہ ادا کرتا شہرین کو اپنی بانہوں میں اُٹھاتے وہاں سے نکل گیا تھا.

"اچھا ہوا شہرین بے ہوش تھی. ورنہ اپنے شوہر کا اپنے لیے ایسا جنونی رُوپ دیکھ بچاری خوشی کے مارے اُوپر ہی نہ پہنچ جاتی. "

فریحہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے شہرین کی فیلنگز کا سوچتی وہاں سے پلٹ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میران شہرین کو ویسے ہی بانہوں میں بھرتا اپنے بیڈروم میں لے آیا تھا. شہرین کی شال شاید گر کر گاڑی میں ہی رہ گئی تھی. بنا چادر کے اُس کا ہوش رُبا حُسن مزید نمایاں تھا.

بیڈ پر اُسے لٹاتے وہ جیسے ہی پیچھے ہٹا نیم بے ہوشی کی حالت میں کچھ بڑبڑاتی وہ میران کا گریبان سینے سے اپنی مُٹھیوں میں جکڑ گئی تھی. جیسے اُسے خود سے کہیں دور نہیں جانے دینا چاہتی ہو.

میران جو پہلے ہی اچھے خاصے عذاب کے زیرِاثر تھا. شہرین کی یہ حرکت اُسے مزید بے خود کر گئی تھی.

وہ ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی شہرین کے قریب بلکل بھی نہیں جانا چاہتا تھا. اور جس رُوپ میں وہ سامنے لیٹی ہوئی تھی. اتنا دلفریب اور ایمان شکن منظر دیکھ کر

میران نے کیسے خود پر صبر کیا تھا یہ وہی جانتا تھا. اُس کی گرفت سے اپنی شرٹ آزاد کرواتے میران پیچھے ہٹا تھا.

میران اُس کے پیروں کی جانب بڑھتا اُس کے لال ہوتے پیروں سے ہیلز اُتارنے لگا تھا. اگر شہرین ہوش میں یہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی ہوتی تو ضرور غش کھا کر گر جاتی.

جوتے اُتارنے کے بعد وہ شہرین پر کمبل اوڑھتے اُس کے حسین روپ کو آنکھوں میں بساتے میران اُس کی پیشانی, دونوں گال, اور تھوڑی پر ایک ایک کر کے اپنا لمس چھوڑتے وہاں سے نکل گیا تھا. اُسے ایک بہت ضروری کام کے لیے ابھی گاؤں کے لیے نکلنا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

".بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں "

خانی جو معمول کے مطابق گھر کی خواتین کے ساتھ بیٹھی سمن کی شادی کی تیاریاں ڈسکس کرنے کے ساتھ ساتھ وہ باتوں میں بھی مصروف تھی. جب ملازمہ نے آکر جو خبر اُسے سنائی تھی

.وہ اپنی جگہ خانی کو ہلا کر رکھ گئی تھی

اُس کے چچا ارشد بلوچ اور بھائی میران بلوچ آئے تھے. اور اُس سے بہت خاص .بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے

خانی خاموشی سے سیاہل کی اجازت پر وہاں آگئی تھی. جہاں صرف سیاہل, ارشد .بلوچ اور میران بلوچ ہی موجود تھے

خانی جو تحمل سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی. میران کی بات سن کر خانی کو جھٹکا .لگا تھا

خانی تو کیا تم رہنا چاہتی ہو. اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ. جس نے انتہائی "
.بے دردی سے ہمارے بابا کو قتل کیا. اور تم اسی شخص کو آتنی اہمیت دے رہی ہو
"

خانی نے نم آنکھوں سے سیاہل کی جانب دیکھا تھا. اور خانی کا یہی انداز سیاہل خان
.کو غصہ دلا گیا تھا

ہاں خانی اسجد بلوچ مارا ہے میں نے تمہاری باپ کو. چھوڑ کر جانا چاہتی ہو تم "
" .اِس بات پر مجھے تو چھوڑ کر جا سکتی ہو. میں تمہیں نہیں روکو گا

ہمیشہ اپنی محبت کا امتحان دیتے آج سیاہل خان بھی خانی کے دل میں اپنی محبت کی
شدت جاننا چاہتا تھا. خانی کو کسی قیمت پر وہ اِن لوگوں کے ساتھ اِس حویلی سے
باہر ایک قدم بھی نہیں بڑھانے دیتا. یہ بات بول کر وہ صرف خانی کے خیالات
جاننا چاہتا تھا کہ کیا وہ اِس بات سے بدگمان ہو کر اُس کی بے پناہ محبت اور ریاضت کو

یوں بے مول کر جائے گی. یا آج کے دن اُس کی محبت کا مان رکھتے اُسے سُر خرو کرے گی.

سیاہل کی بات پر خانی ایک سخت سی گھوری سے اُسے نوازتے بعد میں نبٹنے کا سوچتی پہلے اپنے بھائی اور چچا کی جانب متوجہ ہوئی تھی.

" یہ شخص تمہارے آدھے خاندان کو تو ختم کر ہی چکا ہے. باقی جو رہ گئے ہیں اُن کو بھی کر دے گا. اور سب جانتے بوجھتے تمہیں ابھی بھی اِس شخص پر بھروسہ ہے. اِس نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کروایا وہ بھی تب جب میں اپنی بیوی کے ساتھ تھا. تمہارے سامنے یہ مجھے صرف تمہاری نظروں میں اچھا بننے کے لیے چھوڑ آیا. ورنہ در حقیقت یہ مجھے مروانا چاہتا ہے. "

میران نے نفرت بھری نظروں سے بڑے ہی پر سکون انداز میں بیٹھے سیاہل کو گھورتے خانی کو اُس کے خلاف کرنا چاہا تھا.

سیاہل خان تو جیسے ریلیکس سے انداز میں اپنا معاملہ کلیئر کیے بیٹھا تھا. کہ چاہے خانی اُس پر اعتبار کرے یا نہ کرے وہ خانی کو کسی قیمت پر خود سے جدا نہیں کر سکتا

تھا. چاہے ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاتا(جو کہ ناممکن تھا.) مگر خانی کو رہنا تو اُس کے پاس ہی تھا.

بھائی آپ جس یقین کہ ساتھ میرے شوہر پر یہ الزام لگا رہے ہیں. اُتنے ہی " یقین سے میرے سر کی قسم کھا کر اِس بات کی تصدیق کر دیں تو شاید میں اِس بارے میں کچھ سوچ بھی لوں. کیونکہ مجھے اپنے شوہر پر پورا بھروسہ ہے. وہ ایسی گھٹیا حرکت کر ہی نہیں سکتے. اور جس بات سے آپ ہچکچا رہے ہیں. میں وہی کر سکتی ہوں. آپ کے سر کی قسم کھا کر پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں. یہ آپ کی غلط فہمی ہے.

اگر سیاہل خان نے میران بلوچ کو مارنا ہوتا تو بہت پہلے مار دیا ہوتا.

میرے شوہر کو اچھے سے پتا ہے میری لائف میں کون کتنی اہمیت رکھتا ہے. تو میری وجہ سے آپ کو نہ پہلے کبھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے سیاہل خان نے نہ آگے کبھی کریں گے. میں گارنٹی دیتی ہوں آپ کو اِس بات کی. "

خانی ایک ہی سانس میں بولتی اپنے شوہر پر لگایا گیا پہلا الزام نہایت ہی خوبصورتی سے اُن لوگوں کے منہ پر ہی لوٹا گئی تھی.

جبکہ سیاہل خان تو اپنی شیرنی کا یہ نیا رُوپ دیکھ بھونچکا گیا تھا. سیاہل خان کی آنکھوں کی سنجیدگی اب دلکش مسکان میں بدل گئی تھی.

اتنے زبردست دفاع پر اُس کا دل چاہا تھا. ابھی ایک حسین انعام دے ڈالے اپنی خانی کو.

خانی جو اتنے کانفیڈنس سے اپنے غصے سے بھرے بیٹھے تایا اور بھائی کے سامنے بول رہی تھی. اُس کی ایک وجہ وہاں سیاہل خان کی موجودگی تھی. جو یہ جنگ اُسے خود لڑنے دینا چاہتا تھا. مگر اُس کے ساتھ پھر بھی موجود تھا.

میران کو اب خانی پر غصہ آرہا تھا. جب سیاہل نے اُس کے باپ کا قتل قبول کرتے اُسے جانے کا بول دیا تھا. تو وہ کیوں آنے کا نام نہیں لے رہی تھی.

"ٹھیک ہے میں مانتا ہوں. شاید شک کی بنیاد پر خود پر ہوئے حملے پر میں سیاہل خان پر الزام لگا رہا ہوں. مگر اِس بات کو تم کیسے نظر انداز کر سکتی ہو کہ تمہارا شوہر

تمہارے باپ کا انتہائی بے دردی سے قتل کر چکا ہے. کیا تم اِس شخص کی باتوں میں آکر اتنی پاگل ہو چکی ہو. کہ اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ رہنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تمہیں. "

میران نے خانی کو قہر برساتی نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا. اُسے خانی کا سیاہل کی حمایت کرنا ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا.

" میں ضرور دوں گی آپ کی بات کا جواب مگر پہلے آپ کو میری بات کا جواب دینا ہو گا.

اگر آپ کی آنکھوں کے سامنے ایک شخص آپ کے باپ کو بے دردی قتل کر کے غلط نیت سے آپ کی ماں کی جانب بڑھ رہا ہو تو کیا کریں گے آپ. خاموش تماشائی بنے سب دیکھتے رہیں گے."

خانی کے انکشاف پر جہاں میران کو جھٹکا لگا تھا. وہیں سیاہل بھی خانی کے سچائی سے واقفیت پر حیران ہوا تھا. انابی نے تو اُسے یہی بتایا تھا. کہ اُنہوں نے خانی کو ابھی اِس حقیقت سے آگاہ نہیں کیا. تو مطلب خانی نے اِس حقیقت کو جاننے کے بعد

بھی اُسے قبول کیا. اور کبھی اُسے بھنک بھی نہیں لگنے دی.اور نہ ہی کبھی اِس حوالے سے کوئی روڈبی ہیویئر شو کروایا.

سیاہل کو یہ سب جان کر بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی. اُس کے دل میں موجود آخری پھانس بھی نکل گئی تھی.

" کیا مطلب ہے تمہاری اِس بات کا. "

میران عجیب سی کیفیت کا شکار ہوا تھا.

" وہی جو آپ سمجھ چکے ہیں. سیاہل خان جس کنڈیشن میں تھے. اُس میں کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا. "

خانی نے اُس وقت کا شکر ادا کیا تھا. جب اُس رات ڈیرے پر جاتے نجانے کس خیال کے تحت انابی نے خانی کے سامنے اِس سچائی سے پردہ اُٹھا دیا تھا. خانی کو یہ سن کر گہرا صدمہ پہنچا تھا. مگر اُسے کہیں بھی سیاہل خان غلط نہیں لگا تھا.

اُس دن جب اُس کے بابا اسجد بلوچ نے سیاہل کو اُس کے ماں باپ سمیت شہر سے آتے کڈنیپ کیا تھا. تو اُس کے بابا کو بے دردی سے مارنے کے بعد اُن کے قدم بُری نیت سے حسنہ بیگم کی جانب اُٹھے تھے. سیاہل خان کو تو وہ بچہ مان کر بعد میں نبٹنے کے لیے نظر انداز کر گئے تھے. اور یہی اُن کی سب سے بڑی بھول تھی.

سیاہل جو اچھے سے جانتا تھا. اُس کے بابا خفیہ طور پر شرٹ کے اندرونی حصے میں اپنی گن چھپا کر رکھتے تھے. وہ جلد سے بے سُدھ پڑے اپنے بابا کی گن ڈھونڈ کر اپنی ماں کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرتے اسجد بلوچ پر فائر کھول گیا تھا.

جسے بعد میں اُس کے آدمیوں نے آکر اپنے سر لے لیا تھا. تب اگر سیاہل خان قاتل ثابت ہو جاتا تو اُس کا سردار بننا مشکل تھا. اِس لیے یہ بات دبا دی گئی تھی. لیکن پھر بعد میں یہ راز بھی سب کے سامنے آگیا تھا. جس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہ ہوتے ذوالفقار بلوچ کچھ نہیں کر پائے تھے.

"کیا بکواس کیے جارہی ہو تم. پاگل ہوگئی ہو کیا. اپنے مرے باپ کے بارے میں اتنا گند کیسے بک سکتی ہو تم."

کب سے خاموش بیٹھے ارشد بلوچ میران کو خانی کی باتوں میں آتا دیکھ اور بازی اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھ خانی پر چلائے تھے.

" میری بیوی سے زبان سنبھال کر بات کرو ارشد بلوچ. ورنہ تمہاری یہ گندی زبان گدی سے کھینچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی مجھے. "

سیاہل ارشد بلوچ کی بات پر اُن سے دوگنی آواز میں دہاڑا تھا. خانی کی زرا سی بھی بے عزتی آخر سیاہل برداشت کر بھی کیسے سکتا تھا.

میران نے خاموش نظروں سے سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا. اتنا عرصہ جس بات پر وہ اِس شخص سے شدید نفرت کرتا آیا تھا. اِسے مروانا چاہا تھا. اُس بات کے تو کوئی معنی ہی نہیں تھے. اپنے آپ کو سیاہل کی جگہ پر ہونے کا سوچ کر اُس کی روح کانپ جاتی تھی.

میران کی آخری فکر جو خانی کی اِس حویلی میں حیثیت کو لے کر تھی. وہ سیاہل خان کے اُس کے دفاع کرنے اور خانی جس انداز میں اپنے شوہر کی محبت میں ڈٹی کھڑی

تھی. وہ یہی ثابت کر رہا تھا کہ اُس کی بہن خان حویلی میں بہت خوش تھی. سیاہل خان اور باقی حویلی والے اُسے اُس کا اصل مقام دے چکے تھے.

میران کو اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیے تھا. اُسے صرف اپنی بہن کی خوشی عزیز تھی.

انتقام کی پٹی آنکھوں سے ہٹتے ہی اُسے اُن دونوں کی ایک دوسرے کے لیے محبت کی شدت صاف نظر آئی تھی.

" خانی میں بہت شرمندہ ہوں. بچپن سے ہی میرے دل میں سیاہل خان کے خلاف اِس قدر انتقام کی آگ لگا دی گئی تھی. کہ میں نفرت اور بدلے سے ہٹ کر کچھ سوچ ہی نہیں پایا. اور اپنی بہن کو سمجھنے کے بجائے اُس کی خوشیوں بھری زندگی میں آگ لگانے کی کوشش کرتا رہا. ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا. چلیں تایا جان. "

میران کی اِس وقت عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی. اپنے باپ کے حوالے سے اتنے بڑے انکشاف نے اُسے اندر سے توڑ دیا تھا. وہ اپنے باپ کے اِس بھیانک رُخ سے واقف نہیں تھا.

" میران تم کیسے اِن کی باتوں پر بھروسہ کر سکتے ہو. یہ صرف من گھڑت کہانیوں سے زیادہ کچھ نہیں ہے. میرا بھائی ایسا بلکل نہیں تھا. "

ارشد بلوچ کا دل چاہ رہا تھا. یہاں موجود تینوں افراد کا اپنے ہاتھوں سے قتل کردے. جو اُن کی برسوں سے کی گئی پلاننگ کو ایک جھٹکے میں مٹی میں ملا گئے تھے.

" تایا جان اب اِس حوالے سے باقی سب باتیں گھر جا کر ہی ہو نگی. "

میران نے اُنہیں خاموش رہنے کی ہدایت کی تھی.

" بھائی.... "

خانی جانتی تھی اُس کا بھائی بُرا نہیں تھا. بس غلط لوگوں اور ایموشنز میں پھنس کر وہ غلط راستے پر نکل آیا تھا.

مگر اب جب اُس کی آنکھیں کھل چکی تھیں. اور جس فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے اُس نے خانی سے معافی مانگی تھی. خانی کا دل اُس کے لیے بالکل صاف ہو گیا تھا.

خانی کے پکارنے پر میران نے رُک کر اُس کی جانب دیکھا تھا. خانی چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ سجائے اُس کے سینے سے جا لگی تھی.

" تھینکیو سو مچ بھائی. اور آئم سوری میں نے آپ سے بہت بار بد تمیزی کی.

بھائی میں سیاہل خان سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں. وہ بہت اچھے ہیں. اگر ہو سکے تو میری خاطر اُن سے صلح کر لیں. "

خانی میران سے ملتی پیچھے ہٹی تھی. خانی کے چہرے کی رونق دیکھ جہاں سیاہل خان کا دل پر سکون ہوا تھا. وہیں ارشد بلوچ کے اندر الاؤ بھڑک اُٹھے تھے.

اُنہوں نے اپنا جوان بیٹا کھویا تھا. اتنی آسانی سے تو وہ سیاہل خان کو چھوڑنے والے

نہیں تھے. اور اب تو اُن کے انتقام کی آگ میں جلنے کے لیے میران بھی شامل ہو چکا تھا.

میران خانی کی بات پر دل سے مطمئن ہوتا. اُس سے پیار کرتے پلٹنے ہی لگا تھا. جب سیاہل خان کی آواز نے اُس کے قدم ایک بار پھر روک دیئے تھے.

"میران بلوچ اچھا لگا دیکھ کر کہ تم نے بے جا نفرت اور بدلے کی آگ میں جلتے اپنے احساسات اور انسانیت کو مرنے نہیں دیا.

میری تم سے کبھی کوئی دشمنی نہیں رہی. اِس لیے تمہیں ایک مخلصانہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں. کہ اپنے ارد گرد نظریں دوڑاؤ اور سوچوں کہ اگر میں نے تم پر حملہ نہیں کروایا تو اور کون ہے جو تمہیں مارنا چاہتا ہے. کہیں تم اپنے ارد گرد آستین کے سانپ تو نہیں پال رہے. "

سیاہل نے میران کو مخاطب کرتے اُسے آنے والے خطرے سے باور کروایا تھا. جبکہ اُس کی گہری طنزیا نظریں ارشد بلوچ پر جمی ہوئی تھیں.

جنہیں محسوس کرتے ارشد بلوچ کا دل چاہا تھا۔ اپنے بیٹے کے اِس قاتل کا سینہ یہی گولیوں سے چھلنی کر دے۔ مگر اِس وقت اُن کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

یہاں کوئی جذباتی قدم اُٹھا کر وہ اپنی موت کو آواز نہیں دینا چاہتے تھے۔

میران سیاہل کا اشارہ اچھے سے سمجھ چکا تھا۔ وہ پہلے ہی اپنی کی گئی غلطیوں کی وجہ سے سیاہل خان کے آگے بہت شرمندہ تھا۔ اور اب اُس کی اپنی بھلائی میں کہی بات اُس کو مزید شرمسار کر گئی تھی۔

کبھی بھی انسان کو جذبات میں آکر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ جو بہت میں اُسے شرمندگی کے گڑھے میں دھکیل دے۔ جیسا اِس وقت میران کے ساتھ ہو رہا تھا۔

میران بنا کچھ بولے سیاہل کی بات پر اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گیا تھا۔

اُن کے جاتے ہی خانی خونخوار تیور لیے سیاہل خان کی جانب پلٹی تھی۔

"سردار سیاہل موسیٰ خان بہت آسان ہے نا۔ آپ کے لیے بول دینا کہ میں یہ حویلی چھوڑ کر چلی جاؤں۔ میرے ساتھ مزید نہیں رہنا چاہتے نا آپ تو مجھے بھی

کوئی شوق نہیں ہے۔ آپ سے بات کرنے کا۔ خبردار جو اب آپ میرے قریب آئے یا مجھے مخاطب کرنے کی کوشش بھی کی تو۔ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔ "

خانی غیض و غضب کی تصویر بنی اپنی جانب آتے سیاہل خان کو اُنگلی اُٹھا کر وارن کرتے بولی۔

جبکہ سیاہل اپنی شیرنی کی دھاڑ پر ہونٹوں پر بے ساختہ اُمڈ آنے والی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔ جسے دیکھ خانی کے غصے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

مطلب سردار صاحب اُسے سیریس لے ہی نہیں رہے تھے۔

" پر میرا قصور کیا ہے سردارنی جی جس کی اتنی سنگین سزا سنائی جا رہی ہے۔ "

اُس کے غصے کی وجہ جانتے بوجھتے سیاہل معصوم بنا تھا۔ جو خانی کو مزید آگ لگا گیا تھا۔

سیاہل خان نے اُسے روکنا چاہا تھا۔ مگر اُس کے پاس آنے سے پہلے ہی وہ سیاہل کو تیز گھوری سے نوازتے وہاں سے نکل گئی تھی۔

سیاہل خان کو اِس وقت خانی کی ناراضگی بھی مزا دے رہی تھی. سیاہل خان کا دفاع کرتے اپنے تایا اور بھائی کے سامنے جیسے ڈٹ کر کھڑی ہوئی تھی. وہ سب دیکھ سیاہل کی خوشی بیان سے باہر تھی. خانی اُس کی محبت نہیں عشق تھی. جو آج اپنوں کے خلاف جا کر اُس سے وفا نبھا گئی تھی.

سیاہل خان اتنا خوش پہلے کبھی نہیں ہوا تھا جتنا اِس وقت تھا.

مسکراہٹ اُس کے لبوں سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. وہ خانی کی ناراضگی اور غصے بھرا رُوپ سوچ کر دلکشی سے مسکراتے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا. ابھی اُسے اپنی روٹھی شیرنی کو بھی منانا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میران اِس وقت بہت لو فیل کر رہا تھا. وہ حویلی واپس آکر بنا کسی سے کوئی بات کیے اپنے کمرے میں آگیا تھا. روم میں داخل ہوتے ہی اُس کی نگاہوں نے بے اختیار کسی کو تلاشا تھا.

گاؤں واپس آتے وقت اُسے شہرین کو اکیلا شہر چھوڑنا مناسب نہیں لگا تھا. اِس لیے وہ شہرین کو اُسی حالت میں ساتھ لے آیا تھا.

لیکن اُس کے بعد اب تک اُس کی شہرین سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی. وہ اُس دن پارٹی میں ہونے والے واقعات کی وجہ سے میران سے اِس قدر شرمندہ اور گھبرائی ہوئی تھی. کہ سامنے آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی. ابھی بھی شاید اُسی کی آمد کا سن کر وہ کمرے سے نکل گئی تھی.

میران جو خانی کے منہ سے اپنے باپ کے متعلق ساری سچائی جاننے کے بعد ذہنی طور پر بہت ڈسٹرب تھی. شہرین کے خیال پر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی. اُس نے انٹر کام پر شہرین کو روم میں بھیجنے کا حکم دیا تھا.

جب کچھ دیر بعد شہرن روم میں داخل ہوتے دکھائی دی تھی.

" .سائیں آپ نے بلایا مجھے کوئی کام تھا کیا "

.شہرین سر جھکائے بیڈ پر بیٹھے میران کے قریب آئی تھی

میران کی نظریں سیاہ چادر میں لپٹی شہرین پر ٹکی ہوئی ہیں۔ جو اُس کے پہلے دیئے جانے والے آرڈر کے مطابق خود کو اچھے سے اُس سے چھپائے ہوئے تھی۔ لیکن آج جب میران بلوچ کے جذبات شہرین کے حوالے سے بدل چکے تھے تو اُسے یہ تھان دنیا کی سب سے ناپسندیدہ چیز لگ رہا تھا۔

روم میں میرے سامنے اِس کو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چینج کر واِس " " .تھان کو

میران اِس وقت اپنے جذبات واحساسات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے بہت نارمل لہجے میں اُس سے مخاطب ہوا تھا۔ لیکن اُس کی بات پر جہاں شہرین کو پسینے چھوٹے تھے۔ وہی اُس کا خمار آلود انداز خطرے کی گھنٹی بجا گیا تھا۔

.شہرین خاموشی سے الماری کی جانب بڑھی تھی

میران بنا کسی ہچکچاہٹ کے پورے استحقاق سے شہرین کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ جبکہ میران کی تیز نظروں کی تپش پر شہرین کو اپنی ہتھیلیاں بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں.

شہرین نے جیسے ہی شال اُتاری تھی۔ اُس کا دلفریب سراپا میران کا سانس روک گیا تھا۔ پرپل ڈریس میں وہ سادہ سے حلیے میں بھی میران بلوچ کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گئی تھی.

" میرے سر میں درد ہے۔ سر دباؤ میرا. "

میران نے اُس کے قریب آنے پر اگلا حکم صادر کیا تھا۔ اُس کی ہر بات کسی روبوٹ کی طرح مانتی وہ اِس بار بھی خاموشی سے میران کے قریب آئی تھی.

میران کو جہاں پہلے اُس کے یوں کسی روبوٹ کی طرح ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہاتھ باندھے کھڑا ہونا بُرا لگتا تھا۔ اب کہیں نہ کہیں اُسے مزا آنے لگا تھا۔ وہ اِس شہرین کو بدلنا چاہتا تھا۔ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اُس کی باندی نہیں بیوی ہے۔ جس

کو حق ہے اپنے جذبات اور احساسات بیان کرنے کا. مگر اُس کو اُس کی حیثیت باور کروانے سے پہلے میران اِن لمحوں سے لُطف اندوز ہونا چاہتا تھا.

" .اِس طرح نہیں. ایسے تو تم تھک جاؤ گی. یہاں بیٹھ جاؤ "

.میران نے اُسے کھڑے دیکھ بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا

پرپل سوٹ میں شہرین کا نازک رعنائیاں بکھیرتا وجود اُسے اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا.

شہرین خاموشی سے میران کے آرڈر کے مطابق بیڈ پر ٹک گئی تھی. لیکن اُس کی دھڑکنوں نے اودھم تو اُس وقت مچایا جب میران اُس کی گود میں سر رکھے نیم دراز ہوا تھا.

" .کیا ہوا سر دباؤ میرا "

شہرین کو ساکت بیٹھا دیکھ میران نے ٹوکا تھا. جس پر کپکپاتا ہاتھ اُس کی پیشانی پر رکھتے وہ ہلکا ہلکا مساج کرنے لگی تھی. اُس کی اُنگلیوں کی پوروں کی نرماہٹوں پر میران کو اپنے رگوں وپے میں ایک سکون سا اُترتا محسوس ہوا تھا.

میران بلوچ کی اتنی قربت پر شہرین کی نازک جان اِس وقت عذاب کے زیرِ اثر تھی. اُس کی تیز ہوتی سانسیں اور دھڑکنوں کی بڑھتی رفتار اُسے پاگل کر رہی تھی.

" کیا تم اپنے گھر والوں سے ملنا چاہو گی. "

اچانک کیے جانے والے میران کے سوال پر اک پل کے لیے شہرین کا ہاتھ رُکا تھا. لیکن پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے وہ آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیل گئی تھی.

" نہیں سائیں. "

شہرین کی نم آلود آواز اور غیر متوقع جواب پر میران نے حیرت سے سر اُٹھا کر اُس کی جانب دیکھا تھا.

" کیوں نہیں ملنا چاہتی. "

.میران کی نظریں شہرین کے لال اناری چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں

کیونکہ میرے ماں باپ کی ڈیتھ ہو چکی ہے. اور گھر والوں میں کوئی موجود "
نہیں ہے. سوائے چچا چچی کہ جو خون بہا میں دے کر اپنی جانب سے نہایت خوشی
" .سے مجھے مرا ہوا قرار دے چکے ہیں

شہرین نے شاید پہلی بار اتنی تفصیل سے کوئی جواب دیا تھا. اُس کا بھیگا لہجہ میران کا
دل بے چین کر گیا تھا. یہ نازک سی لڑکی اپنے اندر اتنے دکھ لیے ہوئے تھی.
میران جیسے اُسی لمحے خود سے عہد کر گیا تھا. کہ اِس پیاری لڑکی کو اتنا پیار دے گا
.کہ وہ اپنے پچھلے سارے دکھ بھول جائے گی

اپنے ماتھے پر رکھی اُس کی ہتھیلی کو اپنی گرفت میں لے کر میران نے لبوں سے
لگائی تھی. جس پر واقعی شہرین لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنی گزری تلخ زندگی
.کی سوچوں سے نکلتی حیا سے مزید لال ہوئی تھی

اُس کے ویران چہرے پر بکھرتے رنگ میران بلوچ کی بے چینی میں کمی کر گئے
.تھے

تم اتنی معصوم ہو بھی نہیں. میری اور فاکیہ کی ساری گفتگو سنتی رہی کبھی بتایا ہی "
" . نہیں کہ تم سب سمجھتی ہو. ویسے کیا کیا باتیں سنی تھی تم نے ہماری

.میران کی اچانک بدلتی ٹیون شہرین کے اوسان خطا کر رہی تھی

شہرین کی خاموشی پر میران نے اُسے اپنے اُوپر جھکاتے اُس کا چہرا اپنے چہرے کے
.بلکل قریب کیا تھا. اتنا کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے میں الجھنیں لگی تھیں

" .وہی جو آپ اُسے بولتے تھے "

.شہرین کی حالت خراب ہو رہی تھی

" .کیا بولتا تھا "

میران بے خودی کے عالم میں بولا. شہرین کی سانسوں کی مہک اُسے بُری طرح
.بہکا رہی تھیں

وہ شاید آپ کی مجھ سے شادی کرنے پر ناراض تھیں. تو آپ انہیں منا رہے "
" .تھے. اور بہت جلد اُن سے شادی کرنے کی بات کر رہے تھے

شہرین تو میران کے حکم کی تعمیل ایسے کرتی تھی کہ اگر اُس کی حکم عدولی کرنا بہت بڑا گناہ ہو۔ اِس لیے ابھی بنا اُس کی شرارت سمجھے وہ کسی رٹو طوطے کی طرح بول گئی تھی.

بریک تو اُسے تب لگی جب اُس کے کانوں میں میران کا قہقہہ گونجا تھا.

" غلط کہا تھا میں نے۔ تم واقعی بہت معصوم ہو "

میران کے مذاق اُڑاتے انداز پر شہرین اُسے گھور بھی نہ سکی تھی۔ وہ اُس کے بہت قریب تھی۔ میران کی گرم سانسیں اُس کا چہرا جھلسائے ہوئے تھیں.

" تم میری ہر بات کیوں مانتی ہو "

میران نے شہرین کی جھکنے کی وجہ سے آگے آجانے والی چوٹی کو ہاتھ پر لپیٹ کر ہلکا سا جھٹکا دیتے اُس کو اپنے مزید قریب کیا تھا.

" سائیں آپ میرے شوہر ہیں۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنا میرے لیے جان سے بڑھ کر ہے. "

شہرین اپنے کپکپاتے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے بنا سوچے سمجھے روانی میں بول گئی تھی.

جبکہ اُس کی بات پر میران کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ آجانے کے ساتھ ساتھ اُسے ایک شرارت سوجھی تھی.

" اوکے تو مجھے تم سے یہاں کس چاہیے. "

میران نے چہرے پر سنجیدگی لیے آرڈر دیا تھا. مگر اُس کی آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھیں.

" سائیں یہ آپ کیا کہہ رہے. "

شہرین نے گھبراہٹ کے مارے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھا تھا. مگر میران کے چہرے کے تاثرات اُسے بلکل بھی قابلِ رحم نہیں لگے تھے.

" کیا ہوا ابھی تو تم نے کہا. حکم کی تعمیل کے لیے جان بھی دے سکتی ہو. یہ تو بہت چھوٹا سا کام ہے. "

میران کی شوخیاں عروج پر تھیں. شہرین کو وہ کسی قسم کی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں لگا تھا.

وہ اُسے بھلا کیا بتاتی اُس کا یہ حکم جان دینے سے بھی زیادہ مشکل تھا.

میران نے آنکھیں بند کی تھیں تا کہ اُس کی مشکل کچھ آسان ہو. لیکن کچھ لمحوں کے بعد بھی کوئی لمس تو محسوس نہیں ہوا تھا. مگر چہرے پر گرنے والے آنسوؤں پر میران نے چونک کر آنکھیں کھولتے اُسے دیکھا تھا.

شہرین کو روتا دیکھ میران جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا تھا.

" کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو. "

میران اُس کے پاس ہوتے اُس کا آنسوؤں سے تر چہرا دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا.

سائیں آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں. اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو مجھے کوئی " اور سزا دے دیں. یہ سزا میرے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے. آپ کا اِس ".طرح میرے قریب آنا مجھے چھونا بہت اذیت میں مبتلا کر رہا ہے

شہرین آنسوؤں کے درمیان بمشکل بولی تھی. جبکہ اُس کی بات پر میران کو دھکا سا لگا تھا. وہ اس کی محبت کو کس قدر غلط انداز میں لے چکی تھی. اُس کے خالص .جذبوں کو وہ اُس کی ہوس سمجھ کر سزا سے تشبیہ دے رہی تھی

یہ سب سوچتے میران کا دماغ گھوم چکا تھا. میران نے انتہائی طیش کے عالم میں .شہرین کو کمر سے دبوچ کر اپنے قریب تر کیا تھا

میران کا چہرا غصے سے لال دیکھ شہرین کی سانسیں حلق میں اٹکی تھیں. اُسے .شدت سے اپنے غلط بول جانے کا احساس ہوا تھا

اپنی بات کا مطلب سمجھتی ہو. میرا قریب آنا تمہیں سزا معلوم ہو رہا ہے. ایسی " کیا اخلاقیات سے گری حرکت کر دی میں نے. تمہیں میں اِس سے بھی زیادہ قریب لانے کا حق رکھتا ہوں. اور وہ میری ہوس نہیں. میرا حق ہے. اگر

چاہوں تو کچھ ہی لمحوں میں تم سے اپنا حق وصول کر سکتا ہوں. مگر شکر کرو.

.میران بلوچ تمہارے معاملے میں اب بہت نرم ہو چکا ہے

محبت کرنے لگا ہے تم سے. کیا تمہیں ایک بار بھی میرے والہانہ انداز سے اِس بات کا احساس نہیں ہوا. یا میرے لمس میں ایسا کیا گھٹیا پن محسوس ہوا تمہیں.

" .جو تم میری محبت کو اتنے غلط معنوں میں لے گئ

میران کا غصے سے بُرا حال ہو رہا تھا. شہرین کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح اپنے دماغ پر لگتے محسوس ہو رہے تھے. شہرین کو جھٹکے سے خود سے دور کرتا وہ بیڈ سے اُٹھ گیا تھا. جبکہ شہرین جو اُس کے محبت کے اظہار پر ہکا بکا سی تھی. اُس کی ضبط سے ہوتی لال آنکھیں دیکھ کر اور اُس کے یوں ناراض ہو کر دور جانے پر تڑپ اُٹھی تھی.

"........سائیں میری بات "

شہرین نے کچھ بولنا چاہا تھا. جب میران نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا.

" بہت ہرٹ کیا ہے تم نے آج شہرین. نجانے کب سے یہ دل اندر ہی اندر تمہیں چاہنے لگا ہے. میرا قصور ہے کہ میں نے خود اپنی محبت کو سمجھنے میں دیر کر دی.

مگر اتنے ٹائم میرے ساتھ رہتے تمہیں میرے کردار کی پختگی کا اندازہ تو ہو جانا چاہیئے. اگر میں اتنا ہی ہوس پرست ہوتا تو...... "

میران سختی سے ہونٹ بھینچتا اپنی بات ادھوری چھوڑتا روم کا دروازہ زور سے بند کرتے باہر نکل گیا تھا. جبکہ اُس کی ادھوری بات کا مطلب سمجھتے شہرین شرم سے لال ہوئی تھی.

اِس وقت اُسے خود پر شدید غصہ آنے کے ساتھ ساتھ میران کی لال اذیت بھری آنکھیں دیکھ تکلیف بھی بہت ہو رہی تھی.

وہ میران کو اتنا غلط کیسے بول سکتی تھی. اتنے وقت ایک ساتھ رہتے میران نے بھلا کب اس سے زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی.

شہرین کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا کہ کہیں میران اُس کی اِس بات پر غصے میں آ کر اُسے چھوڑ ہی نہ دے. ہمیشہ کے لیے خود سے جدا نہ کر دے.

.کیونکہ اب میران کے بغیر رہنا اُس کے لیے ناممکن اور جان لیوا امر تھا

شہرین کو اطلاع ہو چکی تھی کہ میران خانی سے مل کر آیا تھا. اور کسی بات پر حد سے زیادہ ڈسٹرب بھی تھا.

اب اِس بات کا احساس ہوتے کہ میران سکون حاصل کرنے اُس کے پاس آیا تھا. اور وہ بھی اُسے بُری طرح ہرٹ کر گئی تھی شہرین کا دل بے چینی اور بے قراری کی حدود تجاوز کر گیا تھا.

وہ میران بلوچ کو سکون دینے تو نہیں ہاں مگر مزید ذہنی ٹینشن دینے میں کامیاب ہو چکی تھی.

" .سردارنی سائیں آپ کو سردار سائیں اُوپر کمرے میں بلا رہے ہیں "

ملازمہ نے خانی کے پاس آتے سیاہل خان کا پیغام سنایا تھا. آج سمن کی مہندی کی رسم تھی. خانی اِس وقت اورنج اور لائٹ گرین فل کامدار لہنگے پر موتیے کے پھولوں کا زیور پہنے اپنی نزاکت اور بے پناہ حُسن کی رعنائیاں ارد گرد بکھیرتے پورے ماحول میں اپنے جلوے بکھیر رہی تھی. سیاہل جو اُس کا یہ سندر رُوپ دیکھنے کو ترس رہا تھا. وہ اُس کے سامنے نہ جانے کی تو جیسے قسم کھا چکی تھی.

سیاہل جتنی ڈھیٹائی سے ہر پانچ منٹ بعد ملازمہ کو بھیج رہا تھا. خانی اُس سے بھی زیادہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے اُن کو انکار کیے جا رہی تھی. آج اُسے اِس بات کا فائدہ بھی ہو رہا تھا. کہ زنان خانے میں غیر عورتوں کی وجہ سے آج سیاہل اِس سائیڈ پر اُسے زبردستی لینے آ بھی نہیں سکتا تھا.

کچھ کاموں میں مصروف ہونے اور کچھ سیاہل خان پر غصہ ہونے کی وجہ سے کل اُس نے مہندی نہیں لگوائی تھی. اِس لیے ابھی تیار ہونے کے بعد وہ مہندی لگوا

رہی تھی. سخت ناراضگی دیکھانے کی وجہ کل رات وہ روم میں ہی نہیں گئی تھی. مگر صبح اُسے پتا چلا تھا کہ سیاہل کسی ضروری کام کی وجہ سے حویلی سے باہر ہی تھا. اور رات بھر واپس نہیں آیا تھا. جس پر خانی کو مزید غصہ آگیا تھا کہ سیاہل خان کی نظر میں اُس کی ناراضگی کی پرواہ ہی نہیں تھی. اُس نے اب دل میں ڈیسائیڈ کر لیا تھا کہ اِس شادی کے چلتے وہ نہ ہی کسی فنکشن میں سیاہل خان کے سامنے آئے گا اور نہ ہی روم میں جائے گی.

ویسے بھی زرا سے اُس کے تیار ہونے پر جو سیاہل خان کے بھکے خطرناک تیور سامنے آتے تھے. وہ خانی کی جان لرزا کر رکھ دیتے تھے. اِس لیے وہ اب اِس ناراضگی سے بھرپور فائدہ اٹھانے والی تھی.

ملازمہ تین بار اُسے بلانے آچکی تھی. مگر ہر بار اُس کا انکار ہی تھا.

"کیاہوا بیٹا سب ٹھیک ہے نا. آپ کی کوئی ناراضگی چل رہی ہے کیا سیاہل کے
ساتھ. "

کس ٹائم سے یہ سب نوٹ کرتی حسنہ بیگم آخر پوچھ بیٹھی تھیں.

"ماں آپ کا صاحبزادے پتا نہیں خود کو سمجھتے کیا ہیں. بہت ہی اکڑو اور گھمنڈی
ہیں. مجھے نہ ہی بات کرنی ہے اُن سے نہ ہی ملنا ہے. اتنی آسانی سے وہ کیسے مجھے
اِس گھر سے نکل جانے کو کہہ سکتے ہیں. "

خانی کی آنکھیں سیاہل خان کے الفاظ یاد کرتے چھلک پڑی تھیں. وہ ہمیشہ اُس کے
نرم لہجے اور کیئرنگ الفاظ کی عادی تھی. یہ سخت الفاظ اُسے کسی صورت
برداشت نہیں ہو رہے تھے.

" اوہ ہو میری گڑیا اِس میں رونے کی کیا بات ہے. سیاہل نے اُن لوگوں کو سامنے دیکھ غصے میں بول دیا ہو گا. ورنہ آپ جانتی تو ہو. وہ آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں."

حسنہ بیگم نے اُسے محبت سے پچکارتے اُس کا غصہ کم کرنا چاہا تھا.

" آپ کہاں بھلا اپنے بیٹے کی غلطی بنائیں گی. آپ کو تو میں ہی اتنی سی بات پر روتی بے وقوف لگ رہی ہونگی نا."

خانی کو اُن کا سیاہل کی حمایت کرنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا. اِس لیے وہ اُن کی جانب بھی ناراضگی سے دیکھتی منہ پھلاتے ہوئی بولی.

خانی ایک تو لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی. اوپر سے اُسکا روٹھا انداز اُسے مزید حسین بنا گیا تھا. حسنہ بیگم نے دل ہی دل میں اس کی نظر اُتار لی تھی.

کب سے کچھ فاصلے پر بیٹھ کر یہ سب دیکھتی اور سنتیں بی بی سائیں بھی خود کو اُن کے پاس آنے سے روک نہیں پائی تھیں.

" بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے میری بہو. سیاہل خان کو کسی کے سامنے یا کسی بھی صورت میں خانی کو یہ گھر چھوڑ کر جانے والی بات نہیں کہنی چاہیئے تھی. بیٹا آپ کو جتنی دیر ناراض رہنا ہے آپ رہو. میں آپ کے ساتھ ہوں. "

بی بی سائیں خانی کو ساتھ لگاتیں مسکرا کر بولتی اُس کی حمایتی بنی تھیں. خانی جو کافی دنوں سے اُن کے رویے میں بہتری محسوس کر رہی تھی. آج اُن کے اتنے پیار بھرے انداز پر اُس کا چہرا جیسے کھل اُٹھا تھا. حسنہ بیگم کو بھی بی بی سائیں کو خانی سے اپنائیت دیکھ بہت خوشی ہوئی تھی. وہ شروع سے جانتی تھیں. کہ بی بی سائیں زیادہ دیر سیاہل کی خانی کو ناپسند نہیں کر سکیں گی. اگر سیاہل کی خانی میں جان تھی تو اُن کی سیاہل میں. اور وہ اِس بات کا تو اچھے سے اندازہ لگا چکی تھیں کہ اُن کے پوتے کی دلی خوشی خانی کے علاوہ ناممکن تھی. اِس لیے جب ذہن سے نفرت کی پٹی ہٹی تو اُنہیں یہ معصوم سی سازشوں سے پاک لڑکی بہت پیاری اور دل کے قریب لگنے لگی تھی.

"تھینکیو بی بی سائیں. آپ دے اپنے بیٹے کا ساتھ میرے ساتھ تو اب میری بی بی سائیں ہیں."

خانی بھی بی بی سائیں کے قریب ہوتی حسنہ بیگم کو دیکھتے ناراضگی سے بولی.

" سردانی سائیں آپ کو عینا بی بی جی کچن میں بُلا رہی ہیں . "

ملازمہ کے بلاوے پر خانی وہاں سے اُٹھتی حیران ہوتی کچن کی جانب بڑھی تھی. اُس کی مہندی اُس کی دونوں ساسوں کے اسرار پر دونوں ہاتھوں پر فل بازوؤں تک لگائی تھی. اُس کے لہنگے کے سلیوز ہاف تھے اِس لیے کہنیوں تک مہندی لگائی گئی تھی.

خانی عینا کو پکارتی کچن میں داخل ہوئی تھی. مگر وہاں عینا تو کیا کسی ملازمہ کا بھی کوئی نام و نشان نہیں تھا. خانی بہت حیران ہوتے واپس جانے کے لیے پلٹی تھی. لیکن اپنے پیچھے کھڑے سیاہل خان کو دیکھ اُس کے اوسان خطا ہوئے تھے.

جو وائٹ قمیض شلوار پر بلیک شال کندھوں پر لیے اپنی چھا جانے والی شاندار پر سنیلٹی کے ساتھ بھرپور مردانہ وجاہت کا شاہکار معلوم ہو رہا تھا.

دونوں کی نظریں ملتیں کچھ پل کے لیے ایک دوسرے میں کھو سی گئی تھیں.

خانی جو سیاہل خان سے سخت ناراض تھی. اُس کی نگاہوں کی طلسماتی حصار سے نکلنا اِس وقت اُس کے لیے بھی ایک امتحان بن چکا تھا.

جبکہ سیاہل کی کیفیت بھی کچھ مختلف نہیں تھی. خانی کا ہوش ربا دلفریب سراپا کچھ پلوں میں ہی سیاہل کے دماغ پر ایک سرور بھرا نشہ سا طاری کر گیا تھا.

سفید موتیے کی بنی ماتھا پٹی, بڑے بڑے ائیر نگز اور اُسی طرح کی پھولوں سے سجی خوبصورت سی نازک نتھ دیکھ سیاہل خان کا بُری طرح گھائل ہوتا دل بے قراری سے اُس کی جانب ھمکنے لگا تھا.

رہی سہی کسر اُس کے نازک سراپے سے اُٹھتی مہندی اور پھولوں کی ملی جلی مدہوش کن خوشبو نے پوری کردی تھی. سیاہل نے بہکے بہکے انداز میں خانی کی جانب قدم بڑھائے تھے.

" سردار سائیں میرے قریب آنے کی کوشش مت کیجئے گا ورنہ ... "

سیاہل خان کو خطرناک تیور لیے اپنی جانب پیش رفت دیکھ خانی اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے بہت مشکل سے جملے ادا کر پائی تھی.

" .....ورنہ کیا "

سیاہل خان خمار آلود لہجے میں اتنا ہی بولتا ایک ہی جست میں قدم قدم پیچھے بڑھاتی خانی پر حملہ آور ہوتے اُسے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا.

" ورنہ میں چلانا شروع کر دوں گی. چھوڑیں مجھے میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے. "

خانی اپنی کمر پر جمے اُس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی خفگی سے بولی. جبکہ اُس کا چہرا سیاہل خان کی نزدیکی پر تپ کر لال ہو چکا تھا. دونوں ہاتھوں پر مہندی لگے ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی.

" میں نے کب روکا ہے سردارنی صاحبہ آپ کو کسی بھی بات سے. جو مرضی ہے کریں. چیخیں چلائیں غصہ کریں مگر مجھ خود سے پیار کرنے سے روکنا کسی کی تو کیا آپ کے بس کی بھی بات نہیں ہے. جو صبح سے مجھے تڑپا رہی ہیں آپ. اُس کا حساب دینے کے لیے تیار ہو جائیں ابھی آج کوئی مہلت نہیں ملنے والی. آج تو مجھے لگتا ہے آپ کو اپنی جنونی عشق کی جھلک دکھانی ہی پڑے گی. "

سیاہل نے جھک کر خانی کے گال پر اپنے ہونٹوں کا پر شدت لمس چھوڑتے اُس کے کان کی لوح کو چھوتے مخمور سی سرگوشی کی تھی. جبکہ اُس کی گھمبیر جذبوں سے بوجھل آواز اور الفاظ پر خانی کے پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی تھی.

اپنے گال پر سیاہل کے ہونٹوں کی نرمی کے ساتھ اُس کی مونچھوں اور شیو کی چھبن خانی کا دل لرزا گئی تھی.

سیاہل نے خانی کی مزاحمت کو صاف نظر انداز کرتے اُسے بانہوں میں اُٹھاتے وہ کچن سے نکل آیا تھا.

" آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو. آپ کو میری بات سمجھ نہیں آ رہی کیا. مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی. چھوڑیں مجھے. "

خانی کی کمزور سی مزاحمت ابھی بھی جاری تھی. جبکہ سیاہل خان کو اب خانی کا چیخنا چلانا مزا دے رہا تھا. وہ پچھلی راہداری سے ہوتے خانی کو لیے اپنے روم میں آ گیا تھا. اور خانی کو گود سے نیچے اُتارنے سے پہلے ہی روم لاک کر دیا تھا.

" سیاہل خان آئی ہیٹ یو. "

خانی کا غصہ سیاہل خان پر مزید بڑھ چکا تھا. زیادہ کوفت تو اُسے ہاتھوں پر لگی مہندی پر ہو رہی تھی. جو کافی حد تک سوکھ چکی تھی. لیکن خانی ابھی بھی اُس کے لگے ہونے کہ وجہ سے اپنے ہاتھ استعمال میں نہیں لا پا رہی تھی.

".بٹ آئی لو یو ٹو زندگی "

سیاہل نے کچھ فاصلے پر کھڑی خانی کا سر سے پیر تک بھرپور انداز میں جائزہ لیتے جس انداز میں کہا تھا. وہ خانی کو لرزنے پر مجبور کر گیا تھا. اُس کا اِس وقت دل چاہا تھا کہ سیاہل خان کی اِن شوخ نظروں پر ہاتھ رکھ دے یا اِن سے بچنے کے لیے کہیں چھپ جائے.

"مجھے نہیں پتا تھا تم ناراض ہو کر اتنی حسین لگو گی. اور مجھے تم پر اتنا پیار آئے گا."

سیاہل خانی کے قریب آتے اُس کے سہانے رُوپ پر چوٹ کرتے بولا.

خانی سیاہل خان کی جانب ہوتی غور ہی نہیں کر پائی تھی. اور اُس سے بچنے کی کوشش کرتے پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی تھی. دیوار دیکھ اُس کا رنگ اُڑ گیا تھا. اب اُسے سیاہل خان کی شدتوں سے بچنا نا ممکن لگ رہا تھا. اور یہی سوچ اُس کی سانسیں نکال گئی تھی.

سیاہل اُس کے ارد گرد بازو ٹکاتے اُسے مکمل اپنے حصار میں قید کر گیا تھا.

اور ایک گھوری سے اُس کے ریڈ لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو نوازتے اُن پر جھکا تھا.

جو کب سے اُس کا ضبط آزمارہے تھے. خانی ہاتھ کا استعمال تو نہیں کر سکتی تھی.

مگر اُس نے اِس جان لیوا وار سے بچنے کے لیے اپنے ہونٹوں کو آپس میں سختی سے میچ لیا تھا.

جب اُس کی اتنی معصوم اور بچکانہ حرکت پر سیاہل نے بہت مشکل سے اپنا قہقہ روکا تھا.

" یہ کیا حرکت ہے. "

سیاہل نے مصنوعی کڑے تیوروں سے اُسے گھورا تھا.

سیاہل خان میں ناراض ہوں آپ سے. اور خبر دار جو ایسی کوئی بھی حرکت "
" .کر کے میری تیاری خراب کرنے کی کوشش بھی کی آپ نے تو

خانی نے بھی آگے سے غصہ دیکھاتے تیوری چڑھا کر اُسے دیکھا تھا. اندر سے چاہے دل کی حالت خراب تھی. اور پورا جسم لرز رہا تھا. مگر اوپر سے وہ شیرنی بنی سیاہل خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ڈٹ کر کھڑی تھی. اور یہی بات سیاہل خان کے زیادہ بھکنے کی وجہ بن رہی تھی.

خانی کی یہ چھوٹی چھوٹی دھمکیاں اُس کے جذبات میں مزید الاؤ بھڑکا رہی تھیں.

سیاہل نے خانی کی نازک کمر میں ہاتھ ڈالتے اُسے قریب کیا تھا.

"یہ خوبصورت لڑکی اُس کی یہ سجاوٹ میرے لیے ہی تو ہے. اِسے بگاڑنے کا حق بھی میرا ہی ہے اور سنوارنے کا بھی. اور سردارنی صاحبہ آپ کا یہ گریز ہی مجھے آپ سے مزید قریب کررہا ہے. اب تو یہ دل اِس تیاری کو خراج تحسین پیش کیے بغیر پیچھے نہیں ہٹے گا."

سیاہل خانی کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے اُس کا تنفس بگاڑ گیا تھا. سیاہل کے ہونٹ مسلسل گستاخیوں پر آمادہ ہوتے کبھی اُس کے چہرے کے ایک ایک حصے کو چھو رہے تھے. خانی کی نتھ جو سیاہل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کررہی تھی. سیاہل نے نرمی سے اُسے خانی کے ناک سے علیحدہ کرتے اُس پر لب رکھ دیے تھے.

خانی کے ہاتھ مہندی کی وجہ سے اُس کے پہلو میں ہی بنا کوئی مزاحمت نہ کرواتے پہلو میں گرے ہوئے تھے.

مگر اُن میں جنبش پیدا تب ہوئی جب سیاہل نے پوری شدت سے اُس کی مہکتی سانسوں کو اپنے اندر اُتارا تھا.

خانی مدہوشی میں سب بھولتی سیاہل خان کی شرٹ سینے سے اپنی مُٹھیوں میں بھینچ گئی تھی. جس کا احساس اِس وقت دونوں کو نہیں ہوا تھا. اِس وقت وہ دونوں ایک دوسرے میں گم ہر بات سے بے پرواہ ہو چکے تھے.

خانی کی اُکھڑتی سانسوں پر سیاہل نے آخر رحم کھاتے اُسے آزادی بخش دی تھی. خانی کا پورا جسم لرز رہا تھا. اُس سے کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا. جب سیاہل نے اُسے اپنے حصار میں بھرتے سہارا دیا تھا. سیاہل کے سینے سے لگنے پر خانی کے ڈریس پر بھی مہندی کے دھبے لگ گئے تھے.

سیاہل خان چند لمحوں میں ہی اُس کی ساری سجاوٹ برباد کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا.

خانی اب غصہ کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں آ پا رہی تھی. لیکن اپنے سینے پر اُس کی گرفت کی سختی سیاہل خان کو اُس کا دم توڑتا غصہ باور کروا گئی تھی.

"سردارنی صاحبہ اِس سب میں میرا کوئی قصور نہیں ہے. آپ غصے میں دھمکیاں دینے سے باز نہیں آتیں. اور آپ جانتی ہیں آپ کی دھمکیاں مجھے مزید پاگل کر جاتی ہیں."

سیاہل خانی کے کان میں سرگوشی کرتا بھرپور شوخی سے بولتا خانی کو مزید تپا گیا تھا.

وہ خود کو کافی حد تک نارمل کر چکی تھی. اِس لیے سیاہل خان کے سینے سے سر اُٹھاتے خفگی بھری نظروں سے گھورا تھا.

" سردار سائیں آپ کو صرف غصہ کرنا اور دوسروں کو ڈرانا ہی اچھے سے آتا ہے کیا. کسی کو اپنی باتوں سے ہرٹ اور ناراض کر کے منایا کیسے جاتا ہے یہ بات تو نہیں پتا ہو گی نا آپ کو . "

خانی کو سیاہل خان کے انداز پر بہت زیادہ تپ چڑھ رہی تھی. جو اُس کی ناراضگی اور غصے کو سیریس لے ہی نہیں رہا تھا.

" آپ تو ایسے مت بولیں سردارنی صاحبہ غصے سے زیادہ تو پیار کرنا اچھے سے آتا ہے. آپ سے بہتر یہ بات بھلا کون جان سکتا ہو گا . "

سیاہل کی ذو معنی بات اور بے باک نظروں پر خانی شرم و حیا سے لال ہوئی تھی.
مطلب آج سیاہل خان نے قسم کھا رکھی تھی کہ اُس کی کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دینا.

اِس سے پہلے کے خانی سیاہل خان کو کوئی جواب دیتی سیاہل کی شرٹ پر نظر پڑتے اُس کی چیخ برآمد ہوئی تھی.

" کیا ہوا خانی. "

سیاہل نے فکر مندی سے اُسے کندھوں سے تھامتے پوچھا تھا.

" .میری ساری مہندی خراب کر دی آپ نے "

خانی اپنے دونوں ہاتھ سامنے کرتی آنکھوں میں آنسو لیے روہانسے انداز میں سیاہل کو گھورتے ہوئے بولی.

سیاہل جو خانی کی چیخ پر پریشان ہوا تھا. اصل وجہ جان کر چاہتے ہوئے بھی اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا. اُس کے ہنسنے پر خانی مزید ناراض ہوتی اُس کا حصار توڑتی اُس سے دور ہوئی تھی.

" .آپ بہت بُرے ہیں مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی "

سامنے لگے مرر پر نظر پڑتے اپنی پوری تیاری کے ساتھ ڈریس کا بھی ستیاناس دیکھ خانی مزید تپ گئی تھی.

خانی کو دور جاتا دیکھ سیاہل نے اُسے واپس اپنے قریب کیا تھا.

" میں نے کیا کیا ہے میری جان. میں نے تو آپ کی مہندی کو ٹچ بھی نہیں کیا "

سیاہل اُس کی دونوں ہتھیلیاں اپنے سامنے کرتے جس قدر انجان بنتے بولا وہ دیکھتے خانی کو مزید غصہ چڑھا تھا.

اُس نے سیاہل کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا. اور ناراضگی سے رُخ موڑ گئی تھی.

جس پر سیاہل اُسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اب کی بار قدرے سنجیدہ ہوا تھا.

خانی کو کندھوں سے تھام کر مڑ کر کے سامنے کرتے سیاہل نے اُسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا.

"خانی سیاہل خان سوچ بھی کیسے سکتی ہے کہ سیاہل خان اُسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی خود سے جدا کرے گا. تم اگر خود بھی جانا چاہتی تو میں ایسا ہر گز نہ ہونے دیتا. خود بھیجنا تو ناممکن بات ہے.

اُس وقت اچانک مجھے پتا نہیں کیا ہوا تھا. ہر بار اپنی محبت کا امتحان دیتے اُس وقت میرے دل نے بھی تمہاری محبت کی شدت دیکھنے کی خواہش کرتے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا. جانتا ہوں مجھے اِس طرح تمہاری محبت آزمانی نہیں چاہی تھی.

لیکن ناچاہتے ہوئے بھی صرف اِس دل کے سکون کی خاطر تمہارا اقرار سننے کی خاطر میں وہ الفاظ بول گیا تھا. مگر میرا خدا گواہ ہے اُن الفاظ پر ایک فیصد بھی میرے دل کی رضامندی شامل نہیں تھی. تمہارا غصہ جائز ہے. تم جو سزا دینا چاہتی ہو مجھے منظور ہے. مگر وہ تم سے دور رہنے کی بالکل بھی نہیں ہونی چاہئے.

" تھینکس میری جان مجھ سے اتنی محبت کرنے اور اعتبار بخشنے کے لیے .

سیاہل خانی کے چہرے سے اپنا چہرا ٹچ کرتے اُس کی نرماہٹوں کو محسوس کرتے محبت سے چور لہجے میں بولتا خانی کا غصہ کافی حد تک کم کر گیا تھا.

اُسے سیاہل کی بات غلط نہیں لگی تھی. جب وہ محبت میں اتنی آزمائش دے چکا تھا. تو تھوڑی سی خانی کی بھی بنتی تھی.

مگر جتنا وہ اُس کا خون جلا چکا تھا. خانی اتنی جلدی اُسے بخشنے والی بالکل بھی نہیں تھی.

"اور رہی بات تیاری خراب کرنے کی تو ایسا کرنے کا ارادہ تو میں آگے بھی رکھتا ہوں."

سیاہل خان نے کہتے ساتھ ہی خانی کی گردن پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھ دیے تھے.

جس پر خانی کی اعتدال میں آتی دھڑکنیں ایک بار پھر منتشر ہوتی اُس کی سانسوں کی رفتار بڑھا گئی تھیں.

خانی لرزتے ہاتھوں سے اُس کی بانہوں کا حصار توڑتی دوڑ ہوئی تھی. جبکہ سیاہل تو اُس کے چہرے پر بکھرتے قوس وقزح کے رنگ دیکھ کر ہی مبہوت رہ گیا تھا.

" آپ نے بولا تھا آپ کو میری دی ہر سزا منظور ہو گی. "

خانی سیاہل کو ایک بار پھر پٹڑی سے اُترتا دیکھ وران کرتے بولی.

" میں نے یہ بھی بولا تھا کہ وہ سزا تم سے دور رہنے کے علاوہ کوئی ہونی چاہئے. "

سیاہل سینے پر بازو لپیٹتا اپنی سہمی سی گھبرائی شرمائی شیرنی کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا.

جبکہ یہاں پر بھی اُس کی چالاکی پر خانی اُسے گھور کر رہ گئی تھی. مگر اچانک ایک خیال کے آتے وہ مسکرائی تھی. وہ اتنا اچھا موقع ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی. یہ سردار صاحب کم ہی کبھی اُس کے قابو میں آتے تھے.

".سزا نہیں مگر میری ایک خواہش پوری کرنی ہو گی آپ کو "

.اب کی بار خانی قدم اُٹھاتی خود سیاہل کے قریب آئی تھی

". آپ کی ہر خواہش سر آنکھوں پر سردارنی صاحبہ آپ حکم کریں "

.سیاہل خان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ خانی اُس سے کیا مانگنے والی ہے

.آپ پرامس کریں اپنی بات پر قائم رہیں گے "

خانی کو شاید اُس کے متوقع ردعمل کا اندازہ تھا. اِس لیے وہ اُس کے گلے میں بانہیں ڈالے قریب آئی تھی.

" .اگر میں نے کہہ دیا ہے تو میں اپنی بات پر ضرور قائم رہوں گا تم جانتی ہو یہ "

سیاہل خان کو کسی حد تک اُس کی بات کی سنجیدگی کا اندازہ ہو چکا تھا. کیونکہ آج سے پہلے خانی کبھی بھی اِس طرح خود سے اُس کے قریب نہیں آئی تھی.

.سیاہل نے بھی جواباً خانی کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے قریب کیا تھا

کیا آپ اپنی ماما کی سزا ختم کر سکتے ہیں. اُنھوں نے جان بوجھ کر تو کچھ نہیں کیا " تھا. وہ مجبور تھیں اور میرے خیال میں اب تک وہ اپنے اکلوتے بیٹے سے دور رہ کر اپنی غلطی سے زیادہ کی سزا برداشت کر چکی ہیں. پلیز وہ بہت دکھی ہیں. بظاہر وہ سب کے سامنے نارمل رہتی ہیں مگر اُن کو آپ کے لیے چھپ چھپ کر روتے دیکھا ہے میں نے. اور سب سے بڑی بات میں اِن آنکھوں کی اُداسی ختم کرنا چاہتی ہوں. آپ مجھ سے نہ بھی کہیں مگر میں جانتی ہوں آپ خود اِس وجہ سے اندر سے کتنی تکلیف میں ہیں. جیسے آپ بن کہے میری ہر بات جان لیتے ہیں. ".اب آپکی خانی کی بھی تھوڑی اِس ہنر سے واقفیت ہو چکی ہے

خانی نے سیاہل کی دونوں آنکھوں پر باری باری لب رکھتے سیاہل خان کو جیسے اپنی محبت کے سحر میں جکڑ لیا تھا.

یہ شخص اُس کی سانسوں میں بستا تھا. اُس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھا. جس کے بغیر ایک پل بھی رہنا اُس کے لیے ناممکن تھا. جس طرح وہ اُس کی آنکھوں میں زرا سی تکلیف دیکھ کر تڑپ اُٹھتا تھا. اُسی طرح خانی سے بھی اُس کی یہ تکلیف دیکھنا برداشت سے باہر تھا. وہ جانتی تھی سیاہل اپنے دکھ کسی سے بھی شیئر نہیں کرتا تھا. ہر بات وہ دل میں چھپا کر رکھتا تھا. مگر اب خانی اُس کے دل کی باتیں جاننے لگی تھی.

دوسری جانب اُس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا. اُسے ڈر تھا کہ کہیں سیاہل اُسے سچائی بتانے پر حُسنہ بیگم پر ناراض نہ ہو. یا اتنی بڑی بات کہہ دینے پر اُس سے خفا نہ ہو جائے.

سیاہل پہلے تو حیران ہوا تھا. جو راز آج تک اُس کے اور حُسنہ بیگم کے درمیان ہی تھا. وہ خانی کو کیسے پتا چل گیا تھا. مگر پھر خانی کی حُسنہ بیگم سے نزدیکی سے وہ اچھے واقف تھا. اِس لیے سمجھ گیا تھا خانی کی ضد پر اُنہوں نے خانی کو بتا دیا ہو گا. کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ اُس کی ماں کبھی بھی خود سے خانی کو ایسا کرنے کو نہیں کہیں گی. یہ سب خانی اپنی جانب سے ہی کر رہی تھی.

" کیا ہوا اسرار سائیں. کیا میں نے کوئی بہت مشکل چیز مانگ لی آپ سے جس پر اتنا سوچنا پڑ رہا ہے آپ کو. "

خانی سیاہل کی شرٹ کا کالر ٹھیک کرتی نرم مسکراہٹ سے بولی تھی. جبکہ سیاہل خان کو اُس کی یہ بدلی بدلی قاتلانہ ادائیں اچھا خاصہ گھائل کر رہی تھیں.

"ویسے بہت خطرناک ہو تم. تم سے مجھے بچ کر ہی رہنا چاہئے. بہت کمزور ہے بچارہ تمہارے معاملے. ایسے نہ ہو اتنی محبت پر کہیں لڑھک ہی نہ جائے. "

سیاہل مسکرا کر بولا. اُس کی مسکراہٹ دیکھ خانی کا دل کچھ حد تک جگہ پر آیا تھا.

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے. "

سیاہل کی بات پر خانی نے اُسے خفگی سے گھورا تھا. وہ جلد از جلد سیاہل کا جواب سننے کی خواہش مند تھی.

مگر اُس سے پہلے ہی دروازے پر ہوتی دستک نے اُن دونوں کا دھیان اپنی جانب موڑا تھا.

جبکہ یوں ڈسٹرب کئے جانے پر سیاہل کے ماتھے پر سلوٹیں اُبھری تھیں. اُس نے شروع سے اِس بات سے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ جب وہ بیڈروم میں ہو تو کوئی اُسے ڈسٹرب نہ کرے.

اور اب جبکہ وہ خانی کے ساتھ تھا تو اُس کو مزید تپ چڑھی تھی. سیاہل غصے سے دروازے کی جانب بڑھا تھا.

" سیاہل ایک منٹ رکیے. "

سیاہل دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا. جب اچانک خیال آتے ہی خانی بھاگتی ہوئی اُس کے سامنے آئی تھی.

" . کیا ہوا "

. سیاہل نے خانی کا لال چہرا دیکھتے حیرانی سے پوچھا تھا

".آپ ایسے کیسے سب کے سامنے جا سکتے ہیں. پہلے چینج کریں "

خانی نے سیاہل کے سینے پر لگے مہندی کے داغ کی جانب اشارہ کرتے اپنی حیا سے

. بوجھل ہوتی آواز پر قابو پاتے کہا تھا

جس پر سیاہل نے حد درجہ حیرت سے سر جھکا کر اپنے سینے پر نظریں ڈالی تھیں.

. وہاں موجود داغ دیکھ سیاہل کے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی

"کیا ہوا اِس میں چھپانے والی کیا بات ہے. محبت کے داغ بھی بھلا چھپانے والی چیز ہے. "

سیاہل لاپرواہی سے کندھے اُچکاتے واپس دروازے کی جانب پلٹا تھا.

"آپ پاگل ہو گئے ہیں کیا. یہ سب دیکھ کر آپ کے سامنے تو کوئی آواز بھی نہیں نکالے گا. مگر بعد میں چھیڑ چھیڑ کر اِن سب نے میری ناک میں دم کر دینا ہے. "

خانی اب کی بار اپنی بات تفصیل سے سمجھاتے بولی. جبکہ خانی کی بیچاری سی شکل دیکھ سیاہل کو مانتے ہی بنی تھی.

.باہر کھڑا شخص بھی کوئی جواب نہ ملنے اور دروازہ نہ کھلنے پر واپس پلٹ گیا تھا

.سیاہل بھی کپڑے چینج کرنے کی غرض سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا

" .آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا "

.خانی سیاہل کو چینج کر کے آتے دیکھ بولی

جس کا کوئی جواب دیئے بغیر سیاہل نے الماری سے ایک بڑا سا پارسل نکال کر بیڈ پر رکھا تھا. اور واپس خانی کے پاس آ کھڑا ہوا تھا.

بہت جلد تمہیں تمہاری بات کا جواب مل جائے گا. ابھی جلدی سے یہ ڈریس "
" . چینج کر کے نیچے جاؤ. شاید مہندی کے فنکشن کے لیے بلانے آئی تھی تمہیں

.سیاہل کی بات پر خانی نے حیرانی سے اُس پارسل کو دیکھا تھا

سردارنی صاحبہ کہا تھا نا. شادی کے فنکشن میں میری پسند کا لباس پہنو گی تم. "
" . پھر یہ تو ہونا ہی تھا

سیاہل ذو معنی نظروں سے اُس کے بکھرے حلیے اور کپڑوں پر لگی مہندی کی جانب
.اشارہ کرتے بولتا اُس کا گال تھپتھپاتا باہر نکل گیا تھا

خانی پہلے تو نا سمجھی سے اُس کی بات پر غور کرتی اُسے جاتا دیکھنے لگی تھی. مگر جیسے ہی کچھ دیر بعد اُسے بات سمجھ آئی ایک شرمیگی سی مسکراہٹ نے اُس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" آغا جان ہم سیاہل خان کے بارے میں کیا کہیں جب ہمارے اپنے ہی غدار ہیں. اُس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں. "

اسد غصے سے بھڑکتا اندر داخل ہوا تھا.

" کیا مطلب ہم سمجھے نہیں. "

.آغا جان اور ارشد بلوچ دونوں اپنی جگہ چونک اُٹھے تھے

"شہرام بلوچ کی بات کر رہا ہوں میں۔ وہ نجانے کتنے ٹائم سے سیاہل خان کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کام کر رہا ہے۔ ہمارا مال جو اتنی بار بارڈر کراس کرنے سے پہلے ہی پکڑا جاتا تھا۔ اُس کی مخبری ہمارا کوئی آدمی نہیں بلکہ شہرام بلوچ ہی کرواتا تھا سیاہل خان کے ساتھ مل کر۔ ہمارے سامنے انجان بن کر ہماری آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا۔ اور ہم بھی ہر بار اُس کے آگے بے وقوف بنتے رہے۔ "

اسد نے نفرت بھرے لہجے میں کہتے اُن دونوں کی جانب دیکھا تھا۔ جن کے لیے اِس اتنی بڑی بات پر یقین کرنا انتہائی مشکل تھا.

" میں جانتا تھا آپ لوگوں کو میری بات پر یقین نہیں آئے گا. اِس لیے میں کچھ ثبوت ساتھ لایا ہوں. "

اسد کے اشارے پر پاس کھڑے اُس کے آدمی نے ہاتھ میں پکڑی کچھ تصویریں اور کاغذات اُن دونوں کے سامنے رکھے تھے.

جن میں شہرام اور سیاہل کی ملاقاتوں کی کچھ تصویریں تھیں. اور ساتھ ہی نگار اور شہرام کا نکاح نامہ تھا.

" اتنا بڑا دھوکہ. "

ارشد بلوچ نکاح نامہ ہاتھ میں تھامے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولے.

" جی اور ابھی سے نہیں کافی عرصے سے چلا آرہا ہے یہ سب. "

اسد بلوچ کے انداز میں شہرام بلوچ کے لیے نفرت ہی نفرت تھی. اُس کی شروع دن سے ہی شہرام سے نہیں بنی تھی. شہرام کو بلاوجہ کی ملنے والی چھوٹ اور اہمیت اُسے بہت بری لگتی تھی. آج جب اُس کے ہاتھ شہرام کو سب کی نظروں میں گرانے کا اتنا اچھا موقع ملا تھا تو وہ کیوں نا اُس کا فائدہ اُٹھاتا.

" شہرام کو چھوڑو گا نہیں میں. شرم نہیں آئی اِسے اپنے بھائی اور چچا کے قاتلوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے. "

ارشد بلوچ جو پہلے میران کی وجہ سے اچھا خاصہ تپے ہوئے تھے. شہرام کی بات سن کر مزید بھڑک اٹھے تھے.

"خاموش ہو جاؤ ارشد. پاگل تو نہیں ہو گئے تم. ہمیں آپس میں لڑ کر خود کو کمزور نہیں کرنا. ہمارا پہلا کام اپنے دشمن کو ختم کرنا ہے. اپنے غداروں سے بعد میں نبٹ لیں گے. پہلے اپنے دشمن کو تو ٹھکانے لگا دیں. ہمیں انگاروں پر لوٹا کر بہت اُچھلتا پھر رہا ہے نا یہ سیاہل خان. اب اِس کے وفاداروں کو اِسی کے خلاف استعمال کر کے اپنے قدموں کی دھول چاٹنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام بھی ذوالفقار بلوچ نہیں."

ذوالفقار بلوچ کا بس نہیں چل رہا تھا. کہ اُن کے خاندان کو توڑنے والے سیاہل خان کا نام ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیں. جو اُن کی سوچ سے بڑھ کر شاطر کھلاڑی تھا. جس نے نہ صرف اُن کی پوتی بلکہ پوتوں کو بھی ایک ایک کر کے اُن کے خلاف

کر چکا تھا. اور اپنے خاندان کو جوڑ کر رکھا ہوا تھا. یہی نہیں سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنی بہن کو بھی نہایت ہی ہوشیاری سے موت کے گھاٹ اتارنے سے بچا لیا تھا. اور سب کی طرح وہ بھی اتنی آسانی سے اُس کے ہاتھوں بے وقوف بنتے آئے تھے.

" کیا مطلب ہے آپ کا آغا جان. اب کیا کرنا ہو گا ہمیں. "

اسد اُن کے تاثرات سے اتنا تو اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ کچھ بڑا سوچ چکے ہیں.

" خانی اور سیاہل خان کی بہن جو شہرام کے نکاح میں ہے. اُنہیں اُٹھوانا ہو گا. اِسی طرح ہی ہم اُس کو کمزور بنا سکتے ہیں. پھر دیکھنا کیسا بھاگا بھاگا آئے گا وہ اُن کے پیچھے. "

ذوالفقار بلوچ کی آنکھوں میں شیطانی چمک واضح ہوئی تھی. جبکہ اُن کی بات پر ارشد بلوچ نے بھی مکروہ انداز میں مسکرائے تھے.

کیونکہ اِس وقت خانی اُن کی نظروں میں اِس گھر کی بیٹی نہیں بلکہ دشمن کی بیوی تھی.

" مگر ہم خانی کو کیوں کڈنیپ کریں گے. اُس کو اِس دشمنی میں کیوں گھسیٹنا. "

اسد میں شاید ابھی بھی تھوڑی سی انسانیت باقی تھی.

" اُس کو ہم نے نہیں گھسیٹا وہ خود آئی ہے. اُس نے اپنے شوہر کی شے پر ہمارے سامنے جو بکواس کی ہے. اگر میرا بس چلتا تو اُسی وقت اُس کا گلا دبا دیتا. وہ اب ہماری کچھ نہیں لگتی وہ صرف سیاہل خان کی بیوی ہے. "

ارشد بلوچ کے لہجے میں خانی کے لیے نفرت ہی نفرت تھی.

" میران کا کیا کرنا ہے. اگر اُس کو پتا چل گیا ہم نے خانی کو کڈنیپ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے تو وہ ہمارے خلاف ہو جائے گا. "

اسد کو اچانک میران کا خیال آیا تھا.

" وہ اب کونسا ہے ہمارے ساتھ ہے. وہ بھی اب اُس سیاہل خان کا طرفدار بن چکا ہے. خون سفید ہو گیا ہے اُس کا. اپنے باپ کا قاتل کو اتنی آسانی سے معاف کر دیا اُس نے. "

ارشد بلوچ کا ابھی صبح والا غصہ نہیں اُتر رہا تھا.

وہ لوگ ابھی اِسی حوالے سے بات کر رہے تھے. جب میران کو اندر آتا دیکھ سب بات بدل گئے تھے.

" اچھا ہوا آپ سب ایک جگہ ہی مل گئے بہت خاص بات کرنی تھی آپ سے. "

میران اُن سب کو وہاں بیٹھا دیکھ اُن کے پاس آ بیٹھا تھا. جس پر ذوالفقار بلوچ ہی بمشکل مروتاً مسکرائے تھے. باقیوں نے تو یہ تکلف بھی نہیں کیا تھا.

لیکن میران بلوچ نے جو بات کی تھی. وہ سن کر ذوالفقار بلوچ کے ہونٹوں سے بھی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی.

" تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا. تم چاہتے ہو ہم اپنے سب سے بڑے دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں. اُس کے پاؤں پڑیں کے ہم سے دشمنی ختم کر دو. بھول جائیں جو اُس نے میرے جوان بیٹے اور پوتے کا قتل کیا. "

ذوالفقار بلوچ میران کی بات سن کر بھڑکتے اُس پر دھاڑے تھے.

" آغا جان پلیز ایک بار ٹھنڈے دماغ سے میری بات سمجھنے کی کوشش تو کریں۔ اِس دشمنی میں رکھا ہی کیا ہے۔ اپنوں کو کھونے اور بلاوجہ کی لڑائی جھگڑے کے علاوہ ملا ہی کیا ہے ہمیں۔ "

میران نے اپنی جانب سے دشمنی ختم کرنے کو پہلا قدم اٹھایا تھا۔ مگر پہلے قدم پر ہی اُسے سمجھ آگیا تھا۔

" بس میران بہت سن لی تمہاری بکواس۔ اب اگر مزید ایک لفظ بھی تم نے اُس سیاہل خان کی حمایت میں بولنا ہے تو نکل جاؤ اِس حویلی سے۔ اور دوبارہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے نہیں معلوم تھا تم اتنے بے غیرت ہو۔ جس شخص کے ساتھ تمہاری بہن بھاگ کر گئی۔ بجائے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے تم اُس کے ساتھ روابط بڑھانے کی بات کر رہے ہو۔ تف ہے تم جیسے مرد کی مردانگی پر۔ "

.ارشد بلوچ جو کب سے چپ بیٹھے تھے. آخر کار پھٹ پڑے تھے

جبکہ اُن کی بات میران بلوچ کا ضبط ختم کر گئی تھی. وہ کچھ بھی سن سکتا تھا مگر اپنی بہن کے خلاف اتنے غلط الفاظ کسی صورت اُسے برداشت نہیں تھے.

.میران اپنے سامنے پڑے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے طیش کے عالم میں کھڑا ہوا تھا

" زبان سنبھال کر بات کریں چچا جان. اگر میں آپ کی عزت کرتا ہوں تو اُس کا ناجائز فائدہ مت اُٹھائیں. اور خبردار جو آئندہ میری بہن کے لیے ایسے غلط الفاظ استعمال کیے تو. وہ کسی غیر کے ساتھ بھاگ کر نہیں گئی. بلکہ اپنے شوہر کے ساتھ

میرے سامنے رخصت ہوئی ہے. اگر اگلی بار میری بہن کے کردار پر اُنگلی اُٹھائی گئی تو میں وہ اُنگلی ہی کاٹ دوں گا.

جا رہا ہوں میں اِس حویلی سے. مجھے بھی کوئی شوق نہیں ایسی جگہ رہنے کا جہاں لوگ سینے میں پتھر کے دل لیے پھرتے ہوں. اور ہاں ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہوں گا. ہوسکے تو اِس دشمنی کے کھیل سے نکل آئیں. پہلے ہی ایک جوان بیٹا کا جنازہ اُٹھا چکے ہیں. اِس انتقام میں اندھے ہو کر کہیں دوسرے کو بھی نہ کھونا پڑ جائے. "

میران اُن کو اُن کی بات کا منہ توڑ جواب دیتا ایک قہر برساتی نظر سب پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا.

اُسے آغا جان سے بلکل بھی اُمید نہیں تھی کہ وہ ارشد بلوچ کی اتنی بکواس کے جواب میں بھی اُن کو ٹوکنے کے بجائے اُن کا ساتھ دیں گے.

"دیکھ لیے آغا خان آپ نے اپنے پوتے کے تیور. کیسے دھمکی دے کر گیا ہے مجھے. اب تو میں اِسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا."

ارشد بلوچ بھی غصے اور طیش کے عالم میں بکتے جھکتے وہاں سے نکل گئے تھ

میران شدید غصے کے عالم میں شہرین کو لیے حویلی چھوڑ کر نکل آیا تھا. اُس کے چچا جمشید بلوچ اور احمر بلوچ نے اُسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی. لیکن وہ نہیں مانا تھا.

جمشید بلوچ میران کے نانا کی طرح کافی سلجھے ہوئے انسان تھے۔ اُنہیں اِن دشمنیوں اور بدلوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ جس میں نقصان اور نارسائی کے علاوہ کچھ نہیں رکھا تھا۔ یہی بات وہ اپنے بچوں کو بھی سمجھانا چاہتے تھے۔ مگر اُن کی یہ کوشش احمر پر ہی کامیاب ہوئی تھی۔ اُن کے ناچاہنے کے باوجود بھی اسد میں بھی کچھ نہ کچھ تایا اور دادا والی عادات پیدا ہوگئی تھیں۔ جسے وہ کسی بھی قیمت پر ختم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ ارباز کی طرح اپنے لختِ جگر کو نہیں کھونا چاہتے تھے۔

شہرین نے میران کو اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس قدر غصے میں وہ حویلی سے نکلا تھا۔ شہرین اُس کا جلالی رُوپ دیکھ مزید سہم گئی تھی۔

گاڑی میں اُس کے برابر بیٹھے شہرین نے کن اکھیوں سے میران کی جانب دیکھا تھا۔ جو آنکھوں میں غصے کی آگ بھرے ہونٹ بھینچے ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

شہرین اُس کے غصے کی وجہ سے پہلے ہی خوفزدہ تھی. لیکن اب اُس کا غیض و غضب سے بھرا یہ شعلے برساتا رُوپ شہرین کو مزید سہمنے پر مجبور کر گیا تھا. کچھ کچھ آئیڈیا تو تھا اُسے مگر وہ پوری طرح نہیں جانتی تھی کہ آخر اتنی سیریس بات کیا ہوئی ہے جس کی وجہ سے میران یوں سب سے ناراض ہو کر حویلی چھوڑ کر آ گیا تھا.

اِس سب سے بھی زیادہ اُسے اپنے اندر کا گلٹ پریشان کر رہا تھا. جو اُس نے میران کو انتہائی فضول بول کر اپنے قریب آنے سے پہلے ہی دور کر دیا تھا. اب اُس میں اتنی ہمت تو تھی نہیں کہ میران سے خود بات کرتی. وہ اچھی خاصی کانفیڈنٹ لڑکی میران کے سامنے سہمی ہوئی ہرنی لگ رہی تھی.

مگر اِس وقت میران کا اضطراب دیکھ وہ سکون سے نہیں بیٹھ پائی تھی.

" .سائیں آپ ٹھیک ہیں "

.بہت ہمت اکٹھی کرتے آخر کار وہ مختصر سا جملہ بولنے میں کامیاب ہو گئی تھی

جس پر میران نے چہرا موڑ کر ایک غصے بھری گھوری سے اُسے نوازا تھا۔ اور بنا کوئی جواب دیئے واپس ڈرائیونگ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا.

پہلے خانی کا انکشاف, پھر شہرین کی کہی اتنی سخت بات اور اب اپنوں کا وہ بھیانک رُوپ اُسے اپنے آغا جان سے ایسی کسی بات کی اُمید نہیں تھی۔ یہ سب چیزیں مل کر میران کو بہت زیادہ ڈسٹرب کر رہی تھیں۔ اُسے اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا.

وہ ابھی اِنہیں سوچوں میں گھرِا ہوا تھا. جب اچانک اُسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی گاڑی اُن کا پیچھا کر رہی ہے. ابھی سے نہیں اُن کے حویلی سے نکلنے کے بعد سے.

میران کی چھٹی حس جیسے کچھ غلط ہونے کا الارم دینے لگی تھی. وہ شدید غصے میں بنا گارڈز لیے نکلا تھا. اور اب صورتحال کا اندازہ ہوتے اُسے اپنی غلطی کا شدت سے اندازہ ہوا تھا. اپنے اتنے سارے دشمنوں کی پہچان ہوتے ہوئے بھی وہ اِن علاقوں میں اتنی بے فکری سے کیسے آسکتا تھا. وہ نہ صرف اپنی بلکہ جذباتی پن میں شہرین کی زندگی بھی خطرے میں ڈال چکا تھا.

میران کو اچانک یاد آیا تھا کہ یہ تو سیاہل خان کا علاقہ شروع ہو چکا ہے. تو کیا یہ سب سیاہل خان کی کوئی چال تھی. یا سیاہل خان کا نام بدنام کرنے کی آڑ میں کسی اور کی.

میران نے اپنی گن نکالتے جیسے ہی گاڑی کی سپیڈ بڑھائی اُس کی توقع کے عین مطابق اُس کی گاڑی پر پہلا فائر کیا گیا تھا. اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں تھا. گولیوں کی بوچھاڑ جاری ہو چکی تھی. اور جس طرح فائر کیے جا رہے تھے. صاف ظاہر تھا وہ یہ سب دھمکانے کے لیے نہیں کر رہے بلکہ اُن دونوں کو مارنے کا پورا ارادہ رکھتے ہیں.

" سائیں یہ سب کیا ہو رہا ہے. "

شہرین اِس اچانک پیدا ہو جانے والی صورتحال پر بُری طرح ڈرتی میران کے قریب کھسکی تھی. میران تو اِس سب کا عادی تھا. مگر شہرین کے لیے یہ بلکل نیا تھا.

" پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے. کچھ نہیں ہو گا تمہیں. تم زرا سا نیچے جھک کر بیٹھ جاؤ. "

میران نے جیسے اُس سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی. اگر وہ اکیلا ہوتا تو اِس صورتحال کو آرام سے ہینڈل کر لیتا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اِس وقت اُس کے ساتھ شہرین تھی. جس کی وجہ سے واپس اُن لوگوں پر حملہ کر کے وہ زرا سا بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا.

اُن کے نشانوں سے بچنے کے لیے گاڑی کو زگ زیگ شکل میں چلاتے میران اُسے کچے راستے پر اُتار چکا تھا. جو جھاڑیوں سے گھرا ہوا تھا. اور اُن کے لیے کافی مددگار ثابت ہو سکتا تھا.

تیز سپیڈ میں گاڑی کو بھگاتے میران اُن لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی دوسری جانب جنگل کی طرف گاڑی موڑتے جلدی سے شہرین کو لے کر باہر نکل آیا تھا.

شہرین کا ہاتھ تھامے میران گھنے درختوں کی جانب بڑھ گیا تھا. اور ایک قدرے محفوظ جگہ کا انتخاب کرتے جو ارد گرد سے بالکل جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا شہرین کو وہاں بیٹھا کر وہ واپس پلٹا تھا.

" سائیں آپ کہاں جا رہے ہیں پلیز مت جائیں. "

میران جو چند قدم ہی آگے بڑھا تھا. شہرین نے اُس کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑتے اُسے روک دیا تھا.

" مجھے جانے دو. تم فکر مت کرو. میں اُنہیں تم تک کسی صورت نہیں پہنچنے دوں گا. تم بالکل یہاں ریلیکس ہو کر بیٹھو. کچھ نہیں ہو گا تمہیں."

میران سمجھا تھا شہرین یہاں اکیلے رہ جانے کی وجہ سے ڈر رہی ہے. لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ شہرین کے ڈر اور پریشانی کی وجہ اُسے خطرے میں جاتے دیکھنا تھی.

میران نے نامحسوس انداز میں شہرین کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑواتے اُس سے دور ہونا چاہا تھا. مگر اُس کی سانسیں تو تب تھمی جب شہرین روتے ہوئے اُس کے چوڑے سینے سے آلگی تھی.

اور میران کے گرد دونوں ہاتھ باندھ کر خود کو اُس کے سینے میں چھپانا چاہا تھا.

شہرین کے نرم گرم وجود کے اِس طرح یکدم قریب آجانے کی وجہ سے میران اپنی جگہ بالکل ساکت ہوا تھا. دل کی دھڑکنوں کا شور باقی سارے شور پر حاوی ہو گیا تھا.

جس لڑکی نے اُس کے جذبوں کی اِس بُری طرح سے تزلیل کی تھی. وہ اُسے خود سے دور کر دینا چاہتا تھا. مگر اُس کا دل ایسا کوئی بھی سخت عمل کرنے سے صاف انکاری تھا.

" شہرین مجھے جانے دو. ورنہ وہ لوگ ہمیں ڈھونڈتے یہاں تک پہنچ جائیں گے. میں اپنی وجہ سے تمہیں کسی صورت نقصان پہنچتا نہیں دیکھ سکتا. "

دل کے خلاف جا کر میران نے شہرین کو کندھوں سے تھام کر دور ہٹانا چاہا تھا. مگر شہرین مزید قریب ہوئی تھی. شاید وہ یہ سب کر کے اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتی تھی.

"سائیں میں آپ کو کہیں نہیں جانے دوں گی. اگر آپ کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گی. "

میران کے سینے سے لگی بے آواز روتے وہ لرزتے وجود کے ساتھ کسی چھوٹے بچے کی طرح اُس سے چمٹی کھڑی تھی.

شہرین شاید ڈر و خوف کی وجہ سے حواسوں میں نہیں تھی. گولیوں کی قریب آتی آواز پر آنے والی کسی انہونی کا سوچتے شہرین اُس کو اپنے دل کا اقرار سونپتی اُس کے تپتے دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار رکھ گئی تھی.

میران اُس پر شدید غصے کے باوجود اب کی بار شہرین کے نازک وجود کے گرد اپنے بازو پھیلاتے اُسے مزید خود سے قریب کر گیا تھا.

ایک دوسرے میں کھوئے نجانے اُنہیں کتنی دیر گزر گئی تھی جب گولیوں کی بوچھاڑ اُنہیں اپنے بہت قریب سنائی دی تھی.

میران کو محسوس ہوا تھا کہ یہ فائرنگ یک طرفہ نہیں ہے. بلکہ شاید اب دو گروپوں کے درمیان فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا. جیسے کوئی اُن کے دفاع میں آگیا ہو.

میران ابھی یہی سوچ رہا تھا. جب قریب آتی قدموں کی آواز پر میران شہرین کو اپنی چوڑے وجود کے پیچھے چھپاتے گن سامنے کی طرف تان گیا تھا.

مگر عجلت میں سر جھکائے مؤدب انداز میں سامنے آنے والا شخص کوئی اور نہیں سیاہل خان کا خاص آدمی خدا بخش تھا. جو شاید سیاہل کے حکم پر ہی مقابل کو منہ توڑ جواب دیتے اُس کی مدد کو پہنچ گئے تھے.

" میران سائیں سردار سائیں نے مجھے آپ کی حفاظت کے لیے بھیجا ہے. سیاہل خان کے علاقے میں حملہ کیا گیا ہے آپ پر. اُن کو کسی صورت گوارہ نہیں کہ آپ کو یہاں نقصان پہنچایا جائے. آپ کو ہم پر بھروسہ کرنا ہوگا. ہم بحفاظت آپ کو محفوظ مقام پر پہنچادیں گے. "

خدا بخش سر جھکائے کھڑا ساری تفصیل سمجھاتے اب میران کے فیصلے کا منتظر تھا.

جس پر میران نے کچھ سوچتے حامی بھر لی تھی. وہ شہرین کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اِس وقت چاہ کر بھی حملہ آوروں سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا. اِس وقت سیاہل خان کی بھیجی گئی مدد کو قبول کرنا ہی اُسے سہی لگا تھا.

اگر یہی واقع کچھ دن پہلے پیش آتا تو وہ کسی قیمت پر بھی یہ مدد لینا گوارہ نہ کرتا مگر اب اُس کے سیاہل خان کے حوالے سے خیالات بدل چکے تھے.

میران شہرین کا ہاتھ تھامے خدا بخش کے ساتھ وہاں سے نکل آیا تھا. باہر آکر اُسے معلوم ہوا تھا کہ اُس پر حملہ کرنے کے لیے ایک نہیں تین گاڑیاں بھیجی گئی تھیں. اور اُن کا ارادہ کسی بھی قیمت پر میران کو ختم کرنا تھا.

سب سے بڑا دھچکا تو اُسے تب لگا جب اُسے پتا چلا کہ یہ حملہ کسی اور نے نہیں اُس کے اپنے تایا ارشد بلوچ نے کروایا ہے۔ جو اپنے بیٹے کی موت کا بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ آج کی میران کی کی گئی اپنی بے عزتی کا بدلہ بھی لینا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کی بیڈ لک اور میران کی گڈ لک تھی کہ پہلے اُس کی عقلمندی اور پھر عین وقت پر سیاہل خان کے بھیجے گئے آدمیوں نے اُنہیں بچا لیا تھا.

سیاہل کے مطابق کے ارشد بلوچ نے اُسے مارنے کے لیے جگہ جگہ اپنے آدمی پھیلا رکھے تھے۔ اِس وقت اُن کا کراچی کے لیے نکلنا بلکل بھی سیف نہیں تھا۔ اِس لیے سیاہل کے اسرار پر میران اُس کے بنگلے پر آ گیا تھا.

سیاہل نے یہ بات کرنے کے لیے میران سے خود بات کی تھی۔ اور شاید پہلی بار نفرت اور لڑائی سے ہٹ کر اُن دونوں کے طنز و مزاح پر مشتمل گفتگو کی تھی.

بہت حیرت ہو رہی ہے مجھے. آخر سیاہل موسی خان کو کب سے میران اسجد "
" .بلوچ کی جان کی فکر لگ گئی. جو اُس کی خاطر اتنا کچھ کیا جا رہا ہے

.میران نے سیاہل کے اپنے بنگلے پر رُکنے کے اسرار پر حیرت بیان کرتے طنز کیا تھا

کیونکہ لوگ مانے یا نہ مانے مگر سیاہل موسٰی خان کو اپنی بیوی سے بے پناہ عشق "
ہے. اُس کی خوشی کی خاطر میں کچھ بھی کر سکتا ہوں. میران بلوچ میری بیوی
کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے. جس کو تکلیف پہنچنے سے آنسو میری بیوی کی
".آنکھوں میں آئیں گے جو کہ مجھے کسی صورت گوارہ نہیں

.سیاہل خان نے بھی جوابی طنز کرتے میران کو چپ کروا دیا تھا

اور دوسری بات کہ سیاہل خان کی غیرت کو یہ بات کسی صورت گوارہ نہیں " دیتی کہ اُس کے علاقے میں کسی بھی شخص کو کوئی دشمن آکر نقصان پہنچائیں. میں نے تمہیں اُس دن ہی باور کروادیا تھا کہ اپنے آس پاس دھیان دو. کیونکہ تمہارے تایا آج کی لڑائی کے بعد سے نہیں بلکہ پہلے سے تمہیں مروانا چاہتے ہیں. اُس دن تمہارا ایکسیڈنٹ کروانے کے لیے بھیجی گئی گاڑی میری نہیں ارشد بلوچ کی تھی. مجھے لگا تھا وہ لوگ صرف میرے دشمن ہیں. مگر وہ لوگ تو اپنوں کے ".خون کے پیاسے ہوئے پڑے ہیں

سیاہل خان میران کی کافی حد تک آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہوتے اُس کے .خاندان کے کچھ لوگوں پر افسوس کرتے بولا

جب انسان کا ضمیر ہی مرجائے تو وہ کچھ ایسا ہی کرتے ہیں. اینی ویز تھینکس " " . میری مدد کرنے کے لیے. تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا

جب سیاہل خان اپنی انا ہٹا کر خانی کی خاطر اُس کی اتنی مدد کر سکتا تھا. تو اُسے بھی سیاہل خان کو شکریہ ادا کرنے اور اُس کے لیے اپنا دل صاف کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی.

" تمہیں میں بتا چکا ہوں. کہ تمہاری مدد کرنے میں بھی غرض میری ہی تھی. اِس لیے تمہیں احسان مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے. "

سیاہل خان اُس کے احسان مند ہونے پر ایک بار پھر خانی کا حوالہ دیتا فون بند کر گیا تھا.

جس پر میران کو ایک پھر سیاہل کو اِس قدر غلط سمجھنے پر بہت افسوس ہوا تھا. اُس کی بہن بلکل ٹھیک کہتی تھی. سیاہل خان ویسا نہیں تھا جیسا اُن کے گھر والوں نے اُنہیں بتایا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

آج سمن اور فیصل کی بارات تھی. پوری حویلی میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں پھیلی ہوئی تھیں. خانی خاندان کی بڑی بہو ہونے کا فرض ادا کرتی ہر کام میں حصہ لے رہی تھی. اُسے یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا.

ایسی شادی اُس نے پہلے کبھی اٹینڈ نہیں کی تھی. اِس وقت وہ سیاہل کے لائے ڈریس ریڈ فراک میں ملبوس وہاں موجود سب عورتوں سے حسین اور نمایاں لگ

رہی تھی. بی بی سائیں کی خواہش پر اُس نے اِس وقت خاندانی زیور پہن رکھا تھا.
.بھاری خوبصورت بیش قیمت ہار اُس کی نازک گردن پر بہت زیادہ جچ رہا تھا

نفاست سے تیار دوپٹہ سر پر سیٹ کیے بالوں کو ہلکا سا کیچر میں جکڑے کمر پر کھلا
.چھوڑ رکھا تھا. جو اُس کی نازک سی کمر پر سیاہ آبشار جیسے معلوم ہو رہے تھے

خانی کسی کام سے ڈرائنگ روم کے سامنے سے گزری تھی. جب اچانک اندر کے منظر پر نظر پڑتے ہی اُس کے قدموں کو بریک لگی تھی. وہ جھٹکے سے پلٹی تھی.
لیکن اندر چلتا منظر اُس کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ بکھیر گیا تھا. خانی دل میں سکون اُترتا محسوس کرتے کتنے ہی لمحے یک ٹک وہ منظر دیکھے گئی
.تھی

سیاہل خان حُسنہ بیگم کو اپنے بازو کے گھیرے میں لے کر صوفے پر اُنہیں ساتھ لیے بیٹھا چہرے پر پر سکون سی دلکش مسکراہٹ سجائے اُن سے باتوں میں مصروف تھا. جبکہ حُسنہ بیگم ممتا بھری پیاسی نظروں سے ہر دو سیکنڈ بعد سیاہل کی جانب دیکھتیں نجانے کتنی بار اُس کی پیشانی چوم چکی تھیں.

خانی اُن دونوں کو ڈسٹرب نہ کرنے کے خیال سے وہاں سے ہٹنا چاہتی تھی. جب اچانک حُسنہ بیگم کی نظر واپس پلٹتی خانی پر پڑی تھیں.

" خانی بیٹا کہاں جا رہی ہیں آپ. یہاں آئیں نا ہمارے پاس "

حُسنہ بیگم سے اپنی لاڈلی بہو کا یوں جانا بلکل بھی برداشت نہیں ہوا تھا. اِس لیے فوراً اُسے آواز دیتے اپنے پاس بلایا تھا.

جب ریڈ لباس میں سجی سنوری اپنی سردارنی کو دیکھ سیاہل خان مبہوت سا مسکراتی آنکھوں سے اُسے پاس آتے دیکھنے لگا تھا.

خانی نے ایک لمحے کے لیے نظریں اُٹھا کر سیاہل کی جانب دیکھا تھا. جب سیاہل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اُس کا شکریہ ادا کیا تھا. جس نے اُس کے دل پر پڑی گرد صاف کرتے اُسے اپنی زندگی کے بہت ہی قیمتی رشتے سے روشناس کروایا تھا.

آج حُسنہ بیگم سے ملتے اُسے اتنے ٹائم اُن سے خود کو دور رکھنے پر بہت افسوس اور شدت سے اپنی غلطی کی سنگینی کا احساس ہوا تھا. مگر دوسری جانب اپنے دادا کا وقت یاد آتے اُسے کسی حد تک اپنا آپ ٹھیک بھی لگتا تھا.

لیکن حُسنہ بیگم کو معاف کرتے اور اتنے عرصے اُنہیں خود سے دور رکھنے پر معافی مانگتے وہ اُن اذیت بھری سوچوں سے نکل آیا تھا.

" جی ماں آپ نے بلایا مجھے. "

خانی سیاہل خان کی بولتی نظروں سے کنفیوز ہوتی حُسنہ بیگم کے قریب ہوئی تھی. جنہوں نے اُسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا.

خانی خاموشی سے اُن کے قریب ٹک گئی تھی.

" میں بہت خوش ہوں آج. میری آج ساری خواہشیں پوری ہو گئیں. سیاہل بیٹا میں آپ کی زندگی میں ایسی ہی لڑکی دیکھنا چاہتی تھی. جو آپ کو اپنے خاندان

والوں سے جوڑ کر رکھے. آپ کے ہر دکھ سکھ میں ڈٹ کر آپ کے ساتھ کھڑی رہے. اور آپ سے بے پناہ محبت کرتی ہو. مجھے بہت خوشی ہے کہ میری خانی میری اِن سب اُمیدوں پر پوری اُترتی ہے. خدا سب کو ایسی پیاری بہوؤں سے نوازے. میری دعا ہے تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رہے اور میرا رب تم دونوں کو حاسدوں کی نظر سے ہمیشہ بچائے رکھے. "

حُسنہ بیگم نے خانی کا ماتھا چومتے اُس کا مہندی اور گجرے سے سجا خوشبوؤں میں مہکتا ہاتھ پکڑتے سیاہل کی چوڑی مضبوط ہتھیلی میں دے دیا تھا. جسے سیاہل نے اپنی گرفت میں مضبوطی سے تھام لیا تھا.

خانی حُسنہ بیگم کے سامنے سیاہل خان کے اِس عمل پر جھینپ گئی تھی. اُس نے غیر محسوس انداز میں سیاہل کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کی تھی.

مگر سیاہل حُسنہ بیگم کی باتوں کا جواب دیتا اُس کی مزاحمت کو بالکل نظرانداز کرتا اُس کے سُرخ ہوتے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیے مزے سے بیٹھا رہا تھا.

" سردار سائیں آپ بہت ہی بے شرم ہوتے جا رہے ہیں. بنا دیکھے کبھی بھی کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں. ماما کیا سوچتی ہوں گی . "

حُسنہ بیگم کے اُٹھ کر جانے پر خانی اُس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتے خفگی سے بولی. جبکہ سیاہل ڈھیٹ بنا ابھی بھی خانی کا ہاتھ آزاد کرنے کے موڈ میں نہیں تھا.

" یہی کہ اُن کے بیٹے کو اُن کی بہو سے کتنا پیار ہے . "

سیاہل مزے سے صوفے پر پھیل کر بیٹھا خانی کی مزاحمت ملاحظہ کر رہا تھا. جس وہاں کسی کے آجانے کی وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہوتی اپنا ہاتھ چھڑوانے پر بضد تھی.

"جب جانتی ہو یہ ممکن نہیں ہے تو کیوں کوشش کرتی ہو. دور جانے کی. ایک تو اتنی حسین لگ کر میرے کمزور سے دل پر اپنی اداؤں کے تیر چلاتی ہو. اور اوپر سے اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتی."

سیاہل نے خانی کو اُٹھتا دیکھ جھٹکے سے واپس اپنے قریب صوفے پر گراتے چہرے پر دنیا جہاں کی مسکینیت طاری کرتے اپنا دکھ بیان کیا تھا.

جس پر خانی نے اُس کی حد درجہ اداکاری پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے گھورا تھا.

"سیاہل خان آپ سے بڑا ڈرامے بازاِس دنیا میں نہ کوئی آیا ہے اور نہ ہی آئے گا."

خانی نے اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش جاری رکھی تھی.

جب سیاہل نے ہلکا سا جھٹکا دیتے اُسے اپنے قریب کیا تھا.

"سیاہل ہم اِس وقت ڈرائنگ روم میں ہیں. بیڈروم میں نہیں. کوئی بھی آسکتا ہے."

سیاہل خان کو صوفے پر اپنے گرد بازو ٹکا کر خود پر جھکتا دیکھ خانی لرزتی آواز میں بولی تھی.

مگر سیاہل خان کو آج تک کسی اور کی پرواہ رہی تھی یا اب ہوتی.

"آپ آج میری تیاری خراب نہیں کریں گے. آج تو میں آپ کی مرضی سے ہی تیار ہوئی ہوں نا."

خانی اب اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ سیاہل کو ضد دلا کر شامت اُسی کی آتی تھی. اِس لیے اب کی بار سیاہل کو اپنے چہرے پر جھکتے دیکھ میک اپ خراب ہونے کے خیال سے منت بھرے لہجے میں بولی تھی.

"یہ کیا بات ہوئی سردارنی صاحبہ. یہ میک اپ تو میرا رقیب ہی بن کر رہ گیا ہے.

"

سیاہل خانی کے گال پر ہلکے سے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا تھا.

جبکہ سیاہل کے یوں اتنی آسانی سے مان جانے اور اُس کا میک اپ کا خیال کرنے پر خانی کو ایکدم اُس پر بہت پیار آیا تھا.

"سیاہل ."

صوفے سے اُٹھ کر دور جاتے سیاہل خان کی چوڑی پشت کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے خانی اُسے پکار اُٹھی تھی.

.سیاہل نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے خانی کی جانب دیکھا تھا

جب وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی سیاہل کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی. اور اپنی نازک ہتھیلی اُٹھا کر اُس کی دونوں آنکھوں پر رکھتے اُنہیں بند کر دیا تھا. سیاہل .خاموشی سے آنکھیں موندے کھڑا رہا تھا

سردار سائیں آپ کی خانی کو عشق ہو چکا ہے. اپنے سیاہل موسی خان سے. " " .جن کے بغیر ایک لمحہ بھی سانس لینا اب جیسے ناممکن ہے

خانی ایک جذب کے عالم میں بولتی ہلکا سا اُوپر اُٹھتے عقیدت سے اپنے لب سیاہل خان کے رخسار پر رکھتی تیر کی تیزی سے دور ہٹی تھی. کیونکہ وہ جانتی تھی اب سیاہل خان کی آنکھیں کھولنے کے بعد اُس کی خیر نہیں تھی.

سیاہل نے فوراً آنکھیں کھولتے خانی کو اپنی گرفت میں لینا چاہا تھا. مگر اِس بار خانی بہت ہی پھرتی کا مظاہرہ کرتے اُس کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی اُس کی پہنچ سے دور جا چکی تھی.

" خانی واپس آؤ. "

سیاہل اُسے دروازے کے قریب پہنچتا دیکھ چہرے پر مصنوعی سخت تاثرات سجاتے بولا.

" سیاہل موسی خان جتنا مرضی غصہ کرنا ہے کر لیں. اب اتنی جلدی میں آپ کے ہاتھ آنے والی نہیں. اور ویسے بھی سردار سائیں خانی سیاہل خان کو آپ کے غصے سے نہیں پیار سے ڈر لگتا ہے. "

خانی بنا اُس کی باتوں میں آئی اپنے عمل سے اُس کے جذبات میں چنگاری لگا کر جا چکی تھی.

" کتنا بھاگو گی. آنا تو میرے پاس ہی ہے. پھر دیکھنا کیسے بدلا لیتا ہوں تمہاری اِس حرکت کا. "

سیاہل نے خانی کو باہر نکلتے دیکھ اُونچی آواز میں وارن کیا تھا.

اُس کے الفاظ اور لہجے کی گھمبیرتا پر خانی اپنی دوہری ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی جلدی سے آگے بڑھ گئی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" فیروز پتا کرنے کی کوشش کرو. وہ لوگ سیاہل خان کے خلاف ضرور کوئی بڑا پلان بنا رہے ہیں. مجھے جلد از جلد اُس کے بارے میں اطلاع دو. میں اُن لوگوں کو اُن کے کسی گھناؤنے کھیل میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا. "

میران کو حویلی کے اندر چھوڑے اپنے مخبری سے خبر ہی ملی تھی کہ وہ لوگ سیاہل کے خلاف کوئی بڑا منصوبہ تیار کر رہے تھے. جو اگر کامیاب ہو جاتا تو اُس میں

بربادی صرف سیاہل خان کی ہونی تھی. لیکن اب میران یہ کسی صورت نہیں ہونے دینا چاہتا تھا.

سیاہل خان اُس کے لیے اب خانی کی وجہ سے بہت اہمیت رکھتا تھا. اور ساتھ ہی اُسے سیاہل کا اپنے لیے بدلتا رویہ اور مشکل وقت میں پرانی باتوں پر دشمنی نکالنے کے بجائے کسی خیر خواہ کی طرح مدد کرنا مزید اُس کے لیے دل نرم کر گیا تھا. کیونکہ اُس کے مطابق سیاہل خان جیسا بڑا ظرف رکھنے والے لوگ کم کی ہوتے ہیں. جس شخص نے بار بار اُس پر قاتلانہ حملہ کروایا اُسے مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا. سیاہل خان آج اُسی کی مدد کرنے کے لیے اپنے لیے مزید دشمنی مول لیتے خطرہ بڑھا گیا تھا.

".چائے پی لے لیں اور یہ میڈیسن لے لیں. آپ کو کچھ ریسٹ ملے گا "

شہرین ٹرے میں چائے کا مگ اور میڈیسن لیے میران کے قریب آئی تھی. جو ہاتھ سے مسلسل اپنی پیشانی مسل رہا تھا.

شہرین کافی ٹائم سے اُس کی یہ کیفیت نوٹ کر رہی تھی. وہ میران کی پریشانی اور اضطراب سمجھتی تھی. پچھلے کچھ دنوں سے اُسے اپنوں سے ایسے درد ملے تھے. جنہیں برداشت کرتا وہ اندر ہی اندر ٹوٹ چکا تھا. اور آخر میں جس کے پاس سکون کی تلاش میں گیا تھا اُس نے اُسے ہوس کا پجاری کہتے خود سے دور دھتکارتے رہی سہی کسر پوری کر دی تھی.

میران اِس وقت خود کو جتنا تنہا محسوس کر رہا تھا. شاید ہی کبھی اُس نے کیا ہو.

میران کو اتنا مضطرب اور پریشان دیکھ شہرین کا اپنا دل خون ہوا تھا۔ وہ میران بلوچ سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔ اُس کے وجود اُس کی سانسوں پر صرف میران بلوچ کا حق تھا۔ اب اُسے خود سے ہی پیشِ قدمی کر کے اپنی بے وقوفی اور نادانی پر پردہ ڈالتے میران بلوچ کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتی تھی.

کیونکہ میران بلوچ تو اُس دن شدید غصے کے باوجود اُسے اپنی محبت کا مان بخش گیا تھا.

اُس نے جو خود سے وعدہ کیا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے کبھی اپنی محبت کا اظہار نہیں کرے گی۔ اور نہ ہی میران بلوچ کو پتا لگنے دے گی.

مگر اب اُسے ناراض اور بے چین دیکھ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہ پائی تھی.

" ........سائیں چائے "

میران صوفے کی بیک سے سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا. اُس کو زرا سا بھی نہ ہلتا دیکھ شہرین نے ایک بار پھر پُکارا تھا.

جس پر میران نے اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھیں کھول کر سامنے کھڑی شہرین کو گھورا تھا.

" .کچھ نہیں چاہئے مجھے. تم جا سکتی ہو یہاں سے "

.میران نے واپس آنکھیں موندتے اب کی بار اُن پر بازو رکھ لیا تھا

"...سائیں آپ کے سر میں درد میں دبا "

"..... مجھے اِس وقت کوئی بات نہیں کرنی "

ابھی بات شیریں کے منہ میں ہی تھی. جب میران پاس رکھا تکیہ اُٹھا کر خود سے دور اچھالتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا.

". کیسے سوری کروں اِن سے یہ تو بہت غصے میں ہیں "

شہرین میران کے تیور دیکھ مزید ڈر گئی تھی. ابھی وہ کھڑی یہی سوچ رہی تھی. جب نیچے سے آتی گاڑی کی آواز پر شہرین کا چہرا ابجھ سا گیا تھا. مطلب میران اُسے یہاں اکیلا چھوڑ کر باہر جا چکا ہے.

" غلطی ہوئی ہے. اُس پر شر مندہ ہوں معافی مانگنا چاہتی ہوں. ایک بار بات تو سن لینی چاہیے نا. "

شہرین آنکھوں میں نمی بھرے خاموشی سے کمرے میں آگئی تھی. غصے سے اپنی شال اُتار کر صوفے پر اُچھالتی وہ روم میں اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی تھی.

نیوی بلو سوٹ میں ملبوس تھوڑی دیر پہلے شاور لینے کی وجہ سے ہلکے گیلے بال کمر پر بکھرے لاپرواہ سے حلیے میں بھی وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمگانے کی طاقت رکھتی تھی. میران جو پہلے کی اُس کی اداؤں کا شکار تھا. اُس کا تو بچنا ناممکن ہی تھا.

شہرین ابھی اُسی ٹینشن اور پریشانی میں تھی. جب میران دروازہ کھولتا سیدھا اندر داخل ہوا تھا. اُسے شاید اندر کے ماحول کا اندازہ تھا. اِس لیے وہ بنا شہرین پر ایک نظر ڈالے اُسی طرح کال پر مصروف صوفے پر آ بیٹھا تھا. اور اپنے نیچے آتی شہرین کی شال کو. بنا دیکھے وہ سامنے ٹیبل پر پڑا لیپ ٹاپ آن کر چکا تھا.

شہرین اِس طرح اچانک اُسے دیکھ حیران ہوئی تھی. اُسے تو لگا تھا وہ یہاں سے جا چکا ہے. لیکن ابھی سب سے پہلے اُسے اپنی شال کی فکر ہوئی تھی. جو میران کے نیچے دبی ہوئی تھی.

مگر میران بلوچ کو چھیڑنے کے بجائے اُس نے خاموشی سے جا کر اپنے بیگ سے سوٹ کا ہم رنگ دوپٹہ نکال لیا تھا. کیونکہ اِس وقت اُس کے پاس وہ ایک ہی شال تھی.

میران کی سُرخ آنکھیں اور مضطرب انداز شہرین کو اپنی جگہ بے چین کیے جا رہا تھا. وہ خود ہی تھی جو اپنے محبوب انسان کو اِس وقت آرام دے سکتی تھی. اِس لیے ساری شرم و جھجک ایک سائیڈ پر کرتے شہرین لیپ ٹاپ بند کرتے میران کے قریب آئی تھی.

"آپ ایک بار میری بات تو سن لیں پلیز. مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے آپ سے."

.شہرین صوفے سے اُٹھ کر بیڈ کی جانب بڑھتے میران کی راہ میں حائل ہوئی تھی

" اب کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔ اب تو تمہیں کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچ رہی ہو گی۔ کیونکہ اب نہ میں تمہارے قریب آ رہا ہوں۔ اور نہ ہی تمہاری جانب دیکھ رہا ہوں۔ تو پھر اب کیوں بار بار میرے سامنے آ رہی ہو۔ پھر کوئی الزام لگانا ہے کیا۔ "

میران پہلے ہی غصے میں تھا۔ اب شہرین کے چھیڑنے پر وہ پھٹ پڑا تھا۔ وہ اِس وقت خود بہت اذیت میں تھا۔ بہت ساری باتیں اکھٹی ہو کر اُس کے سر پر سوار ہو چکی تھیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا اِس وقت شہرین کے ساتھ وہ ذرا سی بھی سختی سے پیش آئے۔ اِس لیے نرمی سے اُس کا بازو پکڑ کر اپنے آگے سے ہٹاتے وہ بیڈ کی جانب بڑھتے وہاں نیم دراز ہوا تھا۔

جبکہ شہرین منہ پھلائے کتنی ہی دیر اپنی جگہ پر کھڑی رہی تھی. وہ اِس وقت دل سے میران بلوچ کی تکلیف اور ذہنی اذیت کم کرنا چاہتی تھی. مگر یہ بندہ کچھ زیادہ ہی اکڑ رہا تھا.

مگر وہ بھی شہرین تھی ہمت ہارنا تو اُس نے بھی سیکھا ہی نہیں تھا.

" آپ ایسے.........نہیں سو سکتے مجھے آپ سے بات کرنی "

شہرین نے گے بڑھتے میران کے اُوپر سے کمبل کھینچنا چاہا تھا. جس پر میران نے کب سے ضبط آزماتی اپنی بیوی کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لیے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے خود پر گرا لیا تھا.

" .......سائیں یہ آپ "

شہرین کی سانسیں تو اُس وقت اٹکیں جب میران نے کروٹ بدلتے اُسے بیڈ پر لٹا کر خود اُس کے اُوپر جھکا جیسے اب فرصت سے اُس کی باتیں سننے کے موڈ میں تھا.
لیکن اب اِس جارحانہ عمل سے شہرین کی بولتی بند ہو چکی تھی.

" ...بولو کیا کہنا چاہتی تھی تم "

میران جو بنا کوئی گستاخی کیے نہایت ہی شرافت سے شہرین کے گرد بازو ٹکائے مکمل طور پر اُس کے اُوپر جھکا ہوا تھا. لیکن شہرین کے وجود سے اُٹھتی بھینی بھینی مہک اُس کی سانسیں میں اترتی اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی. جس پر میران بلوچ کسی پل بھی بہک سکتا تھا. اِس لیے اپنے بہکتے جذبات کے بے قابو ہونے سے

پہلے ہی وہ شہرین کے اُوپر سے ہٹا تھا. وہ. زبردستی کا قائل بلکل بھی نہیں تھا.
.اگر شہرین کو اُس کا قریب آنا پسند نہیں تھا تو وہ ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہتا تھا

" ...سائیں "

شہرین جس کا پورا وجود لرز رہا تھا. وہ میران کو اتنے قریب آکر اب دور جانے نہیں دینا چاہتی تھی. اِس لیے میران کو ہٹتے دیکھ اُس نے اُسے کالر سے پکڑ کر روک لیا تھا. اُس کے اِس بے ساختہ عمل پر میران اپنی جگہ ساکت ہوا تھا.

" سائیں آپ کا قریب آنا کبھی بھی میرے لیے اذیت کا باعث نہیں رہا. اُس دن جو بھی میں نے کہا تھا وہ بس گھبراہٹ میں اُس لمحے وقتی طور پر کہے گئے الفاظ تھے.

جن کا کوئی معنی نہیں تھا. سائیں آپ میرے وجود کے پور پور میں سما چکے ہیں.

" .میں صرف آپ کی ہوں. مجھ سے زیادہ مجھ پر حق صرف آپ کا ہے

شہرین میران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھی. اپنی بات کے جواب میں میران کی آنکھوں میں اُترتا سکون شہرین کو رگ وپے میں بھی خوشی کی لہر دوڑا گیا تھا. مطلب اُس کی کوشش ضائع نہیں گئ تھی. وہ اپنی محنت میں کامیاب رہی تھی. اُس کے لب بات کرتے نجانے کتنی بار کپکپائے تھے. جو .میران بلوچ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ پائے تھے

مجھے لفظوں سے زیادہ عمل پر یقین ہے. تم نے لفظوں سے تو ثابت کر دی اب " " .عمل سے بھی اپنی محبت ثابت کرنی ہو گی

میران کی آنکھوں کی رونق ایکدم لوٹ آئی تھی. شہرین کا اقرار اُس کے دل و دماغ سے ایک بھاری بوجھ سرکا گیا تھا. اِس وقت شاید اِسی چیز کی اُسے سخت ضرورت تھی.

جبکہ اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ شہرین کے دل کی دنیا اتھل پتھل کر گئے تھے. مگر اِس وقت وہ پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر پہلے والی غلطی نہیں دوہرانا چاہتی تھی.

اِس لیے پاگل ہوتی دھڑکنوں پر قابو پاتے اُس نے زرا سا سر اُوپر اُٹھاتے میران کی پیشانی چوم لی تھی.

محبت کے اِس خوبصورت مظاہرے نے اُس کا دل لوٹ لیا تھا. اُس نے بغور شہرین کی جانب دیکھا تھا. جو سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ آنکھیں سختی سے میچیں کپکپاتے احمری لبوں کے ساتھ میران کا ضبط بُری طرح آزما گئی تھی.

" آئم سوری میری زندگی میں شامل ہونے کے بعد تم نے جو تکلیفیں اور بے عزتی برداشت کی اُس پر میں بہت شرمندہ ہوں. لیکن میرا وعدہ ہے زندگی نے وفا کی تو آگے کی زندگی میں تمہیں اتنا پیار اتنی محبت دوں گا کہ تم اپنی زندگی کے پچھلے تمام دکھ بھول جاؤ گی."

میران محبت سے مخمور لہجے میں کہتے شہرین کے پورے چہرے پر اپنی جنونیت کی داستان رقم کرتا اُسے کچھ دیر میں ہی ہوش بھلا گیا تھا.

شہرین نے خود کو آج مکمل طور پر اِس شخص کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا. جو اُس کے پور پور کا حقدار تھا. لیکن میران بلوچ کی شدتوں پر اُس کا پورا وجود لرز رہا تھا.

" . تھینکس میری اذیت اور تکلیف کو کم کرنے کے لیے "

میران نے ہاتھ بڑھاتے شہرین کی گردن سے اُس کا دوپٹہ نکال دیا تھا۔ اور بے قراری سے اُس کی گردن پر اپنا حسین ترین شکار تلاش کیا تھا.

شہرین کی گرفت میران کے سینے پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی. میران جو گردن کے عین وسط میں جگمگاتے تل پر جھکنے ہی والا تھا۔ اپنی زرا دیر کی قربت پر اُس کی غیر ہوتی حالت پر نظر پڑتے میران کے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی تھی.

" کیا ہوا میری سہمی ہرنی۔ بس یہی کچھ ہمت تھی. "

شہرین نے بمشکل نظریں اُٹھاتے سیاہل کی جانب دیکھا تھا. جہاں آج کسی قسم کی مہلت کے کوئی آثار نہیں تھے.

شہرین گھبرا کر واپس نظریں پھیر گئی تھی. جبکہ اُسے گردن پر جھکتے دیکھ شہرین کی سیاہل کے سینے پر گرفت میں مزید اضافہ ہوا تھا. کیونکہ ایک بار پہلے بھی وہ اپنی گردن پر اُس کی یہ جنونیت برداشت کر چکی تھی.

میران اپنے لمس سے اُس کے تل کو معتبر کرتے پیچھے ہٹا تھا. شہرین کے چہرے کی متغیر ہوتی رنگت میران کو پریشان کر گئی تھی.

" شہرین اگر تم کمفر ٹیبل نہیں ہو تو. نو پرابلم تم جتنا ٹائم لینا چاہتی ہو میں اُس کے لیے تیار ہوں. "

میران نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی بات پر مجبوری یاد باؤمیں آکر اُس کے قریب آئے اِس لیے اُس نے نرمی سے اُس کا گال. تھپتھپاتے اُس کی دلی خوشنودی جاننی چاہی تھی.

جس کا جواب لفظوں میں دینے کی پوزیشن میں نہ ہوتے شہرین اُس کے سینے میں منہ چھپاتے اپنے آپ کو مکمل طور پر اُس کے حوالے کر گئی تھی.

جبکہ خودسپردگی کے اتنے پیارے انداز پر میران بلوچ مزید اپنے منہ زور جذبات پر قابو نہیں رکھ پایا تھا. اور اُس پر اپنی محبت کی بارش کرتے اُسے ساری دنیا سے چھپا کر اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا بابا ایسا کچھ کر سکتے ہیں. وہ انتقام کی آگ میں اِس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ اپنوں اور غیروں کا فرق بھول گیا ہے اُنہیں. "

شہرام کو جیسے ہی میران پر حملے کا پتا چلا تھا. وہ فوراً اُس سے ملنے آ پہنچا تھا. اُسے اپنوں کے گرے ہوئے منصوبوں پر شدید صدمہ پہنچا تھا. لیکن ابھی وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اُس کی اپنی بیوی کے لیے اُس کے عزیز از جان آغا جان کیا سوچ بیٹھے ہیں.

" اُنہوں نے ابھی اِسی پر اکتفا نہیں کیا. وہ اِس سے بھی کوئی بڑا پلان بنا رہے ہیں. جو کہ اُنہوں نے بہت خفیہ رکھا ہوا ہے. کیونکہ وہ اب جان گئے ہیں کہ حویلی میں ہمارے ساتھ ساتھ سیاہل خان کے جاسوس بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں. "

میران پر سوچ انداز میں بولتا شہرام کو نئی فکر میں مبتلا کر گیا تھا.

جب اُسی وقت سیاہل خان اپنی چھا جانے والی پرسنیلٹی کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا. میران اور شہرام دونوں نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اُس کا استقبال کیا تھا. کیونکہ وہ اُسے دل سے اب اپنا سردار مان چکے تھے.

شہرام سے بغل گیر ہونے کے بعد سیاہل نے میران کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا. جسے تھام کر میران آگے ہوتے اُس سے گلے ملا تھا.

جبکہ پاس کھڑا شہرام اِس نئ دوستی کی شروعات پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا. اگر وہ تینوں ایک ساتھ ہو چکے تھے تو اب اُن کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا.

"سیاہل کچھ خبر ہوئی کیا سازش سوچ بیٹھے ہیں وہ. جہاں تک مجھے اطلاع ملی ہے. وہ لوگ آج رات کو ہی کچھ غلط کرنے والے ہیں. اور وہ بھی تمہارے خلاف."

میران نے نہایت ہی فکر مندی سے اپنی خبر سیاہل تک پہنچائی تھی.

"نہیں میرے سارے آدمی حرکت میں ہیں. مگر کچھ پتا نہیں چل پا رہا. وہ لوگ ہر طرف سے الرٹ ہو کر کچھ خفیہ پلان کر رہے ہیں. پہلے ہر بار وقت سے

پہلے اطلاع مل جانے پر میں اُن کا اِسی طرح چھپ کر کیا ہر وار ناکام بناتا آیا ہوں.

" .مگر اِس بار ابھی تک کچھ خبر نہیں ہو پائی

سیاہل خان بھی اِس وقت اپنے خاندان کو خطرے میں دیکھ بہت زیادہ پریشان لگا تھا. اُسے اپنی پرواہ نہیں تھی. مگر وہ اپنے خاندان کے کسی ایک بھی فرد پر زرا سی خراش آتے برساشت بھی نہیں کر سکتا تھا.

میرے خیال میں مجھے حویلی جانا چاہئے. کیا پتا میں کچھ معلومات حاصل " " .کر سکوں. اور ویسے بھی کونسا وہ ہماری دوستی کے بارے میں جانتے ہیں

شہرام نے اُن دونوں کی جانب دیکھتے اپنی تجویز پیش کی تھی.

"نہیں ہر گز نہیں. اِس طرح اکیلے حویلی جانے کے بارے میں سوچنا بھی مت. تمہارے گھر والے نہ صرف ہماری دوستی بلکہ تمہارے اور نگار کے نکاح کے بارے میں بھی سب جان چکے ہیں. وہ جو مسلسل کالز کر کے تمہیں بلا رہے ہیں. وہ تمہاری یاد میں نہیں بلکہ تم سے پوچھ گچھ کر کے تمہارے اتنے بڑے گناہ پر تمہیں سزا دینا چاہتے ہیں. "

سیاہل خان نے شہرام کے ساتھ ساتھ میران کو بھی شاک کرتے آخر میں طنزیہ لہجہ اختیار کیا تھا.

اِس سے پہلے کہ وہ اپنی حیرت کا اظہار کرتے سیاہل کا بجتا فون اُن سب کو اپنی جانب متوجہ کر گیا تھا.

" ہاں بولو خدا بخش کچھ پتا چلا. "

سیاہل خان نے فون کان سے لگاتے پوچھا تھا. مقابل کی اطلاع پر پل بھر میں اُس کے نقوش غصے سے تن گئے تھے.

" ہممہ بس میں ابھی پہنچتا ہوں. "

سیاہل ہونٹ بھینچتے فون بند کر گیا تھا.

" کیا ہوا سیاہل سب خیریت ہے. "

شہرام نے اُس کا غصے سے بھرا انداز دیکھ فکر مندی سے پوچھا تھا.

" شہزادہ اُن لوگوں کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اُسے خفیہ طور پر کچھ لوگوں کو حویلی کے اندر لے جاتے دیکھا گیا ہے۔ میرے آدمیوں نے اُسے پکڑ لیا ہے۔ اور پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ مگر وہ اُس سازش کے حوالے سے کچھ بتانے کو تیار نہیں ہے۔ وہ ضرور کچھ جانتا ہے۔ میں وہیں ڈیرے پر ہی جا رہا ہوں۔ تم دونوں اپنا خیال رکھنا اور رابطے میں رہنا۔ اور شہرام تم ابھی نکلو اور نگار کے پاس پہنچو۔ ہمیں اِس وقت کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہیے۔ "

سیاہل کی چھٹی حِس اُسے کچھ غلط ہونے کا اشارہ کر رہی تھی۔ وہ جلدی سے اُن دونوں کو تفصیل سے آگاہ کرتا باہر نکل گیا تھا۔

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

"شہزاد تمہاری بھلائی اِسی میں ہے کہ مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو. ورنہ اِس وقت میری گولیوں سے بچانے تمہارے وہ ہمدرد بالکل بھی نہیں آئیں گے. "

سیاہل رسیوں میں کرسی کے ساتھ بندھے شہزاد کی کنپٹی پر گن رکھے اُسے آخری وارننگ دیتے بولا.

"تم نے شک اُتار دو یہ گولیاں مجھ میں. میں کچھ نہیں بتاؤ گا. ہمیشہ تم مجھے سب لوگوں کے سامنے بے عزت کر کے تڑپاتے آئے ہو مگر اب جب مجھے ایسا موقع ملا ہے تو میں کیوں نہ کچھ کروں. "

شہزاد آنکھوں میں نفرت بھرے سیاہل سے مخاطب ہوا تھا. جبکہ سیاہل اُس کے دل میں اپنے لیے اتنی نفرت دیکھ ایک دم چونک سا گیا تھا. وہ جانتا تھا شہزاد اُسے پسند نہیں کرتا تھا. مگر اتنی نفرت کا اندازہ نہیں تھا اُسے.

"شہزاد میں آخری بار بول رہا ہوں. میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے بتا دو مجھے ورنہ گولی چلا دوں گا میں. "

سیاہل نے ایک بار پھر اپنی بات دوہرائی تھی.

".چلا دو تم. نہیں بتاؤں گا میں "

شہزاد بھی ڈھیٹ بنا اپنے کہے پر ڈٹا بندوق کی نالی اپنی کنپٹی پر محسوس کرتے خوفزدہ ہوتے دل کے ساتھ بیٹھا رہا تھا.

اُس کے سر پر بس سیاہل سے بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا.

مگر اچانک اُسے اپنی کنپٹی سے بندوق ہٹتی محسوس ہوئی تھی. اُس نے بے یقینی سے آنکھیں کھولتے دور ہوتے سیاہل خان کی جانب دیکھا تھا.

" ہر بار کی طرح اِس بار بھی تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کر دی شہزاد. اِس وقت تو کیا تم پر میں کبھی گولی نہیں چلا سکتا. کیونکہ تمہیں دل سے بھائی مانتا ہوں میں. میرے لیے میرے رشتے بہت خاص ہیں. ہر بار تمہاری غلط حرکتوں پر میں نے تمہیں سخت سے سخت سزا دے کر بچانے کی کوشش ہی کی ہے.

میں نے ہمیشہ اپنے خاندان کے ہر فرد کو اپنے ساتھ جوڑ کر رکھنے کی کوشش کی ہے۔ میں نہیں جانتا کب اور کیوں تم مجھ سے اتنے بدگمان ہو گئے کہ اتنی نفرت کرنے لگ گئے مجھ سے. لیکن اِس میں بھی میرا ہی قصور ہے. میں نے ہی کچھ ایسا عمل کیا ہو گا. کہ جس نے میرے ہی چھوٹے بھائی کو میرے خلاف جا کر میرے دشمنوں میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا ہے.

تم مجھے کچھ نہیں بتانا چاہتے مت بتاؤ. تمہاری چوائس ہے. لیکن فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے. تمہیں میں یا میرے آدمی نقصان نہیں پہنچائیں گے.
"

سیاہل خان لب بھینچے اپنی بات پوری کرتے پلٹا تھا. جبکہ سیاہل خان کی باتوں پر شہزاد کا سر جھک گیا تھا. اُس نے خود کو ندامت کی اتھاگہرائیوں میں گرتا محسوس

کیا تھا. وہ اِس شخص کے لیے آج تک کتنی کتنی سازشیں کرتا آیا تھا. اور سیاہل خان اُس کے بارے میں کتنا اچھا سوچتا رہا تھا.

" ....سیاہل خان رک جاؤ "

شہزاد نے دروازے کے قریب پہنچے سیاہل کو پُکارا تھا. وہ دشمنوں کا ساتھ دے کر اپنوں کے خلاف نہیں جا سکتا تھا.

سیاہل خان کے الفاظ نے اُس کے احساسات بدل کر رکھ دیئے تھے. اُس کی نفرت بھر بھری ریت کی مانند گر چکی تھی.

سیاہل خان کے اِسی اپنا اثیر بنا لینے کے فن کی وجہ سے ہی تو خانی اُسے ساحر کہتی تھی. جو اپنے الفاظ اور عمل سے مقابل کو ہپنوٹائز کر کے اپنا گرویدہ بنا دیتا تھا.

سیاہل شہزاد کی پکار پر رکا تھا لیکن پلٹا نہیں تھا.

" وہ لوگ سردارنی جی کو حویلی سے اُٹھوانے کا ارادہ رکھتے ہیں. جس کے لیے میرے علاوہ حویلی کے اندر سے بھی کوئی اُن کی مدد کر رہا ہے. میں نہیں جانتا وہ کون ہے. دونوں طرف سے ایک ہی وقت میں پیش رفت کی جانی تھی. میں تو پکڑا جا چکا ہوں. میں نہیں جانتا اُن کے ساتھ ملا دوسرا شخص کامیاب ہوا ہے یا نہیں. "

شہزادیہ سب بتاتے اِس قدر شرمندہ تھا. کہ ایک. بار بھی نظریں اُٹھا کر اُس نے سیاہل کی جانب نہیں دیکھا تھا. جو خانی کو خطرے میں ہونے کا سنتے دیوانوں کی طرح باہر کی جانب بھاگا تھا. سیاہل کو لگا تھا جیسے انتہائی بے دردی سے اس کے جس سے روح کھینچ لی گئی ہو.

وہ فون پر خدا بخش کو ہدایت دیتا اندھا دھند گاڑی ڈرائیو کرتا اُڑ کر خانی تک پہنچ جانا چاہتا تھا.

وہ جیسے ہی حویلی پہنچا سامنے نظر آتے منظر نے اُس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی.

" بے غیرت اتنے سال تجھے اپنے گھر میں اِسی لیے پناہ دی کہ تو میرے ہی بچوں
کو ڈائن بن کر کھا جائے. "

بی بی سائیں کے زوردار تھپڑ پر تانیہ بیگم نیچے جا گری تھیں. وہاں حویلی کے سب لوگ جمع حیرت اور بے یقینی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے. کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا. تانیہ بیگم نفرت میں اتنا آگے نکل جائیں گی. کہ اس گھر کی بہو کو اغوا کروانے کی سازش میں شامل ہو جائیں گی.

خانی کو وہاں نہ پا کر سیاہل کا دل چاہا تھا. ہر شے تہس نہس کر کے پوری دنیا کو آگ لگا دے.

" خانی کہاں ہے. "

سیاہل کو غیض و غضب کی تصویر بنے پتھریلی آنکھوں اور قہر برساتے تاثرات کے ساتھ وہاں آتا دیکھ سب ہی اپنی جگہ ڈر سے گئے تھے. کیونکہ سیاہل خان کا یہ غصہ عام غصہ نہیں تھا.

سیاہل نے زمین سے اُٹھتی تانیہ بیگم کے سامنے کھڑے ہو کر پوچھتے اپنی مٹھیاں سختی سے بھینچتے بہت مشکل سے اپنے ہاتھوں کو کسی قسم کی حرکت سے روکا تھا.

"سیاہل بیٹا میری با...."

"میں نے پوچھا میری بیوی کہاں ہے."

.سیاہل کی دہاڑ پر وہاں موجود ہر نفوس کانپ کر رہ گیا تھا

" وہ میں نے اُسے اُن لوگوں کے حوالے نہیں کیا. وہ اِس وقت بے ہوشی کی حالت میں آپ کے ڈیرے پر ہے. "

.تانیہ بیگم نے چہرا جھکائے سختی سے آنکھیں میچے کمزور سی آواز میں کہا تھا

" بی بی سائیں یہ عورت جہاں بھی رہے. مگر دوبارہ میرے سامنے نہیں آنی چاہیئے. "

.سیاہل خان اشتعال اور غصے کے عالم میں کہتا باہر کی جانب بھاگا تھا

" بی بی سائیں مجھے معاف کر دیں. میں مانتی ہوں میں نے اپنے دشمنوں کے ساتھ مل کر بہت غلط کرنا چاہا. مگر سیاہل سے میں بہت محبت کرتی ہوں. اُس کی خاطر اُس کی بیوی کے ساتھ بھی کچھ غلط نہیں کر پائی. اُسے دشمنوں کے ہاتھوں میں نہیں دیا. معاف کر دیں بی بی سائیں مجھے خدا کے لیے. "

تانیہ بیگم بی بی سائیں کے قدموں میں گر تیں پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں. اُن کا دل چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائیں. اپنی بے جا کی نفرت میں وہ اِس قدر اندھی ہو چکی تھیں. یہ بھول گئی تھیں. کہ خانی سیاہل خان کی بیوی اور محبت ہے. اُس شخص کی جس نے ہمیشہ اُنہیں اپنی ماں سے بڑھ کر مان اور عزت بخشی تھی. اِس وقت اُن کا شدت سے خود کو ختم کرنے کو دل چاہا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی میری جان آنکھیں کھولو پلیز. "

سیاہل ڈیرے پر موجود اپنے ہی کمرے میں بیڈ پر بے سدھ پڑی خانی کو اُٹھا کر اپنی بانہوں میں بھرتے اُس کا گال تھپتھپاتے پانی کی چند بوندوں کا چھڑکاؤ کرتے اُسے ہوش میں لاتے بے قراری سے بولا تھا.

اُس کی کچھ دیر کی کوششوں کے بعد خانی نے کسمساتے آنکھیں کھول دی تھیں.

خانی خود کو یہاں لانے اور بے ہوش کیے جانے پر خوفزدہ سی کچھ دیر سہمی نظروں سے ارد گرد دیکھنے لگی تھی. مگر سیاہل پر نظر پڑتے خود کو اُس کی بانہوں کے حصار میں پا کر اُس کا دل ایکدم پر سکون ہوا تھا.

سیاہل میں جانتی تھی تانیہ پھوپھو مجھے پسند نہیں کرتیں. مگر وہ مجھ سے اِس قدر "
". نفرت کرتی ہونگی اِس بات کا اندازہ نہیں تھا مجھے

.خانی آنکھوں میں آنسو بھرے آگے ہوتی چہرا اُس کے سینے میں چھپا گئی تھی

سیاہل نے پچھلے یہ چند لمحے جس عذاب کے زیرِاثر گزارے تھے یہ وہی جانتا تھا.
خانی کو حویلی میں نہ پاکر اُس کے دل پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی. وہ سوچ چکا تھا کہ
اگر اُس کی خانی کو زرا سی بھی خراش آئی تو وہ کسی کو نہیں چھوڑیں گا. اُن سب
لوگوں کو ایسی اذیت ناک موت دے گا کہ اُس کے باقی دشمن کے لیے بھی وہ
.عبرت کا نشان بن جائیں گے

اِس وقت وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا. اپنے قریبی لوگوں کے دھوکے نے اُسے بہت تکلیف پہنچائی تھی. مگر اِس وقت اُس کے لیے سب سے بڑی بات خانی کا اپنے پاس ہونا تھا. باقی سب لوگوں کو بھلاتے وہ اپنی زندگی کی سب سے قیمتی اور جان سے عزیز ہستی جس کے بغیر اُس کے لیے سانس لینا بھی دشوار تھا. اپنی خانی کو قیمتی متاع کی طرح اپنے سینے میں بھینچتے وہ اُس کی موجودگی دل کے قریب محسوس کرتے خود کو اُس کے سہی سلامت ہونے کا یقین دلانے لگا تھا.

".سیاہل میں بالکل ٹھیک ہوں. کچھ نہیں ہوا مجھے "

خانی سیاہل کے سینے سے لگی اُس کی بے چینی اور بے قراری محسوس کرتے اپنی نازک بانہوں کا حصار اُس کے گرد مزید سخت کرتے اُس کے قریب تر ہوئی تھی.

" .تمہیں کچھ ہو بھی نہیں سکتا خانی. نہ میں ایسا کبھی ہونے دوں گا "

.سیاہل خانی کے بالوں پر لب رکھتے محبت سے چور لہجے میں بولا

.جب اُسی وقت اُس کا فون بجنے لگا تھا

.شہرام کا نمبر دیکھ سیاہل نے فوراً سے پہلے کال ریسیو کی تھی

.مگر دوسری جانب سے ملنے والی خبر ایک بار پھر اُس کی دنیا اندھیر کر گئی تھی

" .اب میں نہیں چھوڑوں گا اُن لوگوں کو "

سیاہل کی دہاڑ پر خانی نے پریشانی سے اُس کے سینے سے سر اُٹھاتے اُسکی لال ہوتی آنکھوں کو دیکھا تھا.

".کیا ہوا سیاہل "

خانی نے دھڑکتے دل سے پوچھا تھا. سیاہل کے پتھریلے تاثرات اُسے کچھ غلط ہونے کا پتا دے گئے تھے.

" وہ گھٹیا لوگ نگار کو غلط ارادے سے اپنی حویلی اُٹھا کر لے گئے ہیں. خانی تم آؤ میرے ساتھ خدا بخش تمہیں بحفاظت خان حویلی پہنچا دے گا. مجھے جلد از جلد وہاں پہنچنا ہوگا. میران اور شہرام زیادہ دیر تک اُن کا مقابلہ نہیں کر پائیں گے. "

میران کے نام پر خانی نے چونک کر سیاہل کی جانب دیکھا تھا. تو کیا میران اور سیاہل ہاتھ ملا چکے تھے. خانی کے دماغ میں کئی سوالوں مت جنم لیا تھا. مگر یہ وقت اِن باتوں کا بالکل بھی نہیں تھا.

".مجھے بھی ساتھ چلنا ہے آپ کے "

.خانی کی بات پر سیاہل نے غصے سے اُسے گھورا تھا

خانی تم پاگل ہوگئی ہو کیا. وہاں اتنے خطرے میں, میں تمہیں کیسے لے جا سکتا ہوں. "

.سیاہل نے سرد لہجے میں کہتے سختی سے انکار کیا تھا

سیاہل پلیز مجھے وہاں جانا ہے۔ میں وہاں قید اُن عورتوں کو آزادی دلانا چاہتی" ہوں۔ جن کا دکھ دل میں لیے میری ماں اِس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ پلیز مجھے " .جانا ہے۔ میں اُن ظالموں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں

خانی بھیگا چہرا لیے سیاہل کے سامنے گر گرائی تھی۔ جس پر نا چاہتے ہوئے بھی .سیاہل اُسے ساتھ لے جانے پر راضی ہو گیا تھا

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

شہرام اور میران ایک ساتھ ہی اُن کے ڈیرے پر پہنچے تھے. شہرام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے باپ اور دادا کی اتنی گھٹیا حرکت پر کیا کر ڈالے.

لیکن اُس سے زیادہ دھچکا اُنہیں تب لگا تھا. جب اُن کے پہنچتے ہی یہ جانتے بوجھتے کہ سامنے اُن لوگوں کے اپنے بیٹے موجود ہیں. ارشد بلوچ کے کہنے پر اُن کے آدمیوں نے اُن سب پر فائر کھول دیئے تھے.

" شہرام میں سنبھال لوں گا اِنہیں تم خدا بخش کو لے کر حویلی کے خفیہ راستے سے اندر جاؤ. سیاہل بھی بس ابھی پہنچنے والا ہے. ہم جلدی سے اِن لوگوں سے نبٹ کر وہاں آتے ہیں."

میران نے خدابخش کو بلا کر شہرام کو حویلی جانے کا کہا تھا. جہاں اُن لوگوں نے نگار کو رکھا ہوا تھا.

" میران سائیں ہمیں گمراہ کرنے کے لیے غلط معلومات دی گئی ہے. نگار بی بی جی کو حویلی میں نہیں بلکہ ڈیرے پر ہی رکھا گیا ہے.

سردار سائیں بھی ابھی پہنچنے والے ہیں. اُن کا حکم ہے کہ میران سائیں آپ حویلی کے خفیہ راستے سے جا کر بیسمنٹ میں قید تمام عورتوں کو وہاں سے باہر نکالیں. ذوالفقار نے سب کے سامنے یہ دیکھانے کے لیے کہ سردار سائیں نے اُن پر حملہ کر دیا ہے. وہ میڈیا اور پولیس کو اطلاع کر چکا ہے. اِس لیے سردار سائیں چاہتے ہیں. اُن میں سے کسی کے بھی پہنچنے سے پہلے اُن عورتوں کو وہاں سے نکال لیا جائے. "

اُن کے پاس سوچنے کا زیادہ ٹائم نہیں تھا. اِس لیے خدا بخش کی بات پر فوراً ایکشن میں آتے میران دوسری جانب بڑھ گیا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" خانی جب تک میں نہیں کہوں گا. تم اِس گاڑی سے باہر نہیں نکلو گی. خدا بخش کے علاوہ مجھے کسی پر بھروسہ نہیں ہے. اُسے میں نے بول دیا ہے وہ بس آ رہا ہے. وہ یہاں باہر تمہاری حفاظت کے لیے موجود رہے گا. "

سیاہل خانی کے مجبور کرنے پر خانی کو لے تو آیا تھا. مگر مسلسل چلتی گولیوں کی بوچھاڑ پر اُسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا.

خانی بھیگی آنکھوں میں بے بسی لیے سیاہل کو خطرے میں جاتا دیکھنے لگی تھی. اِس وقت اُسے اپنے دادا اور تایا سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی.

کیوں تھے وہ اتنے ظالم آخر رکھا کیا تھا. اِن دشمنیوں میں. دوسروں کو تکلیف پہنچا کر اُنہیں کس بات کا مزہ ملتا تھا.

مگر ہر بار کی طرح خانی آج بھی یہ سب سوچ کر رہ گئی تھی. نہ ہی کبھی وہ اُن لوگوں سے یہ پوچھ پائی تھی. اور نہ کبھی وہ اُس کی کوئی بات سمجھنے والے تھے.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

سیاہل شہرام اور اپنے باقی تمام لوگوں کو وہاں پہنچ جانے کے بارے میں الرٹ کرتا بہت ہی میران کے خاص آدمی فیروز کی مدد سے پچھلے دروازے سے ڈیرے کے اندر داخل ہوا تھا.

" سائیں اُس کمرے میں رکھا گیا ہے بی بی جی کو. مگر اُس کے باہر پہرے کے لیے خاص طور پر اسد بلوچ کو بیٹھایا گیا ہے. "

فیروز کچھ فاصلے پر بنے کمرے کی جانب اشارہ کرتے بولا. جس کے آگے بڑی سی راہداری بنائی گئی تھی.

" تم یہی رکو گے. میں اسد کو سنبھالتا ہوں. میرے اشارے پر تم پیچھے سے نگار کو نکال کر لے جانا. "

سیاہل جانتا تھا کہ اسد کا مقابلہ کرنا فیروز کی بس کی بات نہیں تھی. اِس لیے وہ اُسے ہدایت دیتا آگے بڑھا تھا.

سیاہل نے سب سے پہلے کمرے کے گرد گن اُٹھائے کھڑے تینوں پہرا داروں کا کام تمام کیا تھا. اُن کو ٹھکانے لگاتے وہ اسد کی جانب بڑھا تھا.

اسد اپنے آدمیوں کو ہدایت دیتا فون پر مصروف سا جیسے ہی پلٹا اپنے عین پیچھے سیاہل خان کو کھڑا دیکھ اُس کی آنکھیں باہر کو اُبل پڑی تھیں.

" تم... تم یہاں کیسے پہنچے. "

اسد بلوچ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گرا تھا. اُس نے نہایت پھرتی کا مظاہر کرتے دوسرے ہاتھ میں پکڑی اپنی گن سیاہل خان پر تانی چاہی تھی. مگر ایسا کوئی موقع نہ دیتے سیاہل اُس کے دونوں بازو جکڑتے اُس کی کمر پر باندھ گیا تھا.

سیاہل کے اشارے پر فیروز جلدی سے آگے بڑھتا ایک کونے میں ڈری سہمی نگار کو لیے وہاں سے نکل گیا تھا.

تب تک سیاہل اسد کی بہت زیادہ مزاحمت کے باوجود اُسے پوری طرح رسیوں سے باندھ کر گھسیٹتے ہوئے اُسی کمرے میں لے گیا تھا. جہاں انہوں نے نگار کو قید کر رکھا تھا.

تمہیں مار کر میں کیا کروں گا. جسے اُس کے تایا اور دادا صرف ایک مہرے کی " طرح استعمال کر رہے ہیں. مطلب نکلنے پر اُنہوں نے تمہارے ساتھ بھی وہی " . کرنا ہے. جو اُنہوں نے میران کے ساتھ کیا ہے

سیاہل اُسے ایک کونے میں پھینکتے روم لاک کرتے باہر نکل گیا تھا. منہ پر پٹی بندھی ہونے کی وجہ سے اسد چیخ چلا کر کسی کو اپنی جانب بلا بھی نہیں سکتا تھا.

نگار کی جانب سے مطمئن ہوتے سیاہل ارشد اور ذوالفقار کی جانب بڑھ گیا تھا. دوسری جانب سے شہرام بھی نگار کے ٹھیک ہونے کی خبر پر اُن لوگوں پر آخری وار کرتا اندر داخل ہوا تھا.

جبکہ بڑے سکون سے بیٹھے ذوالفقار ایک طرف سے سیاہل کو جبکہ دوسری جانب سے شہرام کو اندر داخل ہوتا دیکھ بوکھلا سے گئے تھے. اُس کو اتنی جلدی اُن لوگوں کے اتنے قریب پہنچ جانے کی اُمید بالکل بھی نہیں تھی.

" کیا ہوا ذوالفقار خوشی نہیں ہوئی مجھے یہاں دیکھ کر. تم تو یہی چاہتے تھے نا. کہ میں خود چل کر تمہارے پاس آؤں. "

سیاہل ذوالفقار کے ہوائیاں اُڑاتے چہرے کی جانب دیکھتے آنکھوں میں نفرت بھرے زہر خند انداز سے مسکرایا تھا.

جس سیاہل خان کو وہ اپنے سامنے روتا گر گراتا دیکھنا چاہتے تھے. وہ آج بھی کسی فاتح کی طرح اپنے پورے غرور سے اُن کے سامنے کھڑا تھا.

اُسے اِس طرح سامنے دیکھ اُنہیں اپنی موت قریب آتی دیکھائی دے رہی تھی. مگر کہیں نہ کہیں اُنہیں ارشد بلوچ کی جانب سے اُمید تھی. جو اُنہیں ایک بہت خوشی کی خبر کا کہتے عجلت میں باہر نکلے تھے.

"تم اور تمہارے باپ دادا نہ پہلے میرا کچھ بگاڑ پائے ہیں نہ ہی اب کچھ کر پاؤ گے."

ذوالفقار بلوچ سیاہل خان کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہوتا اُس کے اندر کے بھڑکتے غصے اور نفرت کو مزید ہوا دے گیا تھا.

جس پر کسی قسم کا ضبط نہ کر پاتے سیاہل اُن پر گن تان چکا تھا.

" رُک جاؤ سیاہل خان۔ گولی چلانے سے پہلے ایک نظر پلٹ کر دیکھ لو۔ ایسے نہ ہو بعد میں تمہارے پاس پچھتانے کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ "

سیاہل جو ٹریگر دبانے ہی والا تھا۔ ارشد بلوچ کی آواز پر پلٹا تھا۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ سیاہل کو لگا تھا کسی نوکیلا خنجر عین اُس کے دل کے مقام پر پیوست کر دیا ہوں۔

ارشد خانی کے سر پر گن رکھے اُسے اپنی ڈھال بنائے کھڑے تھے۔

" گن پھینک دو تم دونوں۔ ورنہ اِس لڑکی کی کھوپڑی اُڑانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگے گا مجھے۔ "

ارشد کی دھمکی پر سیاہل نے نفی میں سر ہلاتے گن زمین پر پھنیک دی تھی.

خانی مسلسل نفی میں سر ہلاتے اُسے ایسا کرنے سے منع کرتی رہی تھی. وہ جانتی " تھی اُس کے یہ نام نہاد رشتے اُس کے شوہر کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے.

سیاہل کا دل چاہا تھا سب سے پہلے اِس گن سے اپنی کھونپڑی اُڑا دے جو خانی کی ضد پر اُسے اِس جگہ لانے کی غلطی کر بیٹھا تھا. مگر اب وہ مزید کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا. اِس لیے اُس نے خانی پر نظریں ٹکائے شہرام کو بھی گن نیچے پھینکنے کا اشارہ کیا تھا.

نہیں پلیز.... شہرام ایسا مت کرو. یہ لوگ سیاہل کو مار دیں گے. پلیز مت " کرو. "

خانی شہرام کو بھی گن نیچے پھینکتے دیکھ بُری طرح روتے اُس کے آگے گڑگڑائی تھی. اُس کی ضد کی وجہ سے سیاہل خطرے میں آگیا تھا.

شہرام بلوچ ایک طرف خاموشی سے کھڑا افسوس بھری نظروں سے اپنے باپ اور دادا کی پستی کی انتہا پر دیکھتا گن نیچے پھینک گیا تھا.

" میں نے کہا تھا سیاہل خان مجھے ختم کرنا تمہارے بس کی بات نہیں. "

ذوالفقار بلوچ نے سیاہل خان کو منجمند دیکھ زوردار قہقہہ لگایا تھا. جس کا سیاہل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا. اُس کی نظریں تو خانی کی کنپٹی پر موجود گن پر تھی.

"بالکل سہی کہا سیاہل خان ختم نہیں کر سکتا آپ کو. کیونکہ آپ جس حد تک گر چکے ہیں. وہ سیاہل خان کا لیول بالکل نہیں ہے. "

شہرام نے زہر خند لہجے میں کہتے اپنے دادا کی جانب دیکھا تھا. جن کے کارنامے اُن کی سوچ سے بڑھ کر گھٹیا اور پنچ تھے.

"شہرام تمہیں بھی بہت جلد اِس غداری کا بدلہ مل جائے گا. جو تم اِس گھٹیا شخص کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کرتے رہے ہو. "

ارشد جواب میں شہرام پر دھاڑا تھا.

" تمہاری مجھ دشمنی ہے خانی سے نہیں. اُسے کچھ نہیں ہونا چاہیئے. جتنی گولیاں مار کر تمہارا بدلہ پورا ہوتا ہے. میرے سینے پر اُتار دو. لیکن اگر میری بیوی کو زرا سی بھی تکلیف پہنچی تو اپنا انجام سوچ لینا. "

سیاہل خان کی نظریں خانی پر ہی تھیں. مگر اُس کی آواز کا سرد پن ارشد کے دل میں ایک سنسنی سی دوڑا گیا تھا.

لیکن وہ اتنا اچھا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے تھے. اِس لیے اُنہوں نے گن کا رُخ سیاہل کی جانب موڑا تھا.

"....نہیں پلیز...... سیاہل روکیں اِنہیں... میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر "

خانی کارو رو کر بے حال ہوتی بُری طرح چیخی تھی. اِس وقت دونوں ہی اپنی محبت اپنا عشق بچانے کے لیے جان کی بازی تک لگانے پر تیار تھے. جب اچانک آتی گولی کی آواز پر خانی کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں. ایک کے بعد لگاتار تین گولیوں کی آوازیں آئی تھیں. اُس میں سیاہل کی جانب دیکھنے کی ہمت نہیں تھی. اتنا بڑا صدمہ برداشت نہ کرتے اُس کے حواس اُس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے. اور اُس کی گردن ایک جانب لڑھک گئی تھی.

ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے خانی یہ نہیں دیکھ پائی تھی کہ گولیاں سیاہل پر نہیں بلکہ ارشد بلوچ پر چلائی گئی تھیں.

ارشد کے گولی چلانے سے پہلے ہی میران نے عین وقت پر پہنچتے سیاہل خان کو بچانے کی خاطر اپنے تایا پر حملہ کر دیا تھا.

سیاہل نے جلدی سے آگے بڑھتے خانی کے بے ہوش وجود کو نہایت نرمی اور احتیاط سے اپنی بانہوں میں بھر لیا تھا.

ذوالفقار بلوچ نے وہاں سے بھاگنا چاہا تھا. مگر سیاہل نے جلدی سے جھک کر ارشد بلوچ کی گن اُٹھاتے میگزین کی ساری گولیاں اُن کے وجود میں اُتار دی تھیں.

شہرام نے نمکین پانیوں سے بھری آنکھیں سختی سے میچتے رُخ موڑ لیا تھا. کچھ ایسا ہی حال میران بلوچ کا بھی تا. جیسے بھی تھے. جتنا غلط بھی اُن کے ساتھ کر چکے تھے. مگر خون کا رشتہ تھا اُن کا. اپنا خون اِس طرح آنکھوں کے سامنے بہتے دیکھنا بہت اذیت ناک تھا.

مگر یہ دشمنی اور خونی کھیل ایسے ہی ختم ہو سکتے تھے. اُنہیں نے اپنے بڑوں کو سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی. وہ لوگ اِس بے جا کی دشمنی سے تنگ آ چکے تھے. لیکن اُن کے بڑے اُن کی بات سمجھنے کے بجائے. اُلٹا اُنہیں کا قتل کرنے کے در پے ہو گئے تھے. شاید اُن کی قسمت میں ایسا انجام ہی لکھا تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" سیاہل..... نہیں نہیں.... سیاہل کو کچھ نہیں ہو سکتا. "

خانی نیند میں ڈرتے ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی.

فون پر بات کرتا سیاہل فوراً اُس کے قریب آیا تھا.

" خانی میری جان کچھ نہیں ہوا مجھے. دیکھو میں بالکل سہی سلامت کھڑا ہوں تمہارے سامنے."

سیاہل خانی کے قریب آتے اُس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامتے اُسے اپنی موجودگی کا یقین دلاتے بولا تھا.

سیاہل کو بالکل ٹھیک اپنے سامنے دیکھ خانی کی ویران آنکھوں میں زندگی کی رمق جاگی تھی. اُس نے کپکپاتی اُنگلیوں سے سیاہل کا چہرا چھوتے اپنے دل کی تسلی کرنی چاہی تھی.

" وہ گولی کس کو لگی تھی. "

خانی کی بھیگی آنکھوں میں سوال اُبھرا تھا۔ سیاہل خانی کی تکلیف محسوس کرتے
اُسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا گیا تھا.

اور وہاں ہوا سارا واقع سنا گیا تھا۔ جسے سنتے خانی کافی دیر روتی رہی تھی۔ کاش کہ وہ
لوگ وقت رہتے سمجھ جاتے اور یہ سب نہ ہوتا.

لیکن جب انسان بُرائی کی دلدل میں گر جاتا ہے۔ تو اُس کے لیے واپسی کا راستہ
تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اُن لوگوں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا.

اگر انسان دوسروں کے بارے میں گڑھا کھودتے زرا سا بھی اِس بات کا اندازہ لگا لے کہ وہ خود بھی اُس میں گر سکتا ہے تو وہ زندگی میں کبھی ایسا کرنے کے بارے میں نہ سوچے.

پولیس اور میڈیا کے آنے سے پہلے ہی وہ لوگ سارے ثبوت ختم کرتے وہاں سے نکل آئے تھے. پولیس والوں کی پوچھ گچھ جاری تھی. مگر ابھی تک کسی قسم کا ثبوت نہ مل پایا تھا. اور شاید نہ ہی کبھی مل پانا تھا.

جمشید بلوچ مزید یہ دشمنی نہیں رکھنا چاہتے تھے. اِس لیے اُنہوں نے اسد کو کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا تھا. اسد نے اپنے بیان میں صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ اُسے باندھنے والے شخص کا چہرا وہ نہیں دیکھ پایا. اور نہ ہی باہر ہونے والے واقع کا اُسے کچھ علم ہے.

"خانی میری جان بس کرو. جو گزر گیا اُسے بھیانک خواب سمجھ کر بھول جاؤ.
اب مجھے تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی نظر نہیں آنا چاہیے. "

خانی کو پورے پانچ گھنٹوں بعد ہوش آیا تھا. اب اُس کو رو رو کر ہلکان ہوتا دیکھ سیاہل کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا. اِس لیے آخر میں قدرے سختی سے بولا تھا.

جس پر خانی نے اُس کے سینے سے سر اُٹھاتے خفگی بھری نظروں سے اُسے گھورا تھا.

"آپ تو مجھ سے بات ہی مت کریں. آپ کی ہمت کیسے ہوئی وہ سب کرنے کی."

سیاہل کا گن کے سامنے کھڑے ہونے والا منظر یاد آتے خانی کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھیں.

وہ سیاہل کے سینے پر ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اُسے دور کرتے غصے سے بولی.

" .اگر وہ نہ کرتا تو یہ کیسے جان پاتا کہ کوئی دیوانوں کی طرح چاہتا ہے مجھے "

سیاہل اُس کی کوشش ناکام بناتے واپس اپنے سینے سے لگاتے اُس کے ماتھے پر لبو کا لمس چھوڑ گیا تھا.

جس پر خانی بھی مسکراتی آسودگی سے اُس کے سینے میں آسمائی تھی. یہ اُس کی محفوظ پناہ گاہ تھی. جس کے بغیر ایک پل بھی رہنا اُس کے لیے ناممکن تھا.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

میران نے حویلی میں قید تمام عورتوں کو اُن کے گھر والوں تک پہنچادیا تھا. بلوچ حویلی کا ماحول بالکل بدل چکا تھا. اب وہاں ظلم و ستم کا بالکل خاتمہ ہونے کے ساتھ ہر طرف خوشیاں اور محبتیں پھیل چکی تھیں.

جمشید بلوچ جو ماحول شروع سے اِس حویلی میں رائج کرنا چاہتے تھے اب سب ویسا ہی ہو چکا تھا. شہرام نگار کو سب کے سامنے اپنی بیوی کے طور پر متعارف کرواتے حویلی میں پوری عزت اور مان کے ساتھ لے جا چکا تھا. بشرا بیگم پہلے جوان بیٹے اور اب شوہر کی لاش دیکھ اپنا ذہنی توازن بالکل کھو چکی تھی.

دونوں خاندانوں کے درمیان دشمنی بالکل ختم ہو چکی تھی. جمشید بلوچ نے دوستی اور رشتے داری کی شروعات رکھتے احمر کے لیے عینا کا رشتہ سیاہل سے مانگا تھا. جس کا سیاہل نے عینا کی رضامندی جان کر مثبت جواب دے دیا تھا.

شہزاد اپنے کیے پر نادم تھا. اُس نے سیاہل سے معافی مانگتے اُس کی ہر سزا ماننے کی بات کی تھی. جس پر سیاہل نے اُس خانی کے پاس مدد کے لیے آئی عورت کی بیٹی سے نکاح کرنے کا حکم دیا تھا. جسے شہزاد بہت زیادہ بدنام کر چکا تھا. اُس عورت کے بیٹے کو سیاہل بہت پہلے ہی بازیاب کروا چکا تھا.

شہزاد نے سیاہل کا فیصلہ دلوں جان سے مانتے اُس لڑکی کو قبیلے کے سامنے پوری عزت اور مان بخشتے اپنا لیا تھا.

خانی توتانیہ بیگم کو معاف کر چکی تھی. مگر سیاہل اُن کا دھو کا معاف کرنے کے لیے اتنی جلدی اپنے دل کو منا نہیں پایا تھا.

خانی سیاہل اور میران کی دوستی پر بے پناہ خوش تھی. اُسے لگا تھا. اُس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو گئی ہو.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

" میران سائیں آپ بھی نا. چیز سامنے پڑی ہوتی ہے. اور آپ کو نظر ہی نہیں آتی. بارات نکلنے والی ہے اور آپ ابھی تیار ہی نہیں ہوئے. "

شہرین اپنا کام نیچے ادھورا چھوڑتی بار بار میران کے بلاوے پر جھنجھلائی سی اپنا لہنگا سنبھالتی اندر داخل ہوئی تھی.

جب اچانک اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ گھبرا کر پلٹی تھی. دروازے کے پاس میران کو سینے پر ہاتھ باندھے بالکل تیار دیکھ شہرین اُس کی شرارت سمجھتی اُسے غصے سے گھورنے لگی تھی.

" یہ بھی کوئی وقت ہے. یہ سب کرنے کا. ہٹیں آگے سے مجھے جانے دیں باہر. "

شہرین اُس کی آنکھوں کی گستاخیاں نظر انداز کرتے آگے بڑھی تھی.

" .پیار کرنے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے بھلا "

.دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی میران اُسے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا

" ...میران پلیز "

شہرین نے اُس کے جذبات پر بندھ باندھنا چاہا تھا. مگر ہر بار کی طرح اِس بار بھی میران بلوچ کی شدتیں اُسے بے بس کر گئی تھیں.

شہرین میران کے ساتھ بہت ہی خوشگوار زندگی بسر کر رہی تھی. میران نے اپنے کہے کے مطابق شہرین پر اپنی محبتوں کی اِس قدر بارش کر دی تھی کہ شہرین خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت ترین لڑکی تصور کرنے لگی تھی.

¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤¤

خانی ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے لیے سمن کی جانب بڑھ رہی تھی. جب ڈائننگ روم سے گزرتے سیاہل نجانے کہاں سے نکل کر اُس کے سامنے آیا تھا.

"سیاہل آپ یہاں..... چھوڑیں میرا ہاتھ. حویلی مہمانوں سے بھری پڑی ہے. کسی نے دیکھ لیا تو."

خانی اچانک ہونے والے حملے پر بوکھلائی تھی.

" تو دیکھ لیں. میری حویلی اور میری بیوی ہے. میں جو مرضی کروں. کسی کو کیا پرابلم ہے. کوئی روک کے تو دیکھائے. "

سیاہل خانی کو گجرے پہناتے اُس کے سہانے روپ کو آنکھوں میں بساتے شوخی سے بولا.

" سردار سائیں میں نے گجرے پہنے ہوئے ہیں. "

خانی نے اپنی مسکراہٹ دباتے سیاہل کے سامنے گجروں سے سجی کلائیاں کی تھیں.

" تو کیا ہوا میری طرف سے تین چار اور پہن لو. "

سیاہل اُس کی کلائیاں اپنے ہاتھوں میں جکڑتے باری باری اُن پر ہونٹ رکھتے لاپرواہی سے بولا.

اِس سے پہلے کہ سیاہل خان مزید پیشِ رفت کرتا کسی کے گلا کھنکھارنے پر دونوں چونک کر سیدھے ہوئے تھے.

" ہم نے کچھ نہیں دیکھا. "

دروازے پر آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی بی بی سائیں اور حسنہ بیگم کو دیکھ جہاں خانی شرم سے پانی پانی ہوئی تھی. وہیں سیاہل کا زوردار قہقہہ گونجا تھا.

ہم تو صرف یہ بتانے آئی تھیں. کہ باہر بارات آچکی ہے. اور ہاں خانی بیٹا "
".میرے کان جلد از وہ خوشخبری سننا چاہتے ہیں

بی بی سائیں جاتے جاتے پلٹی تھیں. اور معنی خیز بات کرتے پیار بھری نظروں
.سے اُن دونوں کی جانب دیکھتے واپس پلٹ گئی تھیں

" .یہ کس خوشخبری کی بات کر رہی تھیں "

.سیاہل کچھ کچھ سمجھ تو گیا تھا. مگر پھر بھی خانی سے کنفرم کرنا چاہا تھا

ہماری اپنی بات ہے. آپ کو کیوں بتاؤں. اور دور رہیں مجھ سے کبھی بھی "
" .کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں

خانی اپنا لہو رنگ چہرا سیاہل سے چھپاتی دور ہوئی تھی.

" مجھے بتائے بغیر بھلا کیسے آئے گی یہ خوشخبری. "

سیاہل خانی کو دور کھسکتا دیکھ واپس اپنی جانب کھینچ چکا تھا.

وہ دونوں ہی اپنے عشق کی وفائیں ثابت کرتے اپنا سب کچھ ایک دوسرے کے نام کرتے ہمیشہ کے لیے ایک ہو چکے تھے. بہت سے طوفان اُن کی زندگیوں میں آکر گزر گئے تھے. لیکن اُن کی سچی محبت کی مضبوط بنیاد کو ہلا نہیں پائے تھے. وہ دونوں آگے بھی زندگی میں آنے والی ہر مشکل کا ایسے ہی ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لیے ایک دوسرا کا ہاتھ تھامے بالکل تیار تھے.

THE END